سلسلہ اشاعت العلوم نمبر (۶۵)

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

الحمد للہ والمنۃ کہ جزو اوّل تفسیر

رُوح الایمان فی تشریح آیاتِ القرآن

جسکے صلہ میں پیشگاہ اعلیحضرت قدر قدرت بندگان عالی حضرت غفران مکان نظام الملک آصف جاہ بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سے نقد پانچسو روپیہ عطا ہوئے تھے

مؤلفہٗ

مولوی محمد فتح الدین صاحب ازبر خوشابی ابن حکیم غلام محمد صاحب مرحوم حنفی و قادری مولوی فاضل و منشی فاضل
صاحب کتاب العطایا و کتاب المیراث و نقشہ انوار الفرائض

حسب الحکم

حقائق آگاہ معارف دستگاہ عارف باللہ مولٰنا مولوی حافظ حاجی محمد انوار اللہ خاں نواب فضیلت جنگ بہادر
معین المہام امور مذہبی و صدر الصدور صوبجات دکن و میر مجلس اشاعت العلوم

باہتمام

جناب مولوی حافظ محمد ولی الدین صاحب فاروقی مہتمم مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن

مطبع اختر دکن واقع افضل گنج حیدرآباد دکن میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَاِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَظَبَ عَلَیْہِ فَیَکُوْنُ وَاجِبًا لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاتَّبِعُوْہُ وَمُسْتَحَبٌّ قَبْلَ الْقِرَاءَۃِ عِنْدَ الْاَکْثَرِیْنَ

فضیلت تعوذ

تلاوت کلام اللہ اور اس سے ظاہری لمصاحب حاصل کرنے کے لئے جسطرح جسمانی طہارت اور صفائی مکان ضروری ہے۔ اسی طرح اس سے باطنی تقرب پیدا کرنے اور اسکے تحفظ کے لئے روحانی نزہت اور انجلائے قلب کی ضرورت ہے لقولہ تعالیٰ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ ،، پس جس طرح صاف پانی بدن انسان کو نا ملایم میل کچیل سے پاک صاف کر دیتا ہے اسیطرح کلمۂ استعاذہ مزکی قلب و مطہر لسان ہے لغو اور خرافات جو منہ سے نکلکر زبان اور قواے روحانیہ کو نجس اور پلید کر دیتی ہین ان کلمات کے پڑھنے سے انہین طہارت کاملہ حاصل ہو جاتی ہے۔ گویا عبادت کے لئے استعاذہ روحانی وضو ہے پس کسی عبادت کے ارادے پر جب کوئی شخص تعوذ شروع کرتا ہے تو گویا تزکیۂ قلب اور صفائی باطن کے لئے جناب اقدس مین وہ یہ عرض کرتا ہے

اسے خداوندِ عالم تیری عالم الغیب ذات پر ہرایک خفی وجلی آواز کی سماعت اور ہرایک پوشیدہ وظاہر امر کی پوری کیفیت نہایت واضح اور ظاہر ہے شیطانی وساوس کو تو بخوبی سن سکتا ہے۔ اور اسکی غرض سے بھی تو پورا واقف ہے۔ تیری عام قدرت اسکے تسلط و تصرف کو بڑی سہولت اور نہایت ہی آسانی کے ساتھ رفع کرسکتی ہے اے میرے پروردگار شیطانی خطرات اور نفسانی وسوسون سے مجھے محفوظ فرما۔ کہ مین اس عبادت کو خلوص نیت سے ادا کرسکون۔ وَاِنْ لَمْ تَرْحَمْنِيْ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔

تحقیق ماہیّت تعوذ نوع انسان کے افراد جس طرح شخصی تشخصات مین ایک دوسرے سے متمیز و منفرد ہین۔ اسی طرح طبعی میلان۔ سوچ۔ سمجھ اور عقلی قوت مین بھی باہم متفاوت ہین جس سے عام راے نتائج نظریہ مین مختلف رہتی ہے اور ایک شخص کا خیال دوسرے سے نہین ملتا۔ اور اگرچہ ہرایک شخص کسی شاہد یا عقلی دلائل سے اپنی رائے کی صداقت پر یقین رکھتا ہے۔ لیکن تاہم مخالف مقابل کے متضاد خیالات اور ناقص دلائل اسے مشکوک اور ظنی ضرور کردیتے ہین۔ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی شخص اپنے خیالات کے مقابلہ مین دوسرون کی راے کو غلط قراردے اور اپنی ہٹ دھرمی سے اسکی طرف توجہ نہ کرے پس جب انسانی افراد کی راے اپنے نوعی کمالات اور ان نتائج فکریہ مین (جن پر انسانی عقول پہونچ سکتے ہین) ایک دوسرے سے نہین ملتی۔ اور کوئی شخص اپنے نتائج فکریہ کی حتمی صداقت پر یقین نہین کرسکتا تو کیا امور غائبہ اور ان ماہیات کی حقیقت پر عوام الناس بذاتہٖ مطلع ہوسکتے ہین، جنکے علل اور

مواد کے حدود وعقول متوسطہ کی پہونچ سے بھی باہر ہین؟ نہین ہرگز نہین۔ تعالیٰ "وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا" بلکہ ایسے امور کا انکشاف اس قادر مطلق عالم الغیب کی محض عنایت اور اُسکے فضل وکرم کی اعانت پر موقوف ہے۔ (وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ)

چونکہ انسان اپنی زندگی بسر کرنے مین بالطبع غیر کا محتاج ہے اور اوپر کی تقریر سے ظاہر ہوچکا ہے کہ وہ کسی امر کے انجام۔ اُسکے بھلے بُرے نتائج اخذ وترک کے فوائد پر کماہی مطلع نہین ہوسکتا تو ہم کہہ سکتے ہین کہ "انسان اپنی ضروریات معیشت مین عنایت ایزدی کا محتاج اور اسکے احسان کا دست نگر ہے۔ اور اسکے مدارج کی ترقی غیبی تائید کے بغیر نہین ہوسکتی۔

پس جب انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ اپنے روحانی اور جسمانی منافع کی تحصیل۔ دفع مضار رد موانعات مین بالکل عاجز اور بے بس ہے۔ اور یقین کرلیتا ہے کہ وہ اپنے دینی دنیوی مصالح کی رعایت اور اُن کی حفاظت بذاتہ پورے طور پر نہین کرسکتا اور اس عالم الغیب کی علیم ذات ہر ایک شے اور اس کی حقیقت پر حاوی اور پورے پورے طور پر واقف ہے وہ جواد مطلق ہے۔ حسد۔ بخل وغیرہ اخلاق رذیلہ وخصائل خسیسہ سے منزہ وبرتر ہے وہ خیر محض ہے۔ اسکی عمیم الاحسان رحمت کے سوائے کوئی شخص اس کی حاجت براری نہین کرسکتا۔ تنہا بذات خود بدون امداد ومشورت غیر مدبر عالم ہے۔ زمین وآسمان اور جو کچھ ان مین ہے۔ ہر ایک کا وجود اُن کی تربیت حیات۔ بقاء۔ باہمی ارتباط اور تمام نظم ونسق اسی کی قدرت سے وابستہ ہے

تو اس علم سے اسکے دل مین ایک حالت پیدا ہوئی ہے جسے انکسار اور تواضع
کہتے ہین۔ اور تضرع الی اللہ وخضوع سے بھی تعبیر کرتے ہین۔ پھر اس حالت
سے دو صفتین پیدا ہوتی ہین۔ ایک عارف کے دل مین جس سے وہ اپنے حقیقی
مالک کی طرف نہایت خلوص سے متوجہ ہوتا ہے اس اُمید سے کہ اس کی عنایت
اپنے سایۂ عاطفت مین لیکر غموم توہمات اور ہموم ترددات سے اسکو نجات دے گی
اور دوسری صفت اس کی زبان پر پیدا ہوتی ہے جس سے وہ اپنے خیالات
اور اپنی آرزون کو ظاہر کرتا ہے پس اسی طلب کا نام استعاذہ ہے۔ اس
تقریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ استعاذہ کے تقرر اور تحقیق کے لئے عزت ربوبیت
اور ذلت عبودیت کی معرفت رکن اعظم ہے۔

گویا عاجز بندہ اپنے قادر مختار حقیقی مالک سے عرض کرتا ہے۔ مین سچے دل
اور خلوص نیت سے اقرار کرتا ہون کہ تیری ذات۔ حیؔ [1]۔ علیمؔ [2]۔ قدیرؔ [3]۔ مریدؔ [4]۔ کلیمؔ [5]
سمیعؔ [6] وبصیرؔ [7] ہے۔ کوئی شئے تیرے علم سے اور تیری قدرت سے باہر نہین۔
ہر ایک چھپی بات اور پوشیدہ سر تجھ پر واضح وظاہر ہے میری عاجزی وبیکسی پر
رحم فرما۔ میری روحانی وجسمانی تربیت جس قوت یا عقل کے سپرد کی گئی ہے وہ
خود غضب شہوت۔ حرص وحسد وغیرہ قواے واہمہ وخیالیہ کے تسلط اور انکی
دباؤ سے اس قدر پریشان ومتحیر ہے کہ کسی امر پر اسکی رائے قایم نہین رہتی
شیطانی وساوس اور نفسانی خطرات سے دم بھر فرصت نہین۔ اگر تیری خاص عنایت
ہر وقت میرا ساتھ نہ دے تو اس خونخوار دشت اور بے پایان وکنار وادی
سے نجات پانا میری ہمت کے احاطۂ اِمکان سے خارج ہے اور درگاہِ

ربُ العزۃ سے اسطرح اطمینان وتسلی دیجارہی ہے۔ کہ اے میرے صلوق بندے ہم تجھے بشارت دیتے ہین کہ میری رحمت عام اور نہایت وسیع ہے جب بندہ۔ (خواہ کوئی ہو اور کیسا ہی ہو) سچے دل اور خلوص نیت سے میری طرف جھکتا ہے اور عالم یاس مین بے بس ہوکر مجھے پکارتا ہے اور تنہا مجھ ہی سے مدد واستعانت طلب کرتا ہے تو مین اسکے تمامی کاروبار کا اور ہر ایک امر کا متکفل ہوجاتا ہون۔ "وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلاً" دنیا مین اس کے لئے غلبہ ونصرت۔ عزت وآبرو ہے اور آخرت مین نعیم جنت اور وہ شے ہے جسکو وہ پسند رکھتا ہے۔ "وَلَدَیْنَا مَزِیْد" ہم نے اپنے بندون کے لئے ایک قانونِ عمل تجویز کیا ہے جو ان کی روحانی۔ جسمانی تکمیل اور نفسانی اصلاح وترقی مدارج انسانیہ کے لئے کامل دستور العمل ہے جو فی الحقیقت صِرَاطِ مُسْتَقِیم ہے فرمان بردار بارعب وداب محافظ اسکی نگہبانی کے لئے معین ہین جو کسی وقت غفلت نہین کرتے پس اس سیدہی سڑک پر چلنے والے بے خوف اور بلاروک ٹوک اپنی منزل مقصود پر پہونچ سکتے ہین اس راہ پر چلنے اور راہزنون سے محفوظ رہنے کی لئے ہمنے ایک خاص علامت قایم کی ہے وہ کلمہ (اعوذ باللّٰہ مِنَ الشیطان الرجیم اور اعوذ باللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ مِنْ ھَمْزِہٖ وَنَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ) ہے ان کلمات مبارکہ کی تلاوت اور ذکر سے عازم طریقت مین ایک خاص اثر اور معہود نشان پیدا ہوجاتا ہے جس سے ہمارے مقرر کئے ہوئے ملائکہ اور فرشتے اُسے اپنی خاص حفاظت مین لے لیتے ہین اور وہ ہر ایک قسم کے تردد وتوہم اور شیطانی وساوس و نفسانی خطرات سے بالکل محفوظ ومصئون ہوجاتا ہے۔ وَاللّٰہ الموفق والیہ المرجع والمآب

سورۃ الفاتحۃ مکیۃ سبع آیات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام خدائے بخشایندہ مہربان
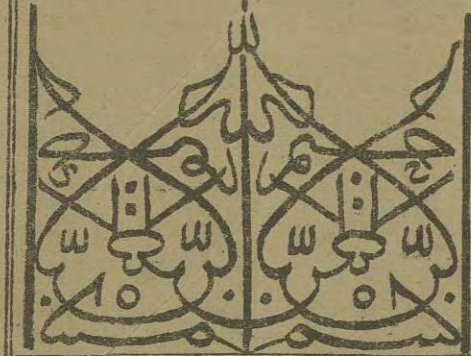
یہ سورہ فاتحہ ہے — شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے — مکہ میں اتری ہے سات آیتیں ہیں

بسم اللہ — بنام خدا۔ اللہ کے نام سے یا اللہ کا نام لیکر

اے مستعیناً باسم اللہ ابتدئ یا۔ اقرءھذا الکتاب مستعیناً

لہ سورۃ فاتحہ۔ اس صورت کے پچیس نام ہیں (۱)، فاتحۃ الکتاب (۲) فاتحۃ القرآن (۳)، ام الکتاب (۴)، ام القرآن (۵) قرآن العظیم (۶) سبع المثانی (۷)، الوافیہ (۸) الکنز (۹) الکافیہ (۱۰)، الاساس (۱۱) نور (۱۲) سورۃ الحمد (۱۳) سورۃ الشکر (۱۴) سورۃ الحمد الاولی (۱۵) سورۃ الحمد القصوی (۱۶) الراقیہ (۱۷) الشفا (۱۸) الشافیہ (۱۹) سورۃ الصلوۃ (۲۰) الصلوۃ (۲۱) سورۃ الدعا (۲۲) سورۃ السوال (۲۳) سورۃ التعلیم المسئلۃ (۲۴) سورۃ المناجات (۲۵) سورۃ التفویض (تفسیر اتقان سیوطی)

باسم اللہ یعنی خداوند عالم کے
اسم اللہ۔ ہی کی مدد اور استعانت
سے مین اس کتاب کو پڑہتا ہون۔
بسم (ب اسم) اِسم کا الف کثرتِ
استعمال سے حذف ہوا ہے اور اسکی
عوض عربی رسم الخط مین حرف ب
کو لمبا[1] لکھتے ہین۔ اس طرح بسم
یہ خصوصیت اسی کلمہ شریفہ ہی کی ہی
ب۔ بمعنی استعانت یا مصاحبت

[2] استعنت باللہ او مستعینا
بہ او متلبسا و متبرکا بہ
اسم۔ اُس لفظ کو کہتے ہین۔ جو اپنے
موضوعہ و معینہ معنی کے اظہار مین
کلمہ غیر کا محتاج نہو۔ اور اسمین کسی زمانہ
کا لگاؤ بھی نہ پایا جائے۔ اس جگہ اسم
سے اسم عینی مراد ہے یعنی وہ لفظ جو قائم
بذاتہ معنی پر دلالت کرتا ہے۔
لفظ اسم مشتق[3] ہے سمو بمعنی بلندی

[1] حرف با کو لمبا لکھتے ہین۔ نیشاپوری وغیرہ مفسرین نے لکہا ہے طولوا الباء من بسم اللہ اِمّا
لدلالتہ علیٰ ھمزۃ الوصل المحذوفۃ الخ ایسے ہی رسم قدیم مین۔ حرف سین کو دندانہ
دار لکھنے کی تاکید کی ہے۔ اسکے متعلق قاضی عیاض نے شفا مین ایک حدیث کو پیش کیا ہے۔

[2] اِذ فیہا ادب و تلمیحٌ الی اسقاط الحول واستفتاحٌ لبابِ الرحمۃ وجوابٌ
لقولہ علیہ السلام ولستُ بقاریٔ کما قال جبریل علیہ السلام فی جوابہ
مُستعینًا ای اقرء مستعینًا باسم اللہ و متبرکًا۔

[3] لفظ اسم کے مشتق ہونے مین جمہور علما کا اتفاق ہے البتہ ماخذ اشتقاق مین اختلاف ہے
بصری سُمُوٌّ کعُلُوٌّ تشدید کے ساتھ یا بدون تشدید بمعنی غلبہ و بلندی سے مشتق مانتے
ہین کیونکہ محاورہ عرب مین جب ایک شے دوسری شے پر غالب یا پورے طور پر ظاہر ہوجاتی
ہے تو اسے سما سموا سے تعبیر کرتے ہین۔ اس تقدیر پر اسم معتل اللام ناقص واوی ہے

وغلبہ یا سمۃ بمعنی داغ وعلامت سے۔ بتقدیر اول معتل اللام ناقص واوی ہے اور دوسری تقدیر پر معتل الفاء ہے

اللہ معبود برحق۔ علم ذاتِ واجب الوجود جامع جمیع صفات کمال۔

اللہ اسم عربی جامد۔ مرتجل غیر مشتق ہے (ک) اور کہتے ہیں یہ اسم مشتق ہے۔ اور اس میں تین قول ہیں۔ (۱) اصل میں۔

اِلٰہ بکسر ہمزہ بمعنی معبودٌ ہے الف ولام کے داخل ہونے سے مخصوص الاستعمال ہے (۲) اصل لاہ بمعنے پوشیدہ ومرتفع ہے۔ الف لام زاید

بقیہ صفحہ ۷۔ پھر اس میں دو قول ہیں (۱) اصل اسم اسم مضموم آلاخر ہے یا اسم مکسور الآخر ہے یعنی اسم در اصل سما یسمو۔ یا سمی یسمی کا بوزن ادع اسم یا بوزن ادم اِسم صیغہ امر ہے بعد ازان صیغہ امر حد افعال سے نکال کر اسم بنا لیا گیا ہے اور اس پر وجوہ اعراب جاری کئے گئے ہیں (قول دوم) اصل اسم سمو مثل حمو ہے بعد ازان واؤ کو حذف میم کو ترک سین کو ساکن کر کے اسکے اول الف وصل لایا گیا ہے جس سے اسم کا وزن افع ہے اور کوئی اسم کو سمۃ بمعنی داغ د علامت سے ماخوذ مانتے ہیں اسلئے کہ اسم اپنے مسمی کی ایک علامت ہے یقال۔ وسمہ یسمہ وسمًا وسِمۃً کواہ وجعل لہٗ علامۃ یعرف بہا اس تقدیر پر اسم معتل الفاء ہے کہ سمۃ در اصل وسم ہے مثل علۃ وزنۃ کہ اصل میں وعدٌ و وزنٌ ہیں لیکن چونکہ اسم کی جمع اسماء اور اسامی آتی ہے اور اسکی تصغیر سمیّ ہے لہذا جمہور علمائے مذہب اول کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور کوفیین کے مذہب پر لازم آتا ہے کہ اسم کی تصغیر وُسَیم اور اسکی جمع اوسام آتی لیکن کوئی ایسی امثلہ کو قلت پر محمول کرتے ہیں۔ اس تقدیر پر اسم کا وزن اعل ہے۔

(۱) اللہ اسم یعنی علم ہے۔ اکثر نحات مثل خلیل سیبویہ اور علماء اصول فقہ کا قول ہے کہ لفظ اللہ اسم عربی

معبود برحق پر بولا جاتا ہے (۳) اصل اسکی	غیر عوض کے داخل ہونے سے خاص

بقیہ صفحہ ۸ - جامد ابتدا ئً علم ذات واجب الوجود ہے۔ مشتق نہیں اور نہ صفت ہے لیکن بعض نحات نے اسکو مشتق مانا ہے (۱) کہا ہے کہ اصل مین یہ اِلٰہ بکسر ہمزہ بمعنی معبود ہے اور وہ کلی ہے کہ جو شخص جس ذات کی پرستش کرتا ہے وہ ذات اُسکے لئے معبود اور اسکی اِلٰہ ہوتی ہے اسلئے ہر ایک معبود کو اِلٰہ کہہ سکتے ہین وہ معبود برحق ہو خواہ غیر حق پس ہمزہ خلاف قیاس حذف کرکے اسپر الف ولام عہدی داخل کیا گیا ہے جس سے وہ مخصوص الاستعمال سمجھا جاتا ہے سیبویہ کے نزدیک یہ الف لام حذف شدہ ہمزہ کے عوض ہے اور دوسرون نے کہا ہے کہ الف لام زائدہ اور لازم ہے تعریف کے لئے نہین۔ بعضون نے کہا ہے اٰلہ کی اصل صرف اِلٰہ کی "ہا" (ہ) ہے اسپر لام ملک زیادہ کیا گیا تو لَہٗ ہوا پھر تعظیم کے لحاظ سے اسپر الف ولام کا اضافہ کیا اور توکید کے خیال سے اسکی تفخیم کیگئی تو اَللّٰہ ہوگیا اور اِلٰہ مصدر موضع مفعول مالوہ بمعنی معبودٌ ہے اصل اشتقاق اَلَہَ کَعَبَدَ یَاْلَہُ اِلٰھَۃً کعِبَادَۃٍ والوھۃٍ کنبوۃٍ والوھیۃٍ کعبودیۃٍ والوھیۃٍ والُوھانیۃٍ بمعنی عَبَدَ ہے اور کہا ہے وہ صفت مشبہ ہے بمعنی مالوہٗ مثل کتاب بمعنی مکتوب اور اس کا مصدر ہونا خلاف مشہور ہے۔ (قول دوم) اصل اسکی لاہٗ بمعنی پوشیدہ و مرتفع ہے اور اصل مین وہ مصدر ہے۔ یقال لَاہَ یَلِیْہُ اولَاہَ یَلُوہُ لیھاً ولاھاً اذا ارتفع واحتجب ہے فھو محتجب بسرادقات الجلال ومرتفعٌ عن ادراک الخیال فسمی اِلٰھاً یعنی وہ ذات کہ ادراک ابصار سے پوشیدہ اور ہر ایک شے پر مرتفع اور سب پر اعلےٰ ہے اور عقول بشریہ اسکے ادراک سے عاجز ہین پس مصدر بمعنی مفعول ہے اور الف لام زاید غیر عوض ہے (۳) اصل اسکی الاٰہٗ الف ولام تعظیم کے داخل ہونے سے الالاہ ہوا پس تخفیفاً ہمزہ حذف کردینے اور ادغام لام کے بعد اللہ علم ٹھہرایا گیا ہے۔

الالٰہ ہے تعظیمی الف ولام کے داخل ہونے اور ایک خاص لفظی تصرف کے بعد علم ذات واجب الوجود ٹھہرالیا گیا ہے۔

منعم ۔ عمیم الاحسان ۔ نہایت رحم و مہربانی کرنے والا۔ دنیا میں اپنے پروردہ کی نگاہداشت کرنے والا اور آخرت مین اسکے معاصی وجرائم سے درگزر کرنے والا۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ ہر دو صیغہ مین مبالغہ ہین اور کہا ہے وہ مبالغہ[لہ] کے صیغے ملحق باسم فاعل فعل متعدی سے

لہ صاحب اتقان نے برہان رشیدی سے نقل کیا ہے کہ خدا تعالی کی جسقدر صفتین مبالغہ کے وزن پر آئی ہین وہ سب مجاز ہین۔ کیونکہ وہ صفتین مبالغہ کے لئے موضوع توضرور ہین مگر ان مین مبالغہ پایا نہین جاتا اسلیئے کہ مبالغہ اسبات کا نام ہے کہ ایک شے کے لئے کوئی ایسی بات ثابت کیجائے جو اسکی موجودہ صفت سے زاید ہے ۔ اور خدا تعالی کی صفتین کمال کے انتہائی درجہ پر پہنچی ہوئی ہین ان مین بڑہانا گھٹانا یا مبالغہ کرنا ممکن نہین اور نیز مبالغہ ان صفات مین کیا جاتا ہے جو کمی بیشی قبول کرسکتی ہین اور صفات الہی اس نقص سے منزہ و برتر ہین۔ اور تحقیق یہ ہے کہ مبالغہ کے صیغون کی دو قسمین ہین (۱) جس مین زیادتی فعل کے موافق مبالغہ ہوا کرتا ہے (۲) جس مین تعداد مفعولات کے مطابق مبالغہ حاصل ہوتا ہے اور اسمین کچھ شک نہین کہ مفعولات کا متعدد ہونا فعل مین زیادتی ہونے کو واجب نہین بناتا اسواسطے کہ کبھی ایک فعل متعدد مفعولون کی جماعت پر واقع ہوا کرتا ہے اس قسم سے ہین صفات واجب تعالی شانہ جو مبالغہ کے وزن پر آئی ہین ۔ پس مثلاً تَوّابٌ کے معنی یہ ہین کہ خداوند کریم توبہ کو قبول کرنے مین بلیغ یعنی حد درجہ تک پہنچا ہوا ہے یہان تک کہ وہ اپنے کرم کی وسعت سے توبہ کرنے والے کو بمنزلہ ایسے شخص کے بنا دیتا ہے جسنے کبھی گناہ ہی نہین کیا پس رحمان و رحیم مین بھی مبالغہ تعلق برحمت رکھنے والون کی کثرت کی نسبت سے ہے نہ کہ کثرت وصف کے خیال سے ۔۱۲

لئے گئے ہین - اور کہا ہے یہ دونون
صفت مشبہہ مفید معنی مبالغہ ہین -
اور یہ دونون اسم قریب المعنی ہین اور کہا ہی
رحمن ابلغ ہے اسلئے کہ حروف
کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلالت
کرتی ہے - اسی خصوصیت کے
باعث وہ رحیم پر مقدم ہوا ہے
گویا کثرت رحمت کے باعث وہ عَلم
کے قریب قریب ہے اور اسی لحاظ
سے استعمال مین بھی فرق کرتے ہین
کبھی باعتبار کمیت کہتے ہین - یَا
رَحْمٰنَ الدُّنیَا اے دنیا
مین مومن و کافر فاسق و فاجر پر
احسان اور رحمت کرنے والے -
وَیَا رَحِیمَ الاٰخِرَۃِ اے
قیامت مین خاص مومنون پر
عنایت و مہربانی کرنے والے
اس لئے کہ آخرت کی تمام نعمتین
جلیلہ ہین اور دنیا کی حقیر و ذلیل -

راغب کہتے ہین - بعض نے کہا ہے
کہ رحمن اس صفت پر دلالت کرتا
ہے جو قائم بذات واجب الوجود
ہے اور رحیم اس صفت کے
اس تعلق کو بتاتا ہے جو مرحوم کے
ساتھ ہے پس رحمان اسبات پر
دلالت کرتا ہے کہ رحمت اللہ تعالی
کی ایک صفت ہے اور رحیم یہ
بتاتا ہے کہ وہ اپنی مخلوق پر اپنی
رحمت کے باعث توجہ فرماتا ہے -
اسکے برخلاف یہ بھی کہا گیا ہے کہ
رحیم بلیغ تر ہے کہ فعلان کا وزن
تثنیہ کا وزن ہے اور تثنیہ تضعیف
(دوچند کرنے) کے لیے آتا ہے
اور رحیم صیغۂ جمع کے وزن پر
عبید کی طرح آیا ہے اور صیغۂ جمع
تثنیہ سے بہت زیادتی پر دلالت
کرتا ہے - ۱۲
اور کہا ہے فعیل اس ذات پر دلالت

کرتا ہے جس سے فعل کثیر واقع ہو اور فعلان
اسپر کہ اس سے فعل کثیر اور مکرر واقع ہو
اور ابن المبارک سے منقول ہے
رحمٰن وہ کریم ہے کہ جب اس
سے سوال کیا جائے وہ عطا کرے
اور رحیم وہ کریم ہے کہ اگر اس
سے نہ مانگا جاسے تو وہ غصہ کرے

ب[1] .... حرف جار
اسم[2] مجرور مضاف
اللہ .... موصوف
رحمٰن، صفت اول
رحیم، صفت دوم
اقرأ یا ابتدء مقدر فعل بافاعل
اے اقرء ہذا الکتاب یا ابتدء ہذا الامر

[1] ب، حرف جار - یہ حرف ان حروف مین سے ہے جو کہ فعل یا شبہ فعل کے اثر کو انکے اسماء تک پہنچانے کے لئے موضوع ہوئے ہین - پس جہان کہین ان حروف مین سے کسی حرف کو لایا جاتا ہے اس جگہ کسی ایسے فعل یا شبہ فعل کا ہونا ضروری ہوتا ہے جو اس حرف کا متعلق بن سکے اور اگر کہین ایسے کلام مین استعمال کیا جائے جسمین اس حرف کا متعلق ذکر نہین ہوا تو اس جگہ ایک فعل عام یا شبہ فعل مثل موجود و کائن ثابت وغیرہ کے مقدر مانا جاتا ہے اور اگر قرینہ کسی خاص فعل کا مقتضی ہو تو حسب قرینہ فعل خاص مقدر مان لیا جاتا ہے پس اسجگہ یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مین چونکہ کوئی ایسا فعل مذکور نہین جسکے ساتھ حرف جارہ مذکور متعلق ہو سکے اسلئے ایک فعل محذوف ماننے کی ضرورت ہے اور وہ فعل خاص اِقرَءْ ہے کیونکہ بسم اللہ الخ کے ساتھ ملی ہوئی دوسری تمام آیتین یعنی جملہ نظم کتاب مقرو ہے پس اسی حالی قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ مین بھی کوئی فعل قرأت ہی سے مشتق مانا جائے -

[2] اسم مضاف اسم سے اگر اسم اصطلاحی مراد ہے تو یہ اضافت لامی ہے اور عام خاص کی طرف مضاف ہے اور اگر اسم لغوی مراد ہے تو صفت کی موصوف کیطرف اضافت ہے - ای عظمت و کبریائے خدا - اور یا اضافت بیانی ہے - ۱۲

بعون اللہ تعالیٰ و باستعانۃ اسمہ۔	وبا بسم اللہ الخ متعلق بخبر محذوف کائن، محذوف۔ ..... خبر ابتدائی، محذوف .... مبتدا (الجمل ترکیب نحوی)

ف۱۔ مشرکین و کفار عرب کی یہ عادت تھی کہ ہر ایک امر کی ابتدا اپنے معبودون کے نام سے کیا کرتے تھے یعنی ہر ایک کام کے شروع مین باسم العزّٰی وباسم اللّات کہا کرتے تھے۔ اس آیت مکرمہ مین موحدین کو تعلیم کیجاتی ہے کہ تمہارے ہر ایک امر کی ابتدا اس حقیقی مالک کے معظم و مکرم اسم مبارک سے ہونی چاہیئے اور تمہین ہر ایک کام مین اسی قادر مطلق کے مقدس و متبرک اسمائے حسنیٰ سے تبرک و تیمن حاصل کرنا چاہیئے اسلیئے کہ جیسے اسکی ذات جملہ ذاتون سے اشرف ہے اسی طرح اسکا اسم بھی اشرف اسمار اور اسکا ذکر افضل اذکار ہے۔ تو جسطرح اسکی ذات اپنے وجود مین ہر شئے پر سابق ہے اسی طرح اسکے ذکر کا جمیع اذکار پر اور اس کے اسم کا تمام اسمار پر سابق و مقدم ہی رہنا مناسب و لایق ہے

اس آیت شریف کے نزول سے پہلے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرامین اور خطوط کے ابتدار مین بِسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھوایا کرتے تھے اور اسکے بعد تمام مکاتیب پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے لکھے جانے کا حکم فرماتے تھے مگر حدیبیہ کا صلح نامہ جب لکھا گیا اور کفار قریش نے بِسْمِ اللّٰهِ کے لکھے جانے پر انکار کیا تو بغرض دفع فساد وباجازت وحی آپ نے اسپر بِسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھوا دیا تھا۔

ف۲ بسم اللہ الخ آیات قرآن مجید مین سے ایک آیت ہے لیکن جہری نمازون مین دوسری آیات کیطرح اس کا ظاہرہ پڑہا جانا اسوجہ سے ہے کہ اسکا نزول محض سورتون کے فصل اور ہر ایک امر مین تیمن و تبرک حاصل کرنے کے لیئے ہوا ہے۔

قال احمد[۱] رحمۃ اللہ علیہ إن ما بين الدفتين كلام اللہ" کہا دفتین کے اندر جو کچھ لکھا ہوا ہمین پہنچا ہے وہ کلام اللہ ہے۔

قال شیخ زادہ وھو تنصیص علی اَنَّ التسمیۃ من القران و لعل الوجہ فی عدم جھرہ بھا فی الصلوٰۃ الجھریۃ مَعَ انھا مِنَ القران کون نزولھا للفصل والتبرك ولا یلزم منہ اَن یُثبت لھا سائر احکام القرآن۔ (شیخ)

---

[۱] احمد۔ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال مروزی سنہ پیدائش ایکسو چونسٹھ ہجری مقدسہ۔ آپ بڑے جلیل القدر ائمہ حفاظ اور مجتہدین اربعہ مین سے ہین آپکو دس لاکھ حدیثین یاد تہین۔ بخاری مسلم۔ ابوداؤد وغیرہ معتبر آئمہ نے آپ سے احادیث کی روایت کی ہے ربیع الاول سنہ دوسو اکتالیس ہجری مین بمقام بغداد شریف آپ کا انتقال ہوا ہے۔ آپکے جنازے کے نمازیون کا شمار کیا گیا تھا آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتین تھین۔ اس کیفیت کو دیکھ کر اس روز دس ہزار کافر مسلمان ہوگئے تھے جس مقام پر جنازے کی نماز پڑہی گئی تھی وہ بیس لاکھ پانسو گز تھی جو بحکم خلیفہ متوکل ناپی گئی تھی۔ ۱۲۔ اکسیر

اور ایسے ہی دار قطنی ابو نعیم اور حاکم نے ابن عمر[۵] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

سلہ[۵] ابن عمر۔ حضرت عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہ اپ کی پیدائش ابتداے زمانۂ نبوت مین ہوئی ہے آپ بہت بڑے مجاہد متبع طریقۂ سنت اور بدعتون سے بغایت درجہ متنفر تھے ساٹھ برس تک آپ نے احکام دین کا فتویٰ دیا ہے خندق۔ غزوہ۔ موتہ۔ یرموک۔ فتح مصر۔ و افریقہ کے معرکون مین شریک رہے ہین۔ بدر اور اُحد دونون غزوون مین بھی آپ شریک ہوئے تھے مگر کم عمر ہونے کے باعث جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو واپس کردیا تھا۔ اتباع سنت مین از حد درجہ محتاط تھے یہان تک کہ سفر حج مین اپ انہین مقامات پر اُترتے تھے جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزول فرمایا کرتے تھے اور انہین مقامات پر نماز پڑہتے جہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تھی۔ یہان تک کہ ایک درخت کے نیچے آن حضرت علیہ السلام نے نماز پڑہی تھی ابن عمر اس درخت کی آبپاشی فرمایا کرتے تھے تاکہ وہ خشک نہ ہوجائے۔ امام مالک فرماتے ہین کہ ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساٹھ برس رہے موسم حج مین اور نیز اور اوقات مین برابر لوگون کو فتویٰ دیا کرتے تھے اور وہ ائمہ مسلمین مین سے تھے۔ حافظ ابو محمد فرماتے ہین۔ حضرت ابن عمر کی حدیث بہت جید ہوتی تھی مگر فقہ جید نہ تھی آپ فتویٰ دینے مین نہایت دیانت و احتیاط سے کام لیتے تھے اور اپنے عمل مین نہایت متقی تھے۔ خلافت مین نزاع کرنے کو از حد مکروہ سمجھتے تھے بزمانۂ خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ مکہ معظمہ چلے آئے تھے کیونکہ آپ کے نزدیک صحابہ کا لڑنا ایک خطرناک امر تھا۔ مروان بن حکم نے اپنے زمانہ مین آپکو یہ لکھ بہیجا کہ اہل شام آپکو اپنا خلیفہ بنانا چاہتے ہین۔ تو آپ نے انکار کردیا۔ حضرت نافع کا بیان ہے کہ جب آپ آیت اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ ” ترجمہ کیا ابھی ایمانداروں کے لیے وہ وقت نہین آیا

کی ہے کہ فرمایا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل جب وحی لاتے تھے اوّل بِسْمِ اللهِ مجہر اُتارتے تھے۔ اور صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ ان مین سے کوئی شخص نماز مین بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو ظاہر کرکے نہین پڑہتا تھا مظہری مین ہے۔ رواه الشيخان عن انس قال صليت خلف رسول الله

که ان کا دل خدا کی یاد سے ڈر جائے" پڑہتے تو یہان تک روتے کہ بیخود ہو جاتے اور آپ فرمایا کرتے البر شئ ہین وجہ طلق کلام لین۔ نیکی آسان چیز ہے کشادہ پیشانی اور نرم کلام۔ آپ سے جماعت کثیر نے روایت کی ہے۔ ۷۳ھ مین آپ کا انتقال ہوا ہے۔ بچاس برس کی عمر پائی۔ عرفہ کے دن حجاج کے اشارہ پر ایک شخص نے آپ پر وار کیا اور سخت زخمی کر دیا چنانچہ اس صدمہ سے آپ کا انتقال ہو گیا جنازہ کی نماز حاکم وقت حجاج نے پڑہائی اور بمقام محصب یا ذی طوی مین دفن ہوئے (اسد الغابہ)

سلہ انس۔ حضرت انس بن مالک خزرجی اجلہ صحابہؓ سے ہین۔ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت فرماکر مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے اس وقت ان کی والدہ نے آپ کو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف مین لاکر چھوڑ دیا اس وقت آپکی عمر دس برس کی تھی غزوہ بدر مین آپ شریک ہوئے تھے مگر لڑنے کے قابل نہ تھے دوسرے آٹھ غزون مین شریک رہے ہین۔ آپ ہمیشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر رہا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت رسالتمآب نے آپکو دعاے خیر دی کہ "اے اللہ اُن کی اولاد اور اُنکے مال مین کثرت دے۔ اور جنت مین داخل کر" حضرت انس کہا کرتے تھے میں پہلی کہ دونون باتین پالی ہین اولاد اس قدر ہوئی کہ ایک سو پچین بچون کو انہون نے اپنی آنکھ سے دیکھا مال کی اس قدر کثرت

صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکرٍ وخلف عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فلم یجہرا احدٌ منہم بہٖ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ورواہ احمد اِبْنُ عبد اللہ بن مغفل[۵۱] قال سمعنی ابی وانا فی الصلوۃ اقرء بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فلمّا انصرف قال یا بُنَیَّ اِیّاکَ والحدث فی الاسلام فانی صلّیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکرٍ[۵۲] وعمر وعثمان رضی

ہوئی۔ کہ ایک جنگل آپ کی بکریون سے بھرا رہتا تھا آپ نے تیرہ برس شب وروز صحبت نبوی علیہ التحیہ والسلام کا شرف حاصل کیاہے ابن السکین کہتے ہین کہ مرتے وقت انہون نے مجھہ سے کہا کہ یہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موے مبارک ہے اسکو میری زبان کے نیچے رکھدو چنانچہ مین نے رکھدیا اور اسی طرح دفن ہوگئے بصرہ مین تمام صحابہ کے آخر آپکی وفات بمقام طف ہوئی ہے اور بصرہ سے دو فرسخ پر دفن ہوئے قطن بن مدرک نے جنازہ کی نماز پڑہائی۔ آپ کی عمر سو برس سے اونچی تھی اور آپ بڑے قادر تیرانداز تھے (اسد الغابہ وغیرہ)

[۵۱] مغفل مزنی یہ مغفل ذو البجادین مزنی کے بہائی ہین سنہ ۸ھ مین فتح مکہ کے سال قبل مکہ فتح ہونے کے اثناء راہ مین مکہ پہونچنے سے پہلے آپنے وفات پائی ہے (اسد الغابہ)

[۵۲] - ابی بکر۔ حضرت امیر المومنین ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اسم شریف عبد اللہ۔ لقب صدیق اکبر و عتیق کنیت ابو بکر و افضل البشر بن عثمان ابی قحافہ بن عامر بالغ مردون مین سب سے پہلے بلا طلب معجزہ آپ مشرف بایمان ہوئے ہین اور اس تصدیق بلا طلب معجزہ کے باعث آپکو لقب صدیقیت کا اعزاز حاصل ہوا ابتدائے اسلام مین آپ بہت بڑے دولتمند تھے جب آپ مشرف باسلام ہوئے آپکے

اللہ عنہم وکانوا لایفتتحون بہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پاس اسوقت نقد چالیس ہزار درہم تھے جن کو آپ نے رضائے خدا ورسول مین صرف کردیا اور انتقال کے وقت ایک درہم ترکہ مین چھوڑا آپ کے مناقب بے شمار ہین - آپ مین پانچ خوبیان ایسی تھین کہ ان مین کوئی دوسرا شریک نہین - (۱) ثانی اثنین فی الغار - یعنی غار حرا کی صحبت (۲) ثانی اثنین فی العریش کہ جنگ بدر کی گھمسان لڑائی مین صحابہ نے جب بظاہر غلبہ کفار کو محسوس کیا تو انہون نے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست کے لئے درختون کی پتلی پتلی شاخون اور پتون سے ایک چھپر تیار کیا اور یہ عرض کی کہ حضرت یہان تشریف فرما رہین یہ اونٹنی سامنے موجود ہے اور ہم میدان مین جاتے ہین - اسوقت بھی آن حضرت علیہ السلام نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی صحبت کے لئے اختیار فرمایا تھا - (۳) ثانی اثنین فی الدفن - کہ بعد انتقال آپ جوار رسول اکرم مین مدفون ہوئے ہین - (۴) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے آپکے کسی صحابہ کے پیچھے نماز مین اقتدا ے مکرر نہین فرمائی (۵) آنجناب مع والدین اور جملہ اولاد وملازمین زمرۂ اصحاب مین تھے - اس کے سوائے آپ نے کبھی شراب نہین پی - حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرمائے مدینۂ منورہ ہوئے تو سب سے پہلے باجازت آنحضرت علیہ السلام آپ نے خطبہ پڑھا جس سے عام لوگون مین یہ شبہ پیدا ہوگیا تھا کہ شاید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی ہین جس کا ازالہ آپ نے بعدمین فرمایا پھر آن حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد بھی آپ ہی نے خطبہ پڑھا اور اعلان وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیا - پھر سقیفہ بنی سعد مین بھی آپ ہی نے خطبہ پڑھا اور لوگون نے آپ سے بیعت کی - مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ابتدا جب زمین خریدی گئی تو آپ ہی کے بقیہ دس درہم جو مصارف ہجرت سے بچ رہے تھے معاوضہ

وَلَمْ اَرَجُلاً قَطُّ اَبْغَضَ اِلَيْهِ الحدث منه (مظ) اور یہی روایت

مین دے گئے شیخ ابن حجر لکھتے ہین۔ جب مسجد نبوی کو وسعت دی گئی تو صحابہؓ کے گھرون کے
ان دروازون کو جو مسجد کی جانب تھے اور دوسری طرف بھی اُنکے دروازے تھے بند کردینے کا حکم
ہوا۔ اور بند کرا دئے گئے مگر سب کے دریچے مسجد کی جانب کھلے رہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا
دروازہ بحالہ چھوڑا گیا کیونکہ اس حجرے کا راستہ اور طرف سے نہین تھا لیکن آخر مرض وفات مین
سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہؓ کے تمام دریچون کو بھی بند کردینے کا حکم دیدیا
اور وہ بند کرا دئے گئے مگر حضرت صدیق کا دریچہ بحالہ رکھا گیا جس سے حضرت صدیق براہ دریچہ
مسجد مین آجا سکتے تھے۔ آپ اول جامع القرآن ہین۔ اس طرح کہ قرآن مجید کے جدا جدا پرچے جو
حضرت علیہ السلام کے زمانہ مین لکھے گئے تھے ایک جگہ جمع کردیئے اور سب سورتین مرتب کردین
اڑہائی برس آپ نے خلافت کی ہے حضرت عائشہ صدیقہ سے آپ نے نزع کی حالت مین پوچھا
کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کون سے دن ہوئی ہے انہون نے فرمایا دوشنبہ
کے دن اور وہ دن دوشنبہ ہی کا تھا آپ نے فرمایا میری زندگی فقط شام تک ہے چنانچہ
رات کے وقت ۱۳ھ جمادی الآخر مین آپ کا وصال ہوگیا تریسٹھ سال عمر پائی اور حسب وصیت
بہت ہی جلد حجرۂ منیف مین دفن کردئے گئے۔ آپ نے حضرت صدیقہؓ سے یہ وصیت فرمائی تھی
کہ جب مین مرجاؤن اور میری تجہیز و تکفین ہو جائے تو مجھے روضۂ اکرم کے دروازۂ اقدس پر
رکھہ کر بآواز بلند یہ عرض کردینا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر در دولت پر حاضر ہے
اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے اگر اجازت مل گئی تو مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
کی کروٹ مین دفن کردینا اور اگر اجازت نہ ملی تو بقیع مین رکھہ دینا اور اُسوقت کہنا

روح المعانی مین اسطرح ہے نقل صَلَّیْتُ خَلْفَ رسول اللہ صلی اللہ عَلَیْہِ وسلم وخلف ابی بکر وعمرؓ وعثمانَ الخ فابتدأ وا القرأۃ

اناللہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ - پس حسب وصیت آپکو پہلوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین بعد اجازت دفن کردیا گیا۔ قبر مین حضرت عمر - عثمان - طلحہ نے اُتارا اور قبر کو مسطح بناکر اوپر پانی چھڑک دیا۔ حضرت قتیلہ بن عبد العزیٰ وام رومان دختر عامر بن عمیر ایام جاہلیت مین آپ کی بیویان تہین عبد اللہ واسماء ذات النطاقتین قتیلہ سے اور عبد الرحمٰن اور عائشہ صدیقہ ام رومان سے پیدا ہوئین اور بعد اسلام آپ نے اسماء بنت عمیس بیوہ حضرت جعفر طیار سے نکاح کیا جس سے حضرت محمد پیدا ہوئے جنکی تعلیم وتربیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمائی - آپ کے مشیر اعظم حضرت عمر بن الخطاب منشی حضرت عثمان بن عفانؓ اور زید بن الحارث مکہ کے عامل عتاب بن اسید جنکو فتح مکہ کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے والی مکہ بنایا تھا - طائف مین عثمان بن ابی العاص - صنعا مین مہاجر بن امیہ حضرموت مین زیاد بن لبید بحرین مین علاء حضرمی نجران مین جریر بن عبد اللہ بجلی سواد عراق مین مثنی بن الحارث شام مین ابو عبیدہ بن الجراح وشرجیل بن حسنہ ویزید بن ابی سفیان یہ تینون خالد کے ماتحت تھے (خلاصہ اسد الغابہ و تاریخ صدیق وغیرہ)

(تفسیر صفحہ ۱۹)

سلہ عمر - حضرت عمر بن الخطاب کنیت ابو حفص لقب فاروق عام الفیل سے تیرہوین سال مین پیدا ہوئے ابتداے بعثت مین مسلمانون پر بڑی سختی کیا کرتے تھے اپنی بہن کے مسلمان ہوجانے کی خبر سنکر انہین اتنا مارا کہ انکے بدن سے خون بہوٹ نکلا - مگر اس بے گناہ لہو نے آپ کے مبارک چہرے کو دارین مین سرخ کردیا - کہ جب آپ ان کی زدوکوب سے فارغ ہوئے دیکھا کہ ایکطرف چند اوراق رکھے ہین - آپ نے انکو اُٹھالیا اور پڑھا - اول بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

با لحمد للہ رب العلمین۔ فاذا صلیت فقل الحمد

لکھا ہوا تھا جسکے پڑھنے سے آپکا دل بے اختیار ہو گیا۔ اسکے بعد آیت سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ لکھی تھی جسکے پڑھنے سے آپ اسلام کے مسخر ہو گئے یہانتک کہ جب آپ نے آیت اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کو پڑھا تو بے اختیار آپ کی زبان سے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا نعرہ بلند ہوا اور اسی کلمۂ مبارک کا ورد کرتے ہوئے دربار حضرت رسالت مآب مین حاضر ہو گئے اسوقت نبوت کا چھٹا سال تھا اور مسلمانون کی تعداد چالیس کے قریب تھی آپ نے اسلام لاتے ہی فوراً اعلان کر دیا جس سے کفار مین ایک سنسناہٹ سی پھیل گئی اور انہین یقین ہو گیا کہ اب ضرور مسلمان ترقی کر جائینگے لہذا وہ مسلمانون کی تکلیف دہی اور انکی ایذا رسانی مین ہمہ تن مصروف ہو گئے جس سے صحابہؓ کو ہجرت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ایک دن قریش کی بڑی بڑی جماعتین صحن حرم مین جمع تھین کہ ادہر سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ صحن حرم مین تشریف فرما ہوئے جون ہی حضرت عمرؓ نے رؤساے قریش کو دیکھا تو آپ جوش اسلام مین آگے بڑھ آئے اور یہ اشعار پڑھنے لگے مالی اذلکم کلکم قیاما۔ الکہل والشاب والغلاما قد بعث اللہ لنا اماما۔ محمدا قد شرع الاسلاما۔ فالیوم حقا نکسر الاصناما۔ نذب عنا الخال ولا عماما۔ اور کفار کو سامنے سے ہٹا دیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ بعد فراغت حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " کیا بیت اللہ شریف مین داخل ہونیکا آپ قصد فرمائینگے " پھر آپ نے آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دست مبارک پکڑ لیا اور داخل بیت اللہ شریف ہو گئے۔ اسوقت جناب

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - اے اجہربہا - واخف البسملة -

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک مین ایک پتلی چھڑی تھی جس سے آپ بتون کو کوچتے اور فرماتے قَدْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا - اور حضرت عمرؓ یہ پڑہتے - یا ایھا الاصنام وھذا احمد - ھذا رسول اللہ حقا فاشھدوا - ھذا رسول ماجد ومجد ان کان حقا ما یقول فاسجدوا - پس تمام بت الٹے گر گئے - پھر آیت - فَحَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ نازل ہوئی - پھر جب ہجرت کا وقت آیا تو اکثر صحابہؓ مخفی طور پر ہجرت فرما ہوجاتے تھے مگر حضرت عمرؓ مسلح ہو کر کعبۃ اللہ مین آئے مقام ابراہیم مین بفراغ خاطر بعد طواف بیت اللہ دو رکعت نماز ادا فرمائی - اور پھر باآواز بلند فرمایا - اے کفار تم مین سے جو اپنے بچونکو یتیم اور اپنی بی بی کو رانڈ بنانا چاہتا ہے وہ اس وادی کے باہر مجھ سے ملے - مگر کسیکو آپ سے تعرض کرنیکی قدرت نہ ہوئی - حضرت صدیق اکبر خلیفہ اول نے اپنے حین حیات مین آپکو اپنا جانشین مقرر کردیا تھا - آپ نے دس برس چھ مہینے خلافت کی ہے - آپکے زمانۂ خلافت مین جسقدر ملک فتح ہوئے اور جیسی شان وشوکت اسلام کو حاصل ہوئی ہے وہ عام طور پر ظاہر ہے ایک ہزار چھتیس شہر مع انکے مضافات کے فتح ہوئے چار ہزار مسجدین تعمیر ہوئین ایک ہزار نوسو منبر خطبہ جمعہ کیلئے نصب ہوئے - باضابطہ دفتر قایم ہوا - مسکوک سکہ رائج ہوا جن پر کلمۂ طیبہ اور بعض پر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لکھا ہوتا تھا - بزمانۂ خلافت حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ مین جب بہت سے قاری شہید ہوگئے تو آپ نے کلام مجید کی ترتیب اور اسے ایک جگہ جمع کردینے کی تحریک کی اور وہ کام بفضلہ آپکی مشورت کے بموجب اچھی طرح سرانجام پایا - تقرر تاریخ ہجری اور

وهو مذهب الثوری وابن المبارک وابن مسعود وابن

تعین خطاب امیر المومنین اور بالالتزام جماعت نماز تراویح - آپ ہی کی یادگار ہے - علاوہ اسکے آپکے فضائل بے شمار ہین جنکی گنجایش اس مختصر مین نہین ہوسکتی آخر ماہ ذی الحجہ سنہ پچیس ہجری مین ایک روز آپ مسجد منیف مین صبح کی نماز پڑہا رہے تھے کہ ابو لؤلؤ، مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے آپکو سخت زخمی کردیا اور آپکے علاوہ اور بھی تیرہ ۱۳ آدمیون کو زخمی کیا جن مین سے سات فوت ہوئے اور چھہ شفایاب ہوئے پھر اس نے خود بھی خودکشی کرلی - جب آپ بیتاب ہوگئے - تو آپ نے عبدالرحمن بن عوف کا ہاتھ پکڑکر امام نماز بنایا اور انہون نے سورۃ اِذَاجَاءَ - اور اِنَّا اَعْطَیْنَا پڑہکر نماز کو تمام کیا - جب آپ کا وقت اخیر ہوگیا تو آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو بلایا اور فرمایا حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین جاؤ اور کہو عمر بن الخطاب سلام عرض کرتا ہے اور اجازت مانگتا ہے کہ اپنے صاحبین کے ساتھہ دفن کیا جائے - اگر اجازت ملگئی تو حجرہ مطہرہ مین مجھے دفن کردینا اور اگر اجازت نہ ملے تو عام قبرستان اہل اسلام مین دفن کردینا - پھر آپنے امر خلافت کے بارے مین حضرت علی - عثمان - زبیر - طلحہ - سعد - عبدالرحمن بن عوف کا نام لیکر فرمایا کہ ان مین سے جسکو چاہو خلیفہ بنا لینا - پھر آپ نے یہ شعر پڑہا ؎

ظلومٌ لنفسی غیر اَنّی مُسلِمٌ اصلی الصلوٰۃ کلھا و اصوم

سنہ ۲۳ ہجری محرم کے مہینے مین آپکا انتقال ہوا اور جنازہ اسی سریر پر اُٹھایا گیا جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ مبارک اُٹھایا گیا تھا تریسٹھ سال عمر پائی نماز جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے چار تکبیرون کے ساتھہ پڑہائی - بعد ازان آپ حسب اجازت و وصیت حجرہ مبارک مین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے بازو مین دفن کردئے گئے - ۱۲

الزبیر وعمار بن یاسر والحسن بن ابی الحسین والشعبی والنخعی وقتادۃ وعمر بن عبد العزیز واعمش وزہری ومجاھد واحمد رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرھم خلق کثیر واحادیث الجھر لم یصح منہا سوی حدیث ابن عباس الذی اخرجہ الشافعی عنہ "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجھر بہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وھو معارض لما روی عن ابن عباس۔" لم یجھر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالبسملۃ حتی مات او محمول علی انہ کان یجھر بہا احیاناً لبیان انہ یقرأ فیہا کما جھر عمر رضی اللہ عنہ بالثناء للتعلیم وکما شرع الجھر بالتکبیر للاعلام وحتی مات ھناک قید للمنفی لا للنفی (روح البیان) خلاصہ روایات یہ ہے کہ نماز مین بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا ظاہر پڑہنا مختلف فیہ ہے۔ اور فقہاے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک بہت بڑی جماعت نے عدم جہر بِسْمِ اللّٰہِ شریف کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم۔

ف ۳۔ واضح ہو کہ تکوین انسان کی غایت اور اسکے وجود کا اعلیٰ مطلب اپنے اصل کے ساتھ صفات مین مناسبت اور مشابہت اور اسکی ذات کے ساتھ قرب ومعیت کا حاصل کرنا ہے اور اس مقصد اعلیٰ تک پہونچنے

کے لئے اس سے آسان کوئی اور ذریعہ نہین کہ طالب حق اپنے حقیقی مطلوب اور اپنے سچے معشوق کے لذت بھرے نامون اور اسکے محبت انگیز اسمائے مقدسہ کو نہایت شوق سے وردبنائے ان سے موانست پیدا کرے اسکی یاد مین محوہ اور اسکے خیال مین ہمہ تن مستغرق ہوکر اپنی یاد تک بھول جائے اپنی نفسانی وروحانی خواہشونکو اس کی رضا و خوشی کے تابع بنائے - اسکی عظمت و جلال وجبروت وکبریائی کی سامنے اپنے عجز و بیکسی کا اظہار ے اسکے انعامات واحسانات کا شکریہ نہایت خلوص اور سچی عقیدت سے ادا کرے - لہذا شاہد حقیقی اپنے شیدائیون اور متوالون سے ارشاد فرماتا ہے کہ اسے ہمارے مقدس جناب مین پہونچنے کی آرزو کرنے والو اس سے تقرب اور اس کی مصاحبت کی خواہش رکھنے والو اس عالی بارگاہ کی سیدھی سڑک اور اسکے پہلی سیڑھی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے - یہ وہ اسمائے مقدسہ ہین جن کے ذکر سے صرف تمہاری طبعی کثافتین اور فطرتی کدورتین ہی نہین مٹین گی بلکہ تمہاری روحین ہمہ تن عارف اور نور محض بن جائینگی اسکے بعد ہمارے تقرب کی دوسری سیڑھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہے -

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مہربان	بخشائندہ	عالمہا	پروردگار	خدائراست	ستایش
مہربان	بخشش کرنیوالا	عالمون کا	پروردگار	واسطے اللہ کے	سب تعریف

ستایش یا جمیع محامد - تعریف - یا سب تعریفین)

الحمدُ - آلْ اصل جملہ کے لحاظ سے جنسی ہے اسلئے کہ حمد دراصل فعل محذوف (حمدت) کا مفعول مطلق حمداً[1] ہے اور جو بعد حذف ہو جانے فعل کے محذوف کا قائم مقام اور اس کا نائب ہے - توچونکہ فعل محذوف محض حدثی معنی پر دلالت کرتا ہے اسلئے ضرور ہے

کہ اس کا نائب بھی محض متغیر بطبیعت ہی ہونا چاہیئے اور الف و لام صرف اسی حدثی معنی ملحوظ ذہنی کے تعین اور غیر سے اس کی علیحدگی کو ظاہر کرتا ہے -

لیکن مقامی خصوصیت سے الحمد کا الف ولام حمد کے جمیع افراد کے ملحوظ اور معہود ہونے کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور اسپر تین قرینے ہین (۱) مقام[2] کہ مقام حمد ہے

[1] - حمداً - اور یہ فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے تقدیر عبارت یہ ہے (احمد الله حمداً یا حمدت الله حمداً یا حمدوا الله - حمداً) دوام اور اثبات کے لئے جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ کی طرف عدول کیا گیا ہے - کیونکہ عدول ہی استمرار کا باعث ہے - پس حمداً کے نصب کو رفع سے بدل کر اسپر لام الف لام زیادہ کیا گیا ہے کیونکہ غرض اظہار اتصاف بالجمیل بروجہ ثبوت و دوام ہے - قَالَ فَاطِرَادُ بِهِ انشاءُ نِسبَةِ الْاِتصَاف بِالجمیلِ عَلَى اللهِ دَائِم (الشیخ)

[2] قرینہ اول - یہ مقام حمد ہے اور مقام حمد مبالغۂ حمد کا مقتضی ہوتا ہے - اور مبالغہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ ان تمام افراد حمد کو ممدوح کیطرف منسوب کیا جائے جنکا وہ فی الواقع مستحق ہے اور اگر تمام افراد اسکی طرف منسوب نہ کئے جائین گے تو پوری حمد نہ ہوگی -

جو مبالغۂ حمد کا مقتضی ہے۔

(۲) استحقاقِ حمد[۱] کہ نفس الامر مین تمام صفات محمودہ واجب تعالےٰ شانہ کے لئے ثابت ہین (۳) فعل[۲] و فاعل معین حذف کردیا گیا ہے۔

حمد اسم جنس بمعنی حاصل بالمصدر (ستایش و تعریف) اور یا وہ مصدر بمعنی ستودن ہے یعنی ممدوح کی عظمت جلال اور کمالِ ربوبیت کو محبت

اور سچے اعتقاد سے ظاہر کرنا اور کہا ہے کہ یہ الف ولام عہدی ہے اور معہود وہ حمد ازلی ہے جسکو خالق کل نے نیابۃً عن الخلق ادا فرمایا ہی ابو عباس مرسی کہتے ہین مین نے ابن نحاس سے پوچھا کہ الحمد کا الف ولام جنسی ہے یا عہدی۔ انہون نے کہا جنسی ہے مین نے کہا عہدی ہے یہ اسلئے کہ جب عالم الغیب

[۱] دوسرا قرینہ استحقاق واختصاص حمد۔ کہ ممدوح کے تمام نفس الامری اوصاف مختصہ جو اسکے سوائے کسی غیر مین نہین پائے جاتے۔ ضرور ممدوح کی طرف منسوب ہونے چاہئین۔ ورنہ اختصاص باطل ہوگا۔

[۲] تیسرا قرینہ حذف فعل وفاعل معین۔ کہ الحمد باعتبار اصل فعل (حمدت) حصر افراد حمد پر البتہ دلالت نہین کرتا کیونکہ فاعل معین سے غیر محصور افراد حمد کا صادر ہونا محال ہے اسی طرح فعل خاص تمام افراد حمد پر حاوی نہین ہوسکتا۔ لیکن معین فعل اور مخصوص فاعل کے حذف کردینے کے بعد اب اس کے یہ معنی ہونگے کہ کسی حامد کی حمد یا ہر ایک مادح کی مدح اور کوئی حمد یا ہر ایک مدح۔ ممدوح ومحمود حقیقی کے لئے ثابت ہے گو بظاہر زید وعمر کی تعریف کیجائے اور مدح یا حمد وثنا کسی غیر کی طرف منسوب کیجائے۔ کیونکہ مصنوع کی حمد درحقیقت اسکے صانع ہی کی مدح وثنا ہوتی ہے۔

خالق حقیقی نے اپنی مخلوق کو ادائے
حمد سے عاجز دیکھا تو براہ عنایت
ان کی طرف سے نیابتہً خود ہی نے
ازل مین اپنی ذات کی حمد کو ادا فرمایا
قبل اسکے کہ ہم پیدا ہون - اور حمد
کرین یہ سنکر ابن نخاس نے کہا کہ
بیشک یہ لام عہدی ہے وقال
علیہ السلام اللّٰھم لا احصی
ثناءً علیک کما اثنیت علے
نفسک وھذہ اشارۃ الی ما قلنا۔
ترجمہ سب تعریف راست برائے خداست
اللہ ہی کے لئے ہے یا ہین -
لِلّٰہِ - ل، حرف جارہ - مخصص صفات
ممدوح قایم مقام - خبر-
اللہ - علم ذات واجب الوجود جو ازلی

ابدی - جامع صفات کمالیہ ہر قسم کے
عیب و نقصان سے منزہ و بری ہے
اپنی قدیم ذات کے ساتھ موجود اور
قایم ہے اپنی ذات و صفات مین
یگانہ و بے مثل - تنہا و بے نظیر ہے
وجوب وجود اور استحقاق عبادت
مین کوئی اس کا شریک نہین لوازم
جواہر و اجسام اور اعراض و اعتبارات
زمان و مکان و حدود و جہات کے
قیود وغیرہ سے اعلے و برتر ہے -
زمین و آسمان اور اسکے اندر کی سب
چیزین عرش اور ماسوائے اسکے
سب اس کی مخلوق ہے وہ اول
الاول اور آخر الآخر ہے اسکی ذات
پر کسیطرح عدم نہین آسکتا - لفظ اللہ،

لہ اسم عربی جامد غیر مشتق - مرتجل ابتداءً علم ذات واجب الوجود ہے - یہی مذہب حضرت امام اعظم
اور خلیل وغیرہ ائمہ نحات کا ہے اور کہتے ہین کہ جسطرح اسکے مسمی کا کوئی مصدر و اصل نہین -
اسی طرح اسکا اسم بھی ہر قسم کے تغیر و تبدل کے حوادث و عوارض سے محفوظ رہنا چاہیئے - بعضون
نے اسکو اسم جنس کہا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اصل مین یہ وصف ہے خصوصیت استعمال

حضرت امام اعظم اور خلیل وغیرہ ائمہ	اسم عربی مرتجل جامد ہے۔ یہی مذہب

سے مثل علم ہو گیا ہے یا الف ولام عہدی کے داخل ہونے سے مخصوص الاستعمال سمجھا جاتا ہے لیکن یہ صحیح نہیں اسلئے کہ اسم جنس اور اسم جنس معرّف باللام اور ایسے ہی وہ اعلام جو وصفیت سے منقول ہیں۔ مفید توحید نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس قسم کے اسماء وضعًا غیر خاص ہوتے ہیں اور مدلول وصف معنی ہوتا ہے نہ ذات معینہ اسلئے جنس اور صفت مانع شرکت غیر نہیں ہو سکتیں گو استعمال میں مخصوص بذات واحد ہوں پس اس صورت میں کلمۂ توحید مفید توحید کامل نہیں ہو سکتا جیسے لا الٰہ الا الرحمٰن ہے کہ بلحاظ اصل اسمیں کوئی چیز مانع کثرت نہیں بخلاف علم کے کیونکہ مدلول علم ذات معینہ ہوتی ہے گو تعقل اسکا بوجہ کلی ہو کیونکہ کلیت تعقل کلیت معلوم کو مستلزم نہیں جیسے کہ اصحاب وضع سے منقول ہے وقد اعترفوا بعموم الوضع وخصوص الموضوع لہ (خلاصہ روح) اور اس لفظ کی زیادہ تشریح حاشیہ بسم اللہ میں ہے۔

۵۲ حضرت امام اعظم۔ اسم مبارک آپکا نعمان کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم رحمۃ اللہ ہے آپکے والد کا نام ثابت اور دادا کا نام زوطی ہے جو بعد میں نعمان کے نام سے معروف ہوئے حضرت زوطی شہر سلطانہ (مضافات اصفہان) کے رہنے والے ہیں اگرچہ سلطنت میں آپ کا بہت بڑا رسوخ تھا اور وزارت خزانہ کے معزز عہدے پر آپ مامور تھے مگر آپ کی طبیعت زہد تقویٰ کیطرف زیادہ تر مائل تھی اسی وجہ سے آپ نے نوکری سے قطع تعلق کر کے اسلام قبول کرلیا آپکا اسلامی نام نعمان ہے اس اسلامی شوق میں آپ مدینۂ منورہ تشریف لائے اور خلیفۂ وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے شرف اندوز صحبت ہوئے اور اسلامی معلومات کا ذخیرہ جمع کیا۔ اسکے بعد آپ کوفہ میں چلے آئے اور یہاں آکر اپنی معیشت کا مشغلہ

بقیہ صفحہ ۲۷

نجات کا ہے۔ اور یہ کہنا کہ وہ اسم منقول ہے۔ یا	اسم جنس معرف باللام ہے صحیح نہیں۔

تجارت قرار دیا۔ یہین آپ کے ہان حضرت ثابت پیدا ہوئے۔ اُس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کوفہ ہی مین رونق افروز تھے۔ پس حضرت زوطی (نعمان) اپنے مبارک صاجزادے کو حضرت سید الابرار علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت مین لائے اور آپکے قدمون پر اُن کا سر رکھدیا۔ آنحضرتؓ نے اس معصوم بچے کو اُٹھالیا اور محبت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی "خدا اس مین برکت پیدا کرے اور اسکو سعادت دارین عطا فرمائے اور اسکی اولاد مین سے ایسے پرجوش لوگ نکلین جو اسلام کے خدمت گزار ہون" چنانچہ آنجناب کرم اللہ وجہہ کی دعا مستجاب ہوئی کہ سنہ ۸۰ھ مین حضرت ثابت کے ہان حضرت امام ابو حنیفہ پیدا ہوئے۔ حضرت امام متوسط قد جمیل شکل۔ پسندیدہ گفتگو۔ شریف مزاج۔ صادق القول۔ وفادار اور مستجمع صفات حمیدہ تھے جب آپ کی علمی شہرت شہرۂ آفاق ہوئی اور آپ کی ذہانت۔ معاملہ فہمی زہد و ورع اور فقاہت کا چرچا عامۂ خلائق کا زبان زد ہوا اور اہل الرائے مشاہیر اور بڑے بڑے اساتذہ نے آپکے اجتہاد کو تسلیم کرلیا تو یزید بن عمر و بن ہبیرہ والی کوفہ نے آپکو بلایا اور عہدۂ قضاءت آپ کے سپرد کرنا چاہا مگر آپ نے انکار کردیا۔ جسپر والی نے قید کر دیا اور روزانہ دس کوڑے مارنے کا حکم دیا جب تک کہ وہ اس خدمت کو منظور کرلین۔ لیکن دس دن کے بعد اس خوف سے رہا کر دیا کہ اس سے عام بلاد مین تشویش پیدا ہوجانے کا یقین ہوگیا تھا۔ پھر جب بنو امیہ کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا اور عباسی دور شروع ہوا تو خلیفہ منصور عباسی نے پھر آپ کو بغداد مین بلوایا اور عہدہ قضاءت پر مامور کرنا چاہا مگر آپ نے یہان بھی انکار

بقیہ صفحہ ۲۹

ربّ، پروردگار۔ مالک سید	پروردگار۔ پالنے والا۔

بقیہ صفحہ نمبر

کردیا اسلئے اس نے پہلے تو قید کر دیا اور بعد ازاں زہر پلوا دیا آخر امام نے سجدہ مین انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون حسن بن عمارہ قاضی نے آپکو غسل دیا۔ اور سات بار آپ کے جنازہ کی نماز کئی ہزار آدمیون نے پڑہی پھر بھی سلسلہ ختم نہین ہوتا تھا آخر عصر کے وقت موضع خیزران مین دفن کردئے گئے حمید بن جوزی لکھتے ہین کہ متواتر تین ماہ تک مسلسل لوگ آپ کے جنازہ پر نماز پڑھتے رہے یہ واقعہ ۱۵۰ھ کا ہے پھر ۴۶۶ھ مین سلطان الپ ارسلان نے ایک بہت بڑا مقبرہ آپ کی قبر پر تعمیر کردیا اور اسپر مشہد امام ابو حنیفہ کے نام سے ایک دار العلوم بھی قایم کیا جو اس وقت تک موجود ہے۔ حضرت امام نے زیادہ تر علم حدیث و فقہ حضرت امام حماد تابعی سے کوفہ مین حاصل کیا ہے اور حدیث شریف مکہ معظمہ مین حضرت عطا بن ابی رباح سے علاوہ اسکے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی صحبت سے بھی آپ نے بہت بڑا ذخیرۂ علمی فراہم کیا ہے۔ ہملٹن ایک مورخ مترجم فقہ انگریز لکھتا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے کئی کتابین سیول اور مذہبی نیچر کی تصنیف کی ہین اور وہ یہ ہین۔

اول مسند اس کتاب مین اصلی نکات مذہب اسلام مذکور ہوئے ہین۔ جو قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے اصول پر مبنی ہین۔

دوم فقہ اکبر العلم۔ علم الٰہیات مین

سوم معلم محاسن اسلام مین ۱۲ (خلاصہ حیات اعظم وغیرہ)

مربی۔ مصلح۔ ارباب ربوب جمع
صفت مشبہ[1]۔ مصدر اَلرَّبُّ
پالنا۔ پرورش کرنا۔ مضاعف
ف۔ ض یا مصدر[2] بمقام فاعل یا وہ
اسم فاعل ہے اسکا اصل رَابٌّ
ہے الف حذف کیا گیا ہے مثل

بِرٌّ و بَارٌّ اور اپنے مفعول کیطرف
مضاف ہے جس سے اس قول
کی تائید ہوتی ہے۔

اَلْعٰلَمِیْنَ

عالمہا۔ یا عالمیان۔ تمام عالموں
یا سارے جہان کا۔
العالمین۔ ال[3] مظہر استغراق

[1] صفت مشبہ اکثر فعل لازم سے بنائی جاتی ہے اور جب اسکو فعل متعدی سے بنانا چاہتے ہیں تو اول اس فعل کو فعل یفعل بالضم العین کی طرف نقل کر لیتے ہیں رب مالک وغیرہ اسی قسم کی صفت مشبہ ہیں جو فعل متعدی سے بعد نقل بنائی گئی ہیں۔ اور یہ طریق مطرد ہے جیسے رفیع الدرجات کے معنی رفیع درجاتہ ہے نہ رافع للدرجات (خلاصہ مطولات)

[2] مصدر بمقام فاعل یعنی مربوب کو بتدریج درجۂ کمال پر پہونچانے والا کیونکہ تربیت کے معنی تدریجا ترقی دینے کے ہیں۔

[3] ال، استغراقی۔ یہ الف لام استغراق افراد کے لئے آتا ہے اسکی علامت یہ ہے کہ اسکی جگہ لفظ کل حقیقۃً قایم مقام کیا جا سکتا ہے۔ پس العالم سے مراد کل عالم ہے۔ جیسے قولہ تعالیٰ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ میں ہے۔ اور نیز اس کی دلیلوں میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ اسکا وصف صیغۂ جمع کے ساتھ وارد کیا جا سکے جیسے قولہ تعالیٰ اَوِالطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا میں ہے۔ اور دوسرا یہ امر ہے کہ جسپر وہ داخل ہوا ہے اس میں سے کسی چیز کا استثنا صحیح ہو۔ مثلاً اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ

عَالَمِیْنَ، جمع عالم بنابر تغلیب ذوی العقول اور عالم اس ماسوئے اللہ کو کہتے ہین جو موجود ہو چکا ہے یا آیندہ ہوگا یعنی موجود بالقوہ اور اسکا اطلاق اجناس موسومہ یاذوی العلم پر ہوا کرتا ہے - مثلاً کہتے ہین - عالم انس - عالم جن - عالم ملک الغرض اللہ تعالیٰ شانہ کے سوائے جتنی چیزین ہین وہ سب عالم کہلاتے ہین - اور ہر ایک جنس ایک جدا جدا عالم ہے اور ان اشیاء پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جن کا وجود صانع و خالق کل کے وجود اور اسکی حکمت و عظمت و قدرت کی واضح وظاہر دلیل ہے جیسے عالم عناصر - عالم افلاک - اسے اسم لِمَا یُعْلَمُ بِہٖ الصَّانِعُ فَالْمُمْکِنَاتُ بِاَثَرِھَا عَالَمٌ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِیْنَ - فَقَالَ مُوْسٰی رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا -

ماخذ اسکا عَلَم[۵] بالفتح یا علامت ہے جمع اجناس کی شمولیت اور الف ولام

بقیہ صفحہ ۳۲ اٰمَنُوْا اور کبھی یہ الف اور لام افراد کے خصائص کے استغراق کے لئے آتا ہے ایسے وقت مین لفظ کل حقیقۃً اس کا قایم مقام نہین ہوسکتا مثل قولہ تعالیٰ " ذٰلِکَ الْکِتَابُ " کہ الف لام کتاب کے تمام افراد کو مستغرق نہین بلکہ انکے صفات اور خصوصیات کے انحصار پر دلالت کرتا ہے یعنی وہ کتاب جو ہدایت مین کامل اور تمام نازل شدہ کتابون کی صفتون اور خصوصیتون کی جامع ہے - ۱۲ (خلاصہ مطولات)

۵ - علم بالفتح یعنی عالم عَلَم سے مشتق ہے جسطرح طابع طبع اور خاتم ختم سے لیا گیا ہے اور عالم اس شے کو کہتے ہین جس سے دوسری شے کا علم حاصل ہوسکتا ہے - اور بعض کے نزدیک عالم علامت سے ماخوذ ہے گویا ممکنات مصنوعہ و مخلوقہ کا وجود خالق کل اور صانع بیچون کے وجود کی بین علامت

انواع اور اسکے تمام افراد کی شمولیت پر دلالت کرتا ہے یعنی ہر ایک جنس و ہر نوع اور اسکے ہر ہر فرد کی پرورش کرنیوالا اور ہر ایک کو بتدریج اپنے درجہ

کمال پر پہونچانے والا۔ بخشاینده۔ منعم عمیم الاحسان۔ صفت مشبہ اور یا صیغہ مبالغہ ملحق باسم فاعل۔

اور ظاہر دلیل ہے کیونکہ سبب اور فاعل کے سوائے عالم کون و فساد مین کوئی شے خود بخود پیدا نہیں ہوسکتی پس ذات باری عز اسمہ کے سوا جو چیز موجود ہے اس قادر مطلق و توانا کی حکمت و قدرت کی مظہر اور اُسکے ذات و وجود کی معلن ہے۔

۵۱۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ہر دو صفت مشبہ یا صیغہ مبالغہ ملحق باسم فاعل ہین۔ ماخذ ان کا رحمت بمعنی نرم دلی و رقت قلب ہے لیکن ایسے اعراض نفسانیہ جب ذات واجب الوجود کی طرف منسوب کیے جاتے ہین تو ان سے ان کی غایات مراد ہوتی ہین۔ پس اسجگہ رحمت سے مراد مرحوم (پروردہ) کی پرداخت اور اسکے ضروریات پرورش کا تعہد کرنا اور ثمرات پرورش و تکمیل کو ضایع و بیکار نہ کرنا ہے۔ اور کہا ہے رحمان اس منعم عمیم الاحسان کو کہتے ہین کہ جسطرح وہ انعام دیتا اور احسان کرتا ہے غیر سے اس جیسی رحمت کا صدور نہ ہو سکے۔ واضح ہو کہ رحمت دو قسم ہے۔ (۱) وہ رحمت جسکا ظہور عین پرورش مربوب (پروردہ) کیوقت ہوتا ہے جسپر مربوب کی تربیت موقوف ہوتی ہے اس رحمت کی حقیقت یہ ہے کہ مربی کی پوری پوری توجہ اپنے مربوب کے حاجات اور اُس کے ضروریات پرورش کے تعہد و نگاہداشت مین مصروف رہتی ہے۔ اس قسم کی رحمت کو اسم رحمٰن سے تعبیر کرتے ہین۔ (۲) وہ رحمت جسکا ظہور تکمیل پرورش کے بعد ہوتا ہے کہ مربی اپنے پروردہ کو ثمرات کمال تربیت سے مستفید اور بہرہ مند کرتا ہے اور نتایج پرورش کو بیکار و معطل نہین چھوڑتا۔ اس قسم کی رحمت کو اسم رحیم سے تعبیر کرتے ہین۔ الغرض ہر شے کی خوبی معاش کا انتظام صفت رحمانیت سے وابستہ ہے۔ اور اس کی حسن معاد

و صفت رحیمیت پر موقوف ہے۔ (خلاصہ مطولات)

الرحیم بخشایندہ ۔ معاف کنندۂ جرائم و معاصی ۔
مہربان ۔ رحم کرنیوالا ۔ جمع رُحَمَاءُ

الحمد ۔۔۔۔۔۔ مبتدا
ل ۔۔۔۔۔ حرف جار
اللہ ، مجرور ۔ موصوف
رب ، مضاف } صفت اول
العلمین ، مضاف الیہ
الرحمٰن ، صفت دوم
الرحیم ، صفت سوم

غرض اس سے یعنی اسمیہ جملہ سے اظہار استحقاق حمد و ثنا ہے بطریق استمرار و دوام اور مقصود ثنا بمضمون جملہ ہے ۔ کیونکہ بلحاظ اصل تقدیر عبارت یہ ہے حمدُ وا اللهِ حمداً ویا قولو الحمدُ للهِ ربِّ العٰلمین برعایت و مناسبت قولہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۔

مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝۴ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝۵

خداوند	روز	جزا	ترا	مے پرستیم	و از تو	مدد مے طلبیم
خداوند	دن	جزا کا	تجھی کو	عبادت کرتے ہیں	اور تجھی سے	مدد چاہتے ہیں

مالک ۔ ولی صاحب ملک ۔ صاحب تصرف ۔ ملّاک جمع ۔

مالک ، صفت مشبہ یا صیغہ مبالغہ
یوم دن ۔ وقت ۔ وہ وقت مابین طلوع فجر

لہ ۔ یوم اصل میں مقدار زمانے کا نام ہے اور کبھی اس سے وہ خاص زمانہ مقصود ہوتا ہے جو کسی خاص واقعہ یا سختی و شدت پر متضمن ہوتا ہے ۔ کہتے ہیں یَوْمٌ اَیْوَمُ و یومٌ یعنی سختی اور شدت کا دن جو اپنی صعوبت و شدت کے باعث بہت طویل معلوم ہوتا ہے ایسے ایّام العرب سے مراد عرب کے باہمی واقعات اور انکے باہمی میدان جنگ وغیرہ ہوتی ہے ایام اللہ اللہ کی نعمتیں اور اس کا عذاب

(حاشیہ، حاشیۂ بائیں: [illegible])

تا غروب آفتاب - اسم جامد غیر مشتق
ظرف زمان جمع ایّام جمع الجمع ایاویم
جن کا اصل ایوام وایواوم
ہے -

الدّین جزا - و بدلہ - وحساب
ال - عہدی ، خارجی لے جزائے
اعمال واعتقادات شرعیہ -
دین ، مصدر بمعنی حساب یقال
ھذا یَوْمُ الدِّیْنِ اسے
الدّینونتہ و بمعنی ملک و غلبہ
وحکم اور تمام احکام الٰہیہ وعبادات
جیسے اللہ کی عبادت کیجاتی ہے
وشان وطاعۃ وذلت جمع ادیان
اور کہا ہے کہ دین موجب جزا ہے

کیونکہ اسکے آنے سے مظلوموں کا
ظالموں سے اور بیکسوں اور عاجزوں
کا جابروں وقاہروں سے بدلہ وعوض
لیا جائیگا ماخذ اسکا محاورہ عرب کما
تدین تدان ہے کہ جیسا کریگا ویسا
پائے گا **یوم الدّین** - مراد یوم
الفصل و یوم الجزا ہے جسمیں ہر ایک
شخص اپنے اپنے اعمال کی جزا وسزا
کے عوض بہشت یا دوزخ میں
ڈالا جائیگا -

ایّاکَ ۱۹ ترا - تجھ ہی کو یا تیری ہی اِیّا ضمیر
منفصل منصوب اسکے ساتھ جمیع ضمائر
نصب حروفاً متصل ہوتے ہیں اور
غرض اس سے صاحب ضمیر کی تمیز

ف۱ - اِیّا - زجاج کہتے ہیں یہ اسم ظاہر ہے - اور جمہور کے نزدیک یہ ضمیر ہے اور اس میں چند اقوال ہے (۱)
یہ کہ اِیّا اور جو ضمیر اسکے ساتھ متصل ہوتی ہے وہ سب ملکر تمامہ ضمیر ہی ہوتی ہے (۲) اِیّا تنہا ضمیر
ہے اور اس کا مابعد اس سے مضاف شدہ اسم ہے اور اس بات کی تفسیر کرتا ہے کہ "اِیّا" سے تکلم
خطاب غیبت کیا چیز مراد ہے جیسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ اِیّایَ فَارْھَبُوْنِ - بَلْ اِیّاہُ تَدْعُوْنَ
میں ہے - (۳) اِیّا اکیلا ہی ضمیر ہے - اور اس کا مابعد ایسے حروف ہیں جو مراد کی تفسیر کرتے

ہوتی ہے مثل اِیَّانا۔ اِیَّاکُمْ اِیَّاکَ اِیَّاہُ، ک حرف خطاب یا اسم مضمر مضاف الیہ۔
یعنی می پرستیم۔ پوجتے ہین ہم۔ ہم عبادت کرتے ہین
نَعْبُدُ مف ج۔م العبادۃ اقصائے مراتب تعظیم بجالانا نہایت درجہ کی ذلت عجز وانکسار کا ظاہر کرنا غیر کی تعظیم کے لئے بشرطیکہ اس کا صدور اختیاری اور اعتقاد کے ساتھ ہو اصطلاحاً تمام اعضاء اور قوائے ظاہر و باطن کو اپنے معبود کی خوشنودی اور اسکی رضا مین بخلوص نیت مشغول کرنا جسطرح کہ شارع علیہ السلام نے اسکی تعلیم فرمائی ہے۔
مراد عبادت[۵۱] شرعیہ اور یہ محاورہ عرب طَرِیقٌ مُعَبَّدٌ وثوبٌ ذو عَبَدَۃ سے ماخوذ ہی کہ عرب اس

[۵۱] اصطلاح شرع مین عبادت چند قسم پر ہے بعض کا تعلق جوارح سے ہے جیسے نماز پڑھنا ذکر کرنا تسبیح وتہلیل پڑھنا۔ کعبۃ اللہ کو دیکھنا انبیاء ورسل علیہ وعلی جمیعہم السلام علماء وفضلاء اور اولیائے کاملین وعباد صالحین کی ملاقات وصحبت اختیار کرنا اور ان شہداء مخلصین کی زیارت کرنا جنہون نے اپنے آپ کو راہ خدا اور اپنے حقیقی مالک کی رضا وخوشنودی مین فنا کردیا ہے اور ان مصنوعات کا نظارہ کرنا جن کا وجود صانع کامل کی حکمت وقدرت کی واضح دلیل ہے مواعظ حسنہ اور ایسے تذکرون کا سننا جن سے خدائے تعالیٰ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھنی اور ان کی اطاعت وفرمان برداری کا شوق وولولہ دل مین پیدا ہوتا ہے حج وجہاد کے لئے سفر کرنا غریب ومحتاجون کی حاجت برآری مین سعی کرنا وغیرہ وغیرہ دوسرے قسم کی عبادت وہ ہے جسکا تعلق باطن سے ہے جیسے شرائع اسلام اور اسکی آیات مین غور کرنا خوشنودی واسترضائے مالک حقیقی کے لئے نفسانی مرغوبات

راہ کو مُعَبَّد کہتے ہین جسپر کثرت سے
لوگ چلتے ہین اور وہ ہر وقت پائمال
رہتا ہے اور ایسے ہی اس کثیر الاستعمال
کپڑے کو جو عموماً ہر کام مین استعمال
کیاجاتا ہے ذو عَبَدَۃٍ کہتے ہین
گویا وہ ہر وقت ہر ایک کام کیلئے مطیع
وفرمان بردار رہتا ہے۔
العبادۃ مصدر - ف - ض عَبَدَ یَعْبُدُ
عابدٌ معبودٌ - اُعْبُدْ - لَا تَعْبُدْ

وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

واز تو یاری میخواہیم - اور ہم تجھی
سے مدد اور یاری چاہتے ہین -
اِیَّاکَ ضمیر منفصل مفید حصر استعانت

اور اس کی خواہشون کے ترک پر صبر کرنا مثلاً روزہ رکھنا اعتکاف بیٹھنا اور اسکے دوستون سے محبت واخلاص اور اسکے دشمنون سے بغض وکدورت رکھنا خداوند عالم کی عنایت ومہربانی اور اس کے ثواب کا امیدوار رہنا اسکی نافرمانی اور عذاب سے ڈرنا وغیرہ وغیرہ الغرض اپنے تمام اعضاؤن کو ہمہ تن خوشنودی مالک حقیقی مین مصروف ومشغول کرنے کو عبادت کہتے ہین - (خلاصہ مطولات)

ل - مدد واستعانت - انسان اپنے ہر ایک کام کے پورا کرنے مین چار قسم کی غیبی تائید کا محتاج ہے - اول قدرت عمل مثل تہیہ اسباب صحت عقل وشعور درستی قواے واعضا وغیرہ جس سے عمل کرنے پر قدرت ہوسکتی ہے - دوم تسہیل امر مثلاً رفع موانع وفراغ خاطر وغیرہ - سوم رغبت عمل مثلاً دل مین اس کام کی رغبت اور آرزو وشوق کا پیدا ہونا اور اسکی حسن وخوبی کا دل مین اثر کرنا - چہارم تحریک عمل یعنی عامل کا ایسے محرک وباعث کی صحبت مین پہونچنا جسکے وعظ ونصیحت سے اسکی دل مین اس کام کے کرنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے اور جسکا اشارہ اس کے خیال کو بزور اس کام کے سرانجام دینے کی طرف متوجہ کردیتا ہے - پس انسان اپنے تمام کاروبار مین لئے ہون خواہ ادنیٰ اللہ تعالیٰ کی تائید کا محتاج ہے -

اور واضح ہو کہ غیر اللہ سے مدد چاہنا اس طرح پر کہ سائل اسپر اعتماد رکھتا ہے اور اسکو امداد الٰہی کا مظہر نہین خیال کرتا - بلکہ وہ اس غیر کو بالاستقلال اپنا حاجت روا سمجھتا ہے - یہ طریق حرام ہے اور کسی صورت مین جائز نہین - لیکن اگر سائل کی دلی توجہ اپنے مالک حقیقی کی طرف لگی ہوئی ہے

بحضرت واجب تعالیٰ شانہ - اسے
کررہ للتنصیص علیٰ انّہٗ المستعان
المُعین لا غیرہٗ -
نَسْتَعِیْنُ، ج - م - اصل نَسْتَعْوِنُ
اَلْاِ ستعانۃُ (اَلْاِستعوانُ)
مدد یاری چاہنا اعانت طلب کرنا
مصدر استفعال وادی اِسْتَعَانَ
یَسْتَعِیْنُ - مُسْتَعِیْنٌ مُسْتَعَانٌ
اِسْتَعِنْ لَا تَسْتَعِنْ

مَالِكِ، اِسم فاعل
امر، محذوف مفعول
یوم، مضاف الیہ مضاف
الدِّیْنِ، ---- مضاف الیہ
(الحکمی) (مضاف) (اللّٰہ کی چوتھی صفت)

یہ چاروں صفتیں بمنزلہ دلیل ہیں
اس امر کے لئے کہ اُس پروردگار
عالم مستجمع صفات ہی کی ذات

مستحق حمد وثنا ہے -
اور جو شخص ایسی صفتیں نہیں رکھتا
وہ مستحق حمد وثنا نہیں - پس ہمارا معبود
وہی حقیقی پروردگار ہے جو رحیم
وکریم اور مختار جزا وسزائے اعمال
ہے -

فقال - اِیَّاكَ ضمیر منفصل مفعول مقدم
نَعْبُدُ، فعل با فاعل
(جملہ فعلیہ معطوف علیہ)

وتقدیم الضمیر للتعظیم وَالا
ھتمام بہ و للدلالۃ علیٰ
الحصر وَالتنبیہ علیٰ اَنَّ
العَابدَ ینبغی اَنْ یکونَ
نَظْرہٗ اِلیٰ المَعْبُوْدِ اَوَّلاً وَ
بالذات

وَاِیَّاكَ ضمیر مفعول مقدم
نَسْتَعِیْنُ، فعل با فاعل
(جملہ فعلیہ معطوف)

(۳۷ صفحہ ۳۷) اور کارخانہ اسباب میں اس غیر کو امداد الٰہی کا مظہر سمجھ کر اس سے امداد و اعانت ونصرت کی درخواست کرتا ہے
تو اس قسم کی مدد واستعانت شرعاً جائز اور درست ہے انبیا علیہم السلام اور اولیائے ذی الاکرام
اس قسم کی مدد واستعانت کے اہل ہیں درحقیقت یہ استعانت بغیر نہیں بلکہ استعانت بحق ہے لہذا

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہر دو جملہ معطوف علیہ و معطوف [جواب ندا]
یا مَنْ ھذا شانہٗ، محذوف منادی [ندا]
تقدیر عبارت یہ ہے یا من ھذا شیون ذاتہ وصفاتہ تخصک بالعبادۃ وَالاستعانۃ وبا
ہر دو جملہ استینافیہ سوال مقدر کا جواب ہین کانہ قیل ما شانکم معہ وکیف توجھکم الیہ فاجیب بحصر العبادۃ وَالاستعانۃ

ویا نعبد، فعل بافعل
وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ [جملہ فعلیہ حال[۱]]
اے نحنُ نستعینُکَ اسے الضمیر فی الفعلین للقاری وَمَن معہ وفیہ اِشعارٌ علی التزامہ الجماعۃِ
وجملہ اھدنا الخ بیان معونت ہے۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ

نما مارا راہ درست راہ آنانکہ
دکھا ہمکو راہ سیدہی راہ ان لوگون کی کہ

اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ

اکرام کردہ برایشان بجز آنانکہ خشم گرفتہ شد برآنہا و بجز گمراہان
نعمت کی ہے تونے اوپر اُن کے سوائے اُنکے جو غصہ کیا گیا ہے اوپر اُن کے اور نہ راہ گمراہون کی

[۱]۔ جملہ فعلیہ حال۔ اِیّاکَ نستعین جملہ فعلیہ بتاویل مفرد ہوکر حال ہے لیکن انشائیہ ہونے کی وجہ سے ضرور ہے کہ ایک مبتدا مقدر مانا جائے۔ تقدیر عبارت یہ ہے نحن نستعینک اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہین درانحالیکہ جملہ حاجات مین تجھ ہی سے مدد واستعانت کے طلبگار ہین۔ ۱۲

(ہمارا - دکھایا چلا ہمکو)
اِهْدِ، ا-ح صیغہ امر بمعنی دعا الھدایة
بھلائی کی راہ - سیدھی سڑک بتانا
مطلوب تک پہونچانا۔ مصدر ثلاثی
ن ناقص - هَدٰی - یَهْدِی

هادٍ - مَهْدِیٌّ - اِهْدِ لَا تَهْدِ
(راہ راست سیدھی راہ)
اَلصِّرَاطَ اصل السراط من سرط الشیء
اذا ابتلعه والصراط یذکر و یونث کا
الطریق وصراط بمعنی راہ وطریق سلوک

ف الھدایتہ وھی الدلالتہ بلطف ویستعمل فی الخیر - ہدایۃ کے معنی راہ نمائی - توفیق خیر اور اس راہ پر چلنے کے ہین جو نہایت آسانی سے منزل مقصود پر پہونچادے عرفا اس کا استعمال نیک چیزون کی طرف راغب کرنے طریق خیر کی راہنمائی اور اس امر کی طرف متوجہ کردینے مین ہوتا ہے - جسمین بھلائی اور حصول نفع کی امید ہو ماخذ اسکا مقولہ عرب (ھوادی الوحش) ہے عرب ان صحرائی جانورونکو ہوادی الوحش کہا کرتے ہین جو راستہ چلنے مین اپنے ہمراہیون اور تمام جماعت سے آگے آگے رہتے ہین گویا وہ طریق سلوک مین پیش روے قوم اور ہادیان طریق ہین - اور واضح ہو کہ لفظ ہدایت دو معنون مین مشترک ہے کبھی اس کا اطلاق مقصود اور مطلوب تک پہونچادینے مین ہوتا ہے اور کبھی صرف مقصود کی طرف راہ بتادینے مین - اور امتیاز معانی صلہ فعل سے ہوا کرتا ہے کیونکہ ہدایت اور اسکے تمامی مشتقات دو مفعول چاہتے ہین - دو نو مظہر ہون خواہ ایک مظہر اور دوسرا مضمر ہو - پس متعدی بنفسہ ہونیکی صورت مین ہدایت سے راہ پر لانا اور مقصود تک پہونچادینا مقصود ہوتا ہے - اور اگر متعدی بواسطہ حرف ہو

(الیٰ) کے ساتھہ جیسے آیۃ اللّٰہ یھدی من یشاء الی صراطٍ مستقیم
مین اور خواہ (لام) کیساتھ ہو۔ جیسے آیۃ ۔اِن ھذا القرآن یھدی
للتی ھی اقوم) مین تو لفظ ہدایت سے صرف مقصود کی طرف راہ بتا دینا مراد
ہوتا ہے۔ پس اسجگہ اھدنا الخ مین کمال عجز و ناتوانی بندہ کا اظہار دیا
گیا ہے کہ صرف راہ دکہا دینے یا راہ پر لانے سے منزل مقصود پر پہنچنا
ہم سے مشکل ہے جب تک کہ لحظہ بلحظہ خداوند کی توفیق و ہدایت دلیل
راہ اور ہادی و رفیق نہ ہو جائے جاننا چاہیئے کہ ہدایت چند قسم پر ہے۔
(۱) عام الہامی جیسے بچونکو طفولیت کے زمانہ مین انقضائے حوائج کے
لئے ہوا کرتی ہے۔ (۲) احساسی جس سے مثلاً انسان بذریعہ حواس نیک
و بد نفع و نقصان مین تمیز کرنے لگتا ہے۔ (۳) ہدایت عقل جس سے
انسان معلومات جزئیہ حسیہ اور مدرکات محسوسہ سے کلیات انتزاع کر کے
ان چیزونکو معلوم کرنے لگتا ہے جن کا ادراک احاطہ حواس سے باہر
ہے (۴) ہدایت دلائل نظریہ۔ معلومات تصدیقیہ و تصوریہ کے ترتیب دینے
سے ان چیزون کا معلوم کرنا جن کا ادراک بداہۃ عقل کی قدرت سے
خارج ہے (۵) ہدایت الہام خاص ایسی اشیاء کا دریافت کرنا جو عامہ انسانی
عقول کی حد سے باہر ہین یا عقلی قوت غلبہ وہم و خیال کیوجہ سے ان کے
حسن و قبیح پر کوئی حکم نہین کر سکتی ایسے امور کا انکشاف قدسی مناسبت اور
غیبی تائید پر موقوف ہے اس قسم کی ہدایت کو الہام اور صاحب الہام کو نبی
کہتے ہین (۶) ہدایت خاص۔ عالم نبوت یا عالم ولایت کے ظل اور انکے

ساتھ ایک خاص تعلق اور لگاؤ پیدا کرنے سے حاصل ہوتی ہے جس سے سالک طریقت پر حقائق امور منکشف ہو جاتے ہیں اور سالک ہر ایک چیز کو اپنے اپنے مرتبہ میں پہچاننے لگتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی صداقت ان امور اور چیزوں میں رجن کی انہوں نے خبر دی) مشاہد بن کر اجمالاً و تفصیلاً کرنے لگتا ہے۔ پھر جسقدر عالم نبوت یا عالم ولایت سے اس کا تقرب بڑھتا جاتا ہے اُسی قدر اسکے دل میں اطاعت امر الٰہی اور اجتناب عن النواہی کی آرزو پیدا ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ ہدایت محضہ اسکے لئے چراغ راہ بنجاتی ہے اور جذب محبت اسکو نہایت زور سے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ جس سے اسکی ذات ہمہ تن نور معرفت بنکر غریق بحر حقیقت ہو جاتی ہے۔ آیتہ نورٌ علی نورٍ اور آیۃ نوذھو لیسعی بین ایدیھم و بایمانھم میں اسی معنی کی طرف اشارہ ہے۔

آنجناب سرور کائنات علیہ التحیہ والتسلیمات اور صحابہ کرام کا ہر وقت طالب ہدایت رہنا باوجودیکہ آن حضرات ہدایت کامل اور ہمہ تن نور محضہ عرفان تھے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ الطافات وہدایات کا کوئی انتہا نہیں۔ وقال ھذہ الدعاء من المومنین ومن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع کونہم علی اصل الھدایتہ بطلب التثبت او طلب مزید الھدایتہ فان الالطاف والھدایات عن اللہ تعالی لاتتناھی علی مذھب اھل السنتہ والجماعتہ (منظ) ....

ربنا اتمم لنا نورنا وھب لنا من لدنک رحمۃً ط

المستقیم ال بمعنی الذی یستقیم (مستقوم) متوسط میان افراط وتفریط وہموار وراست۔ الاستقامۃ مصدر استفعال اجوف واوی بمعنی سیدھا ہونا

صراط مستقیم، اس واضح اور کھلی ہوئی ہموار راہ کو کہتے ہین جسمین کسی طرح کی کجی اور ٹیڑھاپن نہو۔ اور باامن ہو۔ مراد راہ حق وملت اسلام

صراط (راہ آنانکہ۔ راہ ان لوگون کی

الذین، اسم جمع یا نون مبالغہ اسم[1] موصول عہدی اسم مبہم

انعمت (انعام کردۂ برایشان۔ جنپر تونے فضل کیا ہے)

انعمت، باب الانعام نعمۃ رسانیدن احسان کرنا۔ اور اس منفعت حسنہ کو کہتے ہین جو تبرعًا غیر کے ساتھ کیجائے اور اسمین ذاتی غرض اور کوئی خاص طمع منظور بالذات نہو، ماخذ اسکا نعمۃ بالفتح بمعنی نرمی ہے وبمعنی تنعم وسعۃ العیش وبکسر النون المنۃ۔ والعطیۃ یقال انعم اللہ المنعمۃ علیہ والنعمۃ

[1] - اسم موصول عہدی - اور اس سے وہ افراد مقصود ہین جن پر دینی و دنیوی دونون نعمتین انعام ہوچکی ہین - جیسے صدیقار شہدار صلحار وانبیار صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین حسب آیت "ومن یطیع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ لہذا کہا گیا ہے کہ عوام مومنین کو صالحین کی رفاقت طلب کرنی چاہیئے۔ اور صالحین کو شہدار کی اور شہدار کو صدیقین۔ اور صدیقون کو انبیا علیہم السلام کی حسب بیان آیۃ۔ پس عوام الناس مین سے اگر کوئی شخص انبیاء ومرسلین علی نبینا وعلی اجمعہم الصلواۃ والتسلیم کی رفاقت چاہتا ہے تو اسے درجہ بدرجہ ماتحت کے تینون گروہون سے رفاقت حاصل کرنی چاہیے اسلئے اہل اللہ کے طریقون مین داخل ہونا اور ان سے...

باللغۃ لہے اوصلہا انعام مصدر
انعالی - انعم ینعم منعم - انعم
انعمت - علیٰ / جار بمعنی استعلا مجازاً
ومرجع ضمیر (الذین) -
(نہ راہ آنانکہ خشم گرفتہ شد برآنہا)
نہ راہ اُن لوگون کی جن پر غضب کیا گیا ہے
غیر - بجز - سوائے - اسم صفت شدید
الابہام -
المغضوب - اے الذین[1] غضب
علیہم -
مغضوب - اسم مفعول - غضب
اس نفسانی کیفیت کا نام ہے جس کی
وجہ سے خون دل مین جوش مارتا ہے

اور روح حیوانی دشمن سے بدلہ لینے
کے لیے خارج بدن کیطرف متوجہ
ہوتی ہین اور ایسے ہی مکروہات طبیعیہ
کے اندفاع طبیعت کے جوش مارنے
کو غضب اور غصہ کہتے ہین لیکن
اسجگہ غضب سے غایت غضب
یعنی مقہوریت مغضوب علیہ مراد ہے
کیونکہ اغراض نفسانیہ جب واجب الوجود
کی طرف منسوب ہوتے ہین تو ان سے
ان کی غایات مقصود ہوا کرتے ہین
وقیل الغضب ھو ارادۃ الانتقام
من العصاۃ وغضب اللہ تعالیٰ
لا یلحق عصاۃ المومنین انما

لہ - المغضوب - ال بمعنی الذی - اگر اس سے وہ مخصوص افراد مراد ہین جن پر اخروی و دنیوی عذاب کا
واقع ہونا قرار پاچکا ہے مثل ابوجہل وابولہب وغیرہ کفار ومنافقین کے تو یہ موصول عہدی ہے - اور اگر
وہ افراد مطلوب ہین جو مطلق عذاب کے مستحق ہین - خواہ دنیوی ہو خواہ اخروی یا ہر دو تو یہ موصول
جنسی ہے - امام احمد اور ابن حبان نے عدی بن حاتم اور ابن مردو یہ نے ابوذر سے روایت کی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - کہ مغضوب علیھم سے - یہود اور ضالین سے نصاریٰ
مراد ہین - ابن حاتم نے کہا ہے کہ اسی قول پر سب کا اتفاق ہے - ابن جریر نے ابن عباس اور ابن مسعود -

یلحق للکافرین والمنافقین
(وہ نہ راہ گمراہان۔ اور نہ بہکے ہوؤں یا
بہکنے والوں گمراہوں کا)
وَ۔ لَا، زاید موکد نفی ماقبل یا بمعنی غیر
الضالین۔ جمع ضال۔ ضلالۃ
ضد ہدایۃ۔ ایسا راہ یا ایسی چال اختیار
کرنا جو منزل مقصود کے خلاف ہو
وبمعنی غیبوبت وہلاکت یقال ضل
الماء فی لبن اذا غاب وہلک
فیہ وضل الکافر اے غاب عن
الحق۔
آمین اسم فعل بمعنی استجب او کذا
یکون او کذالک فافعل یعنی
لفظ آمین و آمین اسم فعل ہے بمعنی
قبول کر یا اسی طرح ہو یا ایسے ہی کر۔

اھدنا، فعل با فاعل مع مفعول
الصراط ... موصوف
المستقیم اے الذی استقم
الذی ..... موصول
استقم، جملہ فعلیہ صلہ
صراط الذین انعمت علیھم الخ۔ بدل
یا جملہ مستقلہ استینافیہ فکانہ قال کیف اعینکم
فقالوا اھدنا الصراط المستقیم
صراط، ..... مضاف
الذین انعمت علیھم موصوف یا مبدل منہ
غیر المغضوب الخ صفت یا بدل
الذین ----- موصول
انعمت، فعل با فاعل
علیھم، جار۔ مجرور ظرف لغو
غیر ----- مضاف

(حاشیہ کے الفاظ: مفعول دوم مع صفت — بیان — بدل از صراط المستقیم — صلہ — موصول با صلہ مضاف الیہ — جملہ فعلیہ صلہ)

لہ۔ غیر لفظ غیر اگرچہ شدید الابہام ہے مگر اس وقت یہ معرفہ ہو جاتا ہے یا معرفہ کی صفت واقع ہو سکتا
ہے جبکہ وہ ایسے دو معرفوں کے درمیان واقع ہو کہ وہ دونوں باہم ایک دوسرے کی ضد اور نقیض
ہیں یا جو وقت اس کے مضاف الیہ کی ضد مشہور ہو جیسا یہاں کہ لفظ غیر منعم علیہم اور المغضوب
علیہم کے درمیان واقع ہے جو آپس میں متقابلین ہیں۔ کیونکہ تمام لوگ انہیں دونوں گروہوں

المغضوب - اے الذین غضب علیھم
الذین موصول
غضب، فعل
ضمیر مستتر نائب فاعل
علیھم ظرف لغو
اے المنعم علیھم ھم السالمون من الغضب و الضلال او صفۃ له مبینۃ او مقیدۃ ان اجری

صلہ — صفت الذین انعمت علیھم اے — صفت ابدل الذین انعمت علیھم

الموصول مجری النکرۃ اذا لم یقصد به معھود -
لا، زاید تاکید نفی ماقبل -
الضالین - الذین ضلوا
الذین، ... اسم موصول
ضلوا، فعل مع الفاعل
عن صراط الحق، مفعول

معطوف علی المغضوب

ف الحمد للہ - الخ اس صورت مین تین مضمون ہین - خداوند عالم کی تعریف بندون کی عاجزی اور دعا گویا اس مین انسان کامل کی سچی کیفیت کا اور اسکی واقعی حالت کا بیان ہے وہ پروردگار عالم کے دربار عام مین پہونچکر عرض کر رہا ہے - کہ اے ہمارے مالک ہمارے خالق و پروردگار تو اپنے احسان و کرم اور ان نعمتون ہی کی وجہ سے (جنکو تو نے اپنی محض عنایت و مہربانی سے ہماری پرورش قیام وجود اور تکمیل ذات کے لئے وقف کر رکھا ہے) لایق حمد و قابل تعریف نہین بلکہ بذاتہ تیری مقدس و منزہ اعلے و برتر ذات ازلا و ابداً حمد سے

مین محصور و منحصر نہین - پس اگر الذین انعمت علیھم موصول عہد خارجی ہے تو غیر اس کے لئے صفت مبیّنہ ہے اور اگر وہ معہود ذہنی ہے اور اس سے عام ما انعم علیھم مقصود ہے تو غیر اسکے لئے صفت مقیدہ ہوگا کیونکہ اس وقت موصول خود قوت نکرہ مین ہے -

متصف ہے تمام مادحین کی مدح حامدین کی حمد شاکرین کے شکر سے پہلے ہی تو ممدوح و محمود و مشکور ہے اور بیشک پوری حمد و کامل تعریف کا تو مالک ہے اور وہ تیرے ہی لایق ہے - تمام مخلوق کی مثالی - روحانی اور جسمانی داخروی پرورش تیری عنایت ہی سے وابستہ ہے - ہر ایک شخص کی محنت کوشش اور سعی کے اجرا و پاداش کا تو صاحب و مختار ہے - پس اے یگانہ و بے مثل وحدہ لاشریک لہ تو ہی ہمارا سچا معبود اور واقعی مالک ہے - ہم تجھ ہی کو عبادت کے لئے خاص کرتے ہین اور اقرار کرتے ہین کہ خالصاً ہم تیری ہی عبادت کیا کرینگے اور تیری ہی عنایت سے ایفاے وعدہ کی توفیق چاہتے ہین - اے ہمارے مولا ہمارے پروردگار ہمین اپنی رضا و خوشنودی کی راہ بتا ہر ایک امر مین توسط اور استقامت عطا فرما - اپنے خاص برگزیدہ بندون کی مقبول چال اور ان کی سچی پیروی اور متابعت نصیب کر منافقین و گمراہون کے طرز عمل اور ان کی صحبت کے برے اثرون سے محفوظ رکھ -

ف ۲ - الھدایہ - واضح ہو کہ انسان روح اور جسد سے مرکب ہے - روح کو جسم کے ساتھ متعلق کرنے کا اعلیٰ مقصد یہ ہے کہ روح انسان اسکے ذریعہ سے اپنی ترقی و تکمیل کے اسباب فراہم کرے اور اسکی وساطت سے مدارج علیا پر عروج کر سکے لہذا حرکات جسم سے وہی افضل و احسن حرکات ہو سکتے ہین - جو تحصیل سعادت روحانیہ مین روح کے لئے معین و مددگار بن سکتی ہین - اور چونکہ روحانی سعادت اور اسکے مدارج کی تحصیل تعظیم معبود اور اس کی خالص عبادت پر موقوف ہے لہذا انسان کے لئے حالت ابقار صحت مین سب سے

بہتر یہی طریقہ ہے کہ عبادات شرعیہ مین نہایت کوشش اور استقلال کے
ساتھ قایم رہے یہ سعادت انسانی کا پہلا درجہ ہے اور قول (ایاکَ نعبد)
سے اسی معنی کیطرف اشارہ ہے۔ایک زمانہ تک شرایع اسلام پر عامل رہنے
اور اسی مرتبہ پر مواظبت کرنے کے بعد قلب عابد کا انوار غیب کے انعکاس
اور اسکی نورانی تجلیون کے پرزور نورانی شعاعی پرتو سے اثر پذیر ہونے لگتا
ہے۔اور آہستہ آہستہ اسکی توجہ عالم قدس کی طرف بڑھنے لگجاتی ہے۔
یہان تک کہ عالم شہادت سے کلیتہً عالم غیب کیطرف سفر کرجاتا ہے۔
اور عالم شہادت کو عالم غیب کا مسخر دیکھکر اسے یقین ہوجاتا ہے کہ اعمال ظاہرہ
عالم غیب کی مدد اور استعانت پر موقوف ہین اس وقت اس کا دل ظاہری
اسباب سے منقطع ہوکر ہر ایک امر مین حقیقی مسبب الاسباب اور واقعی مفتح الابواب
کی طرف منتقل ہوجاتا ہے اور ہر ایک فعل مین فاعل حق کے اثر کو بداہتہً
محسوس کرنے لگتا ہے۔سعادت انسانی کا یہ دوسرا درجہ ہے اسے طریقت
بھی کہتے ہین۔قول اِیّاکَ نَسْتَعِیْن،، سے اسی مرتبہ کیطرف اشارہ ہے
اسکے بعد سالک طریقت کا گزر انوار قدس اور تجلیات ومکاشفات پر ہوتا ہے
یہ وہ مقام ہے جسکی سیر کے لئے واقف کار اور ایک بہتر رفیق کی ضرورت
ہے جسکی تعریف مین یہ شعر موزون ہے۔

درین ورطہ کشتی فروشد ہزار   کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

اسی درجہ مین عالم شہادت بالکل معزول ومعطل رہجاتا ہے۔اور عابد کی توجہ
خالصاً مدبر کل ذات واجب الوجود ہی کی طرف لگ رہتی ہے۔جب اسے

کوئی نفع یا خیر پہونچتی ہے۔ تو ھوالنافِعُ" کہتا ہے اور جب کوئی رنجش ضرر یا تکلیف آتی ہے تو کہتا ہے" لاضارّ الّاھو" اِس وقت اس کی ہر ایک حمد اور تمامی مدح کا مرجع محض ذات حق ہوتی ہے اور حجاب ماسوے بالکلیہ محجوب و مرتفع ہو جاتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے اسی معنی کی طرف اشارہ ہے۔ سعادت انسانی کا یہ آخری درجہ ہے اسے حقیقت بھی کہتے ہین اور قول اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے اسی درجہ مسعودہ کی طرف اشارہ ہے اور اسی درجہ کی ہدایت مقصود ہے

ف۳ جب کوئی شخص کسی صنعت یا حرفت و عمل پر مداومت کرتا ہے۔ تو ایک مدت کے بعد اس کاسب مین ایک ایسی زبردست قوت اور قوی ملکہ پیدا ہو جاتا ہے کہ اس قسم کی صنعت کے مشکل اور اہم کام اسپر نہایت سہل اور آسان ہو جاتے ہین اور وہ بلا دقت انکو سرانجام دے سکتا ہے۔ کیونکہ کثرت عمل اور اسکی مداومت سے طبیعت کاسب اور اس خاص عمل مین ایک قسم کا تعلق اور لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ عامل کے افعال طبعی مین شمار ہونے لگ جاتا ہے۔ ایسے ہی ہمنشین اپنے صاحب کے اثر صحبت سے متاثر ہو کر اس کا رنگ قبول کر لیتا ہے کیونکہ نفوس بشریہ پر حب محاکات غالب ہے لہذا جب کوئی شخص شہداے مکرم و صلحاے معظم کی صحبت اختیار کرتا ہے تو انکے اثر صحبت اور فیض مجاورت اسے روحانی مکاشفات اور ربانی انوارات کی طرف متوجہ کر دیتی ہے۔ اور ان ارواح مقدسہ و مطہرہ کی محاذات اور تقابل سے اُس کا

دل انوارِ غیب اور فیوض قدس کو قبول کرنے لگ جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اولیائے کاملین و مرشدان صاحب تلقین کی صحبت شرعاً محمود و ممدوح ہے۔ ایسے ہی اہل فسق و معاصی کی رفاقت اپنے مصاحب کو فسق و فجور کی طرف بزور کھینچ لیتی ہے۔ اور چونکہ انسان بالطبع محتاج ہے اور اس کی زندگی کے دو اصول ہین۔

(۱) طلب نفع ملایم طبع۔

(۲) دفع مضار غیر ملایم طبع۔ اور ہر ایک کی تحصیل تہیۂ اسباب پر موقوف ہے اور ظاہر ہے کہ جب کسی امر کا حصول کسی واسطہ پر موقوف ہوتا ہے تو تحصیل واسطہ مقدم اور مقصود بالتوجہ ہو جاتی ہے اسیوجہ سے انسان کے دل مین ظاہری اسباب کی عظمت حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے اور آخرکار حقیقی مطلوب اور سچے معشوق کی طلب سے مانع ہوکر اسے دائمی حرمان و غضب و قہر الٰہی کا مستوجب بنا دیتی ہے چونکہ اکثر اہل دنیا اسی صفت سے موصوف ہین لہذا ان کی صحبت مانع ثواب آخرت ہوکر اپنے ہمنشین کے دل مین متاع فانی کی عظمت اور اسکی محبت اس طرح قایم کر دیتی ہے۔ کہ اس سے نجات پانا کسی پرزور کشش اور تائید غیبی کے سوائے ممکن نہین اور چونکہ انسان کو اپنے ہمجنس کی صحبت سے گزیر نہین اسلئے ضرور ہے کہ خداوند عالم سے ہمیشہ ابرار کی صحبت کا خواستگار اور اشرار کی ہمنشینی اور اسکے بُرے اثر سے محفوظ رہنے کے لئے اسکی درگاہ مین ہر وقت ملتجی رہے یہ مضمون قول اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کا ہے۔

امام احمد اور ابن حبان نے عدیؓ[۵۱] بن حاتم سے اور ابن مردویہ نے ابو ذرؓ[۵۲] سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

۵۱۔ عدی بن حاتم اُسی حاتم طائی کے بیٹے ہین جو سخاوت مین ضرب المثل ہے۔ ۹ہجری مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو ڈیرہ سو سوارون کے ساتھ ان کی قوم پر بھیجا اس زمانہ مین حاتم مرچکا تھا عدی بن حاتم اور دوسرے مقابلین بھاگ گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے وہان کا نامی بت فلس توڑ ڈالا اور بہت سی عورتون کو قید کرلیا اونٹ اور بہت سی بکریان بھی غنیمت مین ملین ان قیدیون مین سفانہ حاتم کی بیٹی بھی تھی۔ جناب سرورکائنات نے اسپر رحم فرماکر اسے چھوڑ دیا اور سواری اور کپڑے اور کچھ نقد بھی دیا۔ سفانہ جب اپنے ملک مین گئین اور انجناب علیہ السلام کی انہون نے تعریف کی انکے بھائی عدی بن حاتم مشتاق ہوگئے اور فوراً مدینہ مین آکر مشرف باسلام ہوگئے اور آخر تک نہایت ثابت قدم رہے۔ حضرت صدیق کے زمانہ مین ان کے ملک کے لوگون نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا تھا مگر حضرت عدی طریقہ سابق پر قایم رہے اور اپنی قوم کی زکوۃ بیت المال مین پہونچاتے رہے۔ فتوح عراق مین آپ شامل رہے ہین اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ لڑائیون مین شریک رہے ہین۔ ایکسو بیس ۱۲۰ برس کی عمر پاکر سنہ اسّی ۸۰ ہجری مین ان کا انتقال ہوا۔

۵۲۔ ابوذر۔ ابوذر غفاری آپ اجلہ صحابہ اور سابقین اولین مین شامل ہین۔ ابتداے نبوت کے زمانہ مین مشرف باسلام ہوے ہین۔ جب آپنے ایمان کا اعلان کیا تو کفار نے آپکو بہت سی تکلیفین دین پھر حضرت عباس نے انکو اپنے پناہ مین لیکر بچالیا۔ دوسرے روز پھر

کہ مغضوب علیہم سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہین اور ابن جریر نے ابن ابی

بقیہ صفحہ ۵۲

یہی حالت ہوئی۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اُن کو بچا لیا۔ تب وہ مکہ کو چھوڑ کر اپنی بستی مین چلے گئے۔ اور پھر اس وقت مدینہ کی طرف ہجرت کی جب بدر اور احد اور خندق کے غزوات کا زمانہ گزر چکا تھا احمد اور ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین اُٹھایا زمین نے اور نہ سایہ مین لیا آسمان نے کسی ایسے شخص کو جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔ ایسے ہی ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ ابوذر ایک ظرف علم سے بھرا ہوا ہے۔ آپ اکثر تنہا رہا کرتے تھے۔ سنہ اکتیس ۳۱ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود نے جنازہ کی نماز پڑھائی حضرت ابن مسعود اہل عراق کے ایک گروہ کے ساتھ عراق سے مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے۔ راستہ مین انکے جنازہ پڑھنے کا اتفاق ہوا

۵۱۔ ابن عباس حضرت عبداللہ بن عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہین ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے روایت مین ہے کہ جب وہ پیدا ہوئے تو اُن کی مان ام الفضل انکو گود مین لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائین آپ نے داہنی طرف اُنکے کان مین اذان دی اور بائین طرف اقامت کہی پھر فرمایا ابو الخلفاء کو لیجاؤ۔ یہ پیشین گوئی تھی انہین کی اولاد مین سے وہ خلفاء پیدا ہوئے ہین جو خلفائے عباسیہ کہلاتے ہین آپ کی اولاد مین یہ کثرت ہوئی کہ مامون رشید کے زمانہ مین چھ لاکھ آدمی ان کی نسل سے شمار ہوئے تھے آپ فقہ حدیث۔ عربیت۔ اور انساب وشعر مین نہایت فاضل اور اعلےٰ درجہ مین سمجھے جاتے ہین۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب ابن عباس ہماری عمر کو پہونچینگے تو ہم سے کسی کا علم اُن کے علم کا دسوان حصہ بھی نہ ہوگا سنہ ۶۸ مین بمقام طائف آپ کا انتقال ہوا ہے ۱۲

عباس اور ابن[۱] مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی یہی روایت کی ہے - اور ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ اسی قول پر اجماع ہے -

ف۴ - اس سورت مین دس چیزین قابل غور واقع ہوئی ہین پانچ چیزین صفات ربوبیت سے ہین - اللہ - رب - الرحمن - الرحیم - مالک - اور پانچ دوسری اس کے مقابل بطریق لف ونشر مرتب صفات عبودیت سے بیان ہوئی ہین - عبادت استعانت - طلب ہدایت - طلب استقامت - طلب نعمت و پناہ عن الغضب

ف۵ - سورۃ الفاتحہ آغاز کلام مجید اور علوم قرآن کی براعۃ الاستہلال اور مطلع مقاصد علوم اولین و آخرین ہے بیہقی نے ابوالقاسم بن حبیب اس نے محمد بن صالح بن ہانی سے اس نے حسین بن الفضل سے بواسطہ عفان بن مسلم روایت کی ہے کہ خداوند کریم نے ایکسو چار کتابین نازل فرمائی ہین اور ان سب کے علوم چار کتابون - توراۃ - انجیل - زبور - اور قرآن کریم مین ودیعت

[۱] - ابن مسعود - حضرت عبداللہ بن مسعود ہذلی صحابی سابقین اولین سے ہین - بدر مین شریک تھے اور اسکے بعد کل غزوات مین شریک رہے ہین - خدمت رسول اللہ کو انہون نے اپنے پر لازم کر رکھا تھا جب آنحضرت کہین تشریف فرما ہوتے تو آنجناب کا تکیہ - مسواک - اور نعلین اور وضو کا برتن عبداللہ بن مسعود لیکر آگے آگے چلتے تھے اور جب آنجناب کسی مجلس مین بیٹھتے تو اُن کی جوتیان عبداللہ اپنی آستینون مین رکھ لیا کرتے تھے روایت مین ہے کہ آپکو آنجناب نے فرمایا تھا کہ تم بغیر اذن لئے ہمارے حجرے مین چلے آیا کرو اور بیشک ہماری باتین سنا کرو - آنجناب علیہ الصلوۃ نے فرمایا ہے - کہ جو شخص ٹھیک ٹھیک موافق تنزیل کے قرآن پڑھنا چاہے تو اسکو چاہئیے کہ عبداللہ بن مسعود سے پڑھے سنہ ۳۲ یا ۳۳ ھ مین بمقام مدینہ اُن کا انتقال ہوا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان پر جنازہ کی نماز پڑھی اور بقیع مین مدفون ہوگئے ۱۲

رکھہ دیئے ہین پھر توراۃ وانجیل اور زبور کے علوم قرآن مین ودیعت فرمادیئے اور علوم قرآن کو اسکے حصہ مفصل مین اور مفصل کے جملہ اسرارات سورہ فاتحۃ الکتاب مین امانتۃً ودیعت فرمادیئے ہین لہذا جو شخص فاتحۃ الکتاب کی تفسیر معلوم کر لیگا وہ گویا تمام کتب منزلہ کی تفسیر سے واقف ہوجائیگا اس حدیث شریف کی توجیہہ اس طرح پر کیگئی ہے کہ جسقدر علوم پر قرآن مجید حاوی ہے اور جو علوم قیام مذاہب کے ارکان ہین وہ صرف چار علم ہین - اول علم اصول اسکا مدار خدائے تعالی کی معرفت یعنی اُسکی صفات کی معرفت پر موقوف ہے اس کی جانب رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے ساتھ اشارہ ہوا ہے اور نیز نبوت کی شناخت اسکی جانب اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے اشارہ ہوا ہے اور معاد کی شناخت یعنی اللہ کی طرف لوٹ کر جانے کا علم ہونے پر مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ سے اشارہ کیا گیا ہے - دوم علم عبادت اس کی طرف اِيَّاكَ نَعْبُدُ مشیر ہے سوم علم سلوک اور یہ اسبات کا نام ہے کہ نفس کو آداب شرعیہ کے برتنے اور خداوند عالم کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے پر آمادہ ومستعد بنایا جائے اسکی طرف اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ - اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اشارہ ہے اور چوتھا علم قصص ہے یعنی گزشتہ زمانون اور پہلی قومون کے حالات اور تاریخ کا علم جس سے اطاعت الہی کے برکات اور اطاعت پذیر بندون کے سعادت اور کافرون کی شقاوت کا علم حاصل ہوتا ہے اس مضمون کی طرف صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ

علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سے اشارہ کیا گیا ہے۔ غرض سورہ فاتحہ مین قرآن مجید کے جملہ علوم اجمالاً مندرج ہین۔ اور یہ بات براعت الاستہلال کی غایت ہے

ف۔ اور سنت ہے بعد ختم فاتحہ امین کہنا الگ کرکے۔ وقال السنة عند ختم الفاتحه ان یقول آمین مفصولاً عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه آن النبی صلعم قال إذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین فان الملائکت تقول امین وان الامام یقول آمین فمن وافقت تأمینه تامین الملائکة غفرله ما تقدم من ذنب۔ ۱۲ منہ

(۲) سُورَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَسِتٌّ وَثَمَانُونَ آيَةً وَأَرْبَعُونَ رُكُوعًا

یہ سورہ بقرہے مدینہ مین اتری ہے دوسو چھیاسی آیتین ہین اور چالیس رکوع ہین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

بنام خدائے بخشایندہ مہربان

شروع کرتاہون مین ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے

(۱) الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

این کتاب ہیچ شبہ نیست در رہنما ست

یہ کتاب نہین شک ہیچ اسکے راہ دکھاتی ہے

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

پرہیزگاران را

واسطے پرہیزگارون کے

۵۱ - ابوہریرہ آپ اسی کنیت سے مشہور ہین اور اجلہ صحابہ سے ہین غزوہ خیبر کے سال مین مسلمان ہوئے ہین اور اس مین آنجناب علیہ السلام کے ساتھ غزوہ مین شریک تھے۔ پھر انہون نے ہمیشہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کرلی تھی اور ہر وقت حضرت کے ساتھ ہی

(این کتابے است روشن- یہ نہایت واضح اور کھلی کتاب ہے)

الٓمٓ- اللہ اعلم بمرادہ- اسکے معنی مین سلف و خلف کے اقوال مختلف ہین- حق یہ ہے کہ اس قسم کے حروف مقطعات اسرار ہین بین اللہ و بین رسول اللہ کوئی غیر اسکو سمجھ نہین سکتا- اِلا مَن شاء اللہ من کمل اتباعہ

ذٰلِكَ، اسم اشارہ بعید مظہر تعظیم وتفخیم یا اسم اشارہ موکد (قرآن یا الٓمٓ)

الْكِتٰبُ، ال، عہدی یعنی وہ کتاب جس کی خبر کتب سابقہ مثل تورۃ وانجیل مین دی گئی ہے یا وہ جسکی بشارت بذریعہ وحی پہلے پہونچائی گئی ہے- بقولہٖ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا "- اور کتاب مصدر بمعنی مکتوب مفعول مبالغۃً ہے یا اسم فعال بمعنی مایول الیہ مثل لباس بمعنی ملبوس- ماخذ اسکا مقولہ عرب (کتبتہ ای جمعتہ) ہے اور لغت مین کتب کے معنی جمع کرنے اور ملانے کے ہین کتاب کو اسلئے کتاب کہا جاتا ہے کہ اسمین علوم جمع کئے جاتے ہین یا اسمین حروف ملائے جاتے ہین- مراد قرآن شریف-

(بقیہ) رہا کرتے تھے- صحابہ مین سے سب سے زیادہ حدیثین انہین سے مروی ہین ۵۹ھ انسٹھ یا اٹھاون ۵۸ ہجری مین ان کا انتقال ہوا ہے

۵۱- ذٰلِكَ، اسم اشارہ ہے- ذا- اسم اشارہ- ل، حرف تاکید معنی اشارہ- كَ- حرف مخاطبۃ گویا متکلم مخاطب کو مشار الیہ کی طرف نہایت اہتمام اور تنبیہ سے متوجہ کرنا چاہتا ہے اور غرض اس سے اظہار تعظیم و تفخیم مشار الیہ ہے-

۵۲- جبکہ کتاب کا اطلاق اس ذہنی عبارت پر کیا جائے جو کتابت کی صلاحیت رکھتی ہو لیکن ابھی لکھی گئی ہو

(کہ ہیچ شبہہ نیست دران - کچھ شک وشبہہ - یا تہمت اسمین نہین ہے)

اے لَا رَیْبَ فِیْهِ بوضوحہ و سطوح برہانہ بحیث لا یرتاب فیہ العاقل بعد نظرا لصحیح فی کونہ وحیًا - وقیل خبرٌ بمعنی النہی اے لا ترتابوا فیہ -

لَا، حرف نفی جنس[1] مراد نفی ماہیت مدخول -

ریب، تہمت وبدگمانی - سوء ظنی وشک اور تردد و پریشانی خاطر جو معنی کی تعین اور خبر کے سچ جھوٹھ کی تمیز مین عارض ہوتی ہے -

فِیْهِ اسے فی ذٰلِکَ اْلکتٰبِ

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (رہنماست مر پرہیزگاران را - پرہیزگارون یا ڈرنے والون کو راہ بتاتی ہے -)

هُدًى[2]، دلالت علی الخیر - بھلائی اور ثواب یا مصدر بمعنی فاعل (ہادی رہنما) مبالغۃً لفظ ہدایت اور ایسے ہی تعلیم وارشاد وانذار وغیرہ الفاظ کبھی صرف بمعنی فعل فاعل مستعمل ہوتے ہین جیسے آیۃ وامّا ثمودُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى

[1] - حرف نفی جنس - کبھی اس سے مدخول کی صفت اور کبھی مدخول کی ماہیت کی نفی مراد ہوتی ہے اس جگہ تمام ماہیت ریب - یعنی اسکے افراد کی فرداً فرداً نفی مقصود ہے اور اس کا مدخول اس وقت منصوب ہوتا ہے جبکہ نکرہ مفرد اور مضاف ہو -

[2] - ھدیٰ کلام مجید مین یہ لفظ ستر جو جگہ آیا ہے (۱) بمعنی ثبات واستقلال اهدنا الصراط المستقیم (۲) بیان اولئك علی هدًی من ربهم (۳) دین - ان الهدیٰ هدی الله (۴) ایمان ویزید الله الذین اهتدوا هدًی (۵) دعا - یعنی ایمان کی طرف بلانا ولکل قوم هاد - وجعلناهم ائمةً یهتدون بامرنا -

ہین اور کبھی یعنی تاثیر فاعل ہین جو کہ
مقرون بہ تاثیر منفعل ہو جیسے آیۃ
ھدی اللہ فاھتدی ہین مثل
اُحی و اُمات اور ہدایت کے
یہ دونون معنی حقیقی ہین۔ اور مآل
دونون کا ایک ہی ہے اور دونون
معنی خداوند تعالی کی صفت بھی
ہو سکتے ہین۔ اور قرآن مجید و پیغمبر

و اولیاؤ مرشدانِ صاحب تلقین
کی بھی صفت بن سکتے ہین۔ البتہ
خلق ہدایت خاصہ حضرتِ رب
خالق مطلق ہے۔
لِلْمُتَّقِیْنَ۔ ل لہ مظہر تخصیص و تحصیص
متقین، مو تقیون بروزن مفتعلون
ہے یا متقیئین بدویا۔ جمع ہین
متقی اسم فاعل۔

(۶) رسول وکتاب فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی (۷) معرفت و بالنجم ھُمْ یَھْتَدُوْنَ
بقیہ نوٹ
(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی ہین۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ
وَالْھُدٰی وَ قَدْ جَآءَھُمْ مِّنْ رَّبِّھِمُ الْھُدٰی (۹) توراۃ۔ و لقد اٰتینا موسی
الھدی (۱۰) استرجاع اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ (۱۱) حجت لا یھدی القوم الظّٰلمین
قولہ تعالی اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھِیْمَ فِیْ رَبِّہٖ کے بعد یعنی خدا انکو کوئی حجت
نہین سمجھاتا (۱۲) توحید اِنْ نَّتَّبِعِ الْھُدٰی مَعَکَ (۱۳) سنت فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ اور انا علی
اٰثارھم مھتدون (۱۴) اصلاح اِنَّ اللہ لا یھدی کید الخائنین (۱۵) الہام
اعطی کل شیء خلقہ ثم ھدی یعنی ان کو زندگی بسر کرنے کا طریقہ بذریعہ الہام بتایا (۱۶) توبہ
انا ھُدنا الیک (۱۷) ارشاد اَنْ یَّھْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ (اتقان)

لہ۔ ل مظہر تخصیص۔ اس سے یہ مراد نہین کہ وہ کتاب منزل لاریب فیہ صرف متقین کے
لئے ہادی اور انہین کی راہ نما ہے اور باقی عوام کے لئے ہادی نہین۔ بلکہ اس سے یہ مقصود ہے

(وہ کتاب بلحاظ حیثیت ہدایت کے محض عام ہے۔ لیکن بلحاظ تاثیر و قبول کے محض متقین ہی خاص ہیں یعنی قبول کے اعتبار سے متقین ہی کی خصوصیت ہے کہ وہی اس پر عمل کرتے ہیں ۱۲ منہ)

مُتّقی، اس سلیم الفطرت شخص کو کہتے ہین جو اپنے آپکو ایسی نکمی باتون اور بے سود خیالون سے بچاتا ہی جو انجام کار نقصان و تکلیف اور عذاب کا باعث بنتی ہین وہ مضرات برُے اعتقادات ہون خواہ برُے اعمال و عادات ہون۔ اور کہتے ہین متقی وہ شخص ہے جسکی فطرت سلیمہ اور صحیح استعداد بحالہ قایم اور باقی ہو اور اس کے آئینۂ فطرت پر زنگ شرک و کدورت معاصی کا ہجوم نہ ہو چکا ہو وَھُوَ ماخوذ من اتقاء واصلہ الحجر بین الشیئین ومنہ یقال اتقی بترسہ ای جعلہ حاجزًا بین نفسہ وبین ما یقصدہ

عرف شرع مین تقوی کا استعمال چند متفاوت معنی پر واقع ہوا ہے بمعنی ایمان۔ کما فی قولہ "والزمھم کلمۃ التقوی۔ وبمعنی توبہ آیۃ۔ ولوان اھل القری اٰمنوا و اتقوا اللہ" مین وبمعنی طاعت" واتوا البیوت من ابوابھا و اتقوا اللہ مین وبمعنی اخلاص آیۃ فانھا من تقوی القلوب" مین (ع) وقیل اتقاء ھُوَ الاقتداء بالنبی صلعم وفی الحدیث جماع التقوی فی قولہ تعالی۔

ان اللہ یامرو بالعدل و الاحسان وایتائی ذی القربیٰ الاٰیۃ (معالم)

الاتقاء ڈرنا، مصدر افتعال لفیف مقرون۔

الٓمّٓ .... مبتدا

سلہ۔ الٓمٓ۔ یہ اگر حروف مقطعات سے ہے اور اس کا علم خدا ہی کو ہے اور عام علماء اس کے معنی و مراد سے ناواقف ہین تو اس تقدیر پر اسکے لئے کوئی محل اعراب نہین۔ کیونکہ معانی کی اطلاع

ذٰلِكَ، اسم اشارہ موصوف
الکتٰب، صفت مبیّنہ یا بدل
لَا رَیْبَ فِیْہِ، جملہ اسمیہ خبر

یا- الٓمّٓ .... مبتدا
ذٰلِكَ، اسم اشارہ ذوالحال
الکتٰب، عطف بیان } خبر
لاریب فیہ، جملہ اسمیہ حال
ھدًی للمتقین جملہ خبر بعد خبر

ھدًی للمتقین ..... خبر } ای ھو ھدًی
ھو، محذوف ..... مبتدا

(دوم) الٓمّٓ　مبتدا
ذٰلِكَ　مبتدا ثانی
الکتٰب　ذوالحال
لَا رَیْبَ فِیْہِ　حال خبر
ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ　خبر بعد خبر

سوم- الٓمّٓ　مبتدا
ذٰلِكَ ..... مبتدا
الکتٰب ..... خبر } جملہ اسمیہ خبر
والمشار الیہ ما سبق نزولہ من القران

بغیر اسکے ہم اسکو نہ مبتدا کہہ سکتے ہین نہ خبر اور نہ اسکے لئے کسی قسم کی کوئی اور حالت اعرابی قائم کرسکتے ہین اور اگریہ بعض ان حروف کے اسماء ہین جن سے کلام مرکب ہوتا ہے اور یہ جتانا مقصود ہے کہ قرآن شریف یا یہ سورت انہین حروف سے مرکب ہے جن سے عام انسان کی کلام مرکب ہوتی ہے یا یہ کہ الٓمّٓ سورت یا قرآن شریف کا نام ہے یا اسماء واجب تعالی شانہ ہین تو اسکے لئے البتہ محل اعراب ہے اور اسکی ترکیب مین وہ چند احتمال ہو سکتے ہین جن کا متن مین اجمالاً ذکر کیا گیا ہے۔

۵۱- اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے یہ کتاب کہ لاریب فی تنزیلہ ہے متقین کے لئے ہادی ہے۔

۵۲ حال بنا بر مذہب صاحب شافیہ ابن مالک یا اس تقدیر پر کہ ذلك الکتب فعل محذوف اعنی کا مفعول مانا جاسے یا اس نسبت کے اعتبار سے جو خبر کی مبتدا کے ساتھ ہے اسے (ینسب یا ینبت)

لَاَ۔ نفی جنس ۔ رَیبَ۔ اسم
فیه هدًى لِلمتقین۔۔ خبر
جملہ اسمیہ

فی، جار ہ، ضمیر مجرور۔ مبدل منہ
هدی ۔۔۔۔۔ مصدر
لِلْمُتَّقِیْنَ، جار مجرور ظرف لغو
بدل
جار مجرور متعلق ثابت و خبر

اے لَاریب فی کونہٖ هادیا

یا فی، جار۔ ہ، ضمیر مجرور مبدل منہ
انه من عند الله، محذوف بدل
ظرف مستقر

اے لاریب فی کونہٖ منزلاً من عند الله

یا۔ لا، حرف۔ نفی جنس
ریب موصوف
فی، جار۔ ہ، ضمیر ذی الحال
هدی، حال
متعلق بصفت
موصوف با صفت اسم
جملہ اسمیہ

كائنا محذوف۔۔ صفت
لِلْمُتَّقِیْنَ۔ جار مجرور متعلق بخبر
ثابت، محذوف ۔۔۔ خبر
جملہ اسمیہ

یا لا، نفی جنس
ریب موصوف
فیه متعلق بکائنا صفت
اسم
عند المومنین، محذوف۔ خبر
جملہ اسمیہ

یا لا، حرف نفی۔ ریب، اسم
فیه، متعلق بکائن ۔۔۔۔ خبر
جملہ اسمیہ

فیه، مذکورۃ الکتاب متعلق بخبر
ثابت، محذوف ۔۔۔۔ خبر مقدم
لِلْمُتَّقِیْنَ متعلق هدًى ۔۔۔ مبتدا
جملہ اسمیہ مستانفہ

(۴) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ مبتدا
لَارَیْبَ فِیْهِ الخ
جملہ اسمیہ

بقیہ نوٹ

بہر حال بہ تقدیر حال ہونے کے یہ معنی ہو نگے یہ کتاب درآنحالیکہ حق یا غیر ذی شک ہے پرہیزگاروں کے لئے ہادی ہے۔

جملہ اسمیہ ابتدائیہ اور معنی یہ ہیں کہ یہی کامل کتاب ہے اور یہی ایک کتاب ہونیکے لائق ہے فالمشار الیہ ماسبق نزولہ من القران علی سورۃ البقرۃ او القران کلہ الذی سبق بعضہ اے ذا الکتاب الذی یقرءہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ویکذب بہ المشرکون کتاب المعهود والموعود

اوالکتاب الکامل الذی یستاهل ان یسمی کتابا۔ ۱۲

لَا، حرف نفی جنس

رَيْبَ فِيهِ، اسم

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ، خبر

٥ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ---- مبتدا

لَا، حرف نفی ریب اسم

فِيهِ، محذوف .... خبر

٦ هٰذِهٖ، محذوف..... مبتدا

الٓمّٓ، خبر اول

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ خبر دوم

اے هٰذا الَّذِی یوحی اِلَیکَ الذی وعدنا انزاله فی التوراة والانجیل او واعدناكَ من قبل بقولنا اِنّا سنلقی علیك قولًا ثقیلا- فذٰلِكَ خبر مبتدا محذوف والکتاب صفته (مظ) علاوہ اسکے اور بھی بعض احتمال پیدا ہو سکتے ہیں- فمن شاء فلینظر

ولیعمق فیہ-

وقیل انها جمل متناسقات یقرر اللاحقة السابقة ولذا لم یعطف فذلك الکتاب جملته تفید انه الکتاب المنعوت بغایة الکمال حیث لَا رَيْبَ فِيهِ وَكَذٰلِكَ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ اے هو هدی للمتقین یوکد کونه حقا لا ریب فیه او یکون کل جملة منها یستتبع السابقة منه استتباع الدلیل للمدلول فانه لما کان بالغا حد الکمال لا یسوغ فیه الریب فیکون البتة هدی (مظ)

ف- الٓمّٓ- حروف مقطعات یا حروف تہجی سے کلام پاک کا شروع ہونا اسکی منزل من جانب اللہ ہونے اور اسکے معجز ہونے کی پہلی دلیل ہے- یہ ان منافقین و کفار کے بیجا شکوک اور بیہودہ شبہات کا جواب ہے جو

کہا کرتے تھے کہ یہ کتاب جسکے نازل ہونے کا مسلمان دعوی کر رہے
ہین ہرگز وہ کتاب نہین جسکی خبر پہلی منزلہ کتابون مین دیگئی ہے۔
اور نہ یہ آسمانی کتاب ہوسکتی ہے بلکہ یہ محض تراشے ہوئے چند
مضمونون کا مجموعہ ہے لہذا انکے جواب اور ابطال شبہات مین
کہا جاتا ہے کہ دیکھو یہ کلام انہین الف۔ لام۔ میم وغیرہ حروف
ہجا سے مرکب ہے جن سے اپنے کلام کے مرکب کرنے اور اُسکے
ترتیب دینے مین تمکو بھی قدرت ہے۔ فصاحت۔ بلاغت۔ شعرگوئی
نثر نویسی کا بھی تمھین دعوی ہے۔ اگر یہ کتاب تمہارے جیسے کسی
ایک شخص کی بنائی ہوئی ہے تو ایک نہین تم سب ملکر اس جیسی ایک
دو سورتین بنا لاؤ اور ہم دعوے سے کہتے ہین کہ ایسے معجز کلام
پر ہرگز تم قادر نہین ہوسکتے۔ کیونکہ یہ کلام بشری تالیف نہین ہے
بلکہ خداوندِ عالم خالق ارض وسما کی بھیجی ہوئی مقدس کتاب ہے جسکی
صداقت اور حقیقت مین کسی قسم کے شک وشبہ یا تہمت وبدگمانی
کی گنجایش نہین۔ اسکے مضامین واضح اور مدلل بیانات۔ شستگی
عبارت برجستگی مضامین بجاے خود قاطع دلائل ہین ع آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

ف۔ فتح الباری مین ہے جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس معجز کتاب
کو اہل عرب کیطرف لے کر آئے وہ ایسا وقت تھا کہ اہل عرب فصیحون
کے سرتاج اور آتش زبان مقررون کے پیشوا بنے ہوئے تھے۔ اور
قرآن نے اسوقت تحدی کی ان کو کہا کہ میرا مثل پیش کرو اور بہت برسون

تک انہین مہلت بھی دی مگر عرب کے فصحا رسے اسکا مقابلہ ہو سکا
اور وہ اس کا مثل نہ لاسکے چنانچہ اللہ تعالیٰ جل وعلا فرماتا ہے فَلْيَأْتُوا
بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ - اور اس کے بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بفرمان الٰہی اہل عرب سے دس سورتون کے
برابر ویسے ہی کلام پیش کرنے کی تحدی فرمائی - بقولہ تعالیٰ ام یقولون
افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ
مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا
أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ اور اس کے بعد پھر اُن سے ایک ہی سورۃ بنالانے
کی تحدی فرمائی بقولہ تعالیٰ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ
الآیۃ اور بعد ازان اپنے قول وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ
عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ الآیۃ مین اسی تحدی کو مکرر بھی فرما دیا
مگر جب مشرکین عرب سے کچھ نہ بن پڑی اور وہ قرآن کی مانند ایک
سورۃ بھی بنا کر پیش کرنے سے عاجز رہگئے اور انکے بلیغون اور خطیبون
کی کثرت کچھ بھی انکے کام نہ آئی تو اس وقت بآواز بلند من جانب اللہ
یہ کہدیا گیا کہ مشرکین عرب عاجز ہوگئے اور قرآن کا معجزہ ہونا پایۂ ثبوت کو
پہونچ گیا بقولہ قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ
هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا - پس اگر
قرآن مجید کا معاوضہ انکے امکان مین ہوتا تو وہ قطعاً کرگزرتے اور
قرآن کی تحدی توڑ کر جھگڑا مٹا دیتے لیکن کوئی روایت اس بارہ مین

وارد نہین ہوئی کہ مشرکین عرب مین سے کسی کے دل مین قرآن کے
معارضہ کا خیال تک آیا ہو یا اس نے اسکا قصد کیا ہو بلکہ جہان تک
معلوم ہوا یہی کہ جب ان کی حجت نہ چل سکی تو دشمن اور جاہلانہ حرکتون
پر اتر آئے کبھی دست بگریبان ہوجاتے کبھی ہنسی مسخری اور بیجا طور
پر مذاق کرنے لگتے۔ قرآن کو مختلف نامون سے یاد کرتے کبھی کہتے
جادو ہے۔ شعر ہے۔ پہلی امتون کے حالات کا قصہ ہے افسانہ ہے
فسون ہے۔ اور جب اس طرح بھی کام نہ چلا تو آخرکار تلوار پر راضی
ہوگئے اپنی عزیز جانین ضایع کین عورتون اور لڑکیون کو مسلمان
فاتحین کا جنگی قیدی بنوایا مال وجاہ غنیمت مین دیدینا گوارا کیا۔ یہہ
سب آفتین کن لوگون پر گزرین سب سے پہلے اہل عرب پر جو بڑے
غیرت مند اور باحمیت لوگ تھے اگر قرآن کا مثل پیش کر دینا اُنکے امکان
مین ہوتا تو وہ کیون اتنی ذلتین سہتے اور ایک آسان بات کے مقابلہ مین
امر دشوار کو کیون گوارا کرتے ۱۲ وزیادتہ فی المقدمہ۔ فلیرجع

(۲) اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ

آنانکه	ایمان می آرند	به نادیده	و برپا می دارند
وہ جو	ایمان لاتے ہین	ساتھ غیب کے	اور قایم رکھتے ہین

الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۳ لا

نماز را	واز آنچه	ایشان را روزی داده ایم	خرج می کنند
نماز کو	اور اس چیز سے	کہ دی ہے ہمنے ان کو	خرج کرتے ہین

الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ ھو افعال من الامن

(آنانکہ می گروند۔ وہ جو ایمان لاتے ہین۔)

اَلَّذِیْنَ، جمع اسم موصول بانون مبالغہ

یُؤْمِنُوْنَ۔ (یو ء منون) اج غ

الایمان، التصدیق والاذعان و فی شرح المقاصد الایمان المتعدی من الباء یتضمن معنی الاقرار والاعتراف وباللام یتضمن معنی الاذعان والقبول۔ ماخذ اسکا اَمن ہے۔ پس ایمان کے حقیقی معنی کسی شے کو اَمن مین کردینے کے ہین اسی مناسبت سے لغت مین ایمان کے معنی تصدیق کے ہین

یعنی کسی شے کو دل سے یقین کرنے اور اس پر اعتقاد جازم رکھنے کے ہین جس سے اطمینان حاصل ہو۔ کیونکہ کسی شے کی تصدیق بلا شبہ اُس شے کو تکذیب اور مخالفت کی کشاکش سے امن مین کردیتی ہے۔ اورعرف شرع مین اُن چیزون کے سچ اور برحق ماننے کا نام ایمان ہے جو یقینی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی ہین اور جن کا ثبوت[۱] شریعت مین قطعی طور پر ہو چکا ہے اگر اُن کی تفصیل ثابت

[۱]۔ عرف شرع مین ایمان کا اطلاق کبھی اُن چیزون کے سچ جاننے اور برحق ماننے پر ہوتا ہے جنکا ثبوت شریعت مین قطعی اور یقینی طور پر ہو چکا ہے اور جو کہ بایقین دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہین۔ اس تقدیر پر ایمان فقط تصدیق قلب کا نام ہے اور اعمال نیک وبد کو اسکی حقیقت مین دخل نہین اور ایسے ہی اقرار محض اجرائے احکام کیلئے شرط ہے۔ نہ جز حقیقت ایمان قرآن شریف مین ہے وقلبہ مطمئن بالایمان کتب فی قلوبھم الایمان لما یدخل الایمان فی قلوبکم ان تمام آیات مین

ہوئی ہے تو تفصیل کو ماننا ورنہ بالاجمال	اُن پر یقین کر لینا - مثلاً اعتقاد توحید

ایمان کو دل کی طرف مضاف کیا گیا ہے - اور ظاہر ہے کہ کار دل تصدیق ہی ہے اور کبھی
ایمان کا اطلاق اُس پر ہوتا ہے جو تصدیق امور دین کے بعد قلب مومن مین پیدا
ہوتی ہے - وہ ایک نور ہے جو بعد ارتفاع حجاب بین اللہ و بین الخلق کے دل مین
ظہور کرتا ہے - آیت " مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ " مین اور آیۃ " اللّٰهُ وَلِيُّ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ " و آیت - اِذَا تُلِيَتْ
عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا " مین اسی نور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے - طریق
زیادت یہ ہے کہ جسقدر عابد و معبود کے درمیان حجابات کا ارتفاع ہوتا جاتا ہے اسی قدر
نور ایمان قوی اور زیادہ ہوتا جاتا ہے یہان تک کہ تمامی اعضاء و جوارح و قواے
پر محیط ہو کر انہین گھیر لیتا ہے - اور اسکی روحی بصارت اس قدر تیز ہوتی جاتی ہے
کہ حقایق اشیاء اسپر منکشف اور عیان ہو جاتے ہین اور عیوب الغیوب اسکے مدرکہ
پر منعکس ہونے شروع ہوتے ہین - جس سے وہ ہر ایک شے کو اپنے مرتبہ مین دیکھنے
اور پہچاننے لگتا ہے - اسوقت اسکے تمامی حرکات و سکنات تابع شریعت اور موافق
امر الہی ہوتے ہین - اور اسکی ذات مظہر صفات الہی بنجاتی ہے اخلاق حمیدہ و صفات
فاضلہ اس سے صادر ہونے لگتے ہین - ایسے وجود فاضلہ کو کبھی تربیت عالم کے لئے
خاص کیا جاتا ہے جس سے وہ مقتدا ے عالم و ہادی عالم کا خطاب پایا جاتا ہے - حضرت
امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہین - بداند حقیقت ایمان گرویدن دل است بمومن
بہ و انشراح صدر است بآن وان وراے یقین دل است واگرچہ وراے تصدیق نیست
لیکن متفرع است برآن یقین - بعد از حصول یقین یکے از دو حالت تسلیم و انقیاد

وصفاتِ ثمانیہ واجب الوجود وقبول نبوت۔ تصدیق احوالِ حشر ونشر وجزا وسزا۔ جنت ودوزخ۔ ووجود ملائکہ وغیرہ ماجاءبہ من عند ربہ

جمہور محققین کا مذہب ہے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور اقرار لسانی اجراے احکام دنیاوی کے لئے شرط ہے۔

بمومن بہ یا جحود وانکار بآن در دل قایم شود۔ علامت تسلیم رضاے قلب است بمومن وانشراح صدر است بآن وعلامت انکار کراہت قلب است بمصدق بہ وتنگی بآن قال الله تبارك تعالی فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ پس ایمان موہب الہی است کہ قلب مومن بعداز حصول تصدیق ویقین بمومن بہ بعنایت خداوندی منشرح شود وبہ تسلیم وانقیاد گردید والاصح ان یقول ان رکن الایمان الاقرار باللسان والتصدیق بالقلب وھو قول ابی حنیفۃ رحمۃ الله علیہ وقال الشافعی رح ان رکن الایمان الاقرار باللسان والاعتقاد بالقلب والعمل بالارکان والحق ان الاقرار والتصدیق والعمل حقیقۃ ایمان الکامل لا حقیقۃ اصل الایمان بل ھو عبارۃ عن التصدیق - والاقرار شرط لاجراء الاحکام والعمل مکمل لہ وغیر داخلۃ فی حقیقتہ ولان اصح عطف یقیمون الصلوٰۃ علی یومنون وعطف آمنوا وعملوا الصّلحت والحدیث لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ونحوہ فمحمول علی نفی الکمال ومبالغۃ فی الزجر والتوبیخ۔ خلاصہ مطولات ۔ اور کبھی اس کا اطلاق قدر مشترک بین التصدیق وبین الاعمال پر ہوتا ہے جیسا کہ لفظ شجر عرفاً کبھی شاخ پر کبھی مجموع شاخ وتنہ پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس تقدیر پہ تصدیق

الایمان مصدر افعال مهموز
الفاء اٰمَنَ - یُؤمِنُ - مُؤمِنٌ
اٰمِنْ - لَا تُؤمِن (ایمان دیدہ - بے دیکھی
یا بے - دیکھی چیزون پر)
اے یؤمِنون متلبسین بالغَیب
او یومنون بِمَا غاب عَن
ابصارهم وبداهة عقولهم
مِن ذاتِ اللهِ وصفاته والملائکۃ
والبعث والجنۃ والنار وغیر
ذلك -

ب - حرف جار بمعنی مصاحبت و
ملابست یا بمعنی استعانت - یا تعدیہ
الغیب - مصدر بمقام صفت (غائب)
مبالغۃً مثل صوم بمعنی صائم - اے
یومنون غائبین ویا مصدر بمقام
مفعول اور یا تعدیہ کی ہے مراد وہ
اشیاء جو ادراک حواس و بداہتہ
عقل سے خارج ہین -

بالغیب

مثل جنت و دوزخ و متعلقاتِ
آخرت ویا یومِنون بالغیب -
اے یومنون غائبین عن المومن
بہ وهوا بیان من امن بمحمد
صلی اللہ علیہ وسلم غائباً عنہ و
یا بمعنی یومِنون متلبسین بالغیب
لا کالمنافقین - او یومنون بالغیب
کما یومنون بالشهادة یعنی اسکے
نزدیک مشاہدہ وغیرہ مساوی ہے -
اور یا غیب سے مراد قلب ہے -
اے یومنون بقلوبهم لا کمن یقولون
بافواههم مالیس فی قلوبهم والباء
للآلۃ -

ویقیمون الصلوٰۃ

او بر پا میدارند نماز را - اور قائم کرتے
ہین یا درست رکھتے ہین نماز کو -
قال ابن عباس رضی اللہ عنہ
اقامۃ الصلوٰۃ اتمام الرکوع
والسجود والتلاوۃ والخشوع

لہ اقامت صلوٰۃ - اقامت سے اگر تعدیل ارکان ورعایت شروط اداب مراد ہے تو ناخدا اسکا

والاقبال علیہا فیہا وقال قتادۃ اقامۃ الصلوٰۃ المحافظۃ علیہا وعلیٰ مواقیتہا ووضوئہا ورکوعہا وسجودھا۔ یعنی نماز کو برعائت شروط ومحافظت اداب اداکرنے کا نام اقامت صلوٰۃ ہے قرآن شریف مین جابجا بمقام مدح وتاکیدادا ے نماز کو اقامت نماز ہی سے ادا کیا گیا ہے اور اقامت قیام بمعنی راست ایستادن سے ماخوذ ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی شے کو سیدھا کھڑا کرتے ہین تو اس کا ہرایک جزاپنے اپنے مناسب مقام مین آجاتا ہے۔ اسلئے اقامت نماز کے یہی معنی ہین

کہ نماز کو ہرایک قسم کے خلل وکجی سے بچایا جاے۔ اوراس کے تمامی فرایض وسنن وواجبات ومستحبات وشرائط وغیرہ متعلقات کی پوری پوری حفاظت کیجاے یقال اقمت الشئی اقامۃً اذا وفیت حقہ۔

یُقِیْمُوْنَ یُوْقِمُوْنَ ج ع الاقامت قایم کرنا۔ درست کرنا مصدر افعال اجوف واوی۔ اَقَامَ۔ یُقِیْمُ۔ مُقِیْمٌ اَقِمْ۔ لَاتُقِمْ۔

الصَّلٰوۃَ[۵۱] اے صلوٰۃ المعزوضۃ واصل صلوٰۃ صَلَوۃ بروزن فَعَلَۃٌ ہے لقولھم صَلَوٰاتٌ صلوٰۃ بمعنی دعا ومراد عباوات شرعیۃ ہیئۃ مخصوصۃ بطریق

[۵۱]۔ الصلوٰۃ یہ نوؔ وجوہ پر کلام مجید مین آیا ہے (۱) نماز پنجگانہ۔ یقیمون الصلوٰۃ (۲) عصر تحسبو نہما من بعد الصلاۃ (۳) نماز جمعہ اذا نودی للصلوٰۃ (۴) نماز جنازہ ولا تصل علیٰ احدٍ منہم (۵) دعا، وصل علیہم (۶) دین اصلوٰتک تامرک (۷) قراءت ولا تجہر بصلوٰتک (۸) رحمت واستغفار ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی (۹) نماز اداکرنے کی جگہین۔ وصلوات ومساجد۔ لاتقربوا الصلوٰۃ۔ اتقان

تسمیۃ کل باسم الجزء - اور یا یہ حقیقۃ شرعیہ ہے۔ از آنچہ کہ دادہ ایم ایشانرا اور اس سے کہ دیا ہمنے انکو

مما (من - ما) من ابتدائیہ یا بعضیہ وما بمعنی الذی اسم موصول بحذف عائد -

رَزَقْنَا ج - م الرزق الحظ - روزی و روزی دینا و بمعنی مرزوق شرعًا وہ شے عام جس سے فائدہ حاصل ہو سکے مگر اسجگہ رزق حلال مراد ہے کیونکہ وہ معرض وصف متقی مین ہے - مصدر ف - ض - رَزَقَ - یرزق - رازقٌ - مرزوق ارزق - لاترزق -

(ترجمہ) نفقہ میکنند - خرچ کرتے ہین)

۱۰ الانفاق - حسب ضرورت خرچ کرنا مال ہاتھ سے نکالنا یقال نفقت الدابۃ اے خرج روحہ عن جسدہ عرفًا مخلوق کے ساتھ احسان کرنے مین خرچ کرنا مصدر افعال اصل مادہ خروج وذہاب پر دلالت کرتا ہے - اسجگہ طریق خیر مین مال صرف کرنا اور ظاہرہ و باطنہ نعمتون کا خرچ کرنا مراد ہے

اَنْفَقَ - يُنْفِقُ - مُنْفِقٌ - اَنْفِقْ لَاتُنْفِقْ -

اَلَّذِيْنَ ..... اسم موصول

يُؤْمِنُوْنَ - فعل مع الفاعل

بِالْغَيْبِ، جار مجرور ظرف لغو

وَيُقِيْمُوْنَ، فعل مع الفاعل

الصَّلٰوةَ مفعول

صفت مقیدۃ لِلْمُتَّقِيْنَ ان فسر بالتقوی التحرز عن الشرك و الا فموضحۃ مشتملۃ علی اصول الاعمال من الایمان فانہ راس الامر کلہ و الصلوٰۃ فانہا عماد الدین والزکوٰۃ فانہا قنطرۃ الاسلام او صفۃ مادحۃ ویا الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ الخ مبتدا

اولٰئک علٰی ھدًی الخ ... خبر — جملہ اسمیہ

ومن ...... حرف جار
ما، مجرور اسم موصول
رزقنا، الخ فعل با فاعل
— جملہ فعلیہ

رزقنا - فعل با فاعل
ھم مفعول
ینفقون ...... فعل فاعل
ہ - ضمیر - محذوف مفعول
— جملہ فعلیہ معطوف

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

وآنانکہ ایمان می دارند بآنچہ فرود آوردہ شدہ بسوے تو

اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے جو اُتاری گئی ہے طرف تیرے

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ

وآنچہ فرود آوردہ شدہ پیش از تو و با باخرت

اور جو کچھ اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے اور ساتھ آخرت کے

هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى

ایشان یقین دارند ایشانند بر ہدایت

وہ یقین رکھتے ہیں یہ لوگ اوپر ہدایت کے ہیں

مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞

ازجناب پروردگار خویش وایشانند رستگاران

پروردگار اپنے سے اور یہ لوگ وہی ہیں چھٹکارا پانے والے

(وآنانکہ می گروند - اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں یا یقین رکھتے ہیں)

الَّذِيْنَ - اسم موصول عہدی و مراد عبد اللہ[۱] بن سلام وغیرہم

[۱] - عبد اللہ بن سلام بنی اسرائیل میں سے ہیں - اسلام لانے سے پہلے آپکا نام حصین تہا

ویاجنسی مراد عامہ مومنین۔
یُؤمِنُونَ ۔ ج ع ۔ مصدر الایمان۔
بِمَآ اُنزِلَ اِلَیکَ (بانچہ فرود آوردہ شد بسوئے تو یا فرستادہ شد بتو۔ جو اُتاری گئی ہے تیری طرف یا اترا تجھ پر)
بِمَا ۔ ب، صلہ فعل، مَا موصولہ (قرآن)
اُنزِلَ، ماضی ا۔ ع مجہول الانزال اوپر سے نیچے لانا۔ انزنا مصدر افعال اَنزَلَ۔ یُنزِلُ۔ مُنزِلٌ وانزِلَ۔ ینزل۔ مُنزَلٌ۔ اَنزِلْ۔ لَاتُنزِلْ۔
الیکَ ۔ الی، حرف جار مظہر بعد وانتہائے امر۔
کَ ، حرف خطاب خوطب بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے یومنون بالقرآن۔
وَمَآ اُنزِلَ مِن قَبلِکَ (وآنچہ فرود آوردہ شد پیش از تو اور جو کچھ اتاری گئی ہے تیرے آنے سے پہلے)
لے من التوراۃ والانجیل و سائر الکتب المنزلۃ علی الانبیاء الذین کانوا قبلک۔
وَ ۔ مَا، موصولہ۔ اُنزِلَ، ماضی ا۔ ع
مِن، بمعنی فی یا زاید قبل، ظرف زمان
وَبِالآخِرَۃِ ھُم یُوقِنُونَ (وبآخرۃ ایشانند یقین آرندگان اور ساتھ آخرت کے وہ یقین رکھتے ہیں)
لے و بدار الاخرۃ مع فیہا من الحساب والسوال وادخال المومنین الجنۃ وا لکفار النار والقاء اللہ تعالی وشرب الکوثر
ب ۔ صلہ۔ آخرۃ، مکان ثانی یقتیض

بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام بدلکر عبداللہ معین کیا۔ آپ جلیل القدر صحابی ہیں ۴۳ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

اول وحالت ثانیہ (تانیث آخر اسم فاعل ثلاثی اسکا آخر بمعنی تاخر = اصل وضع مین یہ دار کی صفت ہے لیکن استعمال مین بمقام موصوف لایاجاتا ہے
ھم، ضمیر جمع راجع بالذین
یُوقِنُونَ - ج مضـ ع - الایقانِ الاستقرار والاطمینان ویقین کرنا مصدر افعال مثالی -
اَیقن - یُوقِن - مُوقِن - اَیقِن - لَاتُوقِن
اُولٰئِكَ عَلٰی هُدًی (ایشانند براہ راست یہ لوگ ہین سیدہی راہ پر - یاہدایت پر)
اُولٰئِكَ - اسم اشارہ مبہم جمع - واحد اسکا ذی - ذٰلك ا ہے - **مُتَّقِیْنَ** مشارٌ الیہ -
علی - بمعنی استعلا - گویاہدایت مرکوب کے مشابہ ہے -
هُدًی - اصل هُدَیٌ مصدر بمعنی حاصل بالمصدر تکارت اسکی مظہر فخامت وعظمت امر ہے اوریا افراد کے لئے ہے والمعنی علی ھدی واحد کیونکہ ہدایت وہی ہے جسکا نزول آنجناب علیہ الصلاۃ والسلام پر ہوا ہے - اسلیئے کہ اسکے سواے باقی تمام طرق منسوخ کردئے گئے ہین
مِّنْ رَّبِّهِمْ (از پروردگار اینہا - اپنے خداوند کی طرف سے)
مِنْ، ابتدائیہ - یا تبعیضیہ بحذف مضاف اے من ھدی ربہم -
رب - مصدر یا صفت مشبہ -
(وآن گروہ ایشانند رستگاران اور

ا۔ الایقان - شک وشبہ وتردد کے بعد جب ذہن کسی حالت پر قایم ہوجاتا ہے اوراس کا علم مستحکم ہوجاتا ہے تو اسے ایقان کہتے ہین - پس یقین طمانیت قلب ہے حقیقتہ حال شے پر ویقال ایقن الماء فی الحوض اِذا استقر فیہ ویقال الیقین جزم القلب مَعَ الاستناد الی الدلیل القطعی (حموی)

وہی لوگ ہین مراد کو پہونچنے والے

اُولٰئِكَ ۔ واؤ اظہار فرق کے لئے ہے اشارہ ۔

والیك مین کہ جار مجرور ہے ۔

ھُمْ ضمیر فصل موکد و مخصص مظہر حصر خبر

اَلْمُفْلِحُوْنَ ۔ اصل مؤفلحون اسم فاعل جمع الافلاح ۔ بامراد ہونا ۔ مصدر ۔ افعال

اے ان المتقین ھم الناس الذین بلغك انھم یفلحون فی الاٰخرۃ ۔

اَلَّذِیْنَ ، - - - - اسم موصول

یُؤْمِنُوْنَ فعل مع الفاعل

بِ ، جار ۔ مَا ، موصولہ

اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ صلہ

اُنْزِلَ ، فعل ضمیر مستتر نائب فاعل

اِلَیْكَ ، جار ۔ مجرور ۔ ظرف لغو

اے یؤمنون بالقراٰن وبنبوۃ محمد صلعم

٥١ - المفلحون ۔ لام حرف تعریف ہے اور مراد اس سے ثبات علی الفلاح یصفت ہے جسپر اسمیت غالب ہے اور یا صفت مشبہ سے ملحق ہے اور لام عہد خارجی ہے اور معہود وہ متقی ہین جو مفلحون فی العقبیٰ ہین اور ضمیر اظہار قصر کے لئے ہے یا مجرو تاکید نسبۃ کے لئے بعض نے ایت مذکور سے استدلال کیا ہے کہ تارک واجب کے لئے خلود فی العذاب لازم ہے اسلیئے کہ قصر جنس فلاح کا موصوفین مذکورین پر مقتضی انتفاء فلاح ہے تارک صلاۃ وزکوۃ سے اور یہ ظاہر البطلان ہے کیونکہ فلاح مذکور سے کمال فلاح مراد ہے اور انتفاء کمال سے انتفاء مطلق شئے لازم نہین آتا ۔

٥٢ - اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ الخ ہر دو جملہ مبتدا ریا ہر دو جملہ صفت متقین ہین ۔ اس تقدیر پر مجرور المحل ہین ۔ پس اگر متقین کی تفسیر باعتبار اصل کیجاے یعنی وہ لوگ کہ اپنے آپکو برائی اور نقصان دینے والے امور سے بچاتے ہین ۔ تو یہ صفت مادحہ ہوگی اور اگر اُن کی تفسیر شرعی طور پر

وَ-مَا ---- اسم موصول

اُنْزِلَ، فعل مع ضمیر نائب فاعل } صلہ

مِنْ قَبْلِكَ، جار مجرور ظرف لغو

و یا- اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ الخ } مبتدا

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ

اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی الخ } خبر

وَ-بِ، حرف - جار

اَلْاٰخِرَةِ، مجرور صفت

الساعۃ یا الیوم، موصوف

یُوْقِنُوْنَ، فعل مع الفاعل

هُمْ، ---------- مبتدا

اُولٰٓئِكَ، .. اسم اشارہ } مبتدا

الذین یا متقین، مشار الیہ

عَلٰی، جار هُدًی، مجرور موصوف

مِنْ رَّبِّهِمْ، جار مجرور } صفت

متعلق بکائنۃ محذوف

الثابتون، محذوف ..... خبر

یا- اُولٰٓئِكَ .... مبتدا

هُمْ ...... مبتدا ثانی

الْمُفْلِحُوْنَ ---- خبر

یا- اولئك مبتدا

هم، خبر اول المفلحون، خبر دوم

ف۔ ان آیات مین خاص بندگانِ خدا کی تعریف ہے اور انکے استحقاقِ تعریف کا بیان ہے۔کہ اس ہدایتِ عامہ محضہ سے یعنی کلام اللہ شریف سے مستفید ہونے والے وہ خاص بندے ہین۔جو مخبر صادق کی ہدایت کے موافق ذات صانع وبیچون اور اسکی صفات کمالیہ۔اسکے پیغمبرون۔کتابون۔فرشتون جزا وسزا

کیجائے یعنی وہ حضرات جو شرعی تعلیم کے موافق عمل کرتے ہین اور عذاب، آخرت سے اپنے آپ کو بچاتے ہین اور ان جملون سے ممدوح کی عظمت کا بیان مقصود ہے تو یہ صفت کاشفہ ہوگی اور اگر متقین کے صفات حسنہ سے بعض صفات کا اظہار مطلوب ہے تو صفت خاصہ ہے ۱۲

سے گے دن۔ جنت و دوزخ کے وجود قیامت اور اس کے تمامی متعلقات کو
عین الیقین جانکر صدق دل سے تسلیم اور قبول کر لیتے ہین۔ پیغمبر زمان
کے سامنے ہون یا اس سے دور ہون صداقت حقہ ہی کا اظہار کرتے ہین
احکام شرعیہ کی تعمیل صدق دل اور خلوص نیت سے بجالاتے ہین خصوصًا
نماز کو نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ مع شرایط محافظت و رعایات آداب
مثل فرائض وواجبات وسنن ومستحبات کے ادا کرتے ہین۔ اپنے مالون
سے شرعی تعلیم کے موافق فقرائے مستحقین کے ساتھ سلوک خیر کرتے ہین
یعنی صدقہ وزکوۃ پوری پوری ادا اور برمحل خرچ کرتے ہین۔ ان مین سے
بعض لوگ اگرچہ امور غائبہ پر پہلے سے ایمان رکھتے ہین۔ مگر اس کی تاکید
اور تکمیل کے لئے اس کتاب خاتم الکتب کے ہدایت خیر اور حکمت آمیز
احکام کی پیروی کو لازم اور ضروری سمجھتے ہین۔ بیشک اس کتاب کے
ماننے والے اور صدق دل سے اسپر عمل کرنے والے لوگ البتہ خاص
ہدایت پر ہین اور بیشک یہی خوشوقت اور فائز المرام ہین۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ

هرآئنه آنانکه　کافر شدند　برابر است　بر ایشان　که ترسانی ایشان را

تحقیق جو لوگ　کہ کافر ہوئے　برابر ہے　اوپر اُنکے　کیا ڈرایا تونے انکو

أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝٦ خَتَمَ اللَّهُ

یا نترسانی　ایشان را　ایمان نیارند　مهر کرد　خدا

یا نہ ڈرایا　تونے انکو　نہین ایمان لاوینگے　مہر کی　اللہ نے

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ

بر دلہاے ایشان و بر شنوائی ایشان و بر چشمہاے ایشان

اوپر دلون انکے کے اور اوپر کانون انکے کے اور اوپر آنکھون انکی کے

غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

پردہ ایست وایشان راست عذاب و بزرگ

پردہ ہے اور واسطے انکے عذاب ہے بڑا

(ہر آئینہ آنانکہ کافر شدند - بہ تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوے)

اِنَّ[۱]، حرف مشبہ بفعل موکد صدق خبر

الَّذِيْنَ، جمع اسم موصول عہدی مراد مثل ابولہب[۲] وکفاران مخصوص - ویا عہدی جنسی مراد عام منکرین نبوت و کتاب -

كَفَرُوْا، ماضی ج ع الکفر ستر النعمۃ وستر لغمۃ الحق - ضروریات شرع دین اور اُن امور سے انکار کرنا جن کا ثبوت

۱ - اِن - حرف موکد صدق خبر - یہ حرف فعل ماضی کے ساتھ چند وجوہ مین مشابہ ہے (۱) عدد حروف مین جیسے (عدد مدات) (۲) ماضی کی طرح فتح پر مبنی ہونے مین (۳) نون وقایہ کے داخل ہونے مین جیسے (ضربنی - اِنَّنی) (۴) فعل کی طرح دو اسمون مرفوع و منصوب پر داخل ہونے مین پس اسی مشابہت کے باعث یہ حرف عامل ہے -

۲ - ابولہب - ابولہب بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا اور نام اس کا عبد العزیٰ ہے بنی ہاشم مین سے جو لوگ مسلمان نہین ہوئے تھے وہ بلحاظ قرابت ایذائے کفار کے مقابلہ مین آنجناب سرور کائنات کو مدد دیتے تھے مگر ابولہب خود بھی ایذا دیتا تھا اور لوگون کو بھی ایذاے نبی پر بہکاتا تھا - اور جو حضرات مسلمان ہوجاتے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یقینی طور پر ہوا ہے۔ اور اُن سے جن پر اعتقاد رکھنا بحکم شریعت ضروری ہے مثلاً ذاتِ واجب الوجود اور اسکی توحید تمامی صفات یا کسی ایک صفت کمال کا منکر ہونا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خاتم نبوت کی رسالت یا قرآن یا قیامت وغیرہ یقینیات سے انکار کرنے کو کفر کہتے ہین وَ فِي المَوَاقِفِ بِاَنَّہٗ عَدَمُ تَصْدِیْقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فِی بَعْضِ مَاعُلِمَ مَجِیْئُہٗ بِالضَّرُوْرَۃِ

مصدر ک۔ف۔ر۔ کَفَرَ۔ یَکْفُرُ کَافِرٌ۔ مَکْفُوْرٌ۔ اُکْفُرْ۔ لَا تَکْفُرْ یقال۔ کَفَرَ۔ کَفْرًا وَکُفْرً۔ الشَّیْءَ

انہین مرتد بنانے کی فکر مین لگا رہتا تھا۔ جنگ بدر مین خود نہین آیا مگر اپنے عوض اپنے ابو جہل کے بہائی عاصی بن ہشام کو بہیجدیا تھا۔ عاصی اس کا مقروض تھا معافی قرضہ کی شرط پر ابولہب کی جانب سے اس کا عوض ہوکر شریک جنگ ہوا تھا۔ اس لڑائی کے تہوڑے ہی دنون بعد اسے ایک قسم کا زہریلا متعدی پہوڑا نکلا جس سے عرب کو گمان تھا کہ جو شخص اس مریض کے پاس جائیگا وہ بھی اسی مہلک مرض مین فوراً مبتلا ہو جائے گا لہذا کوئی شخص اسکے پاس آتا جاتا نہ تھا یہانتک کہ اسکے بیٹے بھی اسکی خبرگیری سے تنگ آگئے تھے آخر وہ اسی بیکسی کی حالت مین مرگیا اور دوسرے دن معلوم ہوا۔ جبکہ اس کا بدن سڑکر بدبوناک ہوگیا تھا۔ آخرکار بڑی ذلت سے اسکا مردہ لکڑیون سے ڈھکیل ڈھکیل کر ایک گڑھے مین ڈالدیا گیا۔ اگر اس آیت سے خاص لوگ مثل ابوجہل و ابولہب وغیرہ مراد ہین تو یہ آیت منجملہ معجزات سے ہے۔ جس مین آنجناب کو جتا یا گیا کہ فلان فلان شخص ایمان نہین لائین گے۔

ستره - وغطّاہ و کفر کفراً - وکفراً وکفوراً - وکفراناً - ضدِّ آمن - ۱۲۰
(یکسان است برایشان - ان پر برابر ہے -)

سواءٌ ، اسم مصدر بمعنی استوار بمقام مستوی مصدر یا
اے مستوٍ علیہم انذارک وعدمہ -

للسیرا فی سواء اِذا دَخلتْ بَعْدَھَا اَلِفَ الاِسْتِفْہَامِ لَزِمتْ اَمْ کسواءٌ عَلَیَّ اَقُمْتُ ام قَعَدْتُ فاذا عُطِفَ بعدھا احد الاسمین علی الآخر عطف بالواو لا غیرُ نحو سواء عندی زیدٌ وعمرٌو فاِذا کَانَ بَعْدَھَا فِعْلَانِ بَغیرِ اِسْتِفْہَامٍ عُطِفَ اَحَدُھُمَا عَلَی الآخَرِ بِاَوْ کَقَوْلِکَ عَلَیَّ قُمْتُ اَوْ قَعَدْتُ فَاِنْ کَانَ بَعْدَھَا مَصْدَرَانِ مِثْلَ سواءٌ علیَّ قیامک وقعودک فلک العطفُ بالواو وباَو وانما دخلت فی الفِعْلَیْنِ بِغَیْرِ اِسْتِفْہَامٍ لِمَا فی ذٰلک من معنی المجازاۃ فتقدیر المثال اِن قُمْتُ او قعدتُّ فہما علیّ سواء - ھذا استعمالات العرب لسواء -

وانما قال سبحانہ سواءٌ علیہم ولم یقل علیک لان الانذار وعدمہ لیسا سواءً لدیہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم -

علی صلہ - ھم ضمیر الذین کفروا

(کہ ترسانی ایشانرا - کہ ڈراوے یا ڈرایا تونے اُن کو)

أ ، ہمزہ استفہام بمعنی تاکید -

اَنْذَرْتَ معنے ڈرایا تونے یا بمعنی مضارع برعایت حکایت حال

۵۱- أ ہمزہ استفہام دام اسجگہ دونوا اپنے وضعی معنوں سے مجرد ہیں کیونکہ قائل کا مقصود نہ استفہام ہے اورنہ احد الامرین کی تخییر وتعیین - اسلئے یہ دونوں اپنے معنی سے مجرد ہوکر صرف تاکید کا فائدہ

واستقبال الانذار، ڈرانا۔ پادشاہ مطلق العنان اور مالک حقیقی کی نافرمانی کے جرم اور اُس کی سزا سے خوف دلانا۔ وڈرانا بمعنی ابلاغ وفی البحر الانذار الاعلام مع التخویف فی مدۃٍ تسع التحفظ من المخوف فان لم تسع فھو اشعار واخبار لا انذار۔

مصدر۔ افعال۔ اَنذَرَ ۔ یُنذِرُ مُنذِرٌ ۔ اَنذِر ۔ لَاتُنذِر

اَنذَرتَھُم (یانہ ترسانی ایشانرا۔ نہ ڈراوے یا نہ ڈرایا تونے انکو)

اَمْ، حرفِ عطف موکد تسویۃ اسجگہ یہ حرف اپنے موضوعہ معنی سے یعنی تخییر وتعین احدالامرین سے مجرّد ہے۔

لَمْ تُنذِرْ، ا۔ ح مضــ مجزوم ملحق بمعنی ماضی منفی۔

لَایُؤمِنُونَ (نمی گروند۔ ایمان نہیں لاوینگے) لَایُؤمِنُونَ، ح ع مضــ منفی مصدر الایمان

خَتَمَ اللّٰہُ (مہر نہادہ است خدا۔ مہر کردی ہے اللہ نے)

خَتَمَ ۔ ا۔ ع مضــ الختم، مضبوط۔ بند کرنا۔ مہر کرنا۔ یقال ختمہ ختمًا وختامًا۔ الشئی وعلیہ وضع علیہ الخاتم۔ وختم الاناء بمعنی سدّہ بالطین اوغیرہ

لہ لَایُؤمِنُونَ، اس سے ظاہرًا یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی کافر ایمان نہیں لاسکتا۔ کیونکہ الذین کفروا اور لایومنون دونوں جمع کے صیغے ہیں۔ اور جمع کا تقابل جب جمع سے ہوتا ہے تو اس وقت جمع کا ہر ہر فرد ملحوظ ہوا کرتا ہے لہذا اس تقدیر پر آیۃ کے یہ معنی ہونگے کہ کفار میں سے کوئی شخص ایمان نہیں لائیگا۔ لیکن چونکہ اکثر کفار مشرف باسلام ہوچکے ہیں اور آیندہ قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ لہذا بطریق مجاز اسجگہ عام سے خاص کفار

وختم اللّٰہ علیٰ قلوبہم جعلہ لا یفقہون (اور برشنوائی ایہا - اور انکے کانون پر)

مصدر رف - ک - ختم - یختم ختماً سمع، کان شنوائی - حواس ظاہرہ

مختوم - اِختِم - لا تختم مین سے ایک حس ہے جس کے

(بر دلہاے ایہا - انکے دلون پر) واسطے سے عقل آوازون مین تمیز

علیٰ - صلہ فعل - قلوب - جمع قلب کرتی اور ان کو حاصل کرتی ہے

(دل - روح - نفس ناطقہ - جان اصل مین مصدر ہے -

لطیفہ نورانی) (مذکر) (و بر دیدہاے ایہا - اور انکی آنکھون پر)

۵۱ - قلب - لغت مین اس گوشت کے ٹکڑے کو کہتے ہین جو سینہ کے بائین طرف پہلو مین لٹکا ہوا ہے اسی مین سے روح حیوانی بذریعہ شرائین تمام اعضائے جسم مین پہونچتی ہے - اور حس و حرکت کا باعث ہوتی ہے - اصطلاح شرع مین قلب اس قوت یا لطیفہ کا نام ہے جس سے انسان کی انسانیت قایم ہے - دلیل سے استدلال کرنا اور مدلول کا پہچاننا اور اس کا بیان کرنا اسی لطیفہ دراکہ کا کام ہے یہی مشعر با حکام الٰہی اور محل الہام ربانی ہے اسی لطیفہ کی وجہ سے انسان امور الٰہیہ کا مکلف بنتا ہے اور شرعی اوامر و نواہی اس پر واجب ہوتے ہین - اسی لطیفہ کو نفس اور روح بھی کہتے ہین یہ ایک لطیف نورانی جسم ہے اور لحمی قلب کے ساتھ اسکا ایسا تعلق ہے جیسے سفیدی کا کپڑے کے ساتھ تعلق ہے اور حرارت کا آگ

۵۲ - سمع ضمیر جمع کے ہوتے ہوئے لفظ سمع کا واحد لانا یا اس لحاظ سے ہے کہ سمع دراصل مصدر ہے اور تثنیہ و جمع نہین آتی - اور یا اسوجہ سے کہ سمع کا مدرک ایک ہی ہے یعنی اصوات اور قلب اور بصر کے مدرکات زیادہ ہین - مثل جوہر و عرض - یا بہ تقدیر حذف مضاف اے حواس سمعہم (حاشیہ بیضاوی)

ابصار، جمع بصر۔ (آنکھ بینائی) حواس ظاہرہ میں سے ایک حس ہے جسکے ذریعہ سے عقل رکھنے والی چیزوں میں اور ان کی شکلوں اور صورتوں میں تمیز اور ان کو حاصل کرتی ہے۔	اصل میں بصر چشم کے ادراک اور اسکے احساس کو کہتے ہیں۔ (پوششے است۔ پردہ ہے) غشاوۃ، پردۂ چشم اور وہ شے کہ دوسری شے کو اپنے میں لئے ہوئے ہو۔ اور اسپر محیط ہو۔ اور

۵۱۔ غشاوۃ، غرض اس سے شعاع بصری کے خروج کی رکاوٹ ہے جس سے کہہ سکتے ہیں کہ غشاوہ ہدایت علت کا مانع ہے جیسے سیخ ہاتھ رمی کا مانع ہے۔ ایسے مانع سے معلول اپنی اصلی حالتِ عدم پر قایم رہتا ہے جو ایک امر ثابت غیر متجدد ہے۔ پس ایسے مانع کو جملہ اسمیہ سے لانا نہایت ہی مناسب مقام ہے اور ختم جسکی غرض امور خارجہ کے دخول کی منع ہے۔ گویا وہ مانع علت ہے۔ جیسے سپر جرح کی علتِ تام شمشیر اور نیزہ کی مانع ہے ایسا مانع علت تام کو ہدایت علت کے مانع سے ضرور موخر ہونا چاہیئے پس ایسے مانع کا جملہ فعلیہ سے لانا ہی مناسب مقام ہے جو حدوث اور تجدد پر دلالت کرتا ہے۔ و

اعاد سبحانہ الجار لتکون ادل علی شدۃ الختم فی الموضعین فان ما یوضع فی خزانتہ اذا ختمت خزانتہ وختمت دارہ کان اقوی فی المنع عنہ واظہر فی الاستقلال لان اعادۃ الجار تقتضی ملاحظۃ معنی الفعل المعدی بہ حتی کانہ ذکر مرتین ولذا قالوا فی امررت بزید وعمر ومرور واحد فی مررت بزید وبعمر ومروران والعطف وانکان فی قوۃ الاعادۃ اکن لیس ظاہراً مثلہا فی الافادۃ۔

(حاشیہ بیضاوی روح)

واضح ہو کہ وزن فعال بدون الحاق
حرف تا اسم آلہ ہے۔ نحو خزام اور بعد
ملنے حرف تا کے اس چیز پر بولا
جاتا ہے جو دوسری شے پر محیط ہو۔
جیسے لفافۃ و علاوۃ۔ اور مصادر بھی
اسی وزن پر آتی ہین۔ مثل کتابۃ و
خلافۃ اور کہا ہے کہ واو اسکی یا سے
بدل ہے اسلئے کہ اس سے کوئی
فعل سواے یا سے کے نہین آتا اور
تنوین تنویع کے لئے ہے اور اس سے
مراد ایک خاص قسم کی غشا رہے غیر
متعارف اور یا تعظیم کے لئے ہے
اے غشاوۃ ای غشاوۃ اور یا دونو
کے لئے ہے جیسے تکثیر و تعظیم معًا
مراد ہے قولہ تعالےٰ کذبت رسل
ہین۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

(و مر اینہار است عذابے بزرگ۔ اور
انکے واسطے ہے بڑا عذاب)
لَهُمْ۔ ل، حرف مخصص خبر مبتدا۔ و
مظہر استحقاق عذاب بروزن نکال
ورنج و تکلیف اصل مین اس کے
معنی مراد سے باز رہنے اور رکاوٹ
کے ہین من اعذب الشیٔ اذا
امسك ای عقابًا یمنع الجانی
عن المعاودۃ ویطلق علی کل الم
وان لم یکن عقابًا مانعًا وقیل
من التعذیب بمعنی ازالۃ العذب
فعذبتہ ازلت عذب حیاتہ اور
کہا ہے اصل مین عذاب استمرار کو
کہتے ہین لیکن اس کا اطلاق استمرار
الم ورنج مین ہوتا ہے یقال عذبتہ
اے داومت علیہا الالم اور تنکیر نوعیۃ
کے لئے ہے گویا ان کے لئے
آخرۃ مین ایک خاص قسم کی سزا اور
ایک خاص نوع کی عذاب ہے جس کا
مثل عذاب دنیا مین نہین ہے۔
عَظِيمٌ ضد حقیر (شدید و گران و
سخت) صفت مشبہ

اِنَّ، ...... حرف مشبہ بفعل

اَلَّذِيْنَ، ... اسم موصول

كَفَرُوْا، فعل } جملہ فعلیہ } صلہ

ضمیر جمع فاعل

سَوَآءٌ ...... مصدر

عَلَيْهِمْ، جار مجرور متعلق بمصدر

ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ، فاعل

لے استوی یا مستوٍ عندھم

الانذار وعدمہ۔ یا استوی علیہم

انذارك وعدمہ (جل)

لَا يُؤْمِنُوْنَ، ... فعل } جملہ فعلیہ تاکید یا تفسیر اول

ضمیر جمع، ... فاعل

وقال المظہری لا یومنون جملۃ

مفسرۃ لاجمال ما قبلہا فیما فیہ

الاستواء فلا محل لہا وحال موکدۃ

احتمال (٢) اِنَّ، حرف مشبہ بفعل

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ... اسم

لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ جملہ فعلیہ ... خبر

سَوَآءٌ ...... مصدر

عَلَيْهِمْ، ظرف لغو } خبر مقدم

ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ } جملہ مبتدا

لے الانذار وعدمہ سواءٌ علیہم

او سیان علیہم

ویا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ، ...... مبتدا

ءَاَنْذَرْتَهُمْ الخ ...... خبر

لے سواء علیہم الانذار وعدمہ (جل)

ا استفہامیہ۔ انذرتَ[1] فعل با فاعل

هُمْ، ...... ضمیر مفعول اول

مِنَ الْعَذَابِ، مفعول دوم

اَمْ۔ لَمْ تُنْذِرْ، فعل با فاعل

هُمْ، ...... مفعول

عَلٰى، ...... حرف جار

احتمال (٣) هُمْ، مجرور ذی الحال

لَا يُؤْمِنُوْنَ، جملہ فعلیہ حال

ویا۔ هُمْ مجرور ...... مبدل منہ

لَا يُؤْمِنُوْنَ، جملہ فعلیہ بدل اشتمال

[1] انذرتَ۔ یہ فعل دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے مثل قولہ تعالی اِنَّا اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا

قیل لم یکون الکتاب ھدی للکفار ایضا اجیب بان عدم ھدایتہ ایاھم لیس ... لقصور فی الکتاب بل ... کالنجم ... والذنب للطرف لا للنجم فی الصغر۔

خَتَمَ، فعل - اللّٰهُ، فاعل
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ، جار مجرور ظرف لغو
وَ - عَلٰى، ... حرف جار
حواس، محذوف مضاف
سَمْعِهِمْ، مضاف مضاف علیہ
وَ عَلٰى اَبْصَارِهِمْ، متعلق بخبر
ثابت - محذوف .... خبر
غِشَاوَةٌ .... مبتدا

لَهُمْ، جار مجرور متعلق ... بخبر
محذوف ..... خبر مقدم
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ...... مبتدا
موصوف صفت -
جملہ وَخَتَمَ الخ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ
وَلَهُمْ عَذَابٌ
لَا يُؤْمِنُوْنَ

- - - - - - - - - -

ف - ان آیات مین معاندین اسلام اور سرکش کفار کا ذکر ہے - اور مقصود اس سے آنجناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلّی اور اطمینان خاطر ہے - اسلام کے ظاہر و بدیہی اثار ہدایت کو دیکھ کر کُفّار کے انکار کرنے اور انکے بیجا اصرار و ہٹ دھرمی سے آنحضرت کو نہایت ہی رنجش آتی تھی - لہذا آپکو کفار کی واقعی حالت پر مطلع کیا جاتا ہے اور اسلام کی طرف متوجہ ہونے اور کفر پر مصر رہنے کی علت بیان کیجاتی ہے کہ اے ہمارے صادق پیغمبر یہ وہ لوگ ہین جن کی فطرت سلیمہ اور صحیح استعدادین ناقص اور نکمی ہوگئین ہین - ظاہری صورت و شکل کے سوائے انسانی فضائل اور اخلاق حمیدہ بشریہ سے انکے پاس کچھ بھی نہین بہیمیت کے غلبے سرکشی خود رائی اور رسم و رواج کی بیہودہ پابندیون نے ان کی رہی سہی قابلیت و استعداد کو بھی کھو دیا ہے - اب ان کی ایسی حالت ہے - کہ کفر و معاصی - عناد و سرکشی

کے سوائے کچھ دوست نہیں رکھتے۔ اپنے مرضی کے خلاف کچھ سنتے نہیں اور مرغوب طبعی کے سوائے دیکھتے تک نہیں۔ نفسانی خواہشات کے انہماک نے انہیں اس قابل نہیں چھوڑا کہ کسی عبرت خیز واقعہ سے نصیحت لے سکیں۔ یا ڈرائے دھمکائے سے سنبھلیں۔ اے پیغمبر ان کمبختوں کے اسلام کی طرف متوجہ نہ ہونے سے آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوں یہ لوگ کسی طرح ہدایت نہیں پا سکتے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے ہاتھوں نور فطرت اور صلاحیت استعداد کو دے چھوڑا ہے اب یہ دوزخ ہی کے ہو رہے ہیں نہ انکے دل کفر و معاصی کے گڑھوں سے نکل سکتے ہیں اور نہ انکے کان امر حق کی سماعت کے لائق ہیں اور نہ انکی آنکھیں آیات واضحہ و دلائل ظاہرہ کی تجلی کو دیکھ سکتی ہیں (وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ الخ)

(۷) وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ

واز مردمان کسے ہست		کہ می گوید ایمان آوردیم	بخدا
اور بعضے لوگوں میں سے وہ ہیں		جو کہتے ہیں ایمان لائے ہم	ساتھ اللہ کے

وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾

و بروز	باز پسین	و نیستند ایشاں	مومناں
اور ساتھ دن	پچھلے کے	اور نہیں وہ	ایمان لانے والے

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا

فریب می دہند	خدا را	و	مومناں را		و
فریب دیتے ہیں	اللہ کو	اور ان لوگوں کو	ایمان لائے		اور

يُخٰدِعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٩﴾

بحقیقت نمی فریب دہند مگر خودرا و آگاہ نمی شوند

نہین فریب دیتے مگر جانون اپنی کو اور نہین سمجھتے

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ

در دل ایشان بیماری است پس افزون کرد بایشان خدا

زیچ دلون انکے کے بیماری ہے پس بڑہائی انکی اللہ نے

مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا

بیماری را وایشان راست عذاب دردوہندہ بسبب آنکہ

بیماری اور واسطے انکے عذاب ہے درد دینے والا بسبب اس کے

يَكْذِبُوْنَ ﴿١٠﴾

دروغ می گفتند

کہ تھے جھوٹ بولتے

وَمِنَ النَّاسِ ۱۰	(وازمردمان- اور بعضے لوگوں سے)
	من، بعضیہ- الناسؑ-ال،
	عوض ہمزہ محذوفہ ولذا الا تجمع
	بینہما اصلہ اناسؑ یاناس-کیونکہ
	اسکی تصغیر نُوَیس آتی ہے اور
	کہتے ہین یہ دونوں لغتیں ہیں-

لہ- النّاس- اصل اسکی اناس ہے بروزن فعال فااسکی تخفیفا حذف ہوگئی ہے اور یہ اسم جمع انسان
کا ہے — نہ جمع کیونکہ فعال اوزان جمع سے نہیں- ماخذ اس کا انسؔ بمعنی اَبْصَرَ ہے
قال تعالیٰ وآنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا د بمعنی ظہور وضوح سے- پس جس طرح
خفائیت اور پوشیدگی کیوجہ سے جن (جن اور جان) نام رکھے گئے ہیں- اسیطرح

الناس، اسم جمع ماخذ اسکا انس بمعنی ظہور ووضوح ہے۔ یا نسیان یا استیناس بمعنی الفت والسنیت)

مَنْ، نکرہ موصوفہ۔ یا موصولہ

یقول۔ ا۔ ع مضارع القول بات کہنا اور قول اس جملہ کو کہتے ہیں جو مفید مطلب ومعنی ہوسکے کبھی معقول پر

اور معانی فی النفس۔ رائے اور مذہب پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے کہا جائے یہ قول ابی حنیفہ کا ہے۔

مصدر ن ض۔ اجوف واوی

قال قولاً وقالاً وقیلاً وقولۃً و مَقالاً ومقالۃً یقولُ قائلٌ مقولٌ۔ قل۔ لا تقل۔

ظہور کے سبب سے اس کو انسان کہا گیا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ وہ استیناس سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ اسکی جبلت میں ہمجنس کی صحبت اور اس کی الفت کا خمیر ڈالا گیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ وہ نسیان سے ماخوذ ہے اور اسکی اصل نسی بکسر سین وفتح یار ہے۔ اس میں دو تغیر واقع ہوئے ہیں۔ پہلے کلمہ لام کو موضع عین میں لاکر نیس کسور الاخر بنایا گیا ہے اور بعد یائے متحرک ماقبل مفتوح پاکر اسکو الف سے بدل دیا ہے پس نسی سے ناس پڑھا جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں اصل اس کی نوس ہے بدلیل تصغیر نویس وزن فعل ہے ۱۲

لے مَن۔ اگر الناس میں الف ولام عہدی ہے تو من موصولہ ہوگا۔ اور معہود عبداللہ بن ابی بن سلول۔ معیت بن قشیر وجد بن قیس وغیرہ منافقین ہیں۔ اور اگر وہ جنسی ہے تو من نکرہ موصوفہ ہے اور معہود الذین کفروا یا جملہ منافقین۔

ٹے۔ یقول کا واحد لانا برعایت لفظ مَن ہے۔ اور لفظ آمنا وھم کا جمع لانا برعایت معنی من ہے کیونکہ یہ لفظ واحد تثنیہ اور جمع کی صلاحیت رکھتا ہے۔ پس یہ موحد اللفظ مجموع المعنی ہے۔

آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ (گرویدیم بخدا - ہم ایمان لائے اللہ پر)
اٰمَنّا، ج - م مصدر الایمان
(بروز بازپسین - اور پچھلے دن یا قیامت پر)
یومَ، اسم ظرف زمان - ایام (ایوام) جمع
اٰخر، مونث اخری بمعنی بعد ومتاخر
یوم الاٰخر سے عالم امر کا وہ انتہائی زمانہ مراد ہے جسمیں جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں پہونچ جائیں

اور یا اس سے وہ زمانہ مقصود ہے جو متغیر نہ ہو اور نہ منقطع ہو - بلکہ یکساں قایم ودائم و مستمر رہے - اور آخر اسلئے کہا کہ وہ آخر زمان محدود ہے -

وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (اور نہیں وہ ایمان لانے والے)
و، حالیہ - ما، بمعنی لیس و مرجع ضمیر (من)
ب، موکد نفی - مومنین جمع مومن

لے۔ وماھم - قاعدہ - جسوقت کہ ضمیروں میں لفظ اور معنی دونوں کی رعایتیں اکٹھا ہوجائیں اسوقت لفظی مراعات سے ابتدا کرنی چاہیئے - اسی قبیل سے ہے، ومن الناس من یقول، اور وما ھم بمومنین، کہ پہلے لفظ کے اعتبار سے ضمیر مفرد کی وارد کی اور پھر معنی کے لحاظ سے ضمیر کو بصیغہ جمع ارشاد فرمایا اسی طرح ہے، ومنھم من یستمع الیك، تا آخر آیت 'وجعلنا علی قلوبھم' اور ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی الا فی الفتنۃ سقطوا، عراقی کہتا ہے قرآن مجید میں معنی پر محمول کرکے صرف ایک ہی موضع میں ابتدا کی گئی ہے ورنہ اور کہیں ایسا نہیں ہوا - وہ جگہ قولہ تعالیٰ، وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا " ہے کہ اس میں خالصۃ، کو معنی پر محمول کرکے پہلے مونث صیغہ میں وارد کیا اور پھر لفظی رعایت کرکے، ومحرم، کہا و زیادۃ توضیحہ فی مقدمۃ التفسیر فلیرجع -

واصلہ مَا اٰمنوا حتیٰ یطابق قولھم فی تصریح الفعل دون الفاعل لکنہ عکس مبالغۃ فی التکذیب لِاَنَّ اخراجھم من المومنین اَبلغ مِن نفی الایمان فی ماضی الزمان ولذٰلک اکد النفی بالباء (مظ)
اس آیۃ میں تصریح ہے کہ جسکے دل مین تصدیق نہیں وہ مومن۔ نہین۔

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ (فریب دیتے ہیں اللہ کو۔)

۹ یُخٰدِعُونَ ج۔ مضارع الخداع فریب دینے کے لئے عیب اور نقص کو چھپاکر صلاح و عمدگی ظاہر کرنا۔ اصل مین خدع کے معنی چھپانے اور پوشیدہ کرنے کے ہیں۔ اسی لئے خزانہ کو مخدع اور خلاف مقصود راستہ کو جس سے عوام واقف نہ ہوں طریق خادع کہتے ہیں۔ اس جگہ مفاعلہ اظہار مبالغہ کے لیئے ہے گویا ہر امر مین دہوکا اور فریب دینا ان کی عادت ہوگئی تھی اور وہ کثرت سے اسکے عامل تھو اور یہ معنی نہیں ہیں کہ خدا اور رسول و مومنین و منافقین سب ایک دوسرے کو دہوکہ دیا کرتے تھے بعضوں نے کہا ہے چونکہ صورت واقعہ خدع کے مشابہ تھی اسلیئے بطریق مجاز و تشبیہ اسکو مخادعہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ منافقین کے معاملہ کی صورت یہ تھی کہ وہ خدا و رسول و مومنین کے سامنے ایمان کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ وہ دل سے مسلمان نہ تھے اور انکے ساتھ خداوند تعالےٰ کے معاملہ کی یہ صورت تھی باوجود واقفیت اصل حالت کے انپر عام مسلمانوں کے احکام جاری فرمائے اور مسلمانوں میں انکو ظاہرًا اشمار کیا۔ حالانکہ وہ

اسکے نزدیک درک اسفل کے مستحق
تھے اور مسلمانوں کے معاملہ کی یہ
صورت تھی کہ انہوں نے حکم خداوند
کی اطاعت کی اور منافقین پر عام
مسلمانوں کے احکام جاری رکھے
باوجودیکہ وہ اکثروں کی منافقت
سے واقف تھے اس توجیہ کو شاید
بعض لوگ پسند کریں۔ مگر اول ارجح ہے

المخادعۃ۔ ایک دوسرے کو دہوکہ
اور فریب دینا۔ مصدر مفاعلہ۔
خَادَعَ - یُخَادِعُ - مُخَادِعٌ -
خَادِعْ - لَا تُخَادِعْ -

(وآنانرا کہ گرویدند - اور ان لوگوں کو
کہ ایمان لائے ہیں)

وَالَّذِیْنَ، اسم موصول عہدی
ویا جنسی۔

اٰمَنُوْا، ج - مض - ع مصدر الایمان صف

(ونمی فریبند - اور نہیں فریب دیتے)

مَا یَخْدَعُوْنَ - ج مض ع منفی

الخِدَعُ، وَالخَدْعُ دہوکہ میں
ڈالنا۔ مصدر ف خَدَعَ
یَخْدَعُ - خَادِعٌ - مَخْدُوْعٌ
اِخْدَعْ - لَا تَخْدَعْ

(مگر ذاتہاے خود را - مگر اپنی جانوں کو)

… ان الخدع لا یعدوهم
الی غیرہم (ک)

الا، حرف استثنا مفرغ غیر عامل

الانفس، جمع قلت نفس مراد کثرت
بمعنی ذات و حقیقت شئے - دل
روح - جان -
اور اس بخار لطیف کو بھی کہتے ہیں
جو حس و حرکت اور قوۃ حیاۃ کا حامل
ہوتا ہے اور جوہر مجرد جسکے متعلق
تدبیر بدن ہے اور اسے روح امر
کہتے ہیں اور یہی مراد ہے اس
مقولہ میں مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ عَرَفَ رَبَّہٗ

ھم، ضمیر جمع راجع بمن برعایت
معنی۔

(وما یشعرون)
(وآگاہ نمی شوند۔ اور نہیں سمجھتے)
و، حالیہ مایشعرون مضارع منفی۔ الشعور، العلم البدیہی والعلم الحواس۔
حواس کو اسلئے مشاعر کہتے ہیں کہ وہ شعور کے لئے وسائل ہیں ماخذ اسکا شعار ہے ومعنی الایۃ ان لحوق ضرر ذلك الخدع بھم کالمحسوس لکنھم لتمادیھم فی الغفلۃ کالذی لایحس۔
الشعور بواسطہ حس دریافت کرنا مصدر ف۔ ض شَعَرَ۔ یَشْعُرُ۔ شَاعِرٌ۔ مَشْعُورٌ۔ اُشْعُرُ۔ لا تَشْعُرُ یقال شَعَرَ۔ شِعْرًا۔ وشَعْرًا۔ وشُعْرَۃً وشِعْرَۃً وشَعَرَۃً بتثلیث الشین۔ وشُعُورًا۔ وشعورۃً ومشعورۃ بہ بمعنی علم اواحس بہ۔

(فی قلوبھم مرض)
(در دلہاے ایشاں مرضے است۔ انکے دلوں میں بیماری ہے)
فی، ظرفیہ۔ قلوب۔ جمع قلب (دل روح) مرض، ایک کیفیت اور عارضی اثر کا نام ہے۔ کہ بدن کو عارض ہو کر اس کے افعال طبعی میں خلل انداز ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ موجب ہلاکت وسبب فوت مریض بنجاتا ہے۔ ایسے ہی قلب انسان میں جب ایک صفت پیدا ہو جاتی ہے کہ ذکر حق۔ اطاعت مالک اور سچے معبود کی عبادت سے اسکو روک دیتی ہے تو یہ صفت یا عرض۔ مرض قلب یا بیماری روح ہے۔ ویا مرض بمعنی غم وحزن۔

(فزادھم اللہ مرضا)
(پس افزون داد خداوند بیماری با یشان پس زیادہ دی اللہ نے انکو بیماری)
ف۔ سببیہ فزادہ بتقویۃ تلك الاعراض الخبیثۃ بالخلق والزیادۃ وانزال الآیات۔
ف، فصیحیہ یا تفریعیہ۔

ھم - راجع باصحاب قلوب اور یا
مضاف محذوف ہے۔

لے زَادَ اللّٰہُ قلوبھم مرضًا اور
یا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ
مرض قلب مرض ہی تمام جسد کیلئے اور
یا یہ کہ قلب سے نفس ناطقہ مراد ہے
مرضًا - اعادہ مرض بنکر دلیل مغایرۃ
ہے اسلئے کہ مزید مزید علیہ کا مغائر
ہوتا ہے اور کہاہے مظہر بمقام مضمر
ہے یہ قول ضعیف ہے۔

زاد، ا - مضع الزید والزیادۃ۔
زیادہ کرنا زیادہ ہونا مصدر ف ک

اجوف - یائی - زاد - یزید -
زائدٌ - مزیدٌ - زِدْ - لَا تَزِدْ -
یقال زاد - زِیْدًا اوزیدًا او زَیَدَاً -
وزِیَادَۃً ومَزِیْدًا وزیدانًا بمعنی
نَمَا - والشیء - اَنْمَاہُ

وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

(مر ایشان راست - عذابے دردناک -
اور اُنکے لئے ہے درد دینے والا
عذاب)

ل، مظہر تخصیص - عذاب، درد ورنج
الیمٌ، اسم فاعل اسم ثلاثی سے ماخوذ
ہے بجائے مفعول (مالوم)
ویا فعیل بمعنی مُفْعَل (مُؤلَم) مثل

لے الیم - فعیل ہے الم سے یعنی مفعل مثل سمیع بمعنی مسمع - زمخشریؒ کہتے ہیں یہ ماخوذ ہے الم
ثلاثی سے مثل وجیع وجع سے کیونکہ اس کے نزدیک فعیل بمعنی مفعل ثابت نہیں ہے اس لئے
بدیع السموات کو صفۃ مشبہ سے شمار کیا ہے - اے بدایعۃ سماواتہ وسمیع فی قولہ
امن ریحانۃ الداعی السمیع یورقنی واصحابی ھجوع بمعنی سامع ہے اے امن
ریحانتہ داع قلبی سامع لدعاء داعیھا بدلیل ما بعدہ کیونکہ اکثر قلق وارق
دواعی نفس اور اسکے افکار سے ہوتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ
الیم ہر جگہ قرآن میں بمعنی موجع ہے -

سمیع و سمعہ العاو آلام جمع مثل شرفا واشراف کہ جمع شریف ہیں

(بسبب آنکہ دروغ می گفتند۔ اسپر کہ جھوٹ کہتے تھے)

بِمَا۔ ب، سببیہ۔ و ما، مصدریہ یا موصولہ۔

کانوا یکذبون، ج مضارع استمراری

الکذب خلاف واقعہ ظاہر کرنا۔ باوجود علم خلاف واقعہ خبر دینا اور کہا ہے

خلاف اعتقاد خبر دینا اور کہا ہے۔ اصل میں یہ کذب متعدی سے ہے کاندیکذب ب دا یہ فیقف لینظر

مِنَ النَّاسِ، جار مجرور متعلق بخبر ثابت، محذوف۔۔۔ خبر

مَنْ، موصولہ یا موصوفہ

یَقُوْلُ اٰمَنَّا، جملہ صلہ یا صفت

ویا۔ من الناس بمعنی بعض الناس مبتدا من یقول الخ خبر

لہ۔ یکذبون۔ کہا ہے ماخذ اس کا کذب الوحش ہے یعنی وحشی جانور خوف زدہ ہو کر جب بھاگتا ہے تو اسکی عادت ہے کہ چلتے چلتے ٹھہر جاتا ہے اور پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے مثل المنافق کمثل الشاۃ العائرہ بین الغنمین تعیر الی ھذہ مرۃ والی ھذہ مرۃ یہ توجیہ منافق کے حال کے لئے نہایت مناسب ہے جو اسکے تحیر حالت کا بیان ہے۔ کانوا یکذبون جب افعال مضارع افعال ماضیہ ناقصہ کے اخبار میں لائے جاتے ہیں مثل اصبح یقول کذا و کادت تزیغ قلوب فریق منھم تو اس سے یہ معنی مقصود ہوتے ہیں انہ فی الماضی کان مستمرا متجددا بتعاقب الامثال پس کان استمرار فی جمیع ازمنہ پر دلالت کرتا ہے۔

اور مضارع استمرار تجددی پر جمیع ازمنہ میں۔

وَمِنَ النَّاسِ، اس جملہ کا عطف
اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا پر ہے اور ان جملوں
میں محض مناسبت اور اتحاد غرض کا
لحاظ کیا گیا ہے۔
اور یا الذین کفروا کے بعض
صنف کا ذکر ہے۔
اے ومنھم الذین یقولون اٰمنا
ویخادعون اللہ والمومنین۔
اٰمَنَّا، فعل بافاعل ذوالحال
باللہِ، جار مجرور ظرف لغو۔
و۔ب، حرف جار
اَلْیَوْمِ، مجرور موصوف
اَلْاٰخِرِ، صفت
و، حالیہ۔ ما، مشابہ لیس
ھُمْ، ۔۔۔۔ اسم
ب، زاید مومنین، خبر
یُخٰدِعُوْنَ، فعل مع الفاعل
ذوالحال

اللہ، معطوف علیہ
و۔ اَلَّذِیْنَ، موصول
اٰمَنُوْا، جملہ فعلیہ صلہ
وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ
اَنْفُسَھُمْ۔۔ حال
یُخٰدِعُوْنَ اللہَ الخ بدل اشتمال
یقولون اٰمنا سے اور یا حال ہے
ضمیر فاعل یقول اٰمنا سے اے
یقول اٰمنا مخادعین۔
ویا حال ہے ضمیر مومنین سے
اے وما ھم بمومنین فی حال
خداعھم ویا جملہ مستانفہ وقع فی
سوال مقدر کانہ قیل فما شان
قائلین بہ فقیل وما ھم بمومنین
لانھم یقولون بافواھھم مالیس
فی قلوبھم اذ قیل لم یدعون
کاذبین وما ذا نفعھم باظہار
الایمان فقیل فی جوابہ
یخادعون۔

وَ۔ مَا یَخْدَعُوْنَ، فعل مع الفاعل ذوالحال۔

اِلَّا، حرف۔ استثناے مفرغ

اَنْفُسَ، مستثنیٰ مضاف

ھُمْ　مضاف الیہ

اَحَدًا، محذوف مستثنیٰ منہ

مفعول

وَ۔ مَا یَشْعُرُوْنَ، فعل مع الفاعل

اِنّ اللہ یطلع نبیہ علیٰ کذبہم وخداعھم　مفعول

جملہ فعلیہ حال

جملہ فعلیہ ... حال ... ضمیر یخادعون

فِیْ ۔۔۔۔ حرف جار

قُلُوْبِھِمْ　مجرور

متعلق بخبر

ثابت ۔ محذوف ۔۔۔۔ خبر

مَرَضٌ　مبتدا مؤخر

یعنی علت یخادعون　ویا علت

وَمَاھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ　اے یخادعون

لانّ فی قلوبھم مرض ویا سبب عدم ایمانھم تمریض قلوبھم۔

فَ۔ زَادَ، فعل۔ اللہ، فاعل

ھُمْ،　مفعول اول

مَرَضًا　مفعول دوم

اے اذاکان الامر کذٰلک فزادھم اللہ مرضًا۔

وَلَھُمْ، جار مجرور متعلق بہ خبر

اَلِیْمٌ[1]　۔۔۔ موصوف

بِمَاکَانُوْا یَکْذِبُوْنَ صفت

صفت

عَذَابٌ،　موصوف

ثابتٌ، محذوف مع متعلق خبر

بِ، حرف۔ جار۔

مَا، مجرور موصولہ یا مصدریہ[2]

کَانُوْا، فعل ناقص

ھُمْ،　اسم

یَکْذِبُوْنَ، جملہ فعلیہ جز

صلہ

متعلق ... صفت الیم

[1] الیم عذاب کی صفت مبالغۃ واقع ہوا ہے تقدیر عبارت یہ ہے الیم کائن بتکذیبھم

اور بماکانوا کا تعلق　یقول اٰمنا سے ہے یعنی طرف اسکا یقول اٰمنا اے یکذبون فی قولھم اٰمنا[12]

[2] [illegible]

ف۱- وَمِنَ النَّاسِ یہ تیسرا فرقہ ہے جو زبانی قرار سے مسلمانوں کے ساتھ اور دلی بغض وعداوت اور حسد وکینہ - شرارت وکفر اور فساد میں کفار سے ملتا ہوا ہے یا کفار ہی سے بعض ابن الوقت عبد البطن ایسے ہیں کہ جدہر جھونک دیکھتے ہیں اسی کے ہو رہتے ہیں- ظاہرًا فریب دینے کے لئے مسلمانوں سے کہتے ہیں، ہم خداے وحدہ لاشریک لہٗ پر ایمان لائے ہیں - بیشک وہ زمین وآسمان جنت ودوزخ کا خالق اور ان کا مالک ومتصرف ہے - قیامت اور حشر ونشر برحق ہے - اسکی بھیجی ہوئی کتاب (قرآن شریف) برحق اور سچی شریعت ہے لیکن خداوند عالم الغیب ان کی منافقت اور انکے پوشیدہ فسق وفجور سے مومنین کو آگاہ فرماتا ہے کہ اے مومنین ان بے ایمان منافقوں کا زبانی اقرار صرف دنیوی لالچ اور اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے ہے نہ یہ اس وقت مسلمان ہین اور ان سے نہ آیندہ اسلام لانے کی امید کیجا سکتی ہے - بلکہ یہ اشد کافر ہین اور دوزخ کے سخت عذاب کے مستحق ہیں- یہ لوگ اپنے فاسد خیال اور زعم باطل میں خدا اور اسکے رسول اور عام مومنین کو دہوکہ وفریب دیتے ہیں- لیکن یاد رہے کہ ان کا فریب مومنین اور خداوند عالم کو کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتا بلکہ انہیں کے لئے نقصان دہ اور وبال ہے- تنزیل احکام اور اشاعت اسلام کو یہ لوگ حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہین اور مارے حسد کے جلے جاتے ہیں- اے مومنین ان بیوقوفوں کی سزا ہمنے یہ تجویز کی ہے کہ روز افزوں ترقی اور غلبۂ اسلام کے پر روز جھونکوں سے اُنکے حسد وبغض

کی آگ کو ہم زیادہ کرتے رہتے ہیں۔ اور اس سے نہایت زور سے بھڑکاتے ہیں اور آخرت میں انکے لیئے سخت درد دینے والا عذاب ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ قَالُوْٓا

وچون گفته شود ایشاں را　تباه کاری مکنید　در زمین　گویند

اورجب کہا جاتا ہے واسطے انکے　مت فساد کرو　بیچ زمین کے　کہتے ہیں

اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ

جز این نیست که ما اصلاح کاریم　اگاه شو بتحقیق　ایشان

سوائے اسکے نہیں کہ ہم سنوارتے ہیں　خبردار ہو تحقیق وہی ہیں

الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

تباه کارانند　و لیکن　آگاه نمی شوند

فساد کرنے والے　اور لیکن　نہیں سمجھتے

لغات ۸: (وچون گفته شود ایشانرا۔ اور جب کہا جائے ان کو)

اِذَا، اسم ظرف زمان مبنی متضمن معنی شرط مخصوص بمستقبل منصوب المحل

قِیْلَ، معنے ا-ع مجہول بمعنی مضارع بوجہ اذا اصل ترجمہ کہا گیا۔ مصدر القول ف-ض اجوف واوی قَالَ۔ یَقُوْلُ۔ قَائِلٌ و قِیْلَ۔ یُقَالُ

سلہ۔ اِذَا، ظرفیت کے اعتبار سے منصوب المحل ہے۔ اور اس کا عامل اس کا جواب یعنی (قالوا) ہے نہ قیل کیونکہ قیل اسوجہ سے کہ اذا اس کی طرف مضاف ہے مجرور المحل ہے اور مضاف الیہ مضاف میں عمل نہیں کر سکتا۔

مَقُوْلُہٗ - قُلْ - لَا تَقُلْ

لَهُمْ - ل، مظہر تخصیص و تاکید

لَا تُفْسِدُوْا

(فساد مکنید - تبہ کاری نہ کرو-)

لَا تُفْسِدُوْا، ج - مضـ ح - نہی

الفساد، شے کا حد اعتدال پر نہ رہنا

اور اس حالت سے متغیر ہو جانا - جو

اسکے لایق و سزاوار ہے اور شے

کا اس منفعت سے خالی ہو جانا جو

اسمیں فطرتاً ودیعت رکھی گئی ہے (مراو نفاقہا)

اَلْاِفْسَادُ، فساد ڈالنا - بگاڑنا مصدر

افعال - اَفْسَدَ - یُفْسِدُ مُفْسِدٌ

اَفْسِدْ - لَا تُفْسِدْ

فِي الْاَرْضِ

(در زمین - زمین میں)

اے لَا تُفْسِدُوْا فِي اِهْلِ الْاَرْضِ

وَ سُكَّانِهَا کہ لوگوں کی آسایش اور

آرام میں خلل انداز نہ ہوں -

فی، ظرفیہ - الارض - اے الحرم

او البلاد الاسلامیۃ یہ لفظ مونث

ہے (اَرْضَات - اُرُوض - اَرَضُوْن

اَرَاض - الاراضی) جمع - اور ذکر ارض

مجرد تاکید ہی کے لئے نہیں بلکہ

اس سے اس امر پر تنبیہ کرنا مقصود

ہے - کہ فساد مطلقاً بری چیز ہے

خصوصاً ایسے منعم محسن کے مملوکہ

دار میں جسنے تمکو اسمیں رہنے کی

اجازت دی ہے اور جس سے تم

مطمئن ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں

بہت ہی برا اور قبیح ہے - قال قائل

و اقبح خلق اللہ من بات عاصیا

لمن بات فی نعمائہ یتقلب -

قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۱۰

(بگویند جز این نیست کہ ما صلاح

کاریم - کہتے ہیں سوائے اس کے

نہیں ہم سنوارنے والے ہیں -

صلاح کار ہیں)

قَالُوْا، ج - مضـ ع - بمعنی مضارع بوجہ

جواب شرط -

اِنَّمَا، کلمہ مفید حصر - یہ مرکب ہے

اِنَّ، حرف مشبہ بفعل اور ماء کافہ

سے۔ لیکن بحر میں ہے کہ مفید حصر سیاق کلام ہے اور انما حصر کے لئے موضوع نہیں ہے والمعنی اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ۔ مقصورون علی الاصلاح المحض الذی لم یشبہ شئ من وجوہ الفساد وقد بلغ فی الوضوح بحیث لا ینبغی ان یرتاب فیہ۔

نَحْنُ۔ ضمیر جمع منفصل اسم مضمر مرفوع المحل۔

مُصْلِحُوْنَ۔ جمع مصلح اسم فاعل وہ لوگ جنکے افعال عقلاً وشرعاً تحسین کے قابل ہیں صلاح حاصل ہونا شے کا حالت مستقیمہ نافعہ پر مصدر الاصلاح۔

أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ (ابدانند بہ تحقیق ایشانند فسادکنندگان

خبردار ہو تحقیق وہی ہیں تبہ کاراں)

الا، حرف تنبیہ۔ ھم، ضمیر فصل

اَلْمُفْسِدُوْنَ، جمع مُفْسِدٌ۔ اسم فاعل۔

وَلَٰكِنْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٠﴾ (لاکن آگاہ نمیشوند۔ پھر نہیں سمجھتے

اس میں اشارہ ہے مبالغہ فساد میں کہ گویا اُن کا فساد محسوس بالمشاعر ہے۔ اگرچہ وہ اسکو معلوم نہیں کر سکتے۔

لٰکِنْ، حرف۔ استدراک۔

لَا یَشْعُرُوْنَ۔ ج۔ مضارع مصدر الاشعار واقف ہونا۔ مصدر افعال

وَإِذَا قِيلَ

وَ۔ اِذَا، اسم ظرف متضمن معنی شرط

قیل، فعل مجہول

لے الا، حرف تنبیہ یہ حرف اپنے مابعد کے وجود اور اثبات پر تنبیہ کرتا ہے۔ کیونکہ ہمزہ استفہام انکاری جب نفی پر داخل ہوتا ہے تو ثبوت کے معنی دیتا ہے اسلئے کہ نفی کی نفی مستلزم ثبوت ہو جاتی ہے اور کہتے ہیں یہ لفظ بسیط ہے مرکب نہیں (جمل)

لے۔ لکن، یہ حرف عطف ہے پہلے کلام میں جب کوئی شبہ آجاتا ہے تو اس کے دفع کرنے کے لئے یہ کلمہ عبارت میں لایا جاتا ہے ۱۲

لھم، جار مجرور ظرف لغو
یا لھم مفعول بہ
قول۔ محذوف مفسر
لا تفسدوا، جملہ تفسیر
قالوا، فعل مع الفاعل
انما، کلمہ مفید حصر
نحن، ... مبتدا
مصلحون، خبر
لا تفسدوا، فعل ... مع الفاعل
فی الارض، جار مجرور ظرف لغو
ھو، محذوف .... مبتدا
لے اذا قیل لھم قول ھو لا تفسدوا فی الارض
الا، حرف، تنبیہ۔
ان۔ ، مشبہ بالفعل
ھم، ضمیر اسم

ھم .... مبتدا
المفسدون، خبر
لاکن، حرف استدراک
لا یشعرون۔ فعل ضمیر مستتر فاعل
انھم مفسدون، محذوف مفعول

اور یا ان وبال ذلك الفساد یرجع الیھم مقدر ہے اور یا انا لنعلم انھم مفسدون مقدر ہے اور الا انھم ھم المفسدون افادہ لازم فائدہ خبر ہے اس بنا پر کہ وہ عالم بالخبر ہیں اور اس سے انکار کرتے ہیں۔ جیسے کہ ان کی دائمی عادت ہے۔

اور یا محذوف ملتوی نہیں ہے اور اس میں تسلی ہے آنجناب ؐ کے لئے کہ جاہل کے مقابلہ میں اہل علم کو زیادہ زیادہ متردد نہ ہونا چاہیئے اور اسکی مخالفت کو خیال میں لانا ہی مناسب

لہ۔ اس کا عطف یقول پر ہے۔ یا من الناس من ؟

ف۔ ان آیات میں منافقین کی بعض ناشایستہ حرکتوں اور مضر وہ عادتوں کا بیان ہے کہ۔ انکی عادت تھی کہ فریقین میں اپنا رسوخ اور اعتماد قایم رکھنے کے لئے مسلمانوں کے مشورے اور ان کی چھپی باتیں کفار سے جاکر کہتے۔ اور کفار کی سچی جھوٹی کیفیت مسلمانوں پر ظاہر کرتے لہذا طرفین میں غیر معمولی اشتعالک اور بے وجہ تنازع اور کشیدگی پیدا ہو جانے کے خوف سے جب ان کو مصلحتاً فہمایش کیجاتی کہ ایسی حرکتوں سے باز آؤ فتنہ و فساد پیدا نہ کرو۔ اول تو وہ اپنی حرکتوں سے بالکل انکار کر دیتے تھے۔ اور جھوٹی قسمیں کھاکر بکر جاتے تھے اور اگر کوئی حرکت انکے ذمے ثابت ہو جاتی جس میں انکار نہ کر سکتے تو اسکی تاویل کرنے لگجاتے اور کہتے یہ باتیں ہمنے بغرض اصلاح کی تھیں۔ کیونکہ ہم نہایت ہی صلح پسند اور امن دوست ہیں ہمارا کوئی کام مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔ مخبر صادق انکی طبعی خباثت اور جبلی فسادت سے مسلمانوں کو آگاہ فرماتا ہے کہ یوں نہیں بلکہ وہی مفسد و فتنہ پرداز ہیں اور بیشک مفسد ہیں لیکن ان کے فتنہ و فساد کا وبال انہیں کی گردن پر عاید ہوتا رہتا ہے اور آیندہ بھی انہیں کیطرف رجوع کرے گا مگر یہ لوگ اسے معلوم نہیں کر سکتے۔ اور ان کی ایک بھی عادت تھی کہ وہ پورے پورے شرائع اسلام کے پابند نہ رہتے تھے اور ظاہر ہے کہ قانون امن کی پابندی نہ کرنا فتنہ و فساد کا موجب ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ

و چون گفتہ شود	ایشانرا کہ	ایمان آرید	چنانکہ ایمان آوردند	مردمان
اور جب کہا جاتا ہے	واسطے انکے	ایمان لاؤ	جیسا ایمان لائے ہیں	لوگ

قَالُوٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ

بگویند آیا ایمان آریم چنانچہ ایمان آوردند بیخردان آگاہ شو بتحقیق

کہتے ہیں کیا ایمان لاویں ہم جیسا ایمان لائے ہیں بیوقوف خبردار ہو تحقیق

هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾

ایشاں اند بیخردان و لیکن نمی دانند

وہی ہیں بیوقوف ولیکن نہیں جانتے

(وچون گفتہ شود ایشاں را - اورجب انکو کہا جاتا ہے)

اِذَا، شرطیہ قِيْلَ ماضی ا - ع بمعنی مضارع -

لَهُمْ، مرجع ضمیر - من یقول باعتبار معنی -

اٰمِنُوْا (ایمان آرید - ایمان لاؤ) یعنی خدا اور رسول کے احکام اور شرائع حقہ کی پیروی کرو۔ لے اٰمِنُوْا باللّٰہ وبرسولہٖ اَو

یکتا بہ حذف مومن بہ کمال ظہور پر مبنی ہے اور یا اٰمنوا بمعنی افعلوا الایمان ہے۔

اٰمَنَ، ماضی ج - ع امر مصدر الایمان (چنانکہ گرویدند مردمان - جیسا کہ ایمان لائے لوگ)

كَمَا - اسے مثل مَا - كَ، حرف بمعنی مثل و مَا کافہ - کسی مضمون کو واضح صورت میں بیان کرنے کے لئے اس کلمہ کا استعمال کیا

لے - اذا یہ حرف مستقبل کے ساتھ مخصوص الاستعمال ہے - اگر ماضی پر داخل ہوتا ہے تو اسکو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے اور کہا ہے کہ اسجگہ بمعنی لَو ہے - انکے پوشیدہ کفر کے اظہار کیلئے گویا انکی حالت ایسی ہے کہ اگر ان سے یہ کہا جائے کہ ایمان لاؤ تو وہ ضرور اس سے انکار کر جائیں گے

جاتا ہے اور یا ما مصدریہ ہے
اے امنوا ایمانا مشابھا
لایمانھم وعلی الکف حققوا ایمانکم
کما حقق ایمانھم
اٰمَنَ، ماضی ا-ع **النَّاسُ**-ال
عہدی اور اس سے مراد وہ حضرات
ہیں۔ جو ان کی جنس سے اسلام
لائے ہیں مثل عبد اللہ بن سلام
وغیرہ اور یہی مناسب ہے بقرینہ
جواب (ھم السفھاء) یا جنسی۔
والناس- اسم جمع اصل اناس
بگویند آیا ایمان آریم۔ کہتے ہیں کیا
ہم ایمان لائیں۔ یا کہتے ہیں ہم ایمان
نہیں لاتے۔)

قالوا/ ج-ع ماضی بمعنی مضارع بوجہ اذا
أ، ہمزہ استفہام انکار ابطالی اسے
لا یکون ذلک اصلا۔
نؤمن، ج-م مضارع (چنانکہ گرویدند
بے خردان۔ جیسے ایمان لائے
بیوقوف- یا ناسمجھ)
اٰمَنَ، ا-ع ماضی بمعنی جمع باعتبار فاعل
السُّفَهَاءُ جمع سفیہ مردم خفیف
الرائے اور وہ بیوقوف جو نفع دینے
والی باتوں اور ضرر و نقصان پہنچانے
والے امور میں تمیز نہ کر سکے سفاہت
کے لغوی معنی خفیف اور ہلکے پن
کے ہیں۔ چنانچہ جب ہوا کسی شے
کو اڑا کر لیجاتی ہے تو کہا کرتے ہیں

لہ- الناس۔ ال اگر عہدی ہے تو اس سے آنجناب سرور کائنات علیہ التحیہ والتسلیمات اور آپکے
صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین یا عبد اللہ بن سلام وغیرہ حضرات مراد ہیں
اور اگر جنسی ہے۔ تو وہ اشخاص مراد ہیں جو مستجمع خصائص انسانی ہیں۔ اور الناس
اسم جمع ہے نہ جمع کیونکہ فعال اوزان جمع سے نہیں اور الف ولام اس کا عوض ہمزہ
محذوفہ ہو اور اصل اناس ہے۔

سفہت الریح الشیٔ لیکن اکثر استعمال اسکا نقصان عقل و خفت رائے میں ہوتا ہے ۔ مراد اس سے الناس مذکورین ہے یا جنس سفہاء۔ (بدانید بدرستی اینہا نند بیخرداں خبر دار ہو۔ تحقیق وہی ہیں بیوقوف ۔	السفہآءُ جمع سفیہ مردم خفیف الرائے ھُمْ ۱ ضمیر فصل مفید تاکید و حصر ۔ ولیکن نمی دانند ۔ اسے پر نہیں جانتے لَا یَعْلَمُوْنَ، ج ۔ ع مضارع منفی برعایت سفاہت مناسب مقام ہے کیونکہ سفاہت خفت عقل کو کہتے ہیں ۔

۱ ۔ ھم ، ضمیر فصل یہ ضمیر صیغہ مرفوع کے ساتھ آتی ہے اور متکلم ۔ مخاطب اور غائب اور مفرد وغیرہ ہونے میں اپنے ماقبل سے مطابق ہوا کرتی ہے اسکا وقوع صرف مبتدا یا ایسی چیز کے بعد ہوا کرتا ہے جس کی اصل مبتدا ہو اور کہا گیا ہے کہ اس خبر کے بعد بھی جو مبتدا بننے والی اور اسم ہو اسکا وقوع ہوتا ہے مثلاً ، اولئك ھم المفلحون ۔ وانا لنحن الصآفون ۔ کنت انت الرقیب علیہم تجدوہ عند اللہ ھُوَ خیراً ۔ ان ترن انا اقل منك مالاً ھٰؤلآءِ بناتی ھن اطھر لکم ۔ اور اخفش نے ضمیر منفصل کا حال اور ذی الحال کے مابین واقع ہونا بھی جائز قرار دیا ہے اور اسکی تمثیل میں قولہ تعالیٰ ، ھن اطھر لکم نصب کے ساتھ پیش کیا ہے جرجانی اس کا وقوع فعل مضارع کے قبل روار کہتا ہے اور اسکی مثال قولہ تعالیٰ ، ھو یبدئ و یعید ،، سے دیتا ہے ۔ اور ابوالبقاء نے اسی قسم کی مثال قولہ تعالیٰ ، ومکر اولئك ھو یبور ،، کو بھی بتایا ہے ضمیر منفصل کے لئے اعراب کا کوئی محل نہیں ہوتا اور اسکے تین فائدے ہیں۔

(۱) اس بات کی خبر دینا کہ اسکا مابعد خبر ہے نہ کہ تابع یعنی بدل یا صفت وغیرہ

(۲) تاکید اور اسی وجہ سے کوفیون نے اس کا نام "دعامہ، قرار دیا ہے کیونکہ اس کے ساتھ

العلم۔ جاننا مصدر رک ف۔ عَلِمَ یَعْلَمُ۔ عَالِمٌ۔ مَعْلُومٌ۔ اِعْلَمْ۔ لَاتَعْلَمْ

اذا، شرطیہ۔ قیل، فعل
لھم، جار مجرور ظرف لغو
اٰمنوا کما آمن الخ نائب فاعل
قالوا، فعل مع الفاعل
انؤمن، ... مقولہ
امنوا ... فعل بافاعل
ایمانًا محذوف مصدر موصوف
ک، بمعنی مثل ... مضاف
ما، ... مصدریہ
امن ... فعل
الناس، ... فاعل

اے اذا قیل قول ھو امنوا مثل ایمان الناس۔

قالوا، فعل مع الفاعل
انؤمن، فعل بافاعل
ایمانًا، محذوف موصوف
کما آمن السفھاء، صفت
ک، بمعنی مثل ... مضاف
ما، ... ... مصدریہ
امن، ... فعل
السفھاء، فاعل

ای قالوا انؤمن ایمانا مثل ایمان السفھاء

الا، حرف تنبیہ۔ ان، مشبہ بالفعل
ھم، ... ... اسم
ھم، ثانی ضمیر فصل۔ السفھاء خبر
و لکن۔ لایعلمون} جملہ فعلیہ اسنادیہ

کہ یوں نہیں بلکہ یہی سفیہ ہیں لیکن اپنی سفاہت اور اسکے اثر سے واقف نہیں ہیں۔

بقیہ نوٹ: کلام کی ویسی ہی تقویت ہوتی ہے جسطرح ستون سے سقف کی پائیداری منصور ہوا کرتی ہے اور اسی اصول پر بعض لوگوں نے یہ قاعدہ بنا دیا ہے کہ ضمیر منفصل اور ضمیر متصل کے مابین اکجائی نہیں کیجا سکتی چنانچہ (زید نفسہ ھو الفاضل) کبھی نہ کہا جائیگا (۳) اختصاص

ف۲۔ منافقین کی یہ تیسری ناشائستہ حرکت ہے۔ یہ لوگ کفار سے زیادہ میل جول رکھتے تھے اور شرکت تقسیم غنائم کے سوائے احکام شرعیہ کے چنداں پابند نہ رہتے تھے۔ نصیحتاً یا بطور اصلاح اگر ان سے کہا جاتا۔ کہ ایمان لاؤ۔ یعنی دوسرے مسلمانوں کی طرح پورے طور پر شرعی احکام کی پابندی کرو شعائر اسلام کی عظمت کرو۔ تو جواب دیتے کہ ہم بیوقوفوں کی طرح کا ایمان نہیں لا سکتے اپنے کاروبار چھوڑکر دن رات مسجدوں میں پڑے رہنا اور ہر وقت پیغمبر کے اردگرد گھومتے رہنا ہم سے نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ خوشامد کرنے والوں چاپلوسوں اور منافقوں کا طرز ہے۔ ہم سیدھے سادھے مسلمان ہیں اور اسلام کے سچے اصولوں کے پابند ہیں اور ہم انہیں کی پابندی کو لازمی اور ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن عالم الغیب ان کی منافقت کے اظہار میں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اے مسلمانو! ان بیوقوف احمقوں سے بڑھ کر دنیا میں کوئی زیادہ سفیہ و بیوقوف نہیں ہوسکتا چندروزہ دنیوی منافع اور نفسانی خواہشوں کو دائمی عیش اور روحانی زندگی پر ترجیح دینا۔ دنیا کے

یعنی خاص بنا دینا۔ زمخشری نے بیان کیا ہے کہ قولہ تعالیٰ " اولٰئک ھم المفلحون " میں تینوں فائدے ایکساتھ موجود ہیں۔ وہ کہتا ہے اس ضمیر منفصل کا یہ فائدہ ہے کہ وہ اپنے مابعد کے خبر ہونے پر دلالت کر رہی ہے اور اسکو صفت نہیں ٹھہراتی دوم توکید کا فائدہ دیتی ہے۔ اور سوم اس بات کا ایجاب کر رہی ہے کہ مسند کا فائدہ خاص مسند الیہ ہی کے لئے ثابت ہے نہ کہ اس کے سوائے کسی اور شے کے لئے۔

(اتقا)

بدلے آخرت کے نصیب کو بیچ ڈالنا کیا اُسے عقلمندی کہتے ہیں؟ نہیں بلکہ یہ غایت درجہ کی حماقت ہے۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ وہ اپنے سفاہت سے واقف نہیں۔

اور ممکن ہے کہ یہ مقولہ منافقین کا ہو جیسے کہ اگلی آیت سے معلوم ہوتا ہے تو مطلب آیت یہ ہے کہ جب منافق آپس میں بات چیت کرتے اور دستور ہے کہ مشورت میں ہر پہلو پر گفتگو ہوتی ہے لہذا اثنائے بحث میں کبھی ان کی یہ گفتگو بھی ہوتی تھی کہ آؤ ہم خالص مسلماں بنجائیں یا بعض کہتے کہ دوسرے مسلمانوں کی طرح خالص مسلمان بنجاؤ تو جواب میں دوسرے منافق یہ کہتے تھے۔ کہ ہم بھی دوسرے بیوقوفوں کی طرح بیوقوف بنجائیں۔ کہ بیوقوفوں کی مانند ایمان لائیں اور اللہ تعالےٰ نے انکی اس گفتگو کو نقل کر کے یہ امر ظاہر کردیا کہ درحقیقت منافق ہی بیوقوف ہیں مگر وہ اس کو سمجھتے نہیں۔ خلاصۂ مطولات۔

لیکن سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کلام علمائے منافقین اور انکے احبار کا ہے۔ کہ اثنائے گفتگو میں جب کبھی ان سے وہ لوگ جو اسلام کی طرف مائل تھے یا وہ جو کہ متردد تھے کہتے کہ تم بھی ایمان لاؤ جسطرح کہ ہم میں سے بعض علمائے کتاب ایمان لائے ہیں۔ تو وہ استہزاءً یا بطور تشنیع یا ظاہرا اپنی عظمت بڑھانے کے لئے جواب میں کہتے کہ کیا ہم ان معمولی لوگوں کی طرح ہیں جن کا ایمان لانا اور نہ لانا مساوی ہے اور کیا ہمارا ایمان عام لوگوں کی مانند ہے جو کسی حساب و شمار میں

نہیں - ہم برگزیدۂ خلائق ہیں - اور مقربان خدائے عظیم کی یادگار ہیں اگر ہمیں خاص طور پر ایمان لانے کے لیۓ القاء ہو یا کسی اور طریق سے بواسطۂ وحی ہمیں نامزد کیا جاسے تو البتہ یہ ہو سکتا ہے - عوام الناس کی طرز پر ہم ایمان نہیں لاسکتے - اور نہ ہماری شرافت کے شایاں ہے -

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ

و وقتیکہ ملاقات میکنند با اہل ایمان گویند ایمان

اور جب ملتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں کہتے ہیں ایمان

وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا

آوردہ ایم و چون تنہا شوند با شیاطین خود گویند ہر آئینہ

لائے ہیں ہم اور جب اکیلے ہوتے ہیں طرف سرداروں اپنے کے کہتے ہیں بہ تحقیق

مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○

ما با شما ایم جز این نیست کہ ما تمسخر کنیم

ہم ساتھ تمہارے ہیں سوائے اسکے کہ ہم ٹھٹھا کرتے ہیں

(۱۹) (۱۸) و وقتیکہ ملاقی شوند - اور جب ملتے ہیں۔ (لقوا) اذا شرطیہ -

لقوا (لقیوا) ماضی - ج - ع بمعنی مضارع - اللقاء واللقی، سامنے آنا - ملاقات کرنا رو برو ہونا - ملنا مصدر ک ف

ناقص - لقی - یلقی - لقاءً لقاءۃً وَلِقَايَةً ولُقِيًّا نًا ولِقيانًا و لُقِيَانَةً و لِقِيَا نَةً فلانًا بمعنی استقبلہ - صادفہ - راٰہ - لَاقٍ - مُلْقٍ - اِلْقَ - لَا تَلْقَ -

(تفسیر) با اہل ایمان۔ ان سے جو ایمان لائے ہیں

(ایمان والوں سے۔)

(نحو) اَلَّذِیْنَ، جمع اسم موصول۔

اٰمَنُوْا، ماضی ج ع

(فتح) میگویند ایمان آوردیم (کہتے ہیں

ہم مسلمان ہوئے) اور یہ تکرار نہیں

ہے کیونکہ آیت اول میں انکے

خداع کا اظہار کیا گیا ہے اور اس

آیت میں ان کی عند الملاقات کے

حالات کا بیان مطلوب ہے۔

قَالُوْا، ماضی ج ع بمعنی مضارع بوجہ

جواب شرط۔

اٰمَنَّا، اے اخلصنا لان المشکوک

فیہ ھو الاخلاص۔ اٰمنا، ماضی ج م

(ترجمہ) (ووقتیکہ خلوت کنند۔ اور جب اکیلے

ہوتے ہیں)

اصل میں خلوۃ خالی مکان وزمان کو

کہتے ہیں۔ یقال خلوت بہ و

الیہ اذا انفردت معہ۔ صلہ کا

الیٰ ب۔ معہ آتا ہے۔

خَلَوْا (خلووا)، ماضی ج ع بمعنی مضارع

اَلْخُلُوُّ۔ وَالْخَلْوَۃُ اکیلا ہونا۔ تنہا

ملنا۔ مصدر ف۔ ض۔ ناقص

خَلَا۔ خَلْوَۃً۔ وخلوًا وخَلَاءً بہ

وبمعہ والیہ بمعنی اجتمع معہ علیٰ

خلوۃ۔ یخلوا۔ خالٍ۔ مَخْلُوٌّ۔ اُخلُ

لَاتَخْلُ

(الیٰ شیاطینہم) (با شیاطین خود۔ اپنے سرداروں

کی طرف۔ یا اپنے شیاطین کے

پاس۔

اے اذا خلوا مع شیاطینھم

یقال خلا الیہ اے اجتمع معہ

فی خلوۃ

الیٰ حرف جر۔ صلہ یا بمعنی مَعَ

کما فی قولہ "من انصاری الی

اللہ۔

اے مع اللہ۔

شیاطین، جمع شیطان شریر و سرکش

(حاشیہ) لم - اے اخلصنا یعنی اٰمنا اخلصنا و صدقنا ...

ومفسد یا ماخذ شطن - یا شاط ہے اسجگہ شیاطین سے ان کے سردار مراد ہیں - جو تمرد و سرکشی میں مماثل شیطان ہیں - کافر ہوں خواہ منافق

ھم، ضمیر راجع - بمن یقول باعتبار معنی -

(بگویند ہر آئینہ ما با شمائیم - کہتے ہیں ہم تمہارے ہی ساتھ ہیں -)

قالوا، ماضی ج ع بمعنی مضارع بوجہ جواب شرط -

انا (ان - نا) انّ، حرف مؤکد مضمون جملہ - نا ضمیر متکلم -

مع، (ہمراہ ساتھ شریک) اسم ظرف

(جز این نیست کہ ما استہزاء کنندگان ہم یا تمسخر میکنیم - سوا اسکے نہیں کہ ہم ہنسی یا مسخری کرتے ہیں -)

انما، کلمہ مفید حصر

مستھزءون، جمع مستہزئ اسم فاعل -

(خدا تمسخر میکند با ایشان - یا خدا جزاے استہزاء می دہد اینہارا -

خدا انکو ان کی ہنسی کا بدلہ یا مسخری کرنے کی سزا دیتا ہے -)

یستھزئُ، ماضی ا ع الاستہزاءُ تمسخر کرنا دل لگی اور ہنسی کے طور پر برائی چھپا کر موافقت ظاہر کرنا

---

۱ - ماخذ شیطان بروزن فیعال شطن سے ماخوذ ہے - جسکے معنی اصلاح اور بھلائی سے دور ہونے اور دوسرے کو اسکے نیک ارادے اور اعلیٰ قصد سے برگشتہ کرنے کے ہیں - اس تقدیر پر اسکا نون اصلی ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ شیطان بروزن فعلان لفظ شاط سے مشتق ہے جسکے معنی اپنے مرتبہ سے تجاوز کرنے - ہلاک ہونے اور باطل ہونے کے ہیں اسوقت اسکا نون زائد ہے اسی لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ شیطان کا ایک نام باطل بھی ہے -

۲ - الاستہزاء - لغت میں اسکے معنی خفت اور ہلکے پن کے ہیں اصل اس کا ھزء بمعنی

مصدر استفعال۔ اِسْتِھْزَاءً۔ یَسْتَھْزِءُ۔ مُسْتَھْزِءٌ۔ اُسْتُھْزِءَ۔ لَا تَسْتَھْزِءْ (وہ مہلت دیتا ہے انہیں اور بڑھاتا ہے انکو)	اسے۔ یمدھم فی العمر او یزیدھم او یقویھم من مد الجیش اذا زادہ وقواہ۔ واصلہ الزیادۃ

رفتار تیز وقتل ناگاہ ہے۔ یقال ھَزَءَ۔ یھزءُ۔ اذا مات مکانہ وناقتہ تھزاءً یہ اسے لشرع اور عرف مین اظہار موافقت بابطان ما یجری مجری السُوءِ بطریق تمسخر کو کہتے ہین۔ یہان پر استہزاء سے جزاء استہزاء مراد ہے یا یہ کہ منافقین کی استہزاء کا ضرر بالآخر انہین کی طرف رجوع کرنے والا ہے جس سے ذلت وحقارت ایک لازمی امر ہے۔ علماء نے اس بارہ مین کہا ہے کہ جس صفت کا اطلاق خداوند تعالی پر حقیقۃً محال معلوم ہو اسے اسکے لازم کے ساتھ تفسیر کرلینا چاہیے امام فخر رازی کا قول ہے کہ تمام اعراض نفسانی یعنی رحمت۔ فرحت۔ سرور۔ غضب حیا۔ مکر۔ تمسخر۔ استہزاء اور اس طرح کی جتنی چیزین نفس کو لاحق ہوا کرتی ہین ان مین سے ہر ایک کا کوئی آغاز (اوایل) اور انجام (غایت) ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً غضب (غصہ) کو لیا جائے۔ اس کی ابتداء قلب مین حزن کے جوش مارنے سے ہوتی ہے اور اسکی غایت (انتہائی غرض ونتیجہ) اس شخص کو نقصان پہونچانے کا ارادہ ہے جسپر غصہ آیا ہو لہذا غضب کا لفظ خدائے تعالے کے حق مین قلب کا خون جوش پر کبھی محمول نہ کیا جاسے گا۔ بلکہ اسکا حمل غرض پر ہوگا یعنی ضرر رسانی کے ارادہ پر۔ اسی طرح حیا کی ابتداء وہ انکسار ہے جو کہ نفس (طبیعت) مین ہوتا ہے اور اس کی غایت فعل کا ترک کردینا ہے اس لحاظ سے حیا کا لفظ خدائے تعالے کے حق مین ترک فعل پر محمول ہوگا نہ انکسار پر۔ اسیطرح لفظ استہزاء ہے

والمد والامداد واحد غیران
المد کثیراً مایستعمل فی الشر
والامداد فی الخیر کما فی قوله
امددنا کم باموال و بنین۔
المدُّ، ملنا شئے کا دوسری شئے
سے اسطرح کہ اسکو قوی اور زیادہ کری
ملنے والی شئے کو مدد کہتے ہیں اور
مدد کے اصلی معنیٰ زیادہ کے ہیں و
بمعنی امہال یعنی چھوڑنا اور ڈھیل
دینا اسی سے ہے مدالعمر لیکن
یہاں پر معنی اول مناسب ہے۔
مصدر۔ ف۔ ض۔ مضاعف۔
مَدَّ یَمُدُّ۔ مَادٍ مَمْدُودٌ۔ اُمْدُدْ
لَاتَمْدُدْ۔ ھم، ضمیر راجع بمن
الناس۔ یا من یقول۔

طغیانهم یعمهون (۱۰)

(ور گمراہی ایشاں سرگرداں باشند
انکو ان کی شرارت میں بہکتے ہوئے
طغیان۔ حد مقررہ سے تجاوز کرنا
سرکشی و نافرمانی۔ شریعت میں
افراط اور کفر و الحاد میں غلو کرنا۔
جب پانی اپنی مقررہ حد سے تجاوز
کر جاتا ہے تو کہتے ہیں طغی الماء اور
ایسے جب کوئی شخص حدود شرعیہ
کی پرواہ نہیں رکھتا اور عصیان
میں منہمک ہو جاتا ہے تو کہتے
ہیں انہ طغا کیونکہ وہ متردد و متحیر
نہ تھے بلکہ اپنی خباثت پر مقر و مصر
تھے۔

یعمهون، ج۔ ع مضارع اَلْعَمَهُ
خلل و پریشان و متردد و حیران ہونا۔
العمی کوری چشم والعمہ کوری باطن
مصدر ک ف عَمِهَ یَعْمَهُ عامہٌ
اِعْمَهْ لا تَعْمَهْ یقال عَمِهَ
یَعْمَهُ تَعَبَ۔ یَتْعَبُ عَمْهًا
وعمهانًا فهو۔ عَمِهٌ وعامِهٌ
وعمہاء اور کہا ہے عمہ سر جھکانا
ایسے طور پر کہ سامنے سے آتی ہوئی
چیز نظر آ سے مراد ہلاک و اجر اد

اور یہی مناسب ہے منافقین کی حالت سے۔

(ترکیب)

و۔ اذا، اسم ظرف متضمن معنی شرط۔

لقوا، ... فعل مع الفاعل

الذین، ... موصول

امنوا، جملہ فعلیہ صلہ

قالوا، ... فعل مع الفاعل

اٰمنا،

جملہ فعلیہ مقولہ

و۔ اذا۔ خلوا، فعل مع الفاعل

الی، حرف جار

شیطینھم، مجرور

قالوا، فعل مع الفاعل

ان، حرف مشبہ بفعل

نا، ضمیر ... اسم

ھم، مضاف

کم، مضاف الیہ

اسے قالوا انا کا نون معکم

(اعراب) پس ظرف قائم مقام خبر ان کے ہے

ومعنی الایۃ اذا خلوا اسے اذا انفردوا ورجعوا الی شیطینھم

(جمل) ویا اذا انفردوا مع شیطینھم یعنی صاحب جمل کہتے ہیں کہ الی کا متعلق محذوف ہے اور یا الی بمعنی مع ہے۔ وتقدیر عبارت اذا خلوا۔ اذا انفردوا عنھم ورجعوا الی شیطینھم ہے ویا انفردوا مع شیطینھم ہے۔

انما، کلمہ حصر نحن، مبتدا

مستھزؤن، ... خبر

لان المستھزئ بالشئ والمستخف بہ مصر علی خلافہ اور یا بدل ہے جملہ اول سے لانہ من حقر الاسلام فقد عظم الکفر۔

ویا جملہ مستانفہ ہے۔ گویا جب انہوں نے شیاطین سے ملکر کہا انا معکم تو انہوں نے کہا اگر یہ سچ ہے تو

پھر تم کس طرح اسلام کا دعویٰ کرتے ہو
اور اہل اسلام سے کیونکر ملتے ہو۔ تو
انہوں نے کہا۔ انما نحن مستھزءون (منظ)
اللہ ۔۔۔۔۔۔۔ مبتدا
یستھزئ فعل مع الفاعل
بھم جار مجرور ظرف لغو
[illegible]
یعنی یہ جملہ مقولہ کفار نحن مستھزءون
کے جواب میں ہے کہ اے منافقین
تم کیا تمسخر کروگے اللہ تم سے استہزاء
کرتا ہے۔ کہ تمہیں ڈھیل دیکر ایک

درجہ عذاب کا اور بڑھا دیتا ہے۔
ولم یقل اللہ مستھزئ بھم
لتجدد الاستھزاء بھم حینًا
بعد حین الا ترون انھم یفتنون
فی کل عام مرۃ او مرتین۔ (منظ)
و یمدّ، فعل مع الفاعل
ھم، ذی الحال ۔۔۔۔ مفعول
مصدر مضاف لفاعلہ یا جملہ یعمھون
فی طغیانھم کی ضمیر سے حال ہے ۱۲ اجمل
ظرف لغو یعمھون۔ حال
[illegible]

ف: منافقین کی یہ چوتھی خصلت ہے۔ ان آیات میں فریقین کے ساتھ ان کی طرز معاملت وکیفیت معاشرت کا اظہار دیا ہے منافقین کی یہ عادت تھی کہ جب بزرگان دین صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مجلس میں شریک ہوتے یا راستہ چلتے کہیں ملجاتے۔ تو نہایت ادب سے جھک کر دست بوسی کر لیتے۔ چاپلوسی اور خوشامد سے اسلام اور اہل اسلام کی تعریف کرتے اور تکلفاً اپنے آپکو سچا مسلمان اور پکا دیندار ٹھہراتے۔ لیکن جب کفار سے ملتے تو اپنے اخلاص اور خیر خواہی کے اظہار میں نہایت زور سے کہتے ہم تو تمہارے ہی ہیں۔ اور تمہارے زور بازو ہیں اور جب وہ یہ کہتے کہ اگر تم اس بات میں سچے ہو تو بتاؤ مسلمانوں

کے ساتھ پھر تمہاری نشست و برخاست کیسی ہے - اور دعویٰ اسلام کے پھر کیا معنی تو جواب میں کہتے ہم مسلمانوں سے محض دل لگی اور تمسخر سے ملا کرتے ہیں - لفظ اٰمنا کہنے سے کیا ہم مسلمان ہو سکتے ہیں - نہیں مگر وہ لوگ اپنی سادہ لوحی اور بیوقوفی سے ہمارے تمسخر کو واقعی تصدیق اور سچا اقرار سمجھ لیتے ہیں - عالم الغیب مخبر صادق کا ارشاد ہوتا ہے کہ اے بیوقوفو تم کیا دھوکہ دے سکتے ہو - اور تمہاری قدرت ہی کیا ہے اے مسلمانوں بالیقین کر لو کہ ہم انکے استہزاء اور اسکے وبال کو انہیں پر لوٹاتے ہیں اور انہیں پر عاید کرتے رہتے ہیں اور گو ظاہراً وہ تمہاری دست برد سے محفوظ ہیں مگر فی الواقعہ نہایت ہی حیران اور پریشان ہیں - ہمارا انکو ڈھیل دینا اور عجالۃً گرفت کر لینا ایک مصلحت ہے - کیونکہ وہ اسطرح عذاب کا ایک اور وجہ طے کر لیتے ہیں - مگر وہ ایسے امور پر ہرگز مطلع نہیں ہو سکتے -

بیضاوی نے اس آیت کے نزول کا سبب یہ لکھا ہے - کہ ایک دن عبداللہ

سلہ - عبد اللہ بن ابی بن سلول خزرجی منافقوں کا سردار تھا اور آنجناب سرور کائنات کو اس سے بہت تکلیفیں پہنچا کرتی تھیں - اور آنجناب سے ہمیشہ وہ گستاخانہ پیش آیا کرتا تھا - لیکن اسکا بیٹا مخلصین صحابہ میں شامل تھا اور اپنے باپ کے طرز اور اسکی بدسلوکی سے تنگ آ کر ایک دن اس نے اسکے قتل کا ارادہ کر لیا اور آنجناب علیہ السلام سے اجازت چاہی - مگر آنجناب نے اسکو اس ارادہ سے روک دیا اور یہ فرمایا کہ تو اسکے ساتھ بھلائی کر اور اس کا معاملہ خدا پر چھوڑ دے ہجرت کے نویں سال ذی قعدہ میں

ابن اُبیؔ اپنے یاروں کے ساتھ کہیں جارہا تھا۔ کہ سامنے سے صحابہ کا

وہ بیمار ہوا باوجودیکہ وہ جناب سرور کائنات کا جانی دشمن تھا مگر آنحضرت اسکی عیادت میں قدم رنجہ فرمایا کرتے آخری وقت آپ نے فرمایا۔ کہ میں تجھے یہود کی دوستی سے منع کیا کرتا تھا مگر تو نے میرا کہا نہ مانا۔ اُسنے وہیں گستاخی سے جواب دیا کہ اسعد بن زرارہ یہود کو دشمن سمجھتا تھا۔ لیکن یہود کی عداوت نے اسکو موت سے نہ چھڑایا۔ اے رسول اللہ یہہ سرزنش کا وقت نہیں۔ میں آپکے اخلاق کریمانہ سے امید رکھتا ہوں۔ کہ میرے فوت ہوجانے کے بعد میرے جنازہ کی نماز آپ بذات خود پڑھائیں گے اور میرے گناہوں کی معافی چاہیں گے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ جناب اپنا کرتہ مبارک عطا فرماکر میرا کفن بنائینگے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جس چیز کے ساتھ آپ کا پسینہ مبارک لگا ہے وہ دوزخ میں نہیں جاسکتی اور اب میرے پاس اپنی نجات کا اس سے زیادہ کوئی حیلہ نہیں۔ جناب سرور کائنات نے اُسدن دو پیرہن زیب تن فرمائے ہوئے تھے ایک شعار اور دوسرا دثار۔ آنجناب نے اُسی وقت اپنا دثار یعنی اوپر کا کرتہ اُتار کر دیدیا مگر اس نے کہا کہ میں اس پیرہن کی التماس کرتا ہوں جو آپ کے بدن کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور جسپر آپ کے پسینہ مبارک کے اثر ہیں۔ آنجناب نے اسکی خواہش کے موافق وہی پیرہن عطا کردیا اور اسکے فوت ہوجانے کے بعد حسب وصیت اس کی تکفین و غسل کے وقت تشریف فرما ہوئے اور اسکے بیٹے سے جو خالص مسلمان تھا برسم تعزیت بات چیت کرتے رہے۔ جنازہ کے وقت جب آپ آگے بڑھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جناب کا دامن پکڑکر عرض کی یارسول اللہ اس منافق نے آپکو بہت سخت تکلیفیں دی ہیں فلاں فلاں دن وہ وہ بُرے کام اس نے کئے ہیں اور اس وقت جناب

ایک گروہ اُس سے ملا جس میں خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم بھی موجود تھے عبداللہ نے اپنے یاروں سے کہا ذرا ٹھہر جاؤ میں ان سفیہوں سے دل لگی کروں۔ چنانچہ اُس نے آ کر پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا۔ خوشخبری ہو اے صدیق قبیلۂ بنی تیم کے سردار۔ شیخ الاسلام۔ رفیق غار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اپنی جان و مال کو اپنے سچے دوست رسول اللہ علیہ السلام پر بیدریغ خرچ کرنے والے۔ پھر اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگا خوشخبری ہو آپ کو قبیلہ بنی عدی کے سردار۔ حق و باطل میں تمیز اور واقعی فرق کا اظہار کرنے والے۔ دین میں نڈر اور قوی۔ اپنی جان و مال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تصدق کرنے والے۔

پھر اُس نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور

بذات خود اسپر نماز پڑھنے کا ارادہ فرما رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد کیا کہ مجھے عمر میں مخیر ہوں درمیان اسکے کہ اُس کے لئے ستر مرتبہ آمرزش چاہوں اور درمیان عدم آمرزش کے میں نے آمرزش کو اختیار کیا ہے۔ اگر میں یہ جان لوں کہ ستر مرتبہ سے زیادہ اگر اسکے لئے آمرزش چاہوں اور وہ بخشا جائے گا تو البتہ میں اسپر عمل کروں گا قال اللہ تعالی استغفر لھم او لا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ اسکے بعد اللہ تعالے نے کافروں پر نماز پڑھنے سے آنجناب کو منع کر دیا۔ قال ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ

لے۔ خاتم الخلفاء، امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ وکرم اللہ وجہہ

کہنے لگا - خوشخبری ہو تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے

کم سن نابالغوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں - آپکا علم سب صحابہ سے زیادہ
سمجھا جاتا ہے قال علیہ السلام فی حقہ اقضکم علیؓ - ایسے ہی آپ شجاعت
میں ضرب المثل ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صاحبزادی صاحبہ خاتون جنت
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر ہیں آپ کے مناقب بے شمار ہیں -
جن کا حصر مشکل ہے بنی اُمیہ آپ سے عداوت رکھتے تھے - اس لئے اُن اصحاب
کو جو آنجناب کی تعریف اور آپ کے مناقب کی روایتیں کیا کرتے تھے - وہ اُنہیں
تشدد اور تنبیہ کیا کرتے تھے - مگر اس کا اثر بالعکس ہوتا تھا اور آپ کے مناقب
روز بروز زیادہ مشہور ہوتے جاتے تھے - بعد شہادت حضرتِ امیر المومنین
عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ سوم کے آپ نے چار برس نو مہینے آٹھ دن
خلافت کی ہے - معاویہؓ کے سوا اور بعض چند انکے لواحقین کے تمام مہاجرین
و انصار نے اُن سے بیعت کر لی تھی - آپ کی خلافت کا تمام زمانہ باغیوں اور خارجیوں
کے ساتھ جہاد کرنے میں صرف ہوا ہے - درحقیقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ
رائے تھی کہ اول تمام لوگ بیعت کر لیں اور احاطۂ اطاعت میں آجائیں پھر
حضرت عثمانؓ خلیفۂ ثالث کا ولی آپ کے خون کا دعویٰ کرے پھر اقامت بینہ کے
بعد موافق شرع شریف اس کا فیصلہ کیا جائے انکے مخالفین یہ کہتے تھے کہ علی
کرم اللہ وجہہ سب سے پہلے قاتلین عثمانؓ کی تلاش کر کے انکو ہمارے حوالہ کریں
یا آپ قتل کر ڈالیں اسی کشمکش میں نزاع بڑھتی گئی دونوں فریق صاحب اجتہاد تھے
بعض صحابہؓ ایسے بھی تھے کہ ان لڑائیوں میں کسی طرف شامل نہیں ہوئے امام احمدؒ

اور اُن کے داماد۔ رسول اللہ کے سوائے تمام بنی ہاشم کے سردار

کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ علیؓ اور معاویہؓ کے حق میں تم کیا کہتے ہو کچھ دیر تک انہوں نے توقف کیا اور پھر فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دشمن بہت تھے اور انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عیوب کی جستجو کی مگر ان میں کوئی عیب نہ پایا آخر وہ ایک ایسے شخص کیطرف متوجہ ہوئے جو حضرت علیؓ سے لڑا تھا پس حضرت علیؓ کی ضد پر انہوں نے اسکو بہت بڑھا دیا (انتہی) اس میں انہوں نے یہ اشارہ کر دیا کہ معاویہؓ کے فضائل میں لوگوں نے جو روایتیں بیان کی ہیں وہ سب بے اصل ہیں اور موضوع ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں معاویہؓ کے بھائی یزید بن ابی سفیان کو دمشق کا حاکم مقرر کیا تھا جب وہ مرگئے تو اُن کی جگہ سنہ انیس ۱۹ ہجری میں معاویہؓ کو مقرر کر دیا۔ اور بعد میں حضرت عثمانؓ نے بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں انکو اسی حکومت پر قائم رہنے دیا۔ اسکے بعد حضرت علیؓ سے مخالفت ہوگئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح کر لی اور تمام ملک کی حکومت سے دست بردار ہو کر ملک انکے حوالہ کر دیا اور خود گوشہ نشین ہو گئے جس سے معاویہؓ نے چالیس ۴۰ برس حکومت کی ہے سولہ برس دونوں خلیفوں کی طرف سے اور چار برس حضرت علیؓ سے لڑنے میں اور بیس ۲۰ برس بعد میں مستقل حکومت کی ہے۔ اور ۵۹ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ اہل سنت کا مذہب بالاتفاق یہ قرار پایا ہے کہ جو جھگڑا حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ میں ہوا ہے۔ اس میں حق بجانب حضرت علی تھے اور حضرت معاویہ رضؓ

پس اس وقت اللہ تعالےٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا بیضاوی نے اس
حدیث کو بغیر سند کے ذکر کیا ہے۔

(۱۵) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ

ایشاں آن کسانند کہ خریدند گمراہی را عوض ہدایت

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مول لی گمراہی بدلے ہدایت کے

فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ

پس سود نیافت تجارت ایشاں و راہ یاب نہ شدند

پس نہ فائدہ دیا سوداگری انکی نے اور نہ ہوئے راہ پانے والے

أُولَٰئِكَ (ایشاں آن کساں اند کہ۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ)
أُولَٰئِكَ، اسم اشارہ جمع اس لفظ سے مذکر و مونث کی ہر ایک جماعت کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے۔
مراد مذکورین بالا جامعین اوصاف ذمیمہ بوجہ بُعد منزلت و سوء حالی اشارہ بعید سے انکو ذکر کیا ہے۔

الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ
الَّذِينَ، اسم جمع موصول۔ یا نون مبالغہ اسم موصول عہدی یا جنسی (انجریدند گمراہی را۔ خرید کیا گمراہی کو)

کی خطائے اجتہادی تھی اور چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اسلئے اُن کو طعن اور تبرا نہ کرنا چاہیئے اسی پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر تریسٹھ برس کی ہوئی تو عبدالرحمن ابن ملجم نے آپکو شہید کیا۔ جائے شہادت آپ کی جامع مسجد کوفہ ہے اسوقت روئے زمین پر آپ سے افضل و اکمل کوئی شخص نہ تھا۔

اشتروا - معنی غ ج - اصل اشتریوا
الاشتراء ، خرید و فروخت کرنا
بعوض شئے مملوک غیر مملوک مرغوب
الطبع شئے کا حاصل کرنا لغت میں
نقدی خرچ کرنے والے کو مشتری
اور لینے والے کو بائع کہتے ہیں -
مصدر افتعال - ناقص -
اِشْتَرٰی - یَشْتَرِی مُشْتَرٍ
اِشْتَرِ - لَا تَشْتَرِ
الضَّلٰلَةَ - سیدھی راہ چھوڑ دینا -
گمراہی - و اسباب ہدایت گم کرنا -
مختار طریقۂ دین حقہ سے دور ہو جانا -
(بعوض ہدایت - ہدایت دیکر -
بِ ، بمعنی عوض و بدل -
ھُدٰی ، راہ راست و دین
حق و راہنما - و استقامت بر دین حقہ
(پس سود نکرد - پس نفع نہ لائی
سود نہ کیا)
ف - مظہر ترتب -

مَا ، حرف نفی -
مَا رَبِحَتْ ، معنی ا - غ منفی
الرِّبْحُ ، زیادتی و نفع جو راس المال
اور اصل پونجی پر حاصل ہوتا ہے
مصدر ک - ف - رَبِحَ - ربحًا -
و رَبَحًا - و رَبَاحًا فی تجارتہ
بمعنی کسب یَرْبَحُ - رَابِحٌ -
مَرْبُوحٌ - اِرْبَحْ - لَا تَرْبَحْ -
(تجارت ایشاں - ان کی سوداگری
ان کی تجارت نے)
تجارت نفع حاصل کرنے کے لئے
خرید و فروخت کرنا - و عام کاروبار
سوداگری - بازاری لین دین
مراد تجارات اور یا واحد اس لحاظ
سے کہ گویا وہ تمام ایک ہی تجارت
ضلالہ کے شرکا رکھے -
ھم ، ضمیر جمع راجع بمن الناس
من یقول -
(و نہ شدند راہ یافتگاں -

اور نہ ہوئے راہ پانے والے۔ یا اپنی مراد کو پہونچنے والے)

لے ما کانوا مھتدین بالتجارۃ اذ المقصود منہا حصول الربح مع سلامۃ راس المال وھم ضیعوا راس المال وھی الفطرۃ وما حصلوا الفضل بادراك الحق ونیل الکمال مھتدی

اسم فاعل اھتدی سے ماکانوا مضارع منفی۔ مصدر۔ الکون ف۔ ض۔ کان۔ یکون۔ کائن۔ مکون۔ کن۔ لاتکن۔ مھتدین، جمع مھتدٍ اسم فاعل۔

ترکیب

اُولٰئِكَ ... اسم اشارہ بہ مذکورین بالا، مشار الیہ — مبتدا

الذین اشتروا الخ — خبر

جملہ اسمیہ خبریہ

الَّذِیْنَ ... موصول

اشْتَرَوُا، فعل مع الفاعل

الضَّلٰلَةَ ... مفعول

بِالْهُدٰى، ظرف لغو

جملہ فعلیہ صلہ — موصول صلہ مل کر خبر اولئک کی

ف، ماربحت ... فعل

تجارت، مضاف — هم، ضمیر، مضاف الیہ — فاعل

جملہ فعلیہ معطوف برا شتروا

و، ماکانوا، فعل مع الاسم

مھتدین ... خبر

جملہ فعلیہ معطوف

و یا۔ ماربحت ... فعل

تجارتھم ... ذوالحال فاعل

وماکانوا مھتدین، ... حال

جملہ فعلیہ معطوف

ف۔ اولئك۔ ان آیات میں منافقین کی حالت کو وضاحت سے بیان

فرمایا ہے۔ اور اس کے انجام کو بھی ظاہر فرمایا ہے۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کی فطرتی صالح استعدادیں اور عزیز عمروں کے حاصل نفسانی خواہشوں اور شہوانی لذتوں میں برباد ہو چکے ہیں۔ نور ہدایت کی انمول پونجی کے عوض اب انکے ہاتھوں میں ضلالت گمراہی۔ حسد بغض کینہ و عداوت کے سواے کچھ باقی نہیں اور نہ آیندہ فائدہ کی اُمید ہوسکتی ہے۔ کیونکہ وہ اصلی پونجی اور راس المال ہی کو کھو بیٹھے ہیں۔ اس تجارت میں راس المال عقل سلیم وصلاحیت نفس ہے۔ علامات الٰہیہ میں غور کرنے سے صاحب عقل اپنے اصلی مقصود پر پہونچ سکتا ہے۔ لیکن حسد و بغض کے نکمے مشغلوں نے منافقین کے دلوں اور انکی فکری قوتوں کو اب اس قابل نہیں چھوڑا کہ وہ عقاید حقہ کی طرف مائل ہوسکیں۔

(۱۶) مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا

داستان ایشان مانند داستان کسے است که افروخت آتش را

مثال انکی جیسے مثال اُس شخص کی ہے جو جلاوے آگ

فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ

چوں روشن کرد آتش حوالی اورا دور ساخت خدا

پس جب روشن کیا جو کچھ کہ گرد اسکے تھا لے گیا اللہ

بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ

نور ایں گروہ را وبگذاشت ایشانرا در تاریکیہا ہیچ نہ بینند

روشنی انکی اور چھوڑ دیا انکو بیچ اندھیریوں کے نہیں دیکھتے

(۱۷) صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝

کرانند گنگانند کورانند پس ایشاں باز نمی گردند

بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس وہ نہیں پھر آتے

مَثَلُهُمْ (داستان ایشاں۔ مثال انکی)

مثل لغت میں اس بات کو کہتے ہیں جسکا مورد (اصلی حالت۔ پہلی کیفیت) مضرب (موضع بیان) کو اچھی طرح واضح کردے اور سامع کے دل پر اسکی تصویر کا پورا نقشہ جماوے

اَلْمَثَل بالفتح والمثل بالکسر والمثیل کل واحد بمعنی النظیر والمعنی حالھم العجیبۃ الشان۔

کَمَثَلِ الَّذِیْ (مانند حالت آن کسی است

اسکی مانند ہے جس نے)

ک، بمعنی مثل و مانند۔ مثل کہاوت وحالت وقصہ امثال جمع۔

اَلَّذِیْ، اسم موصول واحد بجائے جمع یا اصل الذین ہے اور نون حذف ہوا ہے یا بمعنی کل واحد آیا ہے

مثل کل واحدٍ منھم مثل قول یخرجکم طفلاً۔

ای یخرج کل واحد منکم۔

اسْتَوْقَدَ (برافروخت آتش۔ آگ سلگائے)

۵۷۔ واحد بجائے جمع یعنی الذی بجائے الذین یا تو اس لحاظ سے ہے کہ الذی اسم جنس ہے اور اس کی طرف لفظ مفرد اور جمع دونوں معنی کے ساتھ ضمیر راجع ہو سکتی ہے۔ اور یا الذی در اصل الذین ہے نون حذف کردیا گیا ہے۔ و یا الذی بمعنی کل واحد ہے وکمثل الذی ای الذین مثل قولہ وخضتم کالذی خاضوا۔ اور واضح ہو کہ الذین جمع الذی نہیں ہے بلکہ وہ بذاتہ مفرد کلمہ ہے زیادتی معنی کے لئے اس میں زیادتی کیگئی ہے۔ ۱۲

لئے قصتہم العجیبۃ کقصۃ
التی استوقد ناراً یعنی استعیر
المثل للقصۃ او الصفت۔
استوقد بمعنی اوقد مثل استجاب
واجاب اور یا استیقاد یعنی
طلب وقود یعنی سطوع النار اس
تقدیر پر کلام میں حذف ہے۔
والمعنی طلبوا ناراً واستدعوھا
فاوقدوھا فلما اضاءت
اسلئے کہ اضاءت طلب پر مترتب
نہیں بلکہ وہ ایقاد پر مترتب ہے۔ اضئ
وقود سے مشتق ہے اور وقود نار
آگ کے روشن ہونے اور اسکی
لپیٹ اُٹھنے کو کہتے ہیں۔
اَلْاِستیقادُ آگ سلگانا۔ آگ کا
سلگنا۔
مصدر۔ استفعال۔ معتل۔
اِسْتَوْقَدَ۔ یَسْتَوْقِدُ۔ مُسْتَوْقِدٌ
اِسْتَوْقِدْ۔ لَا تَسْتَوْقِدْ۔

ناراً۔ نار ایک نہایت لطیف روشن
وگرم جلانے والا عنصر ہے ماخذ اسکا
محاورہ عرب نار ینور ہے لِاَنَّ
فیہا حرکۃ و اضطراب۔ یہ لفظ
مونث ہے اور اصل واو سے ہے
کیونکہ اس کی تصغیر نویرۃ اور جمع
نور۔ انور۔ و نیران بقلب واو یا
ماقبل مکسور آتی ہے۔
فلما اضاءت (پس وقتیکہ روشن کرد۔ پس جب کہ
چمکایا)
اے اضاءت النار۔
ف، تفریعیہ لما۔ لم۔ ما)
حرف شرط۔ یا ظرف بمعنی حین واذ
اضاءت، چمکا چمکایا اضئ
الاضاءۃ چمکنا چمکانا مصدر
افعال مھموز اللام لازم ومتعد
یقال اضاءت النار بنفسہا و
اضاءت لے غیرھا۔ اَضَاءَ
یُضِیْءُ۔ مُضِیْءٌ۔ مُضَاءٌ

أَضِئْ - لَا تُضِئْ -

(۱) اماکن اطراف آس اسکی اطراف کی چیز و مکو) اسے ماحول المستوقد۔

ما، موصولہ۔ یا زاید

حول، گرداگرد و اطراف۔ مراد ملی ہوئی چیزیں۔ اور یہ ظرف مکان لازم الظرفیۃ و اضافۃ ہے۔ و یثنی و یجمع یقال حولیہ واحوالہ و حوال و حوالیہ پس حول اور ایسے ہی حوال بمعنی جوانب ہے۔ اور اصل مین یہ ترکیب موضوع ہے۔ طواف و احاطہ کے لئے ہے اس لئے سال کو حول کہتے ہیں۔ بوجہ دوراس کے از روے فصل و موسم کے اور کہا ہے اصل میں تغیر شئی اور اسکے انفصال کو کہتے ہیں اسی سے ہے استحالہ۔ یقال دار حولہ و حوالیہ۔

(۱) بہ برد خداوند روشنی آتش اینهارا

ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ - یا دور ساخت نور این گروہ را لے گیا اللہ ان کی روشنی) قال اللہ بنورهم ولم یقل بنارهم لان النور هو المقصود۔

ذهب، لے گیا ماضی ع الذهاب والذهوب۔ والمذهب جانا چلنا۔ مصدر ف۔ ذَهَبَ یذهب۔ ذاهب۔ مَذْهُوبٌ اِذْهَب۔ لَا تذهَبْ۔ وذَهب بہ استصحبہ۔ وذَهَبَ معہ

ب، حرف تعدیہ فعل لازم کو متعدی بنانے کے لئے لائی گئی ہے۔ اور یہ حرف جر ہے۔ بواسطۂ ہمزہ بھی متعدی ہوتا ہے۔ یقال ذهب بہ و ذهبہ لیکن اسجگہ بواسطہ با متعدی لانے کی یہ وجہ ہے کہ با ازالہ و الصاق و مصاحبۃ کے معنی دیتا ہی پس ذهب بالشئ سے یہ مراد ہوتی ہے انہ استصحبہ وامسکہ

عن الرجوع الی الحالۃ الاولی
اور اذھب سے یہ معنی مراد نہیں
لے سکتے۔ ابو العباس کہتے ہیں
ان ذھبت بزید مقتضی ہے
ذہاب متکلم مع الزید کو سوائے
اذھبتہ کے پس یہ آیۃ شدت اخذ
پر دلالت کرتی ہے جس سے رجوع
ممکن ہی نہیں۔

نور، (روشنی ضد تاریکی) یہ ایک
کیفیت ہے جس کے ذریعہ سے
آنکھ دیکھنے والی چیزوں کو دیکھتی ہے

ھم، ضمیر جمع راجع بالذی
برعایت معنی موصول۔

ترکھم (و فروگذاشت ایشانرا۔ اور چھوڑ دیا اُن کو) ترک بمعنی طرح شی یقال
ترک العصا من یدہ و بمعنی تخلیہ
شیے محسوس ہو خواہ غیر محسوس اگرچہ
اسکے ہاتھ میں نہ ہو مثل ترک وطنہ
ودینہ اور کہا ہے اصل میں محسوسات
کی مفارقت کے لئے وضع ہے
اور معانی میں بطور استعارہ استعمال
کرتے ہیں۔

ترك، ماضی، امر التَرک چھوڑ دینا
مصدر رف۔ ض۔ تَرَكَ۔ یَترُكُ
تَارِكٌ۔ متروكٌ۔ اُترُكْ۔
لاتَترُكْ

ھم، راجع بالذی یا اصحاب مثل

فی ظلمات (اور تاریکیہا اندھیروں میں)

فی، حرف جار ظرفیہ۔

ظلمات[1]، جمع ظلمۃ اندھیرا و
تاریکی جس میں آنکھ اچھی طرح دوسری
چیزوں کو نہ دیکھ سکے۔ اور کہا ہے یہ

[1] ظلمات جمع ظلمۃ ۔ ھم کا مرجع اگر اصحاب مثل مستوقدین نار ہیں۔ تو ظلمات سے مراد ظلمۃ لیل و ظلمۃ تراکم غمام و ظلمۃ انطفائے نار ہے (جل) اور اگر مرجع ضمیر منافقین ہیں۔ تو ظلمۃ سخۃ و ظلمۃ عقاب یا ظلمۃ کفر و ظلمۃ نفاق مراد ہے (بیضاوی)

اس کیفیت کا نام ہے جو مانع ہوتی ہے ابصار سے اس چیز کے جو اس میں ہے زمراد ظلمۃ لیل - وظلمۃ تراکم غمام - ظلمۃ انطفاسے نار ویا ظلمۃ سخنۃ وظلمۃ عقاب سرمدی یا ظلمۃ کفر وظلمۃ نفاق وظلمۃ یوم القیامۃ اور کہا ہے کہ قرآن میں جہاں کہیں ظلمات کا لفظ واقع ہے بصیغۂ جمع واقع ہے اور نور کا لفظ ہر جگہ بصیغۂ مفرد آیا - اس کا سبب یہ ہے کہ ظلمت قلیل المقدار بھی کثیر ہے اور نور خواہ کتنا ہی کثیر ہے اسے قلیل سمجھنا چاہیئے کہ وہ ضرر نہیں دیتا - اور یا اس لئے کہ ظلمۃ و نور سے اکثر مراد کفر وایمان ہوتا ہے - پس قلیل کفر کثیر الضرر ہے اور کثیر الایمان قلیل ہے جسکی طلب کی کوئی حد نہیں اور اس لئے کہ معدن ظلمت یعنی کفر قلوب کفار ہیں اور وہ بظاہر گو ایک معلوم ہوتے ہیں لیکن در اصل وہ پراگندہ اور متفرق ہوتے ہیں -

قال اللہ تعالیٰ وَتَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتّٰى - اور مشرق نور قلوب مؤمنین ہیں - اور وہ جملہ مثل قلب رجل واحد کے ہیں - اور کہا ہے ظلمت کے معنی اصل میں منع کے ہیں یقال ما ظلمك ان تفعل کذا اے ما منعك اور کہا ہے ظلم بالفتح ہر شے حائل کو کہتے ہیں جو ناظر کی نظر کو روک دیتی ہے اور اسکی لئے سدراہ بنجاتی ہے یقال لقیتہ اول ذی ظلم اے اول شخص یسد بصری وذرتہ واللیل ظلم اے مانع من الزیادت

(ہیچ نہ بینند - نہیں دیکھتے -) لَا يُبْصِرُوْنَ، مضـ ج غ منفی الابصار دیکھنا مصدر افعال - اَبْصَرَ يُبْصِرُ - مُبْصِرٌ - اَبْصِرْ - لَا تُبْصِرْ

(لا یبصرون)

(اگرانند - گنگانند - کورانند - بہرے ہیں - گنگے ہیں - اندھے ہیں)

صُمٌّ، جمع اصم - صمم اس بیماری کو کہتے ہیں جس سے قوت سماعت میں فرق آجاتا ہے - اسکے اصلی معنی صلابت اور ٹھوس پن کے ہیں - جو اجتماع اجزا سے پیدا ہوتے ہیں - شنوائی کے مفقود ہونے کا نام صمم اسلیئے رکھا گیا ہے کہ اس بیماری کا سبب کان کے اندرونی اجزاء کا ٹھوس ہوجانا اور منافذ کا بند ہونا ہے جس سے خارج کی ہوا کان کے اندر نہیں پہونچ سکتی قال واصلہ من الصلابۃ والسدّ ومنہ قولہم قناۃ صماء وصممت القارورۃ -

بکمٌ، جمع ابکم گنگا مع عجز بیان وبلاہت مگر جو بجھے اور بول نہ سکے اسے اخرس کہتے ہیں - بعضوں نے دونوں کو ایک ہی کہا ہے - ماخذ بکم بمعنی گنگا وکرے مادرزاد اور کہا ہے ابکم اس بیوقوف کو کہتے ہیں جو کچھ سمجھ نہیں سکتا اور نہ طریق جواب کو پہچانتا ہے اس تقدیر پر بکم بیماری قلب کا نام ہے -

عمی، جمع اعمی اندھا - اور وہ شخص جسکا خیال اور فکر برابر نہ ہو - اَلعُمیٰ بینائی فکر وخیال میں خلل واقع ہونا -

فھم لا یرجعون (پس ایشاں باز نمی گروند - وہ نہیں پھرینگے)

مثلہم کمثل الذی استوقد نارا لما اضاءت ما حولہ ذھب اللّٰہ بنورھم وترکھم فی ظلمات اَذھشتہم واختلت حواسہم فھم متحیرون فیہ -

ف، حرف عطف فصیحیہ - سببیہ - مظہر ہے کہ اوصاف مذکورہ ہے انکا متصف ہونا سبب ہے، انکے تحیرو اختباس کا -

ھو، (الذی یامن الناس)
جمع برعایت معنی موصول۔
لَا یَرْجِعُوْنَ، مضارع منفی الرجع
والرجوع والمرجع والمرجعۃ و
الرُّجعیٰ والرُّجعانُ۔
بازگردیدن واپس رجوع ہونا مصدر
ک۔ ن رَجَعَ۔ یَرْجِعُ۔ راجِعٌ۔
مرجوعٌ۔ اِرْجِعْ۔ لَا ترجع
مَثَلُھُمْ، مضاف مضاف الیہ مبتدا
کَ، جار۔ مثل مجرور مضاف
الذی .... موصول
اِسْتَوْقَدَ، فعل مع فاعل
نارًا، ... مفعول

لَمَّا، شرطیہ، اَضَاءَتْ، فعل مع ضمیر الفاعل
مَا، موصوفہ یا موصولہ
حَوْلَہٗ، مضاف مضاف الیہ ظرف
متعلق ثابت
ذَھَبَ۔ فعل، اللہ فاعل
اے ذھب اللہ بضوءھم و
ان کان ذھب اللہ غیر داخل
فی التمثیل فالمعنی ذھب اللہ
نور ایسا نھم
نُوْرِھِمْ، بواسطہ حرف با مفعول
ویا اضاءت .... فعل لازم
ضمیر نار یا ضمیر مستتر... فاعل
وتانیث فعل بوجہ تاویل فاعل بامکنہ وجہات

لہ ذھب اللہ۔ الخ جواب لما اور یہ سببیت ادعائی ہے چونکہ ترتب اذھاب
نور اضاءت نار پر بلا مہلت ہوا ہے لہذا اسکو گویا سبب قرار دیا ہے۔ اس لئے
کہ شرط میں مجرد توقف کافی ہوسکتا ہے۔ مثل لو کان لی مال حججت اور
اذھاب متوقف علی الاضاءت ہے۔

ما، موصولہ یا موصوفہ حولہ، ظرف متعلق بثبت صلہ یا صفت	ظرف	جملہ فعلیہ	
ویا۔ ما، زاید۔ حولہ، ظرف متعلق بفعل ویا۔ اضاءت ...... فعل لازم ما حولہ، موصول صلہ یا موصوف صفت فاعل		جملہ فعلیہ	
			ترک ۲، بمعنی صیر، فعل مع الفاعل ھم، مفعول (۱) فی جار ظلمات مجرور مفعول (۲) لا یبصرون، حال ضمیر منصوب مقرر انتفائے نور بالکلیہ جملہ فعلیہ معطوف بر ذھب

۱ ظرف اور تقدیر فی کی کچھ ضرورت نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے کیونکہ ما سے موصولہ یا موصوفہ
جب ظرف ہوتا ہے تو اس سے مراد وہ امکنہ ہو سکتے ہیں جو مستوقد کو محیط ہیں اور وہ جہات
ستہ ہیں اور وہ منصوب بظرفیہ ہیں قیاساً اور یہی حالت ہے اسکی جس کی تعبیر کیگئی
ہے ساتھ اس کے اے فکان اما عبر بہ عنہا۔ لیکن اولی الوجوہ یہ ہے کہ اضاءت
فعل متعدی ہے اور ما موصولہ ہے اور اسکو "زیادہ" کہنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اور اگر فاعل ضمیر
نار ہے اور فعل کو لازم مانا جاوے تو اسناد فعل لازم کی طرف ہوگی کیونکہ مستوقد کے اطراف مین نار
کا پھیلایا جانا ضروری نہیں ہے اور نہ یہ اس سے مراد ہو سکتی ہے بلکہ اس کے اطراف اس کا
ضوء و اشراق کا ہونا مراد ہے جو لازم نار ہے اور ظرف قاصر از متعدی فعل ہے۔

۲ ترک یہاں ترک بمعنی صیر ہے کیونکہ اس سے صرف اہمال ہی منظور نہیں لہذا یہ دونوں مفعولوں
کی طرف متعدی ہوا ہے اور ظلمات سوائے کسی متعلق کے اسکا دوسرا مفعول ہے اور لا یبصرون
ظلمات کی صفت ہے بتقدیر فیھا اور یا حال ہے ضمیر مستتر سے یا ہم سے لیکن یہ جائز نہیں
کہ فی ظلمات حال ہو اور لا یبصرون مفعول ثانی اور اگر متعدی بواحد مانا جاوے بمعنی طرح
وخلّی تو ھم اسکا مفعول ہے اور فی ظلمات اور لا یبصرون دونوں حال ہونگے حالان مترادفان

مفعول سے اور یا متداخلات ہیں اول مفعول سے۔ اور ثانی اس کی ضمیر سے اور یا فی ظلمات بتؤکھم کے ساتھ متعلق ہے اور لا یبصرون حال ہے ۔۱۲

لَا یُبْصِرُوْنَ، فعل مع الفاعل
مَاحَوْلَھُمْ ..... مفعول
لان من کان فی الظلمۃ لا یبصر
ویا۔ لما اضاءت ما حولہ شرط
خمدت نارھم محذوف جزا
و۔ ذَھَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِھِمْ وَتَرَکَھُمْ
ہر دو جملہ مستانفہ وجواب سوال ہے کانہ قیل عما
بالھم شبھت حالھم بذالک
یا ہر دو جملہ بدل جملہ تمثیلیہ علی سبیل البیان
اور ضمیر منافقین کے لئے ہے۔
صُمٌّ، بُکْمٌ، عُمْیٌ ہر سہ خبر بعد خبر
ھم، محذوف ..... مبتدا
یہ جملہ اسمیہ ترکھم کی ضمیر منصوب سے حال ہے
یعنی الذی استوقد نارًا
لما ذھب اللّٰہ بنورھم وترکھم
فی ظلمات ادھشتھم
واختلت حواسھم فالکلام

علی الحقیقۃ
وان کان ضمیر بنورھم راجعًا
الی المنافقین فالمعنی انھم
لما لم یسمعوا الحق وابوا ان
ینطقوا بہ ویتبصروا الاٰیات
ویتفکروا فیھا صاروا کانھم
انتفت مشاعرھم وقواھم

[illegible]

ھُمْ ..... مبتدا
لَا یَرْجِعُوْنَ بمعنی لا یعودون
فعل مع فاعل
الی الھدی، مقدر ..... متعلق
ای لا یعودون الی الھدی الذی ضیعوہ
ویا۔ لَا یَرْجِعُوْنَ، فعل مع الفاعل
عن الضلالۃ مقدر ..... متعلق

وَ اِمَثَلُھُمْ الخ متعدد صفات بیان کرنے کے بعد مزید وضاحت کے لئے
منافقین کی حالت کو مثال دیگر سمجھایا گیا ہے کہ نور ہدایت کے عوض گمراہی اور

کفر کی تاریکی خرید کرنے والوں کی مثال اس بھکے ہوئے شخص کی مانند ہو
جو اندھیری رات میں لق و دق جنگل اور سنسان گھاٹیوں میں بھٹک کر
راستہ ٹٹولنے کے لئے آگ سلگاتا ہے۔ اور اسکی روشنی سے کچھ دور و نزدیک
کی چیزیں دیکھ کر اس خیال سے آگ بجھا دیتا ہے۔ کہ اب آنکھیں کھل گئی
ہیں۔ جنگل کی نشیب و فراز دیکھ لی ہے۔ اب آنکھیں کھل جانے کے بعد
رات کی تاریکی اور جنگل کی بھول بھلیاں مجھے دھوکہ نہیں دے سکتیں۔
لیکن اندھیرا چھا جانے کے بعد ویسے ہی حیران اور متحیر رہجاتا ہے۔ یہی
حالت نا عاقبت اندیش منافقین کی ہے کہ صرف جان و مال کی حفاظت
اور شرکت تقسیم غنائم ہی کو ایمان کی غائت سمجھ کر حمایت اسلام میں داخل
ہو جاتے ہیں۔ اور اہل ایمان سے ظاہری رفاقت۔ معمولی میل جول اور زبانی
اقرار توحید کے سوائے سچی صداقت رسالت اور واقعی تصدیق نبوت و
توحید کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ جس سے آنکھیں بند ہونے کے بعد جب
عذاب کی تیرہ و تاریک اندھیریوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ تو حیران
رہجاتے ہیں۔ اور پچتاتے ہیں۔ مزید براں یہ لوگ ضدی اور ہٹ دھرم
بھی ہیں اپنے مطلب کے سوائے کچھ سنتے نہیں اور اگر
سنتے ہیں تو اسپر عمل نہیں کرتے جیسے کہ بہرے ہیں۔ اور گونگے بھی ہیں
کہ کفر و نفاق کے سوائے کچھ زبان پر نہیں لاتے۔ اظہار حق میں انکی
زبان ہرگز نہیں کھلتی اور اندھے بھی ہیں کہ آبائی رسم و رواج کے بغیر
بھلائی اور بُرائی حسن و قبح اشیا میں تمیز نہیں کر سکتے۔

اس مثال میں دنیاوی قلیل نفع کو نور سے اور آخرت کے ضرر عظیم کو ظلمت اور
تاریکی سے تشبیہ دیگئی ہے وقال المظھری والایۃ مثل ضربہ اللہ
لمن اتاہ ضربًا من الھدی فاضاعہ ولم یتوصلہ بہ الی النعیم
الابد فبقی متحیرا متحسرا او مثل لایمانھم من حیث انہ یعود علیھم
بحقن الدماء والاموال ومشارکۃ المسلمین فی المغانم
ولذھاب اثرہ باھلاکھم فی الاخرۃ او افشاء حالھم فی الدنیا
باطفاء اللہ ایاہ۔

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ
یا داستان ایشاں مانند باران بزرگ است آمدہ از آسمان کہ باشد درو ے تاریکیہا و رعد
یا مانند مینہ کے آسمان سے بیچ اس کے اندھیرے ہیں اور گرج ہے

وَّبَرْقٌ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ
و برق درمے آرند انگشتان خودرا در گوش خود بسبب
اور بجلی کرتے ہیں انگلیاں بیچ کانوں اپنے کے

الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ بِا
آوازہائے پرہول بترس مرگ و خدا احاطہ کنندہ است
کڑک سے ڈر موت کے سے اور اللہ گھیرنے والا ہے

لْكٰفِرِيْنَ ۝١٩ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ
کافراں را نزدیک است کہ برق برباید چشمہائے ایشاں را
کافروں کو نزدیک ہے کہ بجلی اچک لیجاوے آنکھیں اُن کی

كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ

ہرگاہ روشنی دہد　برق　ایشاں را　راہ روند دراں روشنی　وچوں تاریکی دہد

جب روشنی دیتی ہے انکو　چلتے ہیں بیچ اسکے　اور جب اندھیرا کرتی ہے

عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ

بر ایشاں　بایستند　واگر خواستے خدا　ہر آئینہ ببردے　شنوائی ایشاں

اوپر انکے　کھڑے ہو رہتے ہیں　اور اگر چاہے اللہ　لیجاوے　کان　انکے

وَاَبْصَارِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

و دیدہ ہائے ایشاں را　ہر آئینہ　خدا　بر ہمہ چیز　توانا است

اور آنکھیں انکی　تحقیق اللہ　اوپر ہر چیز کے　قادر ہے

۵ (یا داستان ایشاں - یا انکی مثل)

او ۵۱، حرف عطف مظہر تساوی طرفین

۵۲ (مانند باران بزرگ قطرہ آمدہ از آسمان

جیسے کہ مینہ آسمان سے پڑے)

كَ، بمعنی مثل حرف جر۔ اور کہا

ہے کہ زائد ہے بوجہ داخل ہونے

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ

لفظ مثل اوّل کے اسپر حکما۔

صَيِّب، اسم جنس یا صفت بمعنی

نازل اصل۔

(صیوب بروزن فیعل و یا صویب

فعیل ہے باران بزرگ قطرہ اور سخت

بارش فصیغۃ للمبالغۃ اور تنکیر

۵۱ اَوْ کلمہ او کلام خبری میں شک کے معنی دیتا ہے لیکن جبکہ وہ کلام متضمن معنی تخییر و تسویہ ہو تو معنی شک سے مجرد ہو کر تسویہ و تخییر میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے کہ اس جگہ ہر دو تشبیہ کے مساوات کو ظاہر کرتا ہے۔ ۱۲

تفخیم وتنویع کے لئے ہے۔ مصدر صوب بمعنی نزول ووقوع فض اجوف مِنْ، ابتدائیہ یا تبعیضیہ بحذف مضاف لے من امطار السماء

السَّماء (اوپر۔ آسمان۔ افق۔ کنارہ آسمان) اصل سماو۔ واو اس کی ہمزہ سے بدل ہوئی ہے اور یا سمو ہی اور جب اس کے ساتھ تاے تانیث لاتے ہیں اُس وقت واو کا لانا ضروری ہے مثل سماوۃ جمع اسکی سموات و اسمیہ افعلہ و سمائی فعائل آتی ہے اور یہ جموع شاذہ ہیں ال، استغراقی لے محیط لجلہ افاق آسمان اور ہوسکتا ہے کہ سماء سے سحاب مراد ہو اس تقدیر پر الف ولام تعریف ماہیۃ کے لئے ہوگا۔

فیہِ ظلمٰتٌ (کہ باشد دروے تاریکیہا۔ کہ اس میں اندھیرے ہیں)

فی، بمعنی مع یا ملابست۔

ہ، ضمیر راجع بصیب یا سحاب دیا سماء والسماء یذکر و یونث کما فی قولہ تعالی والسَّماءُ منفطر بہ وَاِذَ السَّماءُ انفطرت۔

ظلمات، جمع ظلمۃ صفہ

ورعدٌ وبرقٌ (واواز صعب وبرق۔ اور گرج وبجلی)

رعد، مصدر بمعنی لرزیدن بمعنی رعد وہ سخت آواز جو اجرام سحابی کے اصطکاک یا اجزاے دخانیہ کے خرق

لے۔ رعد وبرق۔ لکھاہے کہ آفتاب کی تیز شعاعیں جب خشک زمین پر پڑتی ہیں تو اس سے اجزاے ناریہ اجزاے ارضیہ کے ساتھ ملے ہوئے اُٹھتے ہیں اس کا نام دخان ہے۔ اور ایسے ہی مرطوب زمین سے بخار اُٹھتا ہے اور یہ دونوں آفتاب کی قوت جاذبہ کے باعث اوپر چڑھتے ہیں اور طبقہ باردہ مین پہونچکر بخار منجمد ہو جاتا ہے اور اجزاے ارضیہ کے ساتھ ملکر سحاب کی صورت اختیار کرلیتا ہے اور دخان اسکے دل کے اندر محقق اور محبوس رہجاتا ہے

سے پیدا ہوتی ہے۔

برق، مصدر بمعنی بارق وہ چمکاہٹ جو ابر سے ظاہر ہوتی ہے۔ یقال برق الشی بریقا اذا لمع

(درمی آرند - ڈالتے ہیں۔)

یجعلون، جمع مضارع الجعل بنون وکردن - مصدر ف جَعَلَ یَجْعَلُ

جَاعِلٌ - مَجْعُول - اِجْعَلْ - لَا تَجْعَلْ

(انگشتان خودرا در گوشہاے خود - انگلیاں اپنے کانوں میں)

اصابع، جمع اصبعہ (انگلیاں)

ھم، (اصحاب صیب)

اذان، جمع اُذن (گوشہا - کان)

نوٹ صفحہ ۱۴۱ - پس اگر اسپر برودت غالب نہیں آتی اور وہ اپنی طبیعت پر قائم رہتا ہے تو مقتضی صعود رہتا ہے اور اگر ثقیل و بارد بنجاے تو نزول کا مقتضی ہوتا ہے - اور دونوں صورتوں میں وہ زور سے جوش مارتا ہے اور بادل کو پھاڑ دیتا ہے اس سے آواز پیدا ہوتی ہے اور کبھی حرکت کی تیزی سے اس میں روشنی پیدا ہو جاتی ہے - پس یہ آگ یا روشنی اگر لطیف ہے تو اسے برق کہتے ہیں اور اگر غلیظ ہے تو صاعقہ اور بسا اوقات برق رعد کا باعث ہوتی ہے کیونکہ دخان مشتعل کبھی وہیں سحاب میں منطفی ہو جاتا ہے اور اسکی حرارت و تیزی بادل کی برودت و مائیت سے سرد ہو جاتی ہے اس وقت اس سے آواز پیدا ہوتی ہے جسطرح کہ جلتے کوئلہ کو جب پانی میں بجھاتے ہیں تو اس سے ایک قسم کی آواز نکلتی ہے اور رعد و برق دونوں کا ظہور ایک ہی وقت ہوتا ہے مگر برق فوراً دکھائی دیتی ہے کیونکہ ابصار صرف محاذات کی محتاج ہے رفع حجاب کے بعد اسکے لئے کوئی مانع نہیں رہتا اور رعد کی آواز اس لئے بعد میں سنائی دیتی ہے کہ وہ بواسطہ تموج ہوا قوۃ سامعہ تک پہونچتی ہے - اس لئے اسکے پہونچنے میں دیر ہوتی ہے -

(آواز ہولناک۔ کڑک کے ڈر سے)

(۱) مِنْ، بمعنی اجل مثل لام جو سبب پر داخل ہوتا ہی

الصواعق۔ ال، عہد ذکری جو پہلے بعنوان رعد بذریعہ تنوین ذکر ہوچکا ہے

صواعقؔ جمع صاعقۃ اصل میں صفت ہے صعق بمعنی صراخ سے اور تا اسکی تانیث کے لئے ہے اگر یہ مونث کی صفت ہے اور اگر نہیں تو مبالغہ کے لئے ہے اور یا علامت نقل ہے

وصفیت سے طرف اسمیت کے اور کہا ہے اصل میں یہ مصدر ہے مثل عافیۃ وعاقبۃ اور اطلاق اسکا ہر ایک پر ہول مسموع ومشاہد پر ہوتا ہے اور مشہور یہ ہے کہ وہ رعد شدید ہے معہ قطعہ نار کے جسپر گزرتی ہے اُسے جلا دیتی ہے اور اس کے اجرام حجری وحدیدی بھی ہوتے ہیں۔

والتاء للمبالغۃ۔ صعق اس مہیب

لہ صواعقؔ جمع صاعقۃ بادل کی پرہول آواز اور وہ لطیف آگ جو ابر سے نیچے گرتی ہے۔ لکھا ہے کہ دہواں اور بخار جب باہم مخلوط ہوکر اوپر کی جانب اُٹھتے ہیں اور سردی کی حد تک پہونچتے ہیں وہاں بخار تو سرد ہوکر رہجاتا ہے اور دہواں زور سے اوپر کیطرف نفوذ کرتا ہے اس شدت حرکت سے ایک سخت آواز پیدا ہوتی ہے اسے رعد اور کڑک کہتے ہیں۔ کبھی سخت حرکت اور شدت نفوذ سے وہ دہوان روشن ہوجاتا ہے اسے برق اور بجلی کہتے ہیں کبھی بیحد سردی کی وجہ سے دہوان جم جاتا ہے اور زمین پر گرتا ہے اسے صاعقہ کہتے ہیں۔ وقال المظھری والصعق شدۃ الصوت بحیث یموت من یسمعھا او یغشی علیہ ویطلق علی الموت والغشی الحاصل بھا کما فی قولہ تعالیٰ فصعق من السموات والصواعق جمع صاعقہ والتاء للمبالغۃ او للمصدریہ ویقال لکل عذاب مھلک صاعقۃ والمراد بہ ھٰھنا قصیفۃ رعد ھائل مع نار لا تمر بشیٔ الا اھلکتہ - ۱۲

اور سخت آواز کو کہتے ہیں جس کی شدت وہشت سے سننے والا بیہوش ہوجاے یا مرجاے اور کبھی اس کا اطلاق موت اور غشی پر بھی ہوتا ہے کما فی قولہ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ اور عذاب مہلک کو بھی صاعقہ کہتے ہیں یہاں پر مراد اس سے سخت بجلی ہے کہ جہاں گرتی ہے اسے فنا کر دیتی ہے۔

حَذَرَ الْمَوْتِ

(ابتر س موت - موت کے ڈر سے)

حذر، وہشت وبمعنی ترسیدن۔

الموت، زوال حیات انقطاع تعلق روح بدن سے۔

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ

(وخدا درگیرندہ است کافراں را۔ اور اللہ گھیر رہا ہے منکروں کو)

محیط، احاطہ کنندہ - وہ شے جو دوسری شے کو اپنے اندر لے لے۔ اصل محوط

ب، حرف جر بمعنی الصاق۔

ال، جنسی یا استغراقی۔ کافرین مظہر بمقام مضمر گویا ذوی العیب اپنے کفر کے باعث اس عذاب کے مستحق سمجھے گئے ہیں

يَكَادُ الْبَرْقُ

(نزدیک است کہ روشنی برق - قریب ہے بجلی کہ)

یکاد (یکود) مضارع الکود - وَالْكَادُ - وَالْمَكَادَةُ - نزدیک ہونا فعل کے اور نہ کرنا اس کو۔

مصدر ك - ف اجوف واوی كَادَ يَكَادُ - كَائِدٌ - مَكُوْدٌ - كُدْ - لَاتَكُدْ

البرق، ال، عہدی و مراد برق مذکور جو اولاً بطور نکرہ مذکور ہے۔

يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ

(بربایدچشمہا یابینائیہاے ایشانرا اچک لیجاوے آنکھیں اُن کی)

یخطف، مضارع الخطف بسرعت در ربودن۔ اچک لینا مصدر

ف یکاد، مضارع افعال مقاربہ سے ہے جو اپنے مابعد کے فعل کی قربت وقوع پر دلالت کرتے ہیں لیکن لائے نفی کے داخل ہونے کے بعد محض وقوع فعل مابعد کو ظاہر کرتے ہیں اسکا خبر محض ہے ۱۲

ک۔ ف۔ خَطِفَ۔ یَخْطَفُ۔ خَاطِفٌ۔ مَخْطُوفٌ۔ اِخْطَفْ۔ لَا تَخْطَفْ

ابصار، جمع بصر (آنکھیں و بینائی)

ھم، (اصحاب صیب)

(ہرگاہ۔ جب)

کُلَّمَا[۵]، اسم ظرف زماں متضمن معنی شرط اے کل زمان اضاءۃ و یا کل وقت اضاء لھم فیہ۔

(روشنی دہد برق ایشانرا۔ جب بجلی روشنی دیتی ہے انکو یا جس بار بجلی چمکتی ہے)

اضاء، ماضی بمعنی مضارع بوجہ کلما الاضاءۃ روشن ہونا اور روشن کرنا۔ مصدر افعال اجوف مہموز اللام۔ اَضَاءَ۔ یُضِیْءُ۔ مُضِیْءٌ۔ مُضَاءٌ۔ اَضِئْ۔ لَا تُضِئْ۔

لَھُمْ، ل، بمعنی علی۔ ھم (اصحاب صیب)

(روان میشوند۔ دران یا روند دران۔ چلتے ہیں اس روشنی میں)

مشوا، ماضی ج۔ غ بمعنی مضارع بوجہ جواب شرط۔ المشیء و التمشاء راستہ چلنا۔ مصدر۔ ف۔ ک ناقص۔ مَشٰی۔ یَمْشِیْ۔ مَاشٍ ممشی۔ اِمْشِ۔ لَا تَمْشِ۔

فِیْهِ، فی ظرفیہ۔ ہ ضمیر راجع بضوء اے مشوا فیہ لحرصہم علی المشی دون الوقوف ولذلک ذکر کلما مع الاضاءۃ دون الاظلام

(وہرگاہ تاریکی دہد بر ایشاں۔ اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے۔ یا جب اندھیرا)

اذا، اسم ظرف زمان متضمن بمعنی شرط۔

اظلم، ماضی ا۔ غ بمعنی مضارع اے اختفی عنھم۔

۵[۱] کلما، اسم ظرف زماں یہ مرکب ہے کل اسم ظرف اور ما ہے مصدریہ ہے یا ما ہے نکرہ موصوفہ ہے جسکے معنی وقت کے ہیں۔ بتقدیر اول لفظ زماں محذوف ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے (کل زمان اضاءۃ) اور بتقدیر ثانی عاید محذوف ہے (اے کل وقت اضاء لھم فیہ)

تاریک شدن و ورتاریکی شدن مصدر لازم ومتعد مصدر افعال۔ اَظْلَمَ یُظْلِمُ۔ مُظْلِمٌ اَظْلِمْ۔ لَاتُظْلِمْ عَلَیْهِمْ اے علی اصحاب الصیب والمعنی اختفی عنهم اور یا متعدی ہے اور مفعول اس کا محذوف ہے والتقدیر اذا اظلم البرق لسبب خفائه معاینة الطریق قالوا اسے وقفوا عن المشی مجازًا اس سے کساد شو مراد ہوتی ہے اسی سے ہے قامت السوق جسکو ہندی میں کہتے ہیں بازار ٹھنڈا ہے اور اسکے مقابلہ میں ہے۔ مشت المال جسکو ہندی میں کہتے ہیں بازار تیز ہے۔ یا بھاؤ تیزی پر ہے۔

(ترجمہ: استند کھڑے ہو جاتے ہیں)

قَامُوا، اضِ ج ع بمعنی مضارع بوجہ جواب شرط القیام، کھڑا ہونا اُٹھنا ٹھہر جانا۔ مصدر ن۔ ض اجوف قَامَ۔ یَقُوْمُ۔ قَائِمٌ۔ مَقَامٌ قُمْ۔ لَاتَقُمْ۔

یقال قَامَ قَوْمًا وقَوْمَةً۔ وَقِیَامًا وقامةً بمعنی انتصب۔

(ترجمہ: وَلَوْ) واگر خواستے خداوند۔ اور اگر چاہے یا چاہتا خداوند۔)

لَوْ، کلمہ شرط مظہر تعلیق مشروط بحصول

لہ لو۔ یہ لفظ زمانہ ماضی میں امر مفروض کے حصول پر مشروط کے معلق ہونے کی خبر دیتا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہاں پر کلمہ لو اپنے معنوں سے مجرد ہو کر صرف شرط اور جزاء کے ربط کے لئے واقع ہوا ہے مثل ان لے لو یشاء اللہ ان یذہب بسمعهم الخ یضل ولکن لم یشاء۔ جاننا چاہیئے کہ لَو۔ گزشتہ زمانہ میں حرف شرط ہے اور یہ مضارع کو ماضی کے معنی میں بدل دیتا ہے اور اِنْ شرطیہ کے برعکس ہے اس کے امتناع کا فائدہ دینے کی کیفیت میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ کسی وجہ سے بھی

امر مفروض اور کہا ہے مظہر امتناع ثانی بوجہ امتناع اوّل مثل لو کان فیہما اٰلِھَةٌ اِلَّا اللّٰہ لفسدتا۔	شَاءَ، ماضی۔ اَلْمَشِیْئَةُ وَالْمَشَاءَةُ وَالْمَشِیْئَةُ خواستن چاہنا۔ مصدر ف و ناقص۔ شَاءَ۔ یَشَاءُ

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۴۵ ۔ امتناع کا فائدہ نہیں دیتا۔ نہ شرط کے امتناع پر اور نہ جواب کے امتناع پر دونوں ہی کسی ایک پر بھی دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ محض اسواسطے آتا ہے کہ جواب کو اس شرط سے ربط دیدے جو کہ زمانہ ماضی سے متعلق ہونے پر اسی طرح دلالت کیا کرتی ہے جسطرح کہ "اِنْ" زمانہ مستقبل کے ساتھ شرط کا تعلق ہونے پر دال ہوتا ہے اور لو بالاجماع کسی امتناع یا ثبوت پر دلالت نہیں کرتا۔ ابن ہشام کہتا ہے یہ قول ایسا ہے جیسا کہ بدیہی باتوں سے انکار ہوا کرتا ہے کیونکہ جو شخص "لو فعل" کو سنیگا وہ اس سے بلا کسی تردد کے فعل کے واقع نہ ہونے کو سمجھ لیگا اور یہی باعث ہے کہ "لو" کا استدراک جائز ہے چنانچہ تم کہہ سکتے ہو "لو جاء زیدٌ" اکرمتہ لکنہ لم یجیٔ دوسرا قول سیبویہ کہتا ہے کہ "لو" اس شرط کو ظاہر کرنے والا حرف ہے جو کہ عنقریب اپنے غیر کے وقوع کے باعث واقع ہوگی یعنی یہ وہ ایک ایسے فعل ماضی کا مقتضی ہوتا ہے جسکے ثبوت کی توقع اسکی غیر کے ثبوت کی وجہ سے کیجاتی ہے اور متوقع غیر واقع ہے یعنی جسکی توقع کیجاتی تھی وہ واقع نہیں ہوا۔) پس اسکے یہ معنی ہوئے کہ "لو" ایسا حرف ہے جو اس طرح کے فعل کو چاہتا ہے کہ وہ بوجہ امتناع اس شے کے جس کے ثبوت کی وجہ سے یہ بھی ثابت ہونا ممتنع ہوگیا ہے ۔ قول سوم عام نحوی کہتے ہیں کہ "لو" بوجہ کسی امتناع کے حرف امتناع ہے یعنی وہ شرط کے ممتنع ہونے کے باعث جواب کے امتناع پر دلالت کرتا ہے۔ پس تمہارا قول "لو جئت لاکرمتہ" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنیکا

شَآءَ ۔ مَشِیْءٌ ۔ شِیْئٌ ۔ لَا تَشَیءُ یُقَالُ ۔ شَاءَہٗ ۔ شَیْاءً ۔ وَ مَشِیْئَۃً ۔ وَمَشَاءَۃً ۔ وَمَشَائِیَۃً

بمعنی اراد فھو شاءٍ ۔ والمراد مُشِیءٌ ہر آئنہ بیبرد شنوائی ایشاں را ۔ البتہ لیجائے ۔ کان اِن کے یا سماعت

نوٹ ۔ صفحہ ۱۴۶ ۔ امتناع ہونے کے سبب سے اکرام کا بھی امتناع ہوگیا اور بہت سی جگہوں پر جواب کا امتناع نہونے کی وجہ سے اس قول پر اعتراض کیا گیا مثلاً قولہ تعالےٰ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ کَلِمَاتُ اللّٰہِ ۔" اور وَلَوْ اَسْمَعَہُمْ لَتَوَلَّوْ کہ ان میں سے پہلی آیت میں عدم نفاد (نہ چکنا نہ کمنا) اسوقت ہوتا جبکہ ذکر کی ہوئی شے بالکل جاتی رہے ۔ اور پشت پھیرنا عدم اسماع (نہ سنانے) کے وقت زیادہ اچھا ہے ۔ قول چہارم ۔ ابن مالک کہتا ہے "لو" ایسا حرف ہے جوکہ اپنے مابعد یعنی متصل چیز کا امتناع چاہتا ہے اور اس بات کا مقتضی ہے کہ اس کا متصل امر کسی کید کو لازم کرلیتا ہو مگر اس طرح کہ یہ امتناع اور استلزام تالی کی نفی سے کوئی تعرض نہ کرے مثلاً "لو قام زیدٌ قام عمرو" کی مثال میں زید کے قیام پر منتفی ہونے کا حکم لگایا گیا ہے اور اسپر یہ بھی حکم لگایا گیا ہے کہ وہ اپنے ثبوت کے لئے عمرو کے کسی قیام کے ثابت ہونے کو لازم نے مگر وہ بات یعنی زید کا قیام نہیں کرنا کہ آیا عمرو سے کوئی ایسا قیام بھی واقع ہوا ہے جسکو زید کے قیام سے لزوم ہے یا نہیں ۔ یعنی اس نے کوئی ایسا قیام نہیں کیا ابن ہشام نے اس توجیہ کو ترجیح دی ہے ۔

(خلاصۂ اتقان)

اِن کی۔

ل، البتہ۔ ضرور۔ تاکید جواب لو۔

ذھب، ماضی ا ۔ع ۔ب۔ حرف تعدیہ

سَمْعِھِمْ، سمع واحد بمعنی جمع بقرینہ

ابصار (جمل)

وَاَبْصَارِھِمْ (دیدہائے ایشاں یا بینائے ایشاں) انکی آنکھیں یا بینائی انکی۔

و، حرف عطف۔ یا بمعنی معہ لے

مع ابصارہم۔

ابصار، جمع بصر، ھُمْ راجع باصحاب

صیب۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (تحقیق خداوند۔ بر ہمہ چیز توانا است) البتہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اِنْ، حرف مشبہ بفعل موکد مضمون جملہ

علی۔ حرف جر۔ کل، واحد بمعنی

جمع اس میں مذکر و مونث یکساں ہے

شئ، مترادف موجود۔ اصل میں

مصدر ہے۔ کبھی اسم فاعل (شائی)

بمعنی مرید اور کبھی اسم مفعول مشئی

بمعنی مراد میں مستعمل ہوتا ہے یہاں پر

ثانی معنی مراد ہیں یعنی موجود یا ممکن مرجح الوجود

معدوم معلق الوجود جو فی الجملہ موجود ہے

الشی خواستن۔ ارادہ کرنا مصدر۔

والشیٔ تناول الباری تعالٰے

قال اللّٰہ تعالیٰ قل ای شیٔ اکبر

شھادۃ قل اللّٰہ۔

قدیر، زبردست اندازہ کنندہ صفت

مشبہ القدرۃ التمکن من ایجاد

الشی والقادر ھو الذی ان

شاء فعل وان شاء لم یفعل

وفی القدیر مبالغۃ۔

اَوْ کَصَیِّبٍ

اوک۔ ...... حرف جار

صیب، .... مجرور موصوف

من السماء، جار مجرور متعلق

کائن وصفت (۱)

فیہ، جار مجرور متعلق کائنۃ

خبر مقدم

ظلمات، ورعد وبرق

بواسطہ عطف۔ مبتدا

صفت (۲)

جملہ اسمیہ صفت ثانی صیب ، جار مجرور

اسے مثلہم کمثل اصحاب الصیب

اوریا اس کا عطف الذی استوقد

ہے بحذف مضاف اسے مثلہم کمثل

ذوی صیب۔ اور حرف ک،

زائد ہے۔

یجعلون، ... فعل مع الفاعل

اصابعہم، مضاف مضاف الیہ مفعول[1]

فی اذانہم، ... مفعول دوم

من، صوت محذوف

مجرور مضاف

الصواعق، مضاف الیہ

حذر الموت ... مفعول لہ

ویا صفت اصحاب صیب اور ہو سکتا

ہے کہ حذر الموت مفعول مطلق محذوف

کی صفت ہو تقدیر عبارت (یحذرون

حذرا مثل حذر الموت)

واللہ، مبتدا

محیط اسم فاعل

بالکافرین، جار مجرور متعلق ـ خبر

گویا جملہ یجعلون الخ اور یکاد البرق

ایک ہی قصہ ہے اور جملہ واللہ محیط

بالکافرین تنبیہ کے لئے لایا گیا

ہے اور یا یہ جملہ مستانفہ اس امر کا اظہار

کرتا ہے کہ انکا مکر و حیلہ محض بے سود

اور لاحاصل ہے۔

یکاد، فعل ـ البرق، اسم

یخطف، فعل مع الفاعل

ابصارہم، ... مفعول

کانہ قیل ما حالہم مع تلک الصواعق

فقیل یکاد الخ

کلما، اسم ظرف زمان متضمن معنی شرط

اضاء، فعل مع الفاعل الخ[1]

---

[1] ۔ اَضَاءَ یہ متعدی ہے اور مفعول محذوف ہے اے کلما اضاء لھم ممشی۔ مشوا فیہ وسلکوہ

اور یا لازم ہے اس تقدیر پر دو مضاف مقدر ہونگے اے کلما مع لھم مشوا فی مطرح ضوئہ ایمن

بھی حذف ہے اور تقدیر کی ضرورت ہے۔ کیونکہ برق میں مشی نہیں ہو سکتی بلکہ موضع برق اور موضع اشراق سے برق مراد ہو اور دوسری صورت میں ... ہے اور معنی یہ ہے: مشوا لاجل الاضاءۃ فیہ۔

اضاء، ... فعل مع الفاعل
لھم، جار مجرور ظرف لغو
مشوا، فعل بافاعل
فیہ، جار مجرور ظرف لغو
اے لاجل الاضاءۃ فیہ۔

و- اذا، ظرف زمان-
اظلم، فعل مع الفاعل
علیہم، جار مجرور... ظرف لغو
قاموا، } جملہ فعلیہ
و- لو- شاء... فعل
اللہ ------ فاعل
اذھاب سمعھم محذوف مفعول
ل، ذھب، فعل مع الفاعل
ب، سمعھم
معطوف علیہ
وابصارھم
معطوف

جواب کے ساتھ اس کے مناسب
الفاظ کو بڑھا سکتے ہیں۔ گو اسکو جواب
میں دخل نہ ہو مگر مقام اس کا مقتضی ہے
جیسے کہ ماتلک بیمینک یا
موسیٰ الخ میں ہے اور یہ کہنا کہ وہ
جملہ معترضہ ہے یا حال ہے ضمیر قاموا
سے بتقدیر مبتدا یا معطوف ہے جملہ
اول پر مناسب مقام نہیں۔
ویا کلمہ لَو اپنے معنی سے مجرد ہو کر صرف
شرط اور جزا کے ربط کے لئے واقع
ہوا ہے کلمۂ اِن کی طرح اور شاء
کا مفعول محذوف ہے۔
اے لوشاء اللہ اذھاب سمعھم
بقصیف الرعد وابصارھم
بومیض البرق لذھب اولوشاء
اللہ اذھاب ھاتیک القویٰ اذھبھا

۲ کیونکہ اس میں جواب کی صلاحیت نہیں
لیکن بعض نے اسکو جائز رکھا ہے کہ

۵ جملہ کلما اضاء لھم اور اذا اظلم ہر دو استینافیہ
جواب سوال مقدر ہیں۔ سوال یہ ہو کہ جس طرح
اصحاب صیب کڑک کی آواز سنکر اپنے کانوں میں انگلیاں

من غیر سبب فلا یغنیھم ما صنعوہ لو شاء اللہ ان یذھب بسمعھم یفعل ذلک ولکن لم یشاء۔	ان، حرف مشبہ بفعل۔ اللہ، اسم علی کل شیٔ، جار مجرور ظرف قدیر، .... خبر

ف اَوۡ کَصَیِّبٍ الخ۔ یہ انہیں منافقین کی دوسری مثال ہے یا دوسرے قسم کے منافقین کی حالت کا اظہار ہے جو کفر و ایمان میں متردد ہیں کبھی ایمان ظاہر کرتے ہیں اور کبھی چھپاتے ہیں۔ ان منافقین کی مثال اس شخص جیسی ہے جو سرسبز اور شاداب ملک کی رہایش پر قحط زدہ ریگستان کو اس خیال پر پسند کرتا ہے۔ کہ اس ملک میں کثرت سے پانی برستا ہے۔ سیاہ تار گھٹائیں محیط عالم رہتی ہیں۔ سخت بجلی آنکھوں میں خیرگی اور چکا چوندی پیدا کر دیتی ہے کڑک کی آواز سے دل تھراتا ہے کان بہرے ہوتے ہیں اسی طرح منافقین اسلام سے بھاگ کر کفر اور دہریت کو اس غرض سے اپنا مسکن بناتے ہیں کہ شرعی احکام کی تنزیل نافع علوم کی بارش آزادگی اور شہوت رانی کے اصول کو مٹائے دیتی ہے۔ وطن مالوف اور اقارب و احباب سے ہجرت کرنا۔ عزیز جان دینے کے لئے جہاد میں شریک ہونا اور اقسام کے تہدیدی مواعید کا پابند ہونا عیش و عشرت کو گویا اپنے ہاتھوں سے آپ دے ڈالنا ہے اور جس طرح بارش سے بھاگنے والے بجلی کے گرنے اور کڑک کی سخت آواز کو موت کا باعث سمجھ کر محفوظ رہنے کے خیال سے کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں مینہ کی سیاہ تار گھٹاؤں میں حیران و متردد رہ جاتے ہیں کہ جب بجلی چمکی کچھ چل نکلے اور جہاں عالم

تاریک ہوا ٹھہر گئے۔ اسیطرح منافقین شرعی دلائل اور مواعید کی سماعت کو موت کا باعث سمجھ کر کانوں میں انگلیاں ٹھوس لیتے ہیں اور اسطرف متوجہ نہیں ہوتے کہ شائد اُن کی سماعت دل پر اثر کرلے اور ہم مرجائیں۔ یعنی آزادی اور دھریت کو چھوڑدیں کیونکہ اُن کے خیال میں سرکشی اور کفر ہی زندگی ہے۔ اسی طرح جب اسلامی صداقت کی گھٹائیں اور واضح براہین کی سخت چمکاہٹ انہیں بے بس اور متحیر کردیتی ہے تو ساکت رہجاتے ہیں۔ اور پھر موقع پاکر چل نکلتے ہیں یعنی اسلام کا غلبہ دیکھ کر تھوڑی دیر کے لئے اسپر قایم ہوجاتے ہیں اور پھر موقع پاکر کفار سے ملجاتے ہیں۔ یا یہ کہ کفر و ایمان میں متردد رہتے ہیں جب کوئی اسلامی حکم ان کی مرضی کے موافق ہو یا کہیں سے مسلمانوں کو کچھ دنیوی فائدہ کے پہونچنے کی امید ہوئی تو اتنا کہہ کر مسلماں ہو جاتے ہیں۔ اور کچھ دیر کے لئے اسلامی خوبیاں ان کے دلوں میں گھر کرلیتی ہیں اور جب کوئی حکم ان کے خلاف مرضی نازل ہوتا یا مسلمانوں کو کچھ تکلیف پہونچتی یا منافقین کے اموال ونفوس میں کچھ نقصاں واقع ہوتا تو جھٹ کہہ اُٹھتے ہذا من اجل دین محمد اور مرتد ہوکر کفار سے جا ملتے ہیں۔ قال المظہری المراد بالصیب الدین القویم والقران العظیم ومن ظلمات المحن والمکارہ من العبادات والجہاد وترک الشہوات ومن الرعد آیات مخوفۃ من عذاب اللہ ومن البرق نوح ومغانم یکاد البرق اسے الفتوح والمغانم وشوکت الاسلام لاجل حرصہم علی الدنیاء یخطف

ابصارھم اذا لحج الواضحۃ یخطف ابصارھم المؤ فتہ واذا انھم لزایعۃ التی بھا یبصرون الباطل حقا والحق باطلاً۔ ابن ابی حاتم نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ مثال خدائے تعالیٰ نے ان منافق لوگوں کے واسطے بیان فرمائی ہے جو کہ قبول اسلام سے بظاہر عزت حاصل کیا کرتے تھے اور مسلمان ان سے شادی بیاہ کرتے اور ان کو میراث میں حصہ دیتے اور مال غنیمت اور مال فئ کی تقسیم میں انکو شریک بنایا کرتے تھے۔ پھر جبکہ وہ لوگ مر گئے تو اللہ پاک نے اس اعزاز کو ان سے اس طرح سلب کر لیا جسطرح کہ آگ روشن رکھنے والے شخص سے اسکی روشنی سلب کر لی اور ان کو اندھیرے میں (عذاب میں) چھوڑ دیا یا مثل صیب کے جو کہ بارش ہے اور اسکی مثال قرآن مجید میں دیگئی ہے۔ کہ اس میں اندھیرا ہے (یعنی ابتلا ہے) اور رعد (گرج) اور برق (چمک) یعنی تخویف ہے۔ قریب ہوتی بجلی کہ انکی نگاہوں کو اچک لیجائے یعنی قریب ہوتا ہے کہ قرآن کا محکم حصہ منافقین کی پوشیدہ باتوں پر دلالت کرے گا۔ جبکہ ان کے لئے روشنی ہوتی ہے وہ اس میں چلتے ہیں۔ (اللہ پاک فرماتا ہے کہ جو قت منافق لوگوں نے اسلام میں کچھ عزت پائی تو وہ اسکی طرف مطمئن ہو رہے) مگر جبکہ اسلام کو کچھ صدمہ پہونچا تو وہ کھڑے ہو رہے یعنی انہوں نے انکار کر دیا تا کہ کفر کی طرف واپس جائیں۔ (اتقان)

ف ۲۔ لَذَھَبَ بِسَمْعِهِمْ الخ ان آیات میں تسکین و تسلی خاطر اہل اسلام کا

اظہار کیا گیا ہے کہ اے مومنین اگر ہم چاہیں تو منافقین کی بصارت اور سماعت کی دونو قوتیں سلب کر لیں اور انہیں بالکل تباہ و برباد کر دیں۔ مگر یہ مصلحت ہے کہ اگرچہ وہ پورے مسلمان نہیں تاہم مسلمانوں کے برخلاف کافروں کی حمایت میں کھلم کھلا میدان جنگ میں نہیں آسکتے۔ پس ان کی منافقت سے اسلام کو کچھ نقصان نہیں پہونچ سکتا۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ

اے مردمان بپرستید پروردگار خویش را آنکہ آفرید شمارا

اے لوگو عبادت کرو پروردگار اپنے کی جسنے پیدا کیا تمکو

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِىْ

و کسانے را کہ پیش از شما بودہ اند تا در پناہ شوید آنکہ ساخت

اور انکو جو پہلے تم سے تھے تو کہ تم بچو جسنے کیا

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً

براے شما زمین را بساطے و آسمان را سقفے

واسطے تمہارے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ

و فرود آورد از آسمان آبے پس بیرون آورد بسبب وے از انواع میوہا

اور اتارا آسمان سے پانی پس نکالا ساتھ اسکے پھلوں سے

رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ

روزی برائے شما پس مقرر مکنید ہمتایان برائے خدا و شما

رزق واسطے تمہارے پس مت مقرر کرو واسطے اللہ کے شریک اور تم

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾

می دانید

جانتے ہو

(اے مرداں۔ اے لوگو۔) یا، حرف ندا بمقام ادعوا مراد تنبیہ ایھا۔ ای اسم منادی۔ ہا کلمہ تنبیہ یہ کلمہ فصل ہے ندا اور منادی معرف باللام کے درمیان لایا جاتا ہے۔ اَلنَّاسُ، ال، عہدی و مراد مشرکان مکہ یا استغراقی ناس، اسم جمع صفت۔ بپرستید پروردگار خودرا۔ اپنے

مالک کی عبادت یا پرستش کرو) اعبدوا صیغہ امر العبادۃ تصحیح نسبت عبودیت و اظہار عجز نمودن۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں جہاں لفظ عبادت واقع ہوا ہے اسکے معنی تصدیق کی ہیں لہذا کفار اسکے حاصل کرنے اور مسلمان اسپر قائم رہنے کی مامور ہیں

۱ یا حرف ندا کلام عرب میں اس کلمہ ندا سے مخاطب کو اپنی طرف توجہ دلائی جاتی ہے مخاطب دور یا نزدیک ہو اور یہ خاصۂ اسم ہے اور کلمۂ ایھا عربی کلام میں ندا اور معرف باللام منادی کے درمیان فصل کے لئے لایا جاتا ہے اور جب حرف ندا غیر معرف باللام پر داخل ہوتا ہے تو کلمۂ فاصل نہیں لایا جاتا جیسے یا آدم یا نار یا ذکریا ۱۲

الَّذِیْ خَلَقَکُمْ

رَبَّکُمْ، مرجع ضمیر (الناس)،
(آنکہ بیافرید شمارا - جسنے پیدا کیا تمکو)

اَلَّذِیْ، اسم موصول عہدی

خلق، ماضی۔ الخلق التقدیر

وایجاد الشئی علی غیر مثال سبق

نو پیدا کرنا - ہر مادے کو اس کے

قابلیت کے موافق صورت و شکل

دینا مصدر ف - ض - خَلَقَ -

یَخْلُقُ - خَالِقٌ - مَخْلُوقٌ - اُخْلُقْ

لَا تَخْلُقْ -

وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ

(و آنانکہ پیش از شما بودہ اند - اور وہ

جو تم سے پہلے تھے -)

مِنْ، حرف جار مظہر فصل یا ابتدائیہ

و مظہر غایت زمان -

قبل، ظرف زمان بکثرۃ و ظرف مکان

بقلۃ و بمعنی تقدم بالشرف و رتبۃ مجازاً

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

اے والذین خلقہم من قبل خلقکم -

تاکہ شما بپرہیزید - یا در پناہ شوید - تاکہ تم

بچو - یا عذاب سے نجات پاؤ -)

لعل (شاید مقرر تاکہ) بمعنی لام کے -

۵ لعل کلمۂ ترجی - اس کے اصل معنی کسی ایسے امر کے حصول کی توقع اور امید کے ہیں جو وقوع اور عدم وقوع میں متردد مع رجحان اول ہو تو اگچہ وہ اپنے وضعی معنوں سے مجرد ہو کر (لام کئے) کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اسکو اپنے معنوں پر قائم رکھا جائے کیونکہ اس کی وضعی معنوں میں امید پائی جاتی ہے اور اس میں ایک شائبہ شک کا بھی ہوتا ہے کہ واقع ہو یا نہو لیکن وہ شک کبھی متکلم کی طرف سے ہوتا ہے اور کبھی اس سے صرف مخاطب کا امیدوار کرنا مطلوب ہوتا ہے جیسے مالک اپنے خادم سے کہے - تم خدمت کئے جاؤ - اگر اچھی خدمت کرو گے تو عجب نہیں کہ انعام پاؤ پس یہ انعام مشروط بہ حسن خدمت ہو جس سے محض مخاطب کو امیدوار کرنا منظور ہے اسی طرح خداوند عالم مومنین سے ارشاد فرماتا ہے کہ عبادت کئے جاؤ اور نہایت خلوص دل اور صدق نیت سے اسپر قایم

تَتَّقُوْنَ، اصل تو تقیون مضع ج ف۱
الاتقاء موجبات نقصان سے اپنے
آپکو بچانا۔ مستقل و مطمئن رہنا دل کا
تصدیق ایمان پر اور مشغول رہنا تمامی
حواس و اعضاء کا عبادات معینہ شرعیہ
میں یہاں پر مراد تقوی کامل ہے
یعنی توجہ بخدا و انقطاع عما سواہ۔
مصدر افتعال اِتَّقٰی۔ یَتَّقِیْ۔
مُتَّقِیْ۔ اِتَّقِ۔ لَا تَتَّقِ۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا

(آں خداوندیکہ بگردانید یا ساخت
برائے شما۔ جسنے بنایا تمہارے لئے)
جَعَلَ، ماضی ل تعلیلیہ اسے
لاجلکم۔
(زمین را بساطے گسترده۔ زمین کو بچھونا)

اَرْض، زمین ارضات۔ ارضون
اروض۔ اراض۔ اراضی۔ جمع۔
فِرَاشًا، بچھونا۔ جائے آرام۔

وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً

(و آسمان را سقفے برافراشتہ۔ اور
آسمان کو چھت یا عمارت بلند۔)
السَّمَآء، اسم جنس یقع علی الواحد
الکثیر۔
بناء، (عمارت خیمہ) مصدر بمعنی مفعول مبنی

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

(و فرود آورد از آسمان آبے
اور اتارا اوپر سے یا آسمان سے
پانی۔
اَنْزَلَ، ماضی ا۔ع الانزال اوپر سے
نیچے لانا۔
مِنْ ف۲، ابتدائیہ مظہر ابتدائے غایت

ف۱ اتقاء: اصطلاح شرع میں ایمان مع اعمال صالحہ کو اتقا اور تقوی کہتے ہیں اس کے تین درجے ہیں۔
(۱) دائمی اور جاویدی عذاب سے بچنا۔ (۲) گناہوں سے کنارہ کرنا۔ (۳) شبہات سے دور رہنا۔
ف۲۔ من ابتدائیہ اس لئے کہ آسمان اس کا اصل و مبدء ہے یہ مشہور ہے کہ آفتاب کی شعاعیں جب
دریاؤں اور جنگلوں اور پہاڑوں پر پڑتی ہیں تو دریاؤں سے مرطوب بخار اور خشک زمین سے
یابس بخار اٹھتا ہے اور جب یہ دونوں اوپر کو چڑھتے ہیں اور طبقہ ہوائیہ ثالثہ میں پہونچتے ہیں

مکان اور یا تبعیضیہ اسے من میاہ السماء -
السماء جہۃ العلو وسحاب وفلک
ماء، اصل موہ بروزن فعل ہے الف
واو اور ہ ہمزہ سے بدل ہوئی ہے
اور اسپر دال ہے مویہ ومیاہ -
اَمْوَاہ تنکیر مفید بمعنی بعض والتقدیر
اسے انزل من السماء بعض الماء
(پس بیرون آورد بسبب وے -
پھر نکالے اسکے سبب سے)
اَخْرَجَ، ماضی - الاخراج - باہر
نکالنا مصدر افعال اَخْرَجَ - يُخْرِجُ

مُخْرِجٌ - اَخْرِجْ - لَا تُخْرِجْ - جو سبب حقیقی ہیں
سببیۃ علیہ کیونکہ اسباب کا اثر اللہ تعالیٰ کے اذن پر موقوف ہے
(از انواع میوہا روزی براے شما -
میووں سے رزق تمہارے واسطے)
مِنْ، تبعیضیہ یا بیانیہ اور بعضوں نے
ابتدائیہ کہا ہے -
ال جنسیہ یا استغراقیہ -
ثمرات جمع قلت ثمرہ بمقام ثمار مراد ہر ایک
نبات جو استعمال میں آتی ہے اور
اس سے فائدہ ہوسکتا ہے -
رزق، بمعنی مرزوق، ہر وہ شے جس سے

ف - من الثمرات - من تبعیضیہ کیونکہ اکثر ثمرات نہیں نکلتے اس تقدیر پر رزقًا بمعنی مصدر ہی مفعول لہ ہے اخرج سے یا حال ہے مفعول سے اور یا مصدر ہے اخرج سے اور یا بیانیہ ہے اور رزق بمعنی مرزوق مفعول ہے اخرج کے لئے اور ثمرات جمع قلۃ ثمرہ کی ہے اور مناسب مقام جمع کثرۃ ہے اسمیں اشارہ ہے کہ فیضان جود میاہ سے جو کچھ ریاض وجود میں ثمرات سے نمایاں ہے وہ قلیل بلکہ اقل قلیل ہے بہ نسبت ثمرات جنت کے اور اسکے جو ذخیرے ہیں ممالک غیب میں یعنی جو اجناس کہ کہائے جاتے ہیں اور جن سے تمام عالم منتفع ہو رہا ہے اور قیامت تک اس سے منتفع ہوتا رہیگا وہ بہ نسبت ان اجناس کے جو عالم غیب میں محفوظ ہیں اقل قلیل ہیں اور ثمرات جمع ثمرہ مراد اس سے کثرت یعنی ثمار ہے اور ثمرہ کی تاء تاے وحدۃ نہیں بلکہ تاے اعتباری ہے کما تقول اورکت ثمرۃ بستانک

اور کہا ہے کہ اصل میں جمع سلامت مونث ومذکر کثرۃ کے لئے ہیں یا مشترک ہیں کثرت وقلت میں اور حسب قرینہ مقام مخصوص معنی دیتی ہیں - ۱۲

نفع حاصل ہو سکے۔ تنکیر لفظ مفید
بعضیت ای بعض دن قلم لکم ای
لاجلکم وَلَا نتفاعکم۔

فلا تجعلوا لله اندادا ۸

(پس مگرو انید مر خدا ئرا ہمتایان۔
تاکسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ۔

ف، تفریعیہ متعلق بامر اعبدوا کانہ
قیل اذا وجب علیکم عبادۃ ربکم
فلا تجعلوا لله ندًا وافرووہ بالعبادۃ
اذلارب لکم سواہ
ویا متعلق بلعل ای
خلقکم لکی تتقوا وتخافوا
عذابہ فلا تثبتوا لہ
اندادًا فانہ من
اعظم موجبات العقاب ویا
متعلق بقولہ الّذی جعل لکم
الارض فراشًا ای خلق لکم
ھذہ الدلائل فلا تتخذوا
شرکاء مظ۔
لَا تجعلوا، جمع حاضر منفی۔

لِلّٰہِ، ل صلہ تجعلوا اسم جلیل مظہر بمقام مضمر
تعین معبود بالصفات کے بعد تعین
بالذات معبود کے لئے ہے اور یا اس لئے
کہ رب اسم کل ہے اور اللہ علم جزئی
حقیقی ہے لہذا مظہر بمقام مضمر نہیں
اندادًا، جمع ند۔ ند مثل عدل و
اعدال یا جمع ندید مثل یتیم و ایتام اور ند
مثل الشئی کو کہتے ہیں جو امور میں
اسکے مخالف اور اس سے متنفر ہو یقال
ند فلد ودًا ای نفر وتباعد اور کہا
ہے ند صرف مشارک فی الجوہریۃ کا
نام ہے اور مشکل مشارک فی القدر والمساحت
اور شبہ مشارک فی الکیفیۃ اور مساوی
مشارک فی الکمیۃ کو کہتے ہیں اور مثل عام ہے
ان تمام معنی میں لیکن اس جگہ ند سے
نظیر مطلقًا مراد ہے کیونکہ کفار کے
افعال اور انکے اور حالات سے معلوم
ہوتا ہے کہ انہوں نے بتوں کو ذات
واجب کی مانند مستحق عبادت سمجھا ہوا تھا

(شریک مثل - نظیر)

و انتم تعلمون۔ اوحال آنکہ شما میدانید - اور تم جانتے ہو دیدہ دانستہ یا جان بوجھکر)

و، حالیہ انتم، ضمیر راجع بیا ایہا الناس

تعلمون، مضارع مصدر العلم صفت

یا، حرف ندا - ایہا الناس، منادی

اعبدوا، ... فعل با فاعل

ربکم، مضاف مضاف الیہ موصوف

الذی ... موصول

خلقکم، جملہ فعلیہ صلہ

ومقصود باالندا اہل مکہ و یا خطاب بجمیع الناس من اہل الخطاب بعموم الموجودین ومن سیوجد تنزیلاً

لھم منزلۃ الموجودین وکذا لحکم کل جمعا واسم جمع محلی باللام

و - الذین[1] ..... موصول

من قبلکم، جار مجرور متعلق کانو صلہ

معطوف بر ضمیر منصوب

اسے[1] والذین خلقھم من قبل خلقکم او - الذین کانوا من زمان قبل زمانکم۔

لعل، مشبہ بفعل

کم، .... اسم

تتقون، فعل با فاعل

الشرک - والنار، مفعول

اعبدوا کا ضمیر حال ہے یعنی اعبدوا راجین ان تدخلوا فی زمرۃ المتقین

ای اللہ یا اعبدوا ربکم راجین ان تدخلوا فی زمرۃ المتقین۔

---

[1] والذین من قبلکم موصول عطف ہے منصوب پر خلقکم سے والتقدیر والذین کانوا من زمان قبل زمانکم اور یا تقدیر یہ ہے والذین خلقھم من قبل خلقکم پس فعل صلہ حذف کرکے اس کا متعلق اس کے مقام پر قائم کئے ہیں۔ اور خطاب اگر مومنین وغیر مومنین پر شامل ہے تو الذین قبلھم سے مراد مقدم فی الوجود اور وہ لوگ ہیں جو ان سے اعلیٰ منزلہ پر ہیں ۱۲

اور یا حال ہے مفعول خلقکم سے

اے مرجوا منکم التقویٰ اے فی

صورۃ من یوجی منہ نظراً الی

کثرۃ الاٰ والی الیہ او خلقکم

لتکونوا مثل متقین ۔

الذی، موصول

جعل، بمعنی اوجد فعل

مع الفاعل

لکم، جار مجرور... ظرف لغو

الارض، ذی الحال

فراشاً... حال

والسماء، ذی الحال

بناءً حال

اے اوجد الارض حالۃ کونہا

مفروشۃ لکم فلا تحتاجون للسعی

فی جعلہا کذلک۔

ویا جعل بمعنی صیر والارض مفعول اول

وفراشاً.... مفعول دوم

اے تصیر ہا فراشاً اے کالفراش فی صحۃ القعود والنوم علیہا

و-انزل،... فعل مع الفاعل

من السماء،.. متعلق

کائناً وحال

قدم علیہ للتشویق علے

الاول

ماء،... ذی الحال مؤخر

ویا من السماء ظرف لغو

فاخرج..... فعل با فاعل

بہ، جار مجرور..... ظرف لغو

من الثمرات، متعلق کائناً

وحال اصل صفت

رزقاً، ذی الحال موصوف

لکم، جار مجرور متعلق نافعاً صفت

ویا اخرج..... فعل مع الفاعل

رزقاً، بمعنی مصدر

لکم، مفعول لہ۔ رزق کیلئے

یا من الثمرات، ذی الحال اے رزقاً ایا لکم

بمعنی لبعض الثمرات

رزقاً، بمعنی مرزوقاً... حال

اے اَخْرَجَ شیئا من الثمرات اے بعضہا لاجل انہ رزقکم۔

ف۔ لا تجعلوا، ... فعل با فاعل
لِلّٰہِ، جار مجرور متعلق بہ مفعول
انداداً، ... ... مفعول

(جملہ فعلیہ انشائیہ)

متعلق باعبدوا یا منصوب بلعل کما فی قولہ تعالیٰ لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع

وانتم، ... ... مبتدا
تعلمون } جملہ فعلیہ، ... خبر

(جملہ اسمیہ حال از فاعل لا تجعلوا)

ومفعول تعلمون۔ محذوف اے حالکم ان کو من اھل العلم والرأے لو تاملتم ما اشرکتم والمقصود منہ التوبیخ دون التقیید۔ اور یا مفعول اس کا مقدر ہے بحسب اقتضاء مقام اور قائم مقام ہر دو مفعول علم ہے۔ اے تعلمون انہ سبحانہ لا یماثلہ شیٔ او انہا لا تماثلہ۔ اور حال توبیخ کے لیے ہے۔

۵۱۔ یعنی جبکہ امور مذکورہ کا موجد بجز خداوند اور کوئی نہیں وہی ایک تنہا بے مثل مالک وخالق ہے لہٰذا وہی تنہا معبودیت کا مستحق ہے خالص اسی کی عبادت کرنی چاہیے نہ غیر کی۔ بعض اعتراض کرتے ہیں کہ یہ تفریع اس وقت صحیح ہو سکتی ہے کہ عبادت توحید (جو مضمون ہے لا تجعلوا الخ) کی علت ہو کیونکہ مسبب ہی سبب پر متفرع ہوتا ہے۔ حالانکہ عبادت توحید کی علت نہیں مگر یہ اعتراض قلت تدبر پر مبنی ہے کیونکہ آیت متضمن ہے ایسے رب کی عبادت پر جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور انکے آباؤ اجداد کو عدم سے نکالکر صفحہ ہستی پر نمودار کیا ہے زمین وآسمان جیسی عظیم الخلقت اشیاء کو ان کے آسائش اور آرام کے لئے بہتر طریق پر آراستہ کیا ہے۔ بڑی بڑی نعمتیں انکو عطا کی ہیں۔ پس مخاطب گویا مثل شاہد عارف کے ہے اور معنی آیت یہ ہیں۔ یا ایہا الناس اعبدوا اللہ تعالیٰ الذی

ف یا ایہا الناس - ان آیات میں توحید واجب اور خصوصیت عبادت کا ذکر کیا گیا ہے - کہ اے فہمیدہ لوگو جب تمھیں معلوم ہو چکا ہے اور یہ کتاب متقین کے لئے ہدایت ہے اور اس سے وہی لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جن کی فطری استعداد اور صلاحیت ابھی تک محفوظ ہے تو آؤ ہم تمھیں اتقا حاصل کرنے اور اس کتاب سے مستفید ہونے کا اصول سمجھاتے ہیں - وہ یہ ہے کہ تم اپنے سچے معبود اور حقیقی مالک کی نہایت خلوص اور صاف دل سے عبادت کرو اور جسطرح وہ اپنی ذات وصفات مین بے مثل اور یکتا ہے اسی طرح تم بھی اس کی عبادت میں غیر کو

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۲ - عن فتمرۃ معرفۃ لامر بتر فیہا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ معرفت اور عبادت ہر دو عدم اشراک کے سبب ہیں اسلیئے کہ جو شخص عارف با للہ ہے وہ کسی دوسری چیز کو اس کا مقابل ومساوی ومثل ونظیر نہیں خیال کر سکتا پس منشاء سوال محض عبادت ہے قطع نظر معرفت کے اور منشار جواب "تلازم معرفۃ وعبادت ہے اور یا فاء زایدہ مشعر سببیۃ ہے اور جملہ نہی بتاویل قول خبر ہے الذی سے اور وہ مبتدا ہے اور یا یہ جملہ متعلق ہے - الذی کے ساتھ اور فا جزائے شرط محذوف ہے - اے الذی جعلکم ما ذکو من النعم و اذا کان کذلک فوحدوہ ولا تجعلوا لہ ندًا اور انداداً بلفظ جمع اظہار تشنیع کے لئے ہے - کہ اس احدی الذات کے لیئے ایک ند کا ہونا محال ہے چہ جائیکہ انداد تجویز کئے جائیں پس یہ نہایت ہی سفاہت ہے - ۱۲

شریک نہ بناؤ یعنی اس کے ماسوائے معبودوں کو چھوڑ دو اور اچھے کام کرو بس یہی اتقا ہے اور تمام امور کی یہی اصل اور جڑ ہے۔

دلیل عبادت اور تخصیص عبادت ۔ محسن کا احسان ماننا اور اس کا شکریہ ادا کرنا ہر ذی عقل کے پاس ایک امر مسلم ہے پس جس ذات نے تمہیں اور انکو جن کی تم اولاد ہو پیدا کیا ہے تمام مخلوق سے بڑھ کر مناسب اور عمدہ صورتیں عنایت کی ہیں۔ جس ذات نے تمہاری آسایش اور آرام کے لئے مناسب قوام میں زمین کو بنایا ہے وہ ایک بچھے ہوئے فرش کی مانند ہے۔ چلو پھرو رسو رہو۔ بیٹھو معاش کی جستجو کرو، رہنے کے لئے مکان بناؤ، تالاب یا کنوئیں کھودو، وہ ہر امر کی صالح اور مستعد ہے۔ اور جس ذات نے تمہارے سروں پر آسمان چھت کی طرح چھا دیا ہے۔ اور تمہارے فائدے کے لئے اسپر آفتاب چاند اور چمکدار ستارے معلق کئے ہیں اور اس سارے گھر کا تمہیں مالک بنایا ہے، اور جس ذات نے اپنی قدرت کاملہ سے مینہ برساکر تمہارے کھانے پینے عیش و عشرت کے لئے طرح طرح کے سامان مہیا کر دیئے ہیں۔ کیا وہ ذات شکریہ اور گئے جانے کی مستحق نہیں؟ کیا تم کہہ سکتے ہو کہ یہ نعمتیں اسکے سوائے کسی غیر کی دی ہوئی ہیں؟ نہیں یہ پانچوں احسان اسی عمیم الاحسان مالک الملک تمہارے سچے معبود کے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک نعمت غیر مترقب اور عمدہ مرحمت ہے لہذا مقتضائے عقل یہی ہے کہ اس کا شکریہ بھی ایسے کمال درجہ کا ہونا چاہیئے، وہ یہ ہے، کہ نہایت خلوص اور صدق دل سے

اس محسن کی عبادت کرو غیر کو چھوڑ دو اور واضح ہو کہ اس عبادت کی درخواست سے ہمیں کوئی ذاتی غرض ملحوظ نہیں بلکہ اسلیئے کہ تم متقی ہو جاؤ اور فلاح دارین حاصل کرنے اور خصوص ثواب آخرت پانے کے مستحق بنجاؤ۔

ف۲۔ یا ایہا الناس بعض روایات میں علقمہؓ سے منقول ہے کہ جس آیت کی ابتدا یا ایہا الذین اٰمنوا سے ہے وہ مدنی ہے اور جسکی ابتدا یا ایہا الناس سے ہے وہ آیت مکی ہے لیکن اسجگہ اس کلیہ کے خلاف ہے کیونکہ بالاجماع یہ آیت مدنی ہے حالانکہ ابتدار اسکی یا ایہا الناس سے ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ فرماتے ہیں کہ آیت مکی سے مراد علقمہؓ کی یہ ہے کہ جہاں یا ایہا الناس سے خطاب ہوا ہے اسکے مخاطب اہل مکہ ہیں اور یا ایہا الذین اٰمنوا کے مخاطب مومنان مدینہ ہیں کیونکہ آن سرور کائنات کے زمانہ میں محل غلبۂ کفر مکہ تھا اور محل غلبۂ ایمان مدینہ منورہ زادھما اللہ شرفا وتعظیما۔ (عزیزی)

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا

واگر ہستید در شبہ ازانچہ فرود آوردیم بر بندۂ خود

اور اگر ہو تم بیچ شک کے اس چیز سے کہ اتاری ہے ہمنے اوپر بندے

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ

یعنی از قرآن پس بیارید یک سورۂ مانند آن و بخوانید مددگاران خود را

اپنے کے پس لے آؤ ایک سورت مانند اسکے اور پکارو شاہدوں اپنوں کو

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۲۳

بجز خدا — اگر ہستید راست گو

سوائے اللہ کے — اگر ہو تم سچے

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ

پس اگر نہ کردید — والبتہ نتوانید کردن — پس حذر کنید ازاں آتش

پس اگر نہ کرو گے تم — اور ہرگز نہ کرو گے تم — پس ڈرو اس آگ سے

وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۲۴

کہ آتش انگیز وے مردماں — و سنگہا باشند آمادہ کردہ شدہ است — برائے کافراں

جو ایندھن اس کا — آدمی ہیں — اور پتھر — تیار کیگئی ہے — واسطے کافروں کے

وَاِنْ كُنْتُمْ

(و اگر ہستید شما۔ یا باشید شما۔ اگر ہو تم

کنتم، ماضی ج ح ناقص مجزوم المحل

بمعنی مضارع بوجہ ان شرطیہ۔

فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا

اور شبہ ازاں چیزے کہ نازل گردانیدیم یا

انچہ فرود آوردیم۔ اس کلام سے کہ

اتارا ہے ہمنے)

ریب[۱] تنکیر مظہر تحقیر۔

مما (من ما) من، سببیہ یا ابتدائیہ

ما، نکرہ موصوفہ یا موصولہ۔ مراد کتاب (دجل)

نزلنا، ماضی ج م التنزیل بتدریج

اتارنا مصدر۔ تفعیل۔ نَزَّلَ۔ يُنَزِّلُ

مُنَزِّلٌ۔ نَزِّلْ۔ لَا تُنَزِّلْ۔

[۱] ۔ فی ریب ظرف مجازاً بتنزیل المعانی منزلة (۹) مستقر ادهم فیه واحاطته بهم ومعنی کونهم

فی ریب منه ارتیابهم فی کونه وحیاً من اللّٰه تعالیٰ شانه والتضعیف فی نزلنا للنقل وهو

مرادف الهمزة ولیس التضعیف هنا دالاً علی نزوله منجماً لیکون اشارة علی الانزال

(بر بندہ خود - اوپر اپنے بندے کے
علیٰ بمعنی استعلا اس میں اشارہ ہے کہ
منزل منزل علیہ پر مستعمل ہے اور وہ
مثل لابس کے ہے اسکے لئے بخلاف
کلمۂ الیٰ کے کہ اس میں یہ معنی نہیں
پائے جاتے۔
عبد، پیارا غلام - بندۂ فرمانبردار عباد جمع
نا، ضمیر مجرور اضافت مظہر عظمت و
فخامت وثبوت اطاعت مضاف
قال المظہری اضاف الی نفسہ
تنویہا للذکرہ وتنبیہا علیٰ انقیادہ
لحکمہ اور اس میں التفات ہے
غائب سے ضمیر متکلم کی طرف اور
سبب سیاق یہ ہے نزل علی عبدہ
عدول اس سے اظہار عظمت منزل
یا منزل علیہ کے لئے ہے۔
فأتوا پس بیارید سورتے۔ تو لے آؤ
بسورۃ ایک سورۃ)
ف، جزائیہ، اتوا (ائیتوا) ج مذ امر حاضر

باب تعجیز سے ہے مثل فات یفات
من المغوب کبھی فا حذف
کرکے کہتے ہیں۔ ائستوا
الآتی والاتیان (انا - پہنچنا) مصدر
ف ک ناقص مہموز یہ مصدر حرف
جار کے ذریعہ سے متعدی ہو جاتا ہے
أتیٰ - یَأتِیْ - اٰتِ - مَاْتِیْ - اِئتِ
لَاتَأتِ -
سُورۃ۔ تنوین تنکیر کے لئے ہے
اے سورۃ ما - مراد قطعۂ قرآن
وجملۂ قرآن معلومۃ الاول والآخر۔ ماخذ
اسکا سورۃ المدینہ ومنہ السوار
لاحاطتہ بالساعد - یا سور بمعنی
فضلہ ہے۔

۱ سورۃ اس میں اگر واو اصلی ہو تو یہ سورۃ المدینہ سے لیا گیا ہے جسکے معنی شہر کی فصیل اور چہار دیواری کے ہیں پس جسطرح شہر کی چار دیواری منازل شہر کو محیط ہوتی ہے اسی طرح سورۂ قرآن فنون علم پر حاوی و شامل ہوتی ہے اور اگر اس کا واو ہمزہ سے بدلا ہوا ہو تو ماخذ

اسکا سور بمعنی بقیہ و فضلہ ہے

یا تسور بمعنی غلبہ وارتفاع ہے اور یہ ظاہر ہے کیونکہ آیات وسور بوجہ کلام اللہ ہونے کے رفیع الشان ہیں اور اس کا اطلاق مرتفع منزل اور عالی شان شاہ پر بھی ہوتا ہے ۔ قال النابغۃ ؎

الم تر ان اللہ اعطاك سورۃ
ترى كل ملك دونها يتذبذب

(مانند آں ۔ یا از مثل آں شخص ۔ مانند قرآن کے یا اس جیسے شخص سے)

من، زائد ۔ یا بیانیہ اور یا تبعیضیہ ا ما یماثلہ فی صفاتہ مثل محقق او المعنی ائتوا بمقدار بعض ما من القران مماثل لہ فی البلاغۃ

مثل، نظیر و مانند اور وہ چیزیں جو آپس میں ملتی جلتی ہوں

لہٗ، ضمیر راجع بہ مما نزلنا علی عبدنا

اسے فاتوا بسورۃ مما ھو علی صفۃ فی الفصاحۃ وحسن النظم ویا عائد بعبدنا اسے فاتوا ممن ھو علی حالتہ من کونہ بشرا امیاً (ک)

(و بخوانید ۔ اور بلاؤ ۔) ج ح امر الدعاء ۔ والدعوۃ بلانا ۔ پکارنا و مجازاً استغاثہ و مدد کے لئے متوجہ کرنا غیر کو اسی سے ہے ۔ افغیر اللہ تدعون ۔ مصدر ن ۔ ض ناقص واوی دعی ۔ ید عوا ۔ داعٍ ۔ مدعوٌّ ادع ۔ لا تدعُ ۔

(مددگاران خود را ۔ اپنے شاہدوں کو) شھداء، جمع شہید بمعنی مشہود یا جمع شاہد، وہ شخص جس کے سامنے کوئی شئے حاضر ہو مثلاً گواہ جس کے پاس محسوسات یا معلومات واقعہ حاضر ہوں

ف۱۔ مرجع ضمیر اگر قرآن اور سورۃ ہے تو من زائد ہے اور اگر خاتم نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں

ف۲ شہداء سے اگر معبودان باطلہ کفار مراد ہیں تو ان کو شہید دو وجہ سے کہا گیا ہے اول یہ شہداء شہید کی جمع ہے اور شہید شہود بمعنی حضور سے ماخوذ ہے ۔ چونکہ کفاروں کا یہ اعتقاد

مِنْ[۱]، ابتدائیہ یا زائدہ دُوْنِ[۲]، بمعنی غیر و سوائے۔ وفی الاصل الاحط والحقیر یقال ھٰذا دون ذالک اذا کان احط منہ	امام قوم جس کی مجلس میں لوگ جمع ہوں مراد اکابر قوم یا معبودان باطلہ کفار و بمعنی ناصر و مددگار۔ (بجز خداوند۔ سوائے اللہ تعالےٰ کے)

۔ تھا کہ ہمارے معبودوں کا علم محیط اور ان کی قدرت ایسی کامل ہے کہ اگر کوئی شخص انکو خواہ کسی وقت اور کسی مکان میں پکارے اور ان سے مدد و استعانت طلب کرے تو وہ فی الفور حاضر ہو کر مدد و استعانت کرتے ہیں اور چونکہ ان کا یہ خاص عقاد تھا اسلیے شہداء کو ان کی طرف مضاف کیا گیا ہے وجہ دوم یہ ہے کہ شہید شہادت سے لیا گیا ہے اور کفار اپنے معبودوں کے حق میں کہا کرتے تھے۔ ھٰؤلآءِ یشھدون لنا عند اللہ لہذا شہداء کو اسکی طرف مضاف کیا ہے اور اگر اس سے اکابران قوم و رؤسائے جماعت مراد ہے یعنی وہ معتبر اشخاص جن کے اقوال فصل تنازع میں مقبول ہوتے ہیں تو اُن کی طرف اضافت کرنے سے یہ مطلب ہے کہ تم وہی معتبر حضرات لاؤ جن کی بات پر تمھیں اعتبار ہے۔

[۱] من ابتدائیہ والمعنی ادعوا الذین یشھدون لکم بین یدی اللہ عزوجل علی زعمکم والامر للتھکم اوریا من ابتدائیہ ہے اور ظرف حال ہے اور کلام میں مضاف محذوف ہے ای ادعوا شھداءکم من فصحاء العرب وھم اولیاء الاصنام متجاوزین فی ذلک اولیاء اللہ لیشھدوا لکم انکم اتیتم بمثلہ۔

[۲] دون۔ الدون فی الاصل الاحط والحقیر یقال ھذا دون ذالک اذا کان احط منہ والشی الادون ای الحقیر ثم استعیر للتفاوت فی الاحوال فقیل

(اگر ہستید راست گو۔ اگر تم سچے ہو)

اِنْ، حرف شرط۔

کُنْتُمْ، ماضی ج مذ حاضر ناقص صف

صٰدِقِیْنَ، جمع صادق۔ واقعہ کے مطابق خبر دینے والا۔ وعدہ پورا کرنیوالا سچا۔

(واگر نیاورید یا نکردید۔ پس اگر نکروگی یانکرسکو گے تم۔

لَمْ تَفْعَلُوْا، نہیں کیا تم نے مضارع ج مذ حاضر مجزوم بلم جحد[۱] اور ان داخل ہے مجموع پر اور یہ محلا اسکا معمول ہے تقدیر عبارت یہ ہے فان ترکتم الفعل پس کلام مفید استمرار عدم اتیان ہے ماضی میں اور کہا ہے کہ اِنْ ولم ہر دو بطریق تنازع عامل فعل ہیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ شرط تنازع اتحاد فی المعنی ہے اور وہ یہاں مفقود ہے کہ ان مثبت کا طالب ہے اور لم منفی کا اور ایسے ہی ایک ماضی کا مقتضی ہے اور دوسرا استقبال کا۔

الفعل، کرنا مصدر ف۔ ث۔ فَعَلَ یَفْعَلُ۔ فَاعِلٌ۔ مَفْعُوْلٌ۔ اِفْعَلْ لَا تَفْعَلْ۔

(حاشیہ:) اِنْ تَفْعَلُوا / وَلَنْ تَفْعَلُوا / صٰدِقِیْنَ

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۹ ۔ زید دون عمرو فی الشرف فاستعمل فی کل ما یجاوز حدًا الی حدٍ وبمعنی غیر پس گویا وہ اداۃ استثناء سے ہے اور اس کا استعمال اکثر من کے ساتھ آتا ہے کبھی حرف با کے ساتھ بھی لیکن قلیل طور پر۔

[۱] ۔ جحد بلم ۔ لم حرف جازم مضارع اس کے داخل ہونے سے صیغ مضارع میں سے سوائے جمع مونث غائب اور حاضر کے اگر ضمہ ہو تو ساقط ہو جاتا ہے اور نون اعرابی گر جاتا ہے اور مضارع ماضی منفی کے معنی دیتا ہے۔ ۱۲

(لن تفعلوا) (ہرگز نخواہید۔ اور دریا نتوانید کردن البتہ نکر سکو گے ۔ اور ہرگز نہ کر سکو گے)

لن ، حرف موکد نفی مستقبل وناصب

(فاتقوا النار) (پس بترسید از آتش ۔ پس ڈرو ۔ یا بچو آگ سے) اسے اتقوا الحناد اقیم المو تومقام الاتو

ف ، جزائیہ اتقوا جمع امر

النار ، ال عہدی یعنی دوزخ یا وہ نار جسکا ذکر سورۃ تحریم میں آیا ہے۔

(التی وقودھا الناس والحجارۃ) (آنکہ آتش انگیز دے مرداں اند وسنگ ۔ جسکی چھپٹیاں یا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر)

وقود ، وہ شے جس سے آگ روشن کیجائے یا آگ کا بھڑکنا یا بھڑکانا مجازاً ایندھن سنگ ۔ اسی طرح ہر وہ اسم جو فعول کے وزن پر ہے ۔ اسے

کل ما کان علی فعول اسم لما یفعل بہ فی المشہود اور کبھی مصدر بھی آتا ہے مثل ولوع و قبول و وضوء وطہور ولغوب اور کہا ہے کہ مفتوح مصدر اور مضموم اسم آتا ہے۔

الناس ۔ بحذف مضاف اسے وقودھا احتراق الناس الخ

الحجارہ ، ال عہدی ومراد بتان سنگ ویا وہ سونا اور چاندی جسکی زکاۃ نہیں دیگئی یا گندھک وغیرہ اور حجارۃ اسم جمع ہے کیونکہ یہ وزن اکثر مفردات میں مستعمل ہوتا ہے اور کہا ہے کہ الحجارۃ الحجار جمع کثرۃ لحجر وجمع القلۃ احجار یکن جمع فعل بفتحتین بروزن فعال شاذ ہے ۱۲

(اعدت للکافرین) (آمادہ کردہ شدہ است برلے کافران تیار کی گئی ہے منکرین کے لئے)

اعدت ، اسے ہیئت ماضی ا-ع

ماضی مجہول واحد مؤنث غائب اعداد (افعال) سے (اور اُسمیں الکافرین ضمیر النار کیطرف راجع ہے)

سے ۱ ۔ لن خلیل کنحوی کے اصل میں لا ان ہے ہمزہ کثرت استعمال کے باعث اور الف ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا ہے اور فرا کہتے ہیں اصل لا ہے الف نون سے بدل ہوا ہے لیکن ان تاویلوں کی کچھ ضرورت نہیں بہرحال یہ کلمہ علی حدہ مثل لا کی ہے)

مونث مجہول اصل اُعْدِدَتْ یا اُعتِدَت
عتاد بمعنی عدۃ سے الاعداد، آمادہ کرنا
تیار کرنا۔ مصدر ہ
ل، حرف جار مخفضہ۔ الکافرین جمع
کافر وہ شخص جو اپنے قول و فعل سے محسن
حقیقی کا احسان نہ ظاہر کرے۔ یا صفات
واجب تعالیٰ میں غیر کو شریک سمجھو، مشرک

إن، .... حرف شرط
کنتم، ...فعل ناقص ضمیر اسم
فی، جار۔ ریب۔ مجرور موصوف
مما نزلنا علی عبدنا صفت
فاتوا بسورۃ من مثلہ...جزا
من، جار۔
ما، موصولہ یا نکرہ موصوفہ۔

نزلنا، فعل با فاعل
ہ، ضمیر محذوف مفعول
علی، جار
عبدنا، مجرور ظرف لغو
اے مما نزلناہ علی عبدنا

ف۔ اتوا...... فعل با فاعل
سورۃ ...... موصوف
من مثلہ، جار مجرور متعلق کائنۃ صفت مفعول
و۔ ادعوا، ..... فعل با فاعل
شہداءکم، مضاف مضاف الیہ
ذی الحال
من، ..... جار
دون اللہ، مجرور حال
ومتعلق منفردین

جملہ فعلیہ انشائیہ ۔ جملہ فعلیہ معطوف

[۵] بسورۃ من مثلہ والمعنی ان یقال لھم معاشر الفصحاء المرتابین فی ان القرآن من عند اللہ ائتوا بمقدار اقصر سورۃ من کلام البشر محلاۃ بطراز الاعجاز ونظمہ سواء کان الضمیر لما او للعبد لان معناہ ائتوا بمقدار سورۃ من کلام ہو مثل ہذا المنزل واذا رجع الضمیر للعبد فمعناہ ایضاً ائتوا من مثل ہذا المنزل بسورۃ۔ ومن ابتدائیۃ والمبدء لیس فاعلیا بل مادیا فحینئذ المثل الذی السورۃ بعض منہ لم یوجد الا بتابیہ۔

اسے ادعوا شهداءكم منفردين عن الله او عن انصار الله من يقيم لكم الشهادة بان ما اتيتم به مثله فانهم لا يشهدون ولا تدعوا الله تعالى للشهادة بان تقولوا الله تعالى شاهد وعالم بانه مثله فان ذلك علامة العجز والانقطاع عن اقامة البينة۔

ان، حرف شرط۔
كنتم، ۔۔۔۔ فعل ناقص
انتم، اسم ۔ صادقين ۔۔۔۔ خبر
اسے ان كنتم صادقين فافعلوا ذلك۔

وان، شرطیہ۔ لم تفعلوا، فعل ضمیر انتم، فاعل۔ ذلك مفعول محذوف
فاتقوا النار التی الخ ۔۔۔ جزا

یہ جملہ بیان نبوت ہے لفظاً اس کا عطف اعبدوا پر ہے۔ اور معناً بیان جزا ہے۔ اسے لما قرر وحدانيته

عقبه بما هو الحجة على نبوة محمد صلى الله عليه وسلم۔ ۱۲ (ک)

فاتقوا، ۔۔۔۔ فعل با فاعل
النار ۔۔۔۔ موصوف
التی، ۔۔۔ موصول
وقودها ۔۔ مبتدا
الناس والحجارة خبر
اعدت، ۔۔ فعل با فاعل
للكافرين، جار مجرور ظرف لغو

۲ اور یا معطوف ہے صلہ سابقہ پر یا صلہ بعد صلہ ہے۔

ولن تفعلوا جملہ فعلیہ موکدہ معترض میان شرط وجزاء

لہ باضمار قد علماے نحو نے بیان کیا ہے کہ اس ماضی پر جو کہ حال واقع ہوتا ہے قد کا لفظ

ف - وَاِنْ کُنْتُمْ الخ ان آیات سے ثبوت نبوت مراد ہے - یعنی پچھلی آیتوں میں

ف بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۳ - داخل ہونا واجب ہو خواہ اسکو ظاہری طور پر لائیں خواہ مقدر رکھیں - کوفیوں اور اخفش نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے - کہ فعل ماضی کو بغیر قد کے اکثر حال واقع ہونے کا باعث اس امر کی ضرورت ہو کہ لفظ "قد" اسکے ساتھ مقدر کیا جائے - سید جرجانی کہتے ہیں کہ اس اختلاف کا منشاء اشتباہ ہے بصریون نے یہ سمجھا ہے کہ ہر ایک حال یکساں ہوتا ہے حالانکہ معاملہ اسطرح نہیں - کیونکہ وہ حال جس کو لفظ قد قریب بنایا کرتا ہے زمانہ کا حال ہے اور جو حال ہیئت فاعل یا مفعول کو بیان کرتا ہے وہ صفات کا حال ہے اور یہ دونوں حال بلحاظ معنی ایک دوسرے سے بالکل بیگانہ ہیں ۱۲ (خلاصہ مطولات)

ف۲ - کہا ہے - کہ فاتقوا الخ جملہ انشائیہ ہے اس میں جزا واقع ہونے کی صلاحیت نہیں ہے جبکہ وہ خبر نہیں واقع ہو سکتا بدون تاویل کے اور یہ کہ شرط جزا کے لئے سبب ہوتی ہے یا ملزوم اور یہاں پر عدم فعل اتقا کے لئے نہ سبب ہے نہ ملزوم پس کیونکر یہ اس کے لئے جزا واقع ہو سکتا ہے لیکن اگر کہا جائے کہ فاتقوا جواب شرط ہے اس طریق پر کہ اتقائے نار کنایہ ہے ظہور اعجاز آیات وسور قرآنیہ سے اور وہ مقتضی ہے تصدیق اور ایمان لانے کو ساتھ اس کے تو کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا اور تقدیر عبارت یہ ہے اے اذا بذلتم فی السعی غایۃ المجہود وجاوزتم فی الحد کل حد معہود دعجزتم عن الاتیان بمثلہ وما یدانیہ فی اسلوبہ وفصلہ ظہر انہ معجز والتصدیق بہ لازم فآمنوا واتقوا النار - اور اِنْ بجائے اذا اظہار استمرار عجز کے لئے ہے - اور کلام بر سبیل تہکم ہے کیونکہ اعجاز قرآن تمام فصحائے عرب کے پاس مسلم ہے اور یا یہ کہ مخاطبین قبل تامل عجز ایستان میں مشکوک تھے لہٰذا باعتبار حال کلمہ اِن لایا گیا ہے - ۱۲

توحید، تخصیص عبادت، طریق وصول، حصول قرب بیان ہو چکا ہے۔ اب اس چیز کا بیان کیا جاتا ہے جو خاتم نبوت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور آپکی رسالت کے لیئے واضح دلیل ہے کفار جب دیکھتے کہ جناب پیغمبر علیہ السلام ہر سوال کے جواب میں کوئی نہ کوئی آیت پڑھ دیتے ہیں اور ہر موقعہ کے مطابق تنزیل وحی اظہار فرماتے ہیں۔ انہیں شبہ ہوتا تھا کہ شاید لسان شاعر اور فقرہ نویس نثار کی طرح آپ بھی کچھ سوچ سچا کر حسب حال مضمون تراش لیتے ہیں۔ کیونکہ جن دنوں میں قرآن نازل ہوا ہے عرب میں فصاحت و بلاغت کا بڑا چرچا تھا۔ شعر موزوں کر لینا اس وقت ایک معمولی بات سمجھی جاتی تھی۔ لونڈیاں تک بھی مختلف مضامین میں برموقعہ برجستہ اشعار کہہ دیا کرتی تھیں۔ اسلئے عام جہلا یہ آیات سنکر یہ کہہ اُٹھتے تھے۔ کہ یہ کلام نہ کلام خدا ہے اور نہ اس کا بھیجا ہوا ہے اگر یہ کلام خدا ہوتا، تو لکھا لکھایا ایک ہی دفعہ نازل ہو جاتا جیسے پہلے توریت مقدس اتری ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اے آسمانی قانون اور اصول حقہ پر رسم ورواج کو ترجیح دینے والو! اگر تمھیں اس کتاب کے منجانب اللہ ہونے مین شک ہے تو محض وہمی اور خیالی امکان اور صرف زبانی جمع خرچ سے کچھ فیصلہ نہیں ہوتا۔ تم خوب جانتے ہو۔ کہ محمد ایک اُمّی شخص ہے عمر بھر اس نے نہ ایک شعر موزوں کیا ہے نہ فقرۂ نثر لکھا ہے۔ اسپر بھی ہم قطع نزاع کے لئے کہتے ہیں کہ تم دو چار نہیں بلکہ سب کے سب فصیح و بلیغ شاعر و نثار مل ملا کر تمام سورت نہ سہی ایک دو آیتیں ہی بنا لاؤ جو فصاحت، بلاغت، لطافت، ترکیب

حسن تشبیہ، رعایت سباق وسیاق میں اس ہمارے کلام کی مساوی ہوں اور
پھر اسے اپنے ہی کلام فہم عادل گواہوں کے سامنے پیش کرو تاکہ دعوی کی
صداقت ظاہر ہوجائے اور ہر ایک شخص جان لے کہ یہ کتاب وحی آسمانی ہے
یا تالیف بشری ہے اور اسی معارضے کو فیصلہ ٹھہرائیں۔ لیکن ہم نہایت زور سے
کہتے ہیں کہ یہ کام ہرگز تم سے نہیں ہوسکتا اور قیامت تک نہ ہوگا (لئن اجتمعت
الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان
بعضہم لبعض ظہیرا) اور جب تم اس کے معارضے سے عاجز ہیں جیسے کہ
تمہاری حالت سے ظاہر ہورہا ہے۔ کہ سہل کام کو چھوڑ کر لڑائی اور جنگ کو لئے
مستعد ہونا۔ اپنی اور اپنے عزیز واقارب کی جانوں کو ہلاک کرنا۔ جلائے وطن
اور خرابی ملک کو منظور کرنا وغیرہ اسطرح کے جملا امور عجز معارضہ کے بین دلائل
ہیں۔ لہذا تمھیں یقین کرلینا چاہیے کہ یہ کتاب کتاب خدا ہے اور جسپر نازل
ہوئی ہے وہ ہمارا سچا اور امین رسول اور خاص بندہ فرمانبردار ہے۔ اسکی
اطاعت تم پر فرض ہے اور اگر اب بھی تم اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے
تو یاد رہے کہ حق سے انکار کرنے والوں کے لئے ہمارے دوزخ کی دہکتی
آگ موجود ہے جسکی حدت اور تیزی منکرین حق اور انکے تراشے ہوئے
پتھر ونکے معبودوں کو نہایت آسانی سے جلاسکتی ہے۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ

وبشارت دہ آں کساں را　کہ ایمان آوردہ اند　و کردند کارہائے شایستہ　بانکہ ایشا نراست

اور خوشخبری دے ان لوگوں کو جو　ایمان لائے　اور کام　کیے اچھے　یہ کہ واسطے انکے

جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا

بوستانہا میرود زیر آں جویہا ہرگاہ دادہ شوند ازآنجا روزی

بہشتیں ہیں چلتی ہیں نیچے انکے نہریں جب دیے جاویں گے اہیں سے

مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ

از قسم میوہ گویند ایں ہمان است کہ دادہ شدہ بودیم پیش

میووں سے رزق کہیں گے یہ وہ چیز ہے جو دیے گئے تھے ہم پہلے

قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ

ازیں و آوردہ شود بایشاں آں روزی مانند یکدیگر وایشاں راست درآنجا زنان

اس سے اور لائے جائیں گے مشابہ ایک دوسرے کے ساتھ اور واسطے انکے بیچ انکی بیبیاں ہیں

مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (۲۴)

پاک کردہ شدہ وایشاں درآنجا جاوید اند

ستھری اور وہ بیچ اسکے ہمیشہ رہنے والے ہیں

بَشِّرْ (و مژدہ و بشارت دہ خوشخبری اور خوشی سنا)

بشّر، صیغہ امر التبشیر خوشخبری سنانا یعنی وہ خبر جس کے سننے سے خوشی کے آثار چہرے سے نمایاں ہو جائیں۔ اور بشارۃ بکسر و بضم اسم ہے

بشر۔ بشرًا و بشورًا سے۔
تبشیر مصدر تفعیل بَشَّرَ۔ یُبَشِّرُ۔ مُبَشِّرٌ۔
بَشِّرْ۔ لَا تُبَشِّرْ۔

الَّذِیْنَ (انکساں راکہ ایمان آوروند۔ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں

اٰمَنُوْا اٰمنوا ماضی ج مذ غ مصدر الایمان صف

وعملوا الصلحت

(وعمل کروند نیک اور کام کیے اچھے)

عملوا، ماضی ج م غ العمل، کسب کرنا مصدر

ک رف عَمِلَ یَعْمَلُ۔ عَامِلٌ مَعْمُوْلٌ

اِعْمَلْ۔ لَا تَعْمَلْ۔

اَلصّٰلِحٰتِ، جمع صالحۃ تانیث[ل] لفظ بتاویل خصلۃ ہے۔

ان لہم جنت

(بانکہ ایشان راست بہشتہا۔ کہ اُنکے لئے ہیں باغات)

اَنَّ، بمعنی تحقیق (حرف مشبہ بفعل موکد مضمون جملہ)

ل، حرف جر بمعنی استحقاق وخصوصیت

جنات، جمع قلۃ جنۃ باعتبار قلت عدد اور تنوین تنویع یا تعظیم کے لئے ہے۔

لسے لِنوعًا الذین اغیر ما نغرفونہ

کھجوروں کے باغ اور وہ بستان جسکے درختوں کے تنے پتوں کی انبوہی اور کثرت سے نہ دکھائی دیں یا وہ باغ جسکی زمین بڑے بڑے گھن والے اور سایہ دار درخت اپنی پیچیدہ شاخوں اور کثرت پتوں کے سبب سے چھپائے رہتے ہیں۔ بروایت حضرت ابن عباس سات جنت ہیں۔ فردوس[1] عدن[2] نعیم[3] خلد[4] ماوی[5] دارالسلام[6] علیون[7]۔

تجری من تحتہا الانہار

(میرود زیر آں جویہا۔ انکے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔ یا نہریں چلتی ہیں)

اے تجری من تحت اشجارھا ومساکنہا۔

تَجْرِیْ، مضارع ج م غ اَلْجَرْیُ ۔ وَالْجِرْیَۃُ

[ل] صالحۃ مثل صفت مشبہ واسماے حسنہ صفات غالبہ سے ہے اور اعمال صالحہ سے وہ اعمال مراد ہیں جن کا صدور حسب تعلیم شرع و تجویز عقل سلیم وفطرت انسانیہ ہوا ہے۔ اور انکا کاسب شرعًا عقلًا عرفًا تحسین کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ اور تعلیق تبشیر بالموصول میں اشارہ ہے کہ بشارۃ معلل بالایمان وعمل صالح ہے لیکن یہ چیزیں بذاتہ علت لبشارۃ نہیں بلکہ بجعل شارع دبمقتضائے وعدہ۔

والجریان - پانی وغیرہ سیال اشیاء کا رواں ہونا - بہنا مصدر - ف - ک - ناقص جَرٰی - یَجْرِیْ - جارٍ - مَجْرِیٌّ - اِجْرِ لَاتَجْرِ -

ھا ، ضمیر راجع ، بجنۃ دیا باشجار و مساکن

الانہار جمع ، نہر پانی بہنے کی جگہ جو نالے سے بڑی اور دریا سے چھوٹی ہو - ال ، جنسی[۵] یا عہدی -

(ہر گاہ روزی دادہ شوند از انجا - جب رزق دیئے جائیں گے ہمیں سے)

کلما ، اسم ظرف زماں -

رزقوا ، ماضی جمع مجہول یقال رُزِقَ - اے نال الرزق وکان حسن الحظ -

الرزق ، نصیب و روزی دینا مصدر ف - ض - رَزَقَ - یَرْزُقُ - رَازِقٌ مَرْزُوقٌ - اُرْزُقْ - لَاتَرْزُقْ -

مِنْ ، ابتدائیہ اسے مبتدأ من الجنتہ گویا مجرور اس کا موضع انفصال شے ہے -

(از قسم میوہ روزی ساختہ - کچھ میووں سے کھانا - یا میووں سے رزق -)

مِن ، ابتدائیہ یا بیانیہ اور بعضیہ نہیں ہے کیونکہ اس کا ماقبل دیا بالعد اسکے مجرور کا جزو ہوتا ہے نہ جزئی اور من ثمرھا کی جگہ منہا اور من ثمرۃ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ تعلق منہا سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ جنۃ کے رہنے والے جنت ہی کی

---

[۵] الانہار - ال ، جنسی یعنی تعریف انہار سے جنس انہار مراد ہے جیسے کہا جاتا ہے لفلان بستان فیہ الماء الجاری والتین والعنب ، اور اُن سے وہ اجناس مراد ہوتی ہیں جن کو مخاطب پہلے سے جانتا ہے یا الف لام عہد ذکری ہے اور وہ انہار مراد ہیں - جن کا ذکر قول واجب تعالیٰ شانہ (فیہا انہار من ماء غیر اٰسن وانہار من لبن لم یتغیر طعمہ) میں ہو

نعمتوں سے مستغنی رہیں گے اور کوئی ایسی چیز نہ ہوگی جس کے لئے وہ غیر کے محتاج ہوں وقال فیہا کل ما تشتہی الانفس وتلذ الاعین۔

ثمرۃ، میوہ واحد جمع اسکی ثمرات ہے والمراد منہ النوع من انواع الثمار مثل انار وسیب۔

(گویند ایں آنست یا ہماں ست۔ کہینگے یہ وہ چیز ہے یا وہی ہے جو)

قالوا، ماضی ج بمعنی مضارع بوجہ جواب شرط۔

(کہ خورانیدہ شدہ بودند مارا پیش ازیں جو ہم اس سے پہلے کھلائے یا دے گئے ہیں۔)

رزقنا، ماضی ج مجہول صف

من، ابتدائیہ۔ قبل، مضاف الیہ منوی ہونے کے باعث بنی علی الضم ہے۔ اسم ظرف زمان۔

(حالانکہ اور وہ شود بایشاں آنروزی مانند یکدیگر۔ اور لائے جائیں گے

ان کے پاس میوے مشابہ ایک دوسرے کے ساتھ)

وحالیہ اتوا، ماضی ج مجہول۔ ب التعدیۃ

متشابہ (ایک جیسی آپس میں ملتی جلتی چیزیں) اسم فاعل جمع متشابہات

(وایشاں راست در بہشت ہمصحبتان پاکیزہ و پاک، اور انکے واسطے اس میں ہمصحبت پاک وصاف۔ یا خوش خلق)

ازواج جمع قلۃ اور جمع کثرۃ زوجہ ہے مثل عود وعودۃ لیکن یہ متروک الاستعمال ہے اسلئے جمع قلۃ ہی توسعاً جمع کثرۃ کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ جمع زوج (ہم نشیں وہم جلیس مراد مختص عورتیں

مطہرۃ، اصل مطھرۃ۔ نجاست بدنی سے پاک۔ یا کج خلقی سے مبرا۔

(وایشاں در بہشت جاوید باشند۔ اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔)

فاتوا بہ متشابہا

وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ

وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ

وبشر، ... فعل با فاعل
الذین، ... موصول
امنوا، جملہ فعلیہ بتاویل مفرد صلہ
وعملوا، فعل مع الفاعل
الصلحت، مفعول
انّ مشبہ بفعل
لھم متعلق بثابت ... خبر
جنت، ... موصوف
تجری، ... فعل
من تحتہا، ... ظرف لغو
الانھار ... فاعل

کلما، منصوب المحل - اسم ظرف متضمن معنی شرط -
رزقوا، ... فعل مع الفاعل
منہا، متعلق کائنًا وحال اول
من ثمرۃ متعلق کائنًا وحال ۲
رزقًا ... ذی الحال
قالوا ھذا الذی، الخ ... جزا
اسے کل حین رزقوا اسے اطعموا مرزوقا
مبتدء من الجنۃ مبتدء من ثمرۃ
ویا من ثمرۃ حال اول (منہا) کی
ضمیر سے حال واقع ہے بطور تداخل

ف وبشر الذین الخ جملہ فعلیہ کا عطف مضمون آیۃ ان کنتم الخ پر ہے اسطرح کہ یا ایہا الناس اعبدوا خطاب عام ہے جس میں کافر اور مومن دونوں شریک ہیں اور قولہ ان کنتم سے فیہا خالدون تک اسی خطاب کی تفصیل ہے۔ کہ ان کنتم فی ریب سے اعدت للکافرین تک کفار سے مختص ہے جسکا مضمون انذار ہے۔ اور وبشر الذین امنوا الخ مومنین سے مختص ہے جسکا مضمون بشارۃ ہے اور یا اسکا عطف فاتقوا پر ہے اے فان لم تفعلوا اے اذا لم یا توا اظھر اعجازہ ووجب الایمان بہ فمن کفر بہ استوجب العقاب ومن امن بہ استحق الثواب وذلک یستدعی ان یخوف ھؤلاء ویبشر ھؤلاء اور کہا ہے کہ اسکا عطف محذوف پر ہے اور وہ جزا ہے فان لم تفعلوا کی اور فاتقوا الخ قائم مقام محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ ان لم تاتوا بکذا فانذروا

دیا۔ رزقا کا بیان مقدم ہے۔ اور منہا ظرف لغو ہے۔

قالوا، ۔۔۔۔۔۔۔ فعل مع الفاعل

ھذا، اسم اشارہ مرزوق جزئی حسی مشار الیہ ۔ مبتدا

الذی، ۔۔۔۔ موصول

رزقنا، فعل با فاعل

من قبل، ظرف لغو

واتوا، ۔۔۔۔۔۔ فعل مع نائب الفاعل

بہ، ضمیر۔ ذی الحال

متشابہا، ۔۔۔۔ حال

ویا مستانفہ۔ ویا تقریر وتاکید جملہ اول (قالوا)

وجملۃ کلما الخ جملۃ مستانفۃ[ع] او صفۃ للجنۃ

باعتبار اھلھا ویا خبر مبتدا سے محذوف

سے ھم کلما رزقوا الخ

لھم[۳ع]، متعلق کائن فیھا ظرف۔ خبر مقدم

ازواج مطھرۃ، موصوف صفت ۔۔۔ مبتدا

وھم، ۔۔۔۔۔۔۔ مبتدا

فیھا، ۔۔۔۔۔۔۔ متعلق بخبر

خلدون، ۔۔۔۔۔۔۔ خبر

واقع ہے۔ اور انَّ مع معمول بذاتہ اسکا متعلق ہے کیونکہ حرف جر جب عبارت سے گرجاتا ہے تو فعل بنفسہ مجرور سے واصل ہوتا ہے تقدیر عبارت یہ ہے بان لھم جنات اور خلیل وغیرہ لکھتے ہیں کہ یہ حرف جر کا مجرور ہے اور جار مجرور ملکر فعل کے متعلق ہوا ہے۔ کیونکہ بشارۃ بواسطہ حرف با متعدی ہوتا ہے اور حذف جار مع ان مطرد ہے

[۱ع] متشابہا حال من ضمیر بہ وافراد الضمیر باعتبار اتحاد الجنس وکونہ متشابہا حال من ضمیر بہ باعتبار تعدد ہا فی المعنی وتشخصہا فی اللفظ فاندفع اللہ دفع الذی حصل من افراد الضمیر بہ ومن تعدد الذی حصل من لفظ متشابہا (ع) [۲ع] جملۃ کلما الخ جملۃ مستانفۃ کانہ قیل ما حالھم فی تلک الجنات فاجیب بان لھم فیھا ثمار اللذیذۃ عجیبۃ وازواجا نظیفۃ (عبد الحکیم) [۳ع] یعنی لھم فیھا الخ جنات کی تیسری وچوتھی صفت ہو پہلے دو جملے فعلیہ ہیں اظہار تجدد کے لئے اور یہ اسمیہ ہیں افادہ دوام کیلئے

ف ۔ وبشر الذین امنوا الخ ۔ پچھلی آیات میں توحید و نبوت اور اس کی ضرورت کا ثبوت اور اس سے انکار کرنے والوں کے لازمی نتیجے مثل عذاب رنج و تکلیف سے اطلاع دی گئی ہے ۔ اس آیت میں خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لانے والوں اور اس کے مجوزہ قانون شریعت پر عمل کرنے والوں کو بشارت اور خوشخبری دیجاتی ہے کہ جیسے کفار کے لئے آخرت میں دوزخ طیار کی گئی ہے ۔ اے مومنین تمہارے لیے ہمنے نہایت شاداب، خوش منظر سدابہار فرحت بخش باغیچے تجویز کئے ہیں جن کے درختوں کی پرورش شہد، دودھ اور شراب طہور کی بہتی نہروں سے کیجاتی ہے ۔ ان کے میوے تازگی، لطافت، عمدگی اور خوبصورتی میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں ۔ لیکن طعم خوشبو اور ذائقہ میں ہر ایک دوسرے سے علیحدہ اور نیا ہے ۔ بہشتی لوگ جب ایک قسم کے میوے کھائیں گے اور دوسری قسم کے میوے انکے پیش کئے جائیں گے تو بعض استعجاباً یہ کہیں گے کہ یہ طعام ہمنے ابھی کھایا ہے یا ہمارا کھایا ہوا ہے ۔ لیکن کھاتے وقت ان میں ایک نئی لذت پائیں گے ۔ اسکے علاوہ تکمیل عیش کے لئے نہایت پاک صاف ستھری، خوش خلق، موزون اندام ہمراز اور ہم جلیس ازواج بھی تجویز کی ہیں اور واضح ہو کہ یہ عیش دائمی ہوگا اور ہر وقت تمھیں ایک تازہ مسرت اور فرحت حاصل ہوگی ۔ بعض مفسرین نے اس آیت کی یوں تفسیر کی ہے کہ جنت والے جب جنت میں پھل پائیں گے تو کہیں گے یہ ثمرہ

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۲ ۔ فی البعض مع ایرادہا فی البعض تنبیہاً علی جواز الامرین فی الصفات ۱۲ مظہری)

اس کا ہے جو پہلے سے ہم کو دیا گیا تھا یعنی یہ جنت کے پھل درحقیقت
وہی ہمارے اعمال صالحہ ہیں۔ جنکی توفیق ہمکو دنیا میں ملی تھی جسطرح اللہ نے
اہل دوزخ کے حق میں فرمایا ہے ذوقوا ما کنتم تعملون چکھو جو عمل
کرتے تھے تم۔ یعنی اہل دوزخ سے کہا جائیگا کہ یہ عذاب بعینہ وہی تمہارے
اعمال ہیں، کوئی دوسری شے نہیں۔ ترمذی نے ابن مسعود سے روایت کی
ہے۔ کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ جنت کی پاک مٹی میٹھے پانی والی
ہے اور وہ ایک میدان ہموار ہے اسکی کھیتی تسبیح اور تحمید اور تکبیر ہے
پس یہی چیزیں وہاں جاکر درخت بن جاتی ہیں جس کا پھل آخرت میں ملیگا اس
تقدیر پر واتوا بہ متشابہا کے معنی یہ ہونگے کہ جنت میں پھل اہل جنت کو
مشابہ انکے اعمال کے دیے گئے یعنی جیسا کیا ویسا پھل پایا۔۱۲

ف ۲۔ اہل معرفت فرماتے ہیں کہ روح انسان میں بذریعہ ریاضت یا بواسطۂ توجہ شخص
کامل مکمل جب قوۃ تسلط پیدا ہو جاتی ہے۔ اور قواے غضبیہ و شہویہ و بہیمیہ
مہذب ہو کر اسکے زیر فرمان اور تابع حکم ہو جاتے ہیں اس وقت قدرتاً عالم غیب
کیطرف اسکی توجہ بڑھنے لگتی ہے اور ماسوی اللہ سے نفرت ہوتی جاتی
ہے۔ اور جسطرح ہلال ناقص آفتاب کی محاذات سے بدر کامل بنکر سیر گاہ آفتاب
کو اپنی ذات میں دیکھ لیتا ہے اسی طرح روح انسانیہ بھی عالم قدس کے
محاذی ہو کر معارف ذات و صفات باری تعالیٰ افعال ملائکہ و طبقات روحانیہ
و عالم سموات وغیرہ نفسانی اور روحانی مکاشفات کو برای العین مشاہدہ کرلیتی
ہے یہ معارف اگرچہ اسے عالم دنیا ہی میں حاصل ہو جاتے ہیں لیکن ان کی

کمال لذت اور گواریت سے پورے طور پر وہ فائدہ مند نہیں ہو سکتا۔
کیونکہ بدنی علایق فنائے اتم کے بعد بھی ایسی سعادات کے ظہور کیلئے
مانع رہتے ہیں لہذا دنیوی اور کوئی تعلق زائل ہونے کے بعد جب اسکی
نظر اپنے مکسوبہ سعادات پر گزرتی ہے اور معارف ذات حق کو ہمہ تن بصر اور
کلی دید سے تماشا کرتا ہے اور متلذذ و مبتہج ہوتا ہے تو اس وقت تعجباً
یہ کہتا ہے کہ کیا یہ وہی سعادات ہیں ؟ جنکو میں دنیا میں اپنے پاس دیکھا
کرتا تھا۔

ف۳۔ وعملوا الصّٰلحٰت ۔ قال عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فی تفسیرہ اے خلصوا الاعمال عن الریاء ۔ وفیہ اشعارٌ بانّ
الاعمالَ خارجٌ عن الایمان وبانَّ السبب التام فی استحقاق
البشارۃِ الجمع بَیْنَ الوصفین ۔ ۱۲ منہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً
ہر آئینہ خدا شرم ندارد از آنکہ بزند داستان پشہ
تحقیق اللہ نہیں شرماتا یہ کہ بیان کرے مثال کوئی سے مچھر کی
فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ
و بالاتر از اں اما آنکہ ایمان آوردہ اند مید انند کہ این
پھر جو اوپر اسکے ہے پس جو لوگ ایمان لائے پس جانتے ہیں یہ کہ

أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا

واستان راست است از پروردگار ایشاں و اما آنانکہ کافرند

وہ سچے ہیں پروردگار انکی طرف سے اور جو لوگ کہ کافر ہوئے

فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهِ

میگویند چہ چیز خواستہ است خدا بایں داستان۔ خدا گمراہ میکند

پس کہتے ہیں کیا چاہا ہے اللہ نے ساتھ اسکے مثال لانا۔ گمراہ کرتا ہو خدا

كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهِ

بسبب وے بسیارے را و ہدایت میکند بسبب وے بسیارے را و گمراہ نمے کند بوے

ساتھ اسکے بہتوں کو اور راہ دکھاتا ہے ساتھ اسکے بہتوں کو اور نہیں گمراہ کرتا ساتھ اس کے

إِلَّا الْفَاسِقِينَ ﴿٢٥﴾

مگر بدکاراں را

مگر فاسقوں کو

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي

(بدرستیکہ خدا باک ندارد۔

تحقیق اللہ کچھ ڈر نہیں رکھتا۔ نہیں شرماتا)

لَا يَسْتَحْيِي، مضف منفی الاستحیاء ا ع ی

حیا کردن و شرم داشتن۔ شرمانا

حیا کے باعث رک رہنا۔ یہ فعل بنفسہ

و باظرف متعدی ہوتا ہے یقال

استحییتہ واستحییت منہ۔

مصدر استفعال، استحیاء یستحیی

مستحیی۔ استحیی۔ لا تستحیی

الحیاء[1]، یہ اس تغیر اور انکسار کا نام ہو

[1] الحیاء انقباض النفس من القبیح مخافۃ الذم وھوالوسط بین وقاحۃ والخجل

زاد وفاصنا الجرءۃ وعدم المبالات بانقباض والخجل ھو انحصار النفس عن الفعل مطلقاً ۱۲

أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا

جو لوگوں کی عیب گیری اور مذمت یا خدا کے ڈر اور غضب کے خوف سے ارتکاب امر شنیع کے وقت انسان کو عارض ہوتا ہے اور وہ اس حرکت ناشائستہ سے بازرہ جاتا ہے یہ ملکہ قوت جبن اور عفت سے مرکب ہے۔ اسجگہ مراد ترک فعل ہے۔ یعنی غائت حیا ہے اور حیا مشتق ہے حیات سے اور وہ موثر ہے قوت حیوانی میں اور اس جگہ قوت حس و حرکت میں تسامحاً استعمال ہوا ہے۔

(کہ بزند مثل بہر چہ باشد۔ کہ بیان کری کوئی مثال)

یضرب، بمعنی بیین و بذکر مضارع منصوب بان۔ **الضرب**، ایک شئی کو دوسری پر مارنا اسطرح کہ اسمین اثر نمایاں ہو جاوے۔ ضرب المثل ماخوذ ہے ضرب دراہم سے اور کبھی بیان بمعنی یضع ہے مثل ضربت علیہم الذلۃ

الضرب، مارنا، بیان کرنا مصدر ف۔ک۔

ضَرَبَ، يَضْرِبُ، ضَارِبٌ مَضْرُوْبٌ، اِضْرِبْ، لَا تَضْرِبْ

مثل، مشترک ہونا دو چیزوں کا ایک وصف میں۔ اشیاء کا ایک دوسرے سے مشابہ ہونا۔ اور وہ مشہور بات جسکے مورد اور مضرب میں اس قسم کی مشابہت پائی جاوے کہ تشبیہ دینے سے اس کا مضرب واضح اور روشن ہو جائے۔

مَا بَعُوضَةً

ما[1]، اسمیہ اور ابہامیہ بمعنی ای شئی ویا نکرہ موصوفہ ویا زائد موکد تشبیہ۔ (پشہ خرد۔ ایک مچھر کی)

---

[1] ما اسمیہ ابہامیہ اسم نکرہ کے ساتھ ملکر اس کے ابہام اور شیوع اور تعمیم کو بڑہاتا ہے جیسے کتاب ما بمعنی جونسی کتاب کوئی کتاب مثلاً ما۔ جونسی مثال کوئی مثال اور کبھی تحقیر کا فائدہ دیتا ہے

بَعُوضَۃً۔ بتاسے وحدت۔ وہ ایک کاٹنے والا اور زہریلا چھوٹا سا پرندہ ہے جو ساموں کی راہ سے اپنی سونڈ کے ذریعے خون چوستا ہے اور یہ فعول کے وزن پر صفت کا صیغہ ہے غالب الاسمیت

قال الجوھری البعوض فعول من البعض بمعنی القطع علی غلب صغار البق کانہا بعض

فما فوقہا (وبا انچہ فروتر ازاں باشد۔ اور جو اوپر اس کے ہے)

اسے ما زاد علیہا فی الجثۃ کالذباب والعنکبوت اوما فوقہا فی الحقارۃ وما دونہا فی الجثۃ۔ یعنی مراد فوقیۃ سے یا زیادتی جثۃ وحجم ممثل بہ مراد ہے اس وقت ترقی ہوگی صغیر سے کبیر کی طرف اور یا انہیں معنی میں زیادتی مطلوب ہے جس میں تمثیل واقع ہوئی ہے اور وہ صغرو حقارت ہے اس صورت میں تنزل ہوگا صغیر سے اصغر کیطرف اور حقیر سے احقر کی جانب۔

ف، بمعنی الے ما نکرہ موصوفہ یا موصولہ

فوق، اسم ظرف مکان۔

ھا، ضمیر مرجع البعوضۃ)

فاما الذین امنوا (پس اما آنانکہ ایمان آوردہ اند۔ پھر جو لوگ کہ ایمان رکھتے ہیں۔)

فاما، اما، حرف تفصیل متضمن معنی شرط اسی لئے اسکے جواب پر حرف فا داخل کرتے ہیں اور یہ حرف جس حکم پر داخل ہوتا ہے اس کی تاکید اور اس مجمل کی تفصیل کرتا ہے جو اس سے مقدم ہے صریحًا خواہ دلالۃً اور یا مقدم فی الذکر نہیں بلکہ حاضر ہے ذہن میں اور سیبویہ نے اما فزید ذاھبٌ کی تفسیر میں مھما یکن من شیٔ فزید ذاھبٌ

فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ

کہا ہے اور اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ اس اسم و فعل کے مرادف ہے بلکہ یہ اس کے معنی کا مآل ہے۔

اٰمنوا، ماضی ج ع مصدر الایمان صفت (پس بیقین میدانند کہ۔ سو جانتے ہیں کہ)

ف، جزائیہ جواب اَمّا

یعلمون، مضارع ج ع صفت

انّ[1]، حرف موکد مضمون جملہ و بمعنی کاف بیانیہ۔

الحق، وہ خبر۔ یا فعل یا شے جس کا خلاف تجویز نہ ہو سکے۔ سچ۔ خبر مطابق واقعہ

مِن رَّبِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا

(از پروردگار ایشاں۔ انکے رب کی طرف سے)

من، ابتدائیہ۔ ھم ضمیر (الذین)

(واما آنانکہ کافر شدند۔ لیکن وہ جو منکر ہیں)

کفروا، ماضی ج ع مصدر الکفر والکفران

(پس میگویند چہ چیز یا چیست کہتے ہیں کیا ہے وہ)

یقولون، مضارع ج ع — ما، استفہامیہ

ذا، بمعنی اَلَّذِی یا ماذا[2] مجموع بمعنی استفہام۔

أَرَادَ اللَّهُ

(خواستہ است خدا۔ چاہا ہے اللہ نے

اراد، ماضی ا ع

---

[1] اِنّ حرف موکد مضمون جملہ یہ حرف جب فقرہ کے اول اور شروع میں واقع ہوتا ہو تو تاکید یعنی جملہ کے معنوں میں زور پیدا کرتا ہے اور جب جملہ کے درمیان آتا ہے تو (کہ) بیانیہ کا کام دیتا ہو جیسے کہا جاوے اعترف انہ مذنب یعنی اس نے مان لیا کہ وہ گنہگار ہے۔ اور اِن مکسورہ اور اس میں فرق یہ ہے کہ اِن میں تاکید اسناد کی ہوتی ہے اور اَنّ مفتوح میں احد الطرفین کی تاکید مطلوب ہوا کرتی ہے

[2] ماذا۔ اس میں چند قول ہیں۔ ما استفہامیہ اور ذا، موصولہ ہے دوم ما استفہامیہ اور ذا اسم اشارہ ہے سوم ماذا، کا پورا لفظ بلحاظ مرکب ہونے کے استفہام ہے چہارم ماذا، پورا کلمہ اسم جنس بمعنی شئے یا موصول بمعنی الذی ہے۔ پنجم ما، زائدہ اور ذا، اسم اشارہ ہو، ششم ما استفہامیہ ہے اور ذا زائد ۱۲ (اتقان)

الارادۃ قصد[۵] اور قصد کرنا۔
مصدر افعال، اجوف، اَرَادَ۔ یُرِیدُ
مُرِیدٌ۔ مرادٌ۔ اَرِدْ۔ لَا تُرِدْ

هٰذَا مَثَلًا (بدیں از روے مثال۔ اس سے مثال دینا)

هٰذَا، اسم اشارہ تحقیر مشار[۵] الیہ کے لئے ہے جیسے آیت میں ہے اهذا الذی بعث اللّٰہُ رسولا اور کبھی تعظیم کے لئے آتا ہے باقتضائے مقام

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيرًا (خدا گمراہ میکند بان بسیارے را۔ گمراہ کرتا ہے خدا اس مثل سے بہتوں کو)

يضل، مضارع ا۔ ع الاضلال گمراہ کرنا اور گمراہ ہونا۔
مصدر افعال مضاعف اَضَلَّ يُضِلُّ مُضِلٌّ۔ اَضْلِلْ۔ لَا تُضْلِلْ۔
ب، سببیہ کثیر، صفت مشبہ (صاحب کثرۃ)

وَيَهْدِي بِهٖ كَثِيرًا (وراہ مینمائد بآں بسیارے را۔ اور اسکے سبب سے بہتوں کو راہ بتاتا ہے)

وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ (وگمراہ نمی کند بآں مگر بدکاراں اور گمراہ نہیں کرتا مگر جو فاسق ہیں)

الا، حرف استثنار مفرغ
الفاسقين۔ جمع فاسق[۵۲] شخص بدکار

---

[۵۱] الارادۃ کسی چیز کی طرف نفس کے میلان اور توجہ کو ارادہ کہتے ہیں۔ اور واجب تعالیٰ کی اس صفت کو بھی کہتے ہیں جو ممکن معدوم کے دو مساوی شقوں عدم و وجود سے اُسکے وجود کی جانب کو مرجح یا مخصص کر دیتی ہے یہ صفت علم پر زائد ہے۔

[۵۲] فاسق کبیرہ گناہوں کا مرتکب یا صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے والا ایسا شخص اس وقت تک دائرۂ اسلام میں سمجھا جاسکتا ہے۔ جب تک کہ اس کا دل عقائد حقہ صحیحہ پر قایم ہے اور گناہوں کو دل سے بُرا مانتا ہے اور اپنے آپکو گنہگار سمجھتا ہے۔ لیکن اگر وہ انکو اچھا اور صواب جانکر اور دیدہ ودانستہ کرتا ہے تو کفر اسپر غالب ہوجاتا ہے اور احاطہ اسلام سے اسے خارج کر دیتا ہے۔ ۱۲

ومتمرد، وسرکش، شرعی حدود کی پابندی نہ کرنے والا۔

الفسق (الخروج) فسق کے معنی لغت میں باہر نکلنے کے ہیں یقال فسقت الرطبۃ عن قشرھا اے خرجت وتسمی الفارۃ فویسقۃ لخروجھا لاجل المضرۃ اور شرعًا حدود شرعیہ سے تجاوز کرنے کو فسق کہتے ہیں۔ یُقالُ فَسَقَ وَفَسُقَ۔ فِسْقًا، وفُسُوْقًا اے خَرَجَ عن طَرِیق الحق وَالصَّلاح فھوفاسِقٌ جمعہ فَسَقَۃٌ و فُسّاقٌ وفاسِقُوْن مونث فاسقۃ جمعہا فاسقات و فَوَاسِق

الترکیب

اِنَّ، ...... مشبہ بفعل
اللہ، ...... اسم

لَا یستحی، فعل مع الفاعل
اَنْ یضرب، فعل مع الفاعل
مثلاً مَّا... مبدل منہ
بَعُوضَۃً ... بدل

انھا متصلۃ بقولہ فلا تجعلوا للہ انداداً اے لا یستحی ان یضرب مثلاً لھذہ الانداد

ویا ضرب بمعنی جعل فعل مع الفاعل
ومثلاً مَّا و بعوضۃ ہر دو مفعول

ویا مثلاً .... حال
و بعوضۃ... وہی الحال

ف۔ ما، موصولہ یا موصوفہ
فوقھا، مضاف مضاف الیہ صلہ یا صفت

اَمَّا، تفصیلیہ الذین، موصول
امنوا، جملہ فعلیہ ...... صلہ

لہ یا ما، زائد ہے اور بعوضۃ بدل ہے مثلاً سے یا عطف بیان ہے اس کا اور یا صفت یا بدل یا عطف بیان ہے مَا سے اور یا منصوب بنزع خافض ہے۔ اے مامن بعوضۃ۔

یعلمون، فعل مع الفاعل
ان، مشبہ بفعل ضمیر اسم
الحق، ذوالحال
من ربہم، متعلق
حقاً، حال
ویا من ربھم، خبر بعد خبر
اے مہما یکن من شیء فاما
الذین اٰمنوا الخ
و- امّا، تفصیلیہ۔۔۔۔
الذین، ... موصول
کفروا، جملہ فعلیہ صلہ
فیقولون، فعل مع الفاعل
ما[1]، بمعنی ای شیء، مبتدا
ذا، بمعنی الذی موصول
اراد اللہ بھذا
مثلاً } صلہ

اراد، فعل ... اللہ فاعل
مفعول محذوف
ب، جار- ھذا اسم اشارہ مبہم
مثلاً، تمیز یا حال
لے مثلاً- اور یا حال ہے اسم جلیل کی
اے مثلا بہ ویضر بہ
یضل، فعل ... ضمیر مستتر فاعل
بہ، جار مجرور ... ظرف لغو
کثیراً، ... ... مفعول
و- یھدی، ... فعل مع الفاعل
بہ، ظرف لغو- کثیراً، مفعول
و- ما یضل، فعل مع الفاعل
بہ، ظرف لغو-
الفاسقین، مفعول
۲ اور اسمیں اشارہ ہے کہ یہ اضلال ابتدائی نہیں ہے بلکہ مراد اس سے تقریر

[1] ماذا، اس کے اعراب میں چند وجوہ ہیں- اول ما استفہامیہ مرفوع بابتدا ہے اور ذا بمعنی الذی ہے اسکی خبر ہے بنا بر مذہب سیبویہ ثانی ماذا مجموع استفہام ہے اور مفعول ہے اراد کا ثالث ما استفہامیہ ہے اور ذا صلہ ہے اس کا اشارہ یا موصول نہیں رابع ماذا، مجموع موصول ہے خامس مجموع نکرہ

احدًا مستثنیٰ منہ۔ الفاسقین، مستثنیٰ یا بدل از مستثنیٰ منہ۔	وتثبیت ہے موجودہ حالت پر فنون ضلالت سے۔ ویا۔ اِلَّا، حرف استثناء مفرغ

ف۔ ان اللہ لا یستحی الخ قرآن شریف میں بعض جگہ جانوروں کی تمثیلیں مذکور ہیں۔ اِنَّ الَّذِین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابًا ولو اجتمعوا لہ۔ وان یسلبھم الذباب شیئًا لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب) کہ لوگ خدائے وحدہ لاشریک کے سوائے جن معبودوں کی پرستش اور عبادت کرتے ہیں۔ اگر وہ ان کے معبود سب کے سب مل کر ایک مکھی بنانا چاہیں تو وہ نہیں بنا سکتے۔ پیدا کرنا تو درکنار اگر مکھی حقیر اُن سے کوئی چیز جھپٹ لے تو اس سے واپس نہیں لے سکتے۔ مکھی کیا چیز ہے اور اسکی حقیقت ہی کیا ہے لیکن اس سے بڑھکر وہ بے حقیقت ہیں جن کے بس میں مکھی بھی نہیں۔ یہ آیت اس قسم کے اعتراضات کے جواب میں واقع ہوئی ہے کہ خداوند تمہارے ایسے واہی خیالات سے اس قسم کے طرز بیان اور اظہار واقعہ کو ترک نہیں کرتا الغرض آلہ مشرکین کی فضیحت میں جب آیات نازل ہوئیں اور حقارت میں کہا گیا (وان یسلبھم الذباب شیئاً الخ) اور ان کی ساری کارروائی کو بیت عنکبوت سے ضعف بنایا گیا تو مشرکین یہ کہنے لگے کہ ایسی امثلہ سے خداوند کی کیا غرض ہے۔

تنبیہ: امنوا یھدی بہ واما الذین کفروا یضل بہ اور یہاں ایمان وکفر سے استعداد ایمان وکفر مراد ہے پس یہ کلام حق اسی استعداد واقعہ کا مظہر ہے۔ جیسا کہ سورۂ حج میں ہے

(حاشیہ: ۱۹۲ ... [illegible])

اور ان سے کیا فائدہ متصور ہے جسکے جواب میں کہا گیا یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا۔

کہ یہ امثلہ ازلی بدبخت ہٹ دھرم حاسدوں کی آتش حسد کو بھڑکاتی اور ان کے کفر و عصیان تمرد اور سرکشی کو بڑھاتی ہیں اور لیکن سچے مسلمانوں اور نیکے دینداروں کی تصدیق اور خلوص کو تقویت دیتی اور اسے قایم رکھتی ہیں اور وہی لوگ اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو عقل سلیم رکھتے ہیں اور ان کی فطرتی استعدادیں ابھی تک صحیح و سالم ہیں اور وہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور غرض اس آیت سے معترض کے حمق کا اظہار ہے۔ کہ یہ لوگ صرف مکھی اور مچھر کے نام سے نفرت رکھتے ہیں ورنہ اس قسم کی چیزیں اپنی تام خلقت کے باعث دوسری مخلوق سے کچھ کم نہیں ہیں بلکہ عام مقدورات میں قدرت صانع کے اعلیٰ ترین نمونے ہیں۔ علاوہ اس کے مثال کی غرض اور اسکے نتیجہ کیطرف نہیں دیکھتے غرض کی لحاظ سے یہ تشبیہ نہایت برجستہ اور اور برمحل ہے۔ کیونکہ تمثیل میں ضروری ہے کہ وہ اپنے ممثل لہ کے مطابق ہو۔ جب اس تمثیل میں ممثل لہ نہایت ہی ذلیل اور حقیر ہے تو اس مثال پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ مگر وہی شخص اس سے مستفید ہو سکتا ہے جسکی آنکھوں پر حسد اور تعصب کی پٹی نہ ہو۔

ف۳۰ **وما یضل بہ الا الفاسقین** - عرف قرآن میں فاسق کا لفظ دو معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ایک وہ جو عرف شرع میں رائج اور مشہور ہے۔ کہ فاسق وہ شخص ہے جو احکام شرعیہ کی اطاعت نہیں کرتا۔ کبیرہ گناہ اس سے سرزد ہوتے

رہتے ہیں۔ صغیرہ گناہوں میں منہمک اور ان پر مصر رہتا ہے توبہ اور استغفار سے معاصی کا تدارک نہیں کرتا اس قسم کا گنہگار شخص اہل سنت والجماعۃ کے نزدیک مسلمان ہے البتہ گنہگار ہے۔ قبولیت شفاعت، معافی گناہ اور اسکی نجات کا امیدوار رہنا چاہیئے۔ مناکحت غسل۔ وتوارث میں دوسرے مسلمانوں کے برابر ہے۔ مرنے کے بعد اسلامی طریق پر مقابر اہل اسلام میں اس کو دفن کرنا چاہیئے۔ اس سے الگ ہونا اور اسپر لعنت بھیجنا اور اس کے ساتھ بغض رکھنا از روے دین حرام ہے۔ بلکہ استغفار، فاتحہ، درود اور صدقات وخیرات سے اسکی امداد لازمی سمجھنی چاہیئے۔ دوسرا وہ شخص فاسق ہے جو کفر وعصیان، تمرد وسرکشی اور عناد کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔ دیدہ دانستہ حق سے انکار کرتا ہے۔ شعائر اسلام سے بیزار رہتا ہے۔ چنانچہ آیت (بئس الاسم الفسوق بعد الایمان) میں فسق بمعنی اوّل مستعمل ہوا ہے۔ اور آیۃ (انّ المنافقین هم الفاسقون) میں بمعنی دوم۔ اسجگہ بھی اسی دوسرے معنی میں استعمال کیا گیا ہے کیونکہ فاسق بمعنی اول مثل ایک مریض کے ہے جبکو مرض عارض ہے ابھی فاسد المزاج نہیں اسلئے کہ اس کی روح عقاید حقہ پر اعتقاد رکھنے کے باعث صحیح المزاج اور زندہ ہے وعظ، نصائح، اور تمثیلات سے منتفع اور اصلاح پذیر ہو سکتا ہے اور فاسق بمعنی دوم جبکہ اپنے تمرد اور عصیان کے باعث جہل بسیط کی حد سے گزر کر جہل مرکب میں آپہونچا ہے لہذا اسکی اصلاح کی امید نہیں۔ بلکہ تمثیلات شرعیہ اس کے فساد کو اور بڑھاتی ہیں جیسے غذائے صالحہ فاسد مزاج میں زیادتی فساد کا موجب ہوتی ہے

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ص

آن فاسقاں میشکنند پیمان خدا بعد بستن آں

جو لوگ کہ توڑتے ہیں قول اللہ کا پیچھے مضبوطی کے

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ

و می برند آنچہ خدا فرمودہ است پیوستن آں و تباہی میکنند

اور کاٹتے ہیں جو حکم کیا اللہ نے ساتھ اسکے یہ کہ ملایا جاوے اور بگاڑ کرتے ہیں

فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

در زمین ایشانند زیاں کاراں

بیچ زمین کے یہ لوگ وہی ہیں ٹوٹا پانے والے

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ (آنانکہ می شکنند ـ جو لوگ کہ توڑتے ہیں ـ

يَنْقُضُوْنَ مضارع ج ع النقض عہد توڑنا خلاف وعدہ کرنا ـ عمارت یا رسی وغیرہ کو ڈھا کر بگاڑنا ـ مصدر ف ـ ض نَقَضَ يَنْقُضُ ـ نَاقِضٌ ـ مَنْقُوْضٌ ـ

اُنْقُضْ ـ لَا تَنْقُضْ ـ

عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ (پیمان خدائے را از پس بستن و استواری آں اللہ کے قول کو اقرار کرنے کے پیچھے ـ)

عَهْدٌ اقرار کرنا ـ اور وہ بات جسکے پورا کرنے کا عزم بالجزم ظاہر کیا جائے

ف عہد اللہ تین ہیں (۱) جو ذریت آدم علیہ السلام سے قبل تخلیق لیا گیا ہے اس میں اس کی ربوبیت تسلیم کی گئی ہے (۲) جو انبیاؤں سے لیا گیا ہے کہ دین کو پہنچائیں اور اس کو قایم کریں (۳) جو علماؤں سے لیا گیا ہے کہ حق کو ظاہر کریں اور شعائر دین کو پھیلائیں ۱۲ ـ

عہود - جمع -

من، ابتدائیہ یعنی جائے انفصال وخروج شے یا زاید -

میثاق، مفعال وثاقہ اسم آلہ جس سے مضبوطی اور قوت حاصل ہو - یا مصدر بمقام مفعول (مستحکم) وفی المظہری المیثاق اسم لما وُثّقَ به العهد من الآيات والكتب - اے بعد ما وثق به عهده من آياته وكتابه پس وہ اسم جمع مواثیق ہے موضع مصدر میں یا اسم آلہ مثل محراث اور مراد اس سے وہ آیات وکتب ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالٰے نے اس کی توثیق کی ہے - اے ما وثق الله به اور یا ما وثقوه به مراد ہے یعنی قبول اور التزام اور یا مصدر بمعنی حاصل بالمصدر ہے اور مرجع ضمیر

(وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ)

اگر اسم جلیل ہے تو اضافت مصدر کی طرف فاعل کی ہے اور اگر عہد ہے تو اضافت اس کی طرف مفعول کی ہے -

ہ ضمیر راجع بہ عہد - یا باسم جلیل -

(ومی برند - چیزے را کہ خدا فرمودہ است بآن پیوند کردن - اور کاٹتے ہیں جس چیز کو کہ خدا نے فرمایا ہے جوڑنا اس کا)

يقطعون ج ع مض - القطع

قطع کرنا چھوڑنا - مصدر ف

قَطَعَ - يَقْطَعُ - قَاطِعٌ - مقطوعٌ اِقْطَعْ - لَا تَقْطَعْ - يقال قطع قطعًا ومقطعًا وتِقِطّاعًا الشئ جزءه وابانه وفصله، ومنعه عن حقّه -

ما، نکرہ موصوفہ - یا موصولہ ہے اور مراد اس سے تصدیق رسالت حضرت خاتم نبوت ہے جسکو انہوں نے

تکذیب و عصیاں کی مقراض سے
کاٹا ہے۔ اور یا تصدیق جمیع انبیاء مراد
ہے مگر انہوں نے بعض کی تصدیق
اور بعض کی تکذیب کی ہے اور یا
اس سے وصل رحم و قرابت مراد ہے
جسکو انہوں نے بواسطہ ایذا و تکالیف
قطع کیا ہے لیکن لفظ نقض
عموم ہے۔ اور مراد وصل سے
تکمیل امر ہے جسکے انقطاع سے
قطع وصلہ بین اللہ و بین العبد
لازم آتا ہے۔
امر، ماضی۔ اَلْاَمْرُ حکم کرنا
مصدر ف ض مهموز۔ اَمَرَ
یأمُرُ۔ اٰمِرٌ۔ مَامُوْرٌ۔ مرلاتامر
ان یوصل، مضارع منصوب

اَلْوَصْلُ ایک دوسرے سے ملنا۔
موافقت کرنا۔ صلہ رحمی کرنا۔
مصدر ف ک معتل۔ وَصَلَ
یَصِلُ۔ وَاصِلٌ۔ مَوْصُوْلٌ۔
صِلْ۔ لَا تَصِلْ۔

وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ (و فساد میکنند بر زمین۔ اور زمین پر
بگاڑ کرتے ہیں۔ یا فساد کرتے ہیں
ملک میں)
یفسدون، مضارع ج۔ اَلْاِفْسَادُ
فساد ڈالنا۔ بگاڑنا مصدر۔ افعال
اَفْسَدَ۔ یُفْسِدُ۔ مُفْسِدٌ۔
اَفْسِدْ۔ لَا تُفْسِدْ

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (ایشاں اندر زیاں کاراں۔ یہی لوگ
ہیں ٹوٹا پانے والے)
ھُوالخاسرون، حیث

ف۱ الامر، لفظ امر کے دو استعمال ہیں امر بمعنی قول مخصوص اسکی جمع اوامر ہے و بمعنی الفعل والشان
اسکی جمع امور آتی ہے۔ اور اصل میں یہ مصدر ہے بمعنی قصد سمی بہ لذالک لان من شانہ
ان یقصد وقیل سمی بہ لانہ من شانہ ان یومر بہ اور کہا ہے کہ امر مشترک ہے
قول و فعل میں کیونکہ اس کا اطلاق جیسے قول پر ہوتا ہے فعل پر بھی آتا ہے مثل وما امر فرعون برشید

اشتروا الفساد بالصلاح و
اضاعوا فطرۃ السلیمۃ ۔
خٰسِرُوْن، جمع خاسر اسم فاعل
ہر وہ شخص جسے محنت کا اجر نہ ملے
خلاف مقصود سعی کرنیوالا ۔ راس المال
ضایع کرنے والا ۔

اَلَّذِیْنَ، ...... موصول
ینقضون فعل مع الفاعل
عھد اللہِ، ... مفعول
من، ... جار
بعد میثاقہ، مجرور

اے اولئک ھم الخسرون
الّذین ینقضون الخ وجملہ
مستانفہ ۔

ویقطعون، ... فعل مع الفاعل
ما، .... اسم موصول

امر، ..... فعل
اللہ، ..... فاعل
بہٖ، جار مجرور مبدل منہ
ظرف لغو

ان یوصل، فعل ضمیر نائب فاعل
وھی بدل من ضمیر المجرور ۔
اے امر اللہ بان یوصل الایمان
با لانبیاء کلھم و یقال لانفرق
بین احد من رسلہ و ھم
یقطعونہ و یقولون نؤمن
ببعض لکتاب و نکفر ببعض
او یقطعون کل ما امر اللہ بہ ان
یوصل کالارحام وغیرھا ۔

ویُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ
جملہ فعلیہ معطوف بر سابق ۔

اولٰئک، ..... مبتدا
ھم، ضمیر فصل
الخٰسِرُوْن، .... خبر

ان یوصل ۔ اور ممکن ہو کہ یہ جملہ ما سے بدل
اشتمال ہوا ے یقطعون وصل ما امر اللہ
بہ و یا خبر مبتدا ے محذوف اے ھو ان یوصل ۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ

چگونہ کافر شوید بخدا وحال آنکہ بودید بیجان پس زندہ گردانید شمارا

کیونکر کفر کرتے ہو ساتھ اللہ کے اور تھے تم مردے پس جلایا تمکو

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۲۷)

بعد ازان بمیراند شمارا باز زندہ گردانید شمارا باز بسوے وے گردانیدہ شوید

پھر مردہ کریگا تم کو پھر جلائیگا تم کو پھر طرف اسکے پھیرے جاؤگے

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ق

وے آنست کہ بیافرید براے شما ہرچہ در زمین است . ہمہ یکجا

وہ وہی ہے جسنے پیدا کیا واسطے تمہارے جو کچھ بیچ زمین کے ہے سارا

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ط

باز متوجہ شد بسوے آسمان پس راست کرد آن ہفت آسمان را

پھر قصد کیا طرف آسمان کے پس درست کیا ان کو سات آسمان

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۲۸)

و او بہمہ چیز دانا است

اور وہ سب چیز جاننے والا ہے

(چگونہ کافر میشوید بخدا . کسطرح کفر کرتے ہو اللہ سے . یا کیونکر انکار کرتے ہو اللہ سے)

کَیْفَ لہ سو، اسم مبہم استفہام حالات تعجب وتوبیخ پر مستعمل ہوتا ہے ۔

لہ ۔ کیف ھو منصوب لمشابہۃ سیبویہ اسے ظرف کی مشابہت پر منصوب کہتے ہیں اور اخفش

تکفرون، مضارع خطاب توبیخی صف (و حال آنکه بودید شما بیجان- اور تھے تم مردے یا بیجان) اے ترابا ونطفا و یا امواتا فی اصلاب ابائکم	اموات، جمع میت اصل میوۃ (پس زندہ کرد شمارا- پھر اس نے جلایا تمکو) اے احیاکم بنا لغ الارواح و تودیعھا فیکم-

کے نزدیک بنا بر حالیت منصوب ہے اور یا مرفوع با ابتدائیہ ابن مالک کہتے ہیں کہ یہ ظرف نہیں کیونکہ اس میں نہ زمان ہے نہ مکان لیکن چونکہ اس کی تفسیر علی ای حال سے کیجاتی ہے اسلیے ہم ظرف مجازاً اسپر طلاق کرتے ہیں والمعنیٰ أ فی حال العلم تکفرون ام فی حال الجہل وانتم عالمون بصانع موصوف بصفات الکمال منزہ عن النقصان وھو صارف قوی عن الکفر وصد ورالفعل عن القادر مع الصارف القوی مظنۃ لتعجیب وفیہ ایذان بان کفرھم عن عناد وھو ابلغ فی الذم

ف1 - اموات - بے حس وحرکت یعنی نطفہ کی حالت یا اس سے پہلی حالت مثل عناصر جداگانہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے - کہ موت اول سے مراد عدم سابق ہے اور احیاے اول سے خلق اور موت ثانی سے مراد موت معہود اور حیات ثانی سے بعثت آخرت ہے- اور کہا ہے موت اول سے مراد حالات واطوارات نطفہ ومضغہ مراد ہیں اور حیات سے نفخ روح اور موت ثانی سے مراد موت معروف ہے اور حیات ثانی سے بعثت آخرت اور اطلاق اموات کا ان اجسام پر مجازاً ہے اگر موت سے مراد عدم حیاۃ ہے اور حقیقۃً ہے اگر اسکی تفسیر کریں الموت عدم حیاۃ عما من شانہ سے اور یا کہیں الموت عدم الحیاۃ مطلقاً اور کہا ہے موت اول سے موت معروف اور حیاۃ سے حیاۃ قبر مراد ہے اور موت ثانی سے موت برزخی اور حیاۃ سے حیات بعثت مراد ہے اور فاحیاکم وضع ماضی بموضع مستقبل اظہار.

ف، مظہر ترتیب سلسلہ وعطف خ
بالفاء بخلاف ثم لاظہار عدم التوا
بین الاحیاء والموت اللازم للعناصر
حیاۃ ایک قوۃ ہے تابع اعتدال
نوعی کے اور اس سے تمام دوسرے
قوی مستفیض ہوتے ہیں مجازاً قوۃ
حاسہ وقوۃ نامیہ پر بھی اس کا اطلاق
ہوتا ہے اور اس سے خصائص انسانی
مراد ہوتی ہیں مثل عقل وعلم وایمان
اس حیثیت سے کہ وہ کمالات حیاۃ ہیں
یا اسکی غایت ہیں۔

الاحیاء۔ زندہ کرنا مستعد مادہ کے
ساتھ روح کو متعلق کرنا۔ مضغہ میں
جان ڈالنا۔ مصدر افعال لفیف یائی
اَحْیَا۔ یُحْیِی۔ مُحْیٍ اَحْیِ۔ لَا تُحْیِ

ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ
(بعد ازاں بمیراند شمارا۔ پھر مارتا ہے
تمھیں۔

ثُمَّ، حرف عطف مظہر تراخی معطوف۔
یُمِیْتُ، مضارع الاماتۃ بحس
وحرکت کرنا۔ روح ہوائی کا تعلق
بدن سے قطع کرنا۔ مصدر افعال اجوف
اَمَاتَ۔ یُمِیْتُ۔ مُمِیْتٌ۔
مُمَاتٌ اَمِتْ لَا تُمِتْ۔

ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ
(پس باز بسوے وے گردانیدہ
خواہید شد۔ پھر اسی کے پاس
پھیرے جاؤگے۔)

تُرْجَعُوْن، جمع مضارع الرَّجْعُ پھیرنا
واپس کرنا مصدر۔
ف۔ک رَجَعَ یَرْجِعُ رَاجِعٌ رُجِعَ
یُرْجَعُ مَرْجُوْعٌ اِرْجِعْ لَا تَرْجِعْ

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ
(اوست خداوندے کہ بیافرید برائے
شما۔ وہی خدا ہے جس نے پیدا کیا
یا بنایا تمہارے واسطے۔)
اے لاجل انتفاعکم فی الدین
والدنیاء ویا اصلاح ابدان اور
عبرت حاصل کرنے کے لیے)

ھو، یہ ضمیر ہے غیر متکلم وغیر مخاطب
کے لئے اور اہل اللہ کے نزدیک اسم ہے

اسمائے واجب تعالیٰ شانہ سے اور
یہ مرکب ہے ھا اور واو سے ھا
اصل ہے اور واوٗ زائدہ کیونکہ وہ جمع
وتثنیہ میں گرجاتی ہے پس حقیقۃ میں
حرف واحد ہے دال بواحد منفرد جو
موجود ہے اور اصل کل ہے اور
مبّرا ہے جمیع جہات کثرۃ سے لہذا
اکابرین نے اسکو مدار ذکر قرار دیا ہے
اور بدرقہ نفس اور کہتے ہیں کہ ہوا میں
عام طور پر قاذورات اعتقادیہ وخیالیہ
ملے رہتے ہیں جو صحت روح کے
لیے زہر ہلاہل ہیں اور یہ اسم
مصفی ومطہر نفس ہے پس جو سانس
کہ اس سے صاف ہوکر روح میں پہونچتا
ہے وہ اسکی ترویج وحیات کا باعث
بنتا ہے اور جس سانس کی حفاظت
نہیں کیجاتی وہ قلب کے لئے باعث
تمریض وموت ہوتا ہے پس سالک
کے لیئے ضرور ہے کہ وہ اسکو اپنے

انفاس کے ساتھ جاری رکھے اور
مسمی اس کا غائب ہے یعنی حدود
قیاس حدس اسپر محیط نہیں ہوسکتے
والا فھو موجود ولا وجود الا ھو
وکل شیء ھالک الا وجھہ
خلق، ماضی اسع مصدر الخلق صفہ
لکم، لام بمعنی اجل وانتفاع[۱]۔

ما فی الارض جمیعا ثم استویٰ

(ہرانچہ درزمین است ہمہ۔ جو کچھ
زمین میں ہے سارا۔)
ما، موصول مراد وہ اشیاء جن سے
فائدہ حاصل ہوسکتا ہے ویا عام مخلوق
(بعد ازاں متوجہ شد۔ پھر قصد کیا)
ثُمَّ، حرف عطف مظہر تفاوت طرفین
اسے تفاوت خلقت ما بین السماء
والارض مثل ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ
اٰمنوا اونہ برائے اظہار تراخی وقت

[۱] ۔ انتفاع یعنی لام تعلیل اور انتفاع کے لئے
ہوا ے خلق لاجلکم جمیع ما فی الارض
لتنتفعوا بہ فی امور دنیاکم بالذات

او بالواسطۃ وفی امور دینکم بالاستدلال والاعتبار ۱۲

معطوف (حظ)

استوی، ماضی الاستواء قصد کرنا۔ استوی کے معنی لغت میں سیدھا کھڑا ہونے اور مستقیم و معتدل ہونے کے ہیں و بمعنی قصد مصمم۔ و قصد بارادہ بلا صارف۔

مصدر لفیف مقرون افتعال۔ استوی یستوی مستو استو لا تستو۔

(الی السماء) (بسوے آسمان۔ آسمان کیطرف)

السماء آسمان و جہت علو واحد باعتبار لفظ و جمع بالمعنی یا اسم جنس و یا جمع سماوۃ۔

(فسوّٰھن) (پس راست کرد ایشانرا۔ پس درست کیا انکو)

ف سوّی، ماضی التسویۃ برابر کرنا اتمام خلقت۔ سنوارنا مصدر تفعیل۔ سوّی یسوّی مسوّ سوّ لا تسوّ۔

ھنّ، ضمیر جمع مونث غائب راجع بسماء و جمع ضمیر باعتبار معنی لفظ سماء و یا ضمیر مبہم و سبع سموات تفسیر

(سبع سمٰوٰت) (ہفت آسمان۔ سات آسمان)

سبع، اسم عدد سموات جمع سماء

(وھو بکل شیء علیم) (و او بہمہ چیز داناست۔ اور وہ سب چیز سے واقف ہے)

کل، وہ جملہ یا مجموعہ جو چند افراد یا اجزا سے

ا۔ جب کوئی شخص کسی چیز کی طرف کامل توجہ کرتا ہے کہ غیر کی طرف بالکل اسکی التفات نہیں رہتی تو اہل محاورہ کہا کرتے ہیں استوی الیہ کالسہم المرسل ۱۲

۲۔ بکل، ب، حرف تعدیہ علیم باوجودیکہ بنفسہ متعدی ہوتا ہے یہ اسلیے کہ امثلہ مبالغہ اپنے افعال کے مخالف ہوتی ہیں جیسے کہ اپنی جگہ پر مصرح ہے کیونکہ یہ افعل التفضیل کے مشابہ ہوتی ہیں بوجہ اس کے کہ ان میں دلالت ہوتی ہے زیادتی پر لہذا تعدیت میں یہ افعل کا حکم رکھتی ہیں اپنے افعال کا اور افعل کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کا فعل متعدی ہوتا ہے اور اس سے علم یا جہل کے معنی سمجھے جاتے ہیں تو وہ متعدی بواسطہ حرف با ہوتے ہیں مثل اعلم بہ و اجہل بہ و علیم بہ

مرکّب ہو۔ مراد کل افرادِ شی ءٍ، چیزے موجود متحقق فی الخارج مراد عام بغیر تخصیص صفت

کَیْفَ[۵۱]، حرف استفہام منصوب المحل بنابر ظرفیت (سیبویہ) و بوجہ حال (الاخفش)

تکفرون، ... فعل با فاعل ذوی الحال

باللّٰہِ، جار مجرور... ظرف لغو

وکنتم، فعل ناقص بمعنی قریب حال[۵۲]

ضمیر حاضر اسم - امواتًا، خبر

ف اَحْیَا، فعل ضمیر مستتر فاعل

کُمْ، ... مفعول

ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ، جملہ فعلیہ معطوف علیہ

ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ، جملہ فعلیہ معطوف علیہ

ثُمَّ اِلَیْہِ، جار مجرور ظرف لغو مقدم

تُرْجَعُوْنَ، فعل... با فاعل

ھو، ... مبتدا

الَّذِیْ، موصول

خلق، فعل مع الفاعل

لکم، جار مجرور ظرف لغو

مافی الارض جمیعًا، مفعول

معطوف ہے وکنتم امواتًا پر اور ترک حرف اظہار استقلال کیلئے ہے افادہ میں اور یا یہ کہ یہ جملہ مثل نتیجہ کے ہے اس سے۔

۵۱۔ کیف ظرف و یا حال ہے ضمیر تکفرون سے اے اخبرونی علی ای حال تکفرون ۱۲۔

۵۲۔ کنتم امواتًا جملہ باوجود یہ بعیدہ مجازًا قریب کی معنوں میں لیا گیا ہے جس سے اس کا حال واقع ہونا جائز ہے ۱۲

۵۳۔ جملہ ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون ان تینوں کا عطف کیف تکفرون پر ہے اور جملہ وکنتم امواتًا فاحیاکم قطع کلام ہے یعنی جب تم اپنا ابتدائی حال جانتے ہو تو پھر تمہارا کفر اختیار کرنا نہایت بعید ہے اور اگر تم اسی حالت پر جمے رہے تو یقین کرلو کہ اس موجودہ حیات کے پیچھے ایک اور موت اور حیات بھی آنے والی ہے جس میں

ثم استوی الی السماء، جملہ فعلیہ معطوف برسابق
ف۔ سوی، فعل مع الفاعل
ھن، ... مبدل منہ
سبع سموات، ... بدل
اسے سوی منھن۔ یا سبع حال مقدرہ یا تمیز۔

ھو، ... مبتدا
بکل شیءٍ، ... ظرف لغو
علیم، ... خبر
یا سوی بمعنی صیر فعل مع الفاعل
ھن، ... مفعول اول
سبع سموٰت مفعول (۲)

ف ا۔ کیف تکفرون الخ ان آیات میں عام کفار، منافقین اور معاندین اسلام سے زجراً خطاب کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے، کیا تمھیں اپنے ذاتی تغیرات اور شخصی انقلابات پر بھی علم نہیں؟ تم نہیں جانتے، کہ اس شخصی صورت سے پہلے کسی قسم کی حس و حرکت نہ رکھتے تھے بلکہ کچھ بھی نہ تھے۔ چند در چند تصرفات اور بہت سے استحالوں کے بعد تمہارے ابدان تعلق روح کے قابل بنے ہیں اور پھر ہماری خاص عنایت سے تمھیں حس و حرکت، سوچ سمجھ اخذ و ترک کی قوت دی گئی جس سے منافع و مضار سمجھنے لگے، ملک و مال اور اولاد کے مالک بنے، دیہات، قصبات شہر اور قلعوں کو آباد کرنے

بقیہ نوٹ از صفحہ ۲۰۵ — تمھیں اس کفر و عناد کی پوری پوری سزا دی جائیگی۔ لیکن صاحب کشاف ان تینوں جملوں کا عطف وکنتم امواتا پر کرتے ہیں لیکن چونکہ یہ تینوں امر محض مستقبلات ہیں اس لیے بعض محشیون نے لکھا ہے کہ فقط جملہ ماضویہ یا مستقبلہ حال نہیں بلکہ عام قصہ حال واقع ہوا ہے تقدیر عبارت یہ ہے کیف تکفرون باللہ و قصتکم ھذہ القصۃ ۱۲ از مطولات

لگے۔ اور تم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ ہر ایک شخص کو ایک خاص وقت پر تمام دنیوی تعلقات چھوڑنے پڑتے ہیں۔ اے معاندین اسلام! کیا تمھیں شک ہے کہ یہ سارے تغیرات ہماری قدرت سے نہیں ہوئے، یا ان کی متصرف کوئی دوسری ذات ہے، اور کیا اس موجودہ حالت کو دیکھکر آیندہ جی اُٹھنے میں شک ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں پس ایسے نور ہدایت اور آفتاب کرامت یعنی شریعت حقہ سے انکار کرنا تمہاری بدبختی اور ناعاقبت اندیشی کی دلیل ہے اور ہم تمھیں پھر کہتے ہیں کہ اس موجودہ حیات پر غرہ نہ رہو۔ اس حیات کے بعد ایک اور موت اور زندگی بھی ہے اور تمھیں ہماری عادل اور سچی بارگاہ میں کھڑے رہکر اپنے بھلے بُرے اعمال کا حساب پیش کرنا ہے۔

ف ۲۔ ھوالذی الخ۔ یہ آیت جملہ سابق کی تاکید ہے، کہ ہمنے صرف عدم سے وجود میں لانے ہی کی نعمت کا احسان نہیں کیا بلکہ تمہارے فائدے کے لئے زمین کو قابل محض بناکر سات آسمانوں یا سات سیاروں کی دوری گردش اور ان کے شعاعی انعکاس کا اس سے تعلق پیدا کر دیا ہے۔ اور انکے مجموعی اثر و تاثر سے اونچے اونچے پہاڑ، چاندی سونے، تانبے اور لوہے وغیرہ کی کانیں، میٹھے پانی کے بہتے چشمے، جاری نہریں، رنگ برنگ پھولوں کے خوشنما تختے اقسام اور گوناگوں کے میوے، چھوٹے بڑے پرندے اور چہار پایے، شیر دار حیوانات، مرغوب غذائیں، طرح طرح کے خوشبودار لوازمات اور ہزارہا فائدہ بخش چیزیں پیدا کر دی ہیں

اور اس نعمتوں کے بھرے ہوئے گھر کا تمہیں مالک بنا دیا ہے بیشک تمہارا خالق قادر مطلق ہے۔ ہر ایک شے کے وجود اسکی ضرورت اور اسکے فائدے اور انجام سے خوب واقف ہے۔

ف۳ ۔ فَاَحْیَاکُمْ ۔ بدن حیوان میں اخلاط اربعہ کے خلاصہ سے ایک لطیف بھاپ پیدا ہوتی ہے اور شرائین کے ذریعہ سے ہر ایک عضو میں پہونچکر باعث حس و حرکت بدن ہوتی ہے اسیکا نام روح حیوانی یا روح ہوائی ہے اسی کی موجودگی اور جریان کا نام زندگی ہے۔ اور جسوقت بدن میں روح ہوائی کے پیدا کرنے کی قوت نہیں رہتی یا مضعف امراض اُسے تحلیل کردیتے ہیں تو بدن بے حس و حرکت رہجاتا ہے۔ اور اسی روح حیوانی کی بدن میں نہ رہنے کا نام موت ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى

دیاد کن چوں گفت پروردگار تو بفرشتگاں کہ من آفرینندہ ام در

اور جب کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں کے تحقیق میں بنانے والا ہوں نہیچ

الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ

زمین جانشینے را گفتند آیا مے آفرینی در زمین کسے را کہ تباہی کند

زمین کے نائب کہا انھوں نے کیا بناتا ہے تو بیچ اس کے اس شخص کو جو فساد کرے

فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ

دروے و خوں ریزی کند و ما تسبیح میکنیم بحمد تو

نہیچ اسکے اور ڈالے لہو اور ہم پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ تعریف تیری کے

وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ (۲۹)

وبپاکی اقرار میکنیم	برائے تو	فرمود	ہر آئینہ	من میدانم	انچہ شما نمی دانید
اور پاکی بیان کرتے ہیں	واسطے تیرے	کہا	تحقیق میں	جانتا ہوں	جو تم نہیں جانتے

(و یاد کن چوں گفت پروردگار تو۔ اور جب کہا تیرے رب نے)

قَالَ، ماضی۔ اذ، اسم ظرف زمان[1] منصوب المحل۔

(بفرشتگاں۔ فرشتوں سے)

لِ، جارہ مظہر تبلیغ

الملٰئکۃ۔ ال، استغراقی ملائکہ جمع مَلَک[2]

[1] ۔ اذ۔ ظرف زمان ہے ماضی کے لئے اور حرف کے ساتھ وضع و احتیاج میں مشابہ ہونے کے باعث مبنی ہے اسکے بعد جملہ فعلیہ ہوتا ہے یا اسمیہ جسکا ایک جزفعل ہوتا ہے یا ایسا اسمیہ جسکا وقوع زمانہ معین میں مشہور ہوتا ہے اور جب مضارع پر داخل ہوتا ہے اسے ماضی کے معنی میں کر دیتا ہے اور ملازم الظرفیہ ہے مگر اس وقت کہ اس کی طرف زمان مضاف ہو۔ کبھی کبھی مفعول اور بمعنی تعلیل و مفاجاۃ یا اسم مکان بھی واقع ہوتا ہے مگر یہ شاذ ہے۔ اسجگہ زائد بمعنی قد ہے اور موضع رفع میں ہے۔ اے ابتداء خلقکم اذ۔ یا موضع نصب میں ہے فعل مقدر سے اے ابتدأ خلقکم او احیاکم اذ۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ منصوب المحل ہے قالوا اتجعل سے اور زمان سے مراد وقت ممتد ہے نہ زمانۂ قول۔

[2] ۔ ملک دراصل مالک بفتح اول وسکون ہمزہ و فتح لام بروزن مفعل بمعنی موضع رسالت یا بمعنی مرسل الوکۃ یا مالکۃ بمعنی رسالت سے مشتق ہے لبعدازاں ہمزہ ساکت کر دیا گیا ہے اور تاے تاکید تانیث جماعت کے لئے ہے۔ یا ملائکہ جمع مَلْئَکۃ بسکون لام و فتح ہمزہ مقلوب مألک صفت مشبہ ہے جیسے شمائل جمع مشمئل ہے پس ہمزہ تخفیفا حذف کر دیا گیا ہے

انی جاعل (بدرستیکہ من آفرینندہ ام - تحقیق میں بنانیوالا ہوں)

انی - (ان، حرف مشبہ بفعل (ی متکلم

جاعل بمعنی خالق ومصور اسم فاعل مصدر الجعل

فی الارض خلیفۃ (در زمین جانشینے - زمین میں نائب)

خلیفۃ بنائے مبالغہ فعیل بمعنی اسم فاعل شخص قائمقام مستخلف باجرائے احکام جمع اسکی خلفاء آتی ہے وعند البعض جمعہ خلائف بلحاظ تانیث

قالوا اتجعل فیہا (بگفتند آیا پیدا میکنی در زمین - انہوں نے کہا - کیا بناتا ہے زمین میں)

قالوا، ماضی ج غ مصدر القول اجوف واوی-

أ، ہمزۂ تعجب یا استرشادیہ (طلب مصلحت اور استفہام نفس جعل واستخلاف سے نہیں بلکہ مسئول جعل باعتبار حکمۃ ہے-

تجعل، مضارع ا ح الجعل بنانا - گردانا - مصدر ف - جَعَلَ - یَجْعَلُ جاعِلٌ مجعولٌ اِجْعَلْ لَاتَجْعَلْ

فیہا، لے فی الارض -

من یفسد فیہا (شخصے راکہ فساد کند دروے - اس شخص کو جو فساد کرے زمین میں) یعنی بطریق التسبب او من فیہ قوۃ ذالک

(از صفحہ ۲۰۹) اور اس کی حرکت ماقبل کو دیگئی ہے اس تقدیر پر ہمزہ مزیدہ ہے - ملائکہ ایک نورانی ہوائیہ لطیف اجسام ہیں اور اپنے کو مختلف اشکال میں دکھا سکتے ہیں ان کے دو قسم ہیں (۱) علیین جنکا کام تسبیح وتہلیل ہے (۲) مدبرین امر جو تعلیم الہی کے مطابق احکام آلہیہ کی تعمیل کرتے ہیں بعض اہل کتاب کا اعتقاد ہے کہ وہ نفوس ناطقہ انسانیہ ہیں جو بعد مفارقت ابدان صالحین کا ملین ملائکہ کہلاتے ہیں اور شیاطین نفوس ناطقہ ناقصین جہال ہیں جو بعد مفارقت ابدان خبیثہ شیاطین کے نام سے مشہور ہوتے ہیں

من، اسم موصول عہدی۔
یفسد، مضارع الافساد فساد ڈالنا مصدر
(و بریزد خونہا۔ یا خون ریزی کند۔ اور ناحق خون ریزی کرے)
یسفک، مضارع التسفک زور سے بہانا۔ خون ریزی کرنا۔ ناحق خون گرانا مصدر ف ک سَفَکَ۔ یَسْفِکُ سَافِکٌ۔ مَسْفُوْکٌ۔ اِسْفِکْ لَا تَسْفِکْ۔
الدِّمَآءَ۔ جمع دَم، خون مراد قتل ناحق لام، اسکا "یا" ہے۔ یا "واو"
(ما تسبیح می کنیم ترا بستائش یا بحمد تو۔ اور ہم تسبیح کرتے ہیں تیری تعریف کے ساتھ۔)
یعنی ہم تسبیح کرتے ہیں تیری ذات پاک کی اور تعریف کرتے ہیں تیرے کمالات کی پس تیری ذات اور صفات کا حق ادا کرتے ہیں۔ اور ادائے حق ذات تسبیح سے۔ اور ادائے حق صفات حمد سے۔

نُسَبِّحُ مضارع ج م التسبیح التبعید مطلقاً و المراد تبعید اللہ عن السوء ذات واجب تعالیٰ کو نقائص امکان وحدوث سے بری اور منزہ جاننا اور قولاً و فعلاً اس کا اظہار کرنا۔ مصدر تفعیل۔ سَبَّحَ۔ یُسَبِّحُ مُسَبِّحٌ سَبِّحْ۔ لَا تُسَبِّحْ۔
بحمد، ب، تعلیلیہ سببیہ یا مظہر استدرامنہ صحبۃ و معیۃ
حمد، اس قول اور فعل کو کہتے ہیں جس سے ممدوح کی عظمت اور اس کی کبریائی کا اظہار ہو۔
(و بپاکی یاد میکنیم ترا۔ یا بپاکی اقرار میکنیم براے تو۔ تیرے لیے پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ یا تیری پاک ذات کو یاد کرتے ہیں یا پاک جانتے ہیں، ہم تیرے افعال کو سفاہت اور

(حاشیہ: وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ — وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ — وَنُقَدِّسُ لَکَ)

خلاف حکمت ہے۔
نُقَدِّسُ ۵۱، مضج ہم اپنے کو گناہ اور
لغزش سے بچاتے ہیں اور یاد کرتے
ہیں تیری پاک ذات کو التقدیس
پاک کرنا۔ یا پاکیزگی کے ساتھ منسوب
کرنا افعالِ واجب تعالیٰ کو مصدر تفعیل
قَدَّسَ یُقَدِّسُ۔ مُقَدِّسٌ۔
قَدِّسْ۔ لَا تُقَدِّسْ۔
لَکَ، ل تعلیلیہ ۵۲ اے لِاَجْلِکَ ویاز اید ۵۳
(فرمود بدرستیکہ من۔ کہا تحقیق میں)
قَالَ، ماضی ع انی، کلمہ مرکب (اِنَّ
حرف مشبہ بفعل ی متکلم)

قال انی

اعلم ما لا تعلمون

میدانم آنچہ شما نمیدانید۔ میں سمجھتا ہوں
جو تم نہیں جانتے۔)
اَعْلَمُ، مضج اسم ویا افعل التفضیل
وما الخ مجرور باضافۃ
ما، موصولہ۔ لَا تَعْلَمُوْنَ مضج جم منفی صف
اِذْ، ظرف منصوب المحل۔ اے اذکر۔
یا منصوب بقالوا اتجعل۔

واذ

قَالَ، فعل رَبُّکَ، فاعل
لِلْمَلٰٓئِکَۃِ، جار مجرور ظرف لغو
اِنْ، مشبہ بفعل۔ ی اسم
جَاعِلٌ
فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً... خبر
مفعول نا
جملہ فعلیہ واذ کی مع الخ

۵۱ نقدس۔ تسبیح و تقدیس باعتبار لغت ہر دو بمعنی تطہیر ہے لیکن اصطلاحاً تقدیس میں مبالغہ ہے۔ پس تسبیح تنزیہ حق ہے شریک سے اور صفات نقص سے مثل عجز و ضعف، تغیر، فنا وغیرہ۔ اور تقدیس تنزیہ حق ہے جملہ ان نقایص سے جو تسبیح کے مفہوم میں داخل ہیں اور نیز ان نقایص سے جو جناب مقدس وغیرہ لاشریک لہ کے لایق شان ہیں۔ وہ صفات امکانیہ ہوں خواہ دوسرے صفات ناقصہ ہوں خواہ کاملہ پس مشتق تقدیس مثل قدوس اخص ہوگا۔ مشتق تسبیح یعنی سبوح سے۔ از مطولات ۵۲ اسوقت یہ معنی ہونگے ہم اپنے آپ کو گناہ اور لغزش سے بچاتے ہیں تیری یاد کے لئے۔ ۵۳ ویازاید۔ یعنی ہم تیری پاک ذات کو یاد کرتے ہیں ۱۲

اسکا عطف خلق لکم پر ہے اے
هوالذی خلق لکم و قال انی جاعل
جاعل، اسم فاعل بمعنی خالق
فی الارض، ظرف لغو
خلیفۃ، ...... مفعول
ویا جاعل بمعنی مصیر،
فی الارض ...... مفعول (۱)
خلیفۃ ...... مفعول دوم
قالوا، ..... فعل مع الفاعل
أتجعل، ... فعل با فاعل
فیها، جار مجرور ظرف لغو
من، ... موصولہ
یفسد فیها، ...صلہ
خلیفۃ، محذوف.. مفعول دوم
کانہ قیل فماذا قالت الملئکۃ
فقیل فی جوابہ قالوا الخ
ویسفك الدماء- جملہ فعلیہ معطوف
براول عطف خاص سے عام پر۔

ونحن، ...... مبتدا
نسبح، فعل با فاعل ذوالحال
بحمدك، ب، جار حمدك مجرور، خبر
جار مجرور، متعلق متلبسین حال
ونحن، الخ حال ضمیر فاعل تجعل اے
اتجعل فیها خلیفۃ من یفسد فیها
ونحن ننزهك عن کل ما لا یلیق
بشانك متلبسین بحمدك
علی ما انعمت بہ علینا والهمنا
معرفتك۔
و، نقدس، ... فعل با فاعل
لك، ظرف لغو یا مفعول بالواسطہ
ویا متعلق مصدر لے نقدس -
تقدیسا لك لے لاجلك۔
قال، .... فعل مع الفاعل
ان، مشبہ بالفعل- ي- اسم
اعلم ما لا تعلمون، خبر

ف۱۔ بحمدك۔ اضافۃ حمد بفاعل ہے اے بحمدنا لك - او بحمدنا لك اے متلبسین۔

اعلم ... فعل مضارع بافاعل ما ... موصول لا تعلمون، فعل بافاعل ضمیر محذوف مفعول } صلہ	مفعول	دیا اعلم، افعل التفضیل مضاف وما الخ مضاف الیہ۔

ف ا-واذ قال - خداوند عالم کی یہ تیسری عامہ نعمت ہے۔ اس میں سیدنا ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی عظمت و بزرگی کا اظہار کیا گیا ہے، کہ اے بنی آدم کیا تم اس ہماری نعمت عظمیٰ وعطیہ کبریٰ کو بھول سکتے ہیں؟ تمہاری خلقت اور وجود کونی سے پہلے جب ہمنے فرشتوں پر ظاہر کیا، کہ محل کون وفساد عالم عناصر میں ہم اپنا ایک نائب بنایا چاہتے ہیں، اگرچہ اسکی پیدائش کھنکھناتی مٹی سے ہوگی لیکن وہ ہماری روح ہوگا۔ ہماری مدد سے تمام مخلوق پر حکمرانی کریگا، ہماری بارگاہ میں اسکی بڑی عزت ہوگی ۔ فرشتے اسکے جسمانی اعراض اور لوازم عرضیہ کو دیکھ کر یہ کہنے لگے اور تعجباً استفسار کرنے لگے کہ اے ہمارے بادشاہ زمین کی اصلاح اور اس کی تعمیر کے لیے ایک خود غرض، خون ریز، فتنہ پرداز، وعدہ فراموش کو خلیفہ بنانا اور ہماری جنس کے افراد کو (جو تیری حمد وثنا میں مستغرق ہیں، اطاعت وفرمانبرداری عصمت وعفت انکا ذاتی منصب ہے) سرفرازنہ فرمانا ہماری عقل وفکر سے بعید ہے۔ اور ہمنے کہا اے فرشتو! ہماری حکمتوں ومصلحتوں سے تم واقف نہیں۔

ف ۲- تاویلات صوفیہ میں ہے کہ جو چیز عالم کون میں حادث ہوتی ہے، اسکی ایک

صورت قبلِ حدوث اولاً عالم قضا میں پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد
اس صورت ارادیہ کا نزول لوح پر ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد لوح محو و اثبات
پر یا سمائے دنیا پر۔ پس اس آیت میں اسی نزول سے کنایہ کیا گیا ہے۔
کیونکہ خداوند عالم کا ایک خاص مخلوق کے بارے میں فرشتوں سے مشورتاً
کلام کرنا، اور فرشتوں کا ایک قسم کی سوء ادبی سے عندالجواب پیش آنا
جو ظاہر کلام سے مفہوم ہوتا ہے خلاف شان خداوندی اور حالت ملائکۂ
معصومین مکرمین ہے اور اس قسم کے تنزلات صورت ارادیہ انسان کے
ہر ایک قول و فعل میں بھی پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ اسکے اعضاء
و جوارح سے صادر ہوتا ہے، قبل حدوث اسکی ایک صورت اولاً روح
میں پیدا ہوتی ہے۔ اسکے بعد اسکا نزول قلب پر ہوتا ہے۔ اور بعد میں
قوائے نفسانیہ پر۔ اور پھر اُس کا ظہور اعضاء و جوارح پر ہوتا ہے۔

ف۳۔ قالوا اتجعل الخ فرشتوں کا یہ استفسار جو صورتاً اعتراض ہے، صرف
جسم انسانی کے متعلق ہے جو متضاد عناصر کا مجموعہ ہے۔ چونکہ کل میں اجزاء
کے خواص قائم رہتے ہیں اسلیئے جسم انسانی کو دیکھکر یہ کہنا بالکل صحیح ہے
کہ اس مرکب کا غضبناک حیوان ضرور دوسروں پر زیادتی کریگا۔ وعدوں اور اقرار کو
بھول جائیگا۔ ورنہ روح انسانی پر فرشتوں کا یہ اعتراض ہرگز نہیں ہو سکتا
کیونکہ وہ بحالت تجرد تسبیح و تہلیل اور اپنے منصبی فرائض کے ادا کرنے میں
فرشتوں سے کچھ کم نہیں۔ چونکہ فرشتوں کا اعتراض ناکمل اور ناقص انسان پر ہے
اسلیئے جواباً یہ ارشاد ہوا کہ اے فرشتو! جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے

انسان اور اس کی استعداد و قابلیت سے میں ہی واقف ہوں۔ ابھی تک جو کچھ تم نے دیکھا ہے وہ انسان نہیں بلکہ اس کا کالبد اور جسم ہے۔ جب اسکے ساتھ روح انسانی کو ملایا جائیگا اور وہ اپنے عاقلانہ تدبر سے اس کی متمرد اور سرکش قوتوں کو مہذب بنا کر فضیلت عدل حاصل کرلیگی، اس وقت اسکی عظمت و رفعت شان کا سربستہ راز تم پر عیاں ہوگا۔ اور چونکہ مجردات کے تمامی فضائل اور ان کی ساری قوتیں بتدریج ترقی نہیں پاتیں۔ بلکہ ایک ہی دفعہ میں وہ ظہور پاجاتی ہیں یعنی ان کی فطرتی استعدادیں انکے وجود کے ساتھ ہی فعلیت میں آجاتی ہیں، اسلیئے انسان کی تدریجی ترقی کا تذکرہ سنکر وہ اور بھی متعجب ہوئے۔ اور اضطراراً زبان حال سے کہنے لگے۔ اے بار خدایا ایسی عجیب خلقت، افضل، کامل شخص کی کیفیت پر ضرور ہمیں مطلع کیا جائے۔ لہذا مناسب مقام حضرت انسان کو وہبی اور کسبی فضائل سے آراستہ و پیراستہ کرکے دربار عام میں آنے کی اجازت دی گئی جسے دیکھکر تمام فرشتوں نے اسکی عظمت و کمالیت، اور اپنے عجز و انکسار کا اعتراف کرلیا اور حضرت رب العزت کا ارشاد ہوا الم اقل لکم انی اعلم، اے فرشتو! کیا ہمنے نہیں کہا تھا، کہ انسان کوئی اور چیز ہے صرف اس کے جسمی ساخت پر اسکے فضائل کا قیاس نہیں ہوسکتا اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ انسان کی فضیلت کا باعث صفت علم ہے۔ وقال اللہ تعالی ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ ۱۲

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى

وبیاموخت خدا آدم را نامہائے مخلوقات تمام آں باز پیش آورد آں چیزہا بر

اور سکھا دئے آدم کو نام سارے پھر سامنے کیا انکو اوپر

الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ

فرشتگاں پس گفت خبر دہید مرا بنام ہائے ایں چیزہا اگر

فرشتوں کے پھر کہا بتاؤ مجھکو نام انکے اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ

راست گو ہستید گفتند ہپ کی یاد میکنیم ترا ہیچ دانش نیست مارا

ہو تم سچے کہا انہوں نے پاک ہے تو نہیں علم ہے ہمکو

اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۱﴾

مگر آنچہ تو آموختی بما ہر آئینہ توئی دانا با حکمت

مگر جو سکھایا تونے ہمکو تحقیق تو ہے جاننے والا حکمت والا

ف۱ (وبیاموخت خداوند آدم را۔ اور سکھائے خدائیتعالے نے آدم کو)

عَلَّمَ، ماضی التعلیم علم سکھانا تعلیم دینا مصدر تفعیل عَلَّمَ یُعَلِّمُ مُعَلِّمٌ عَلِّمْ لَا تُعَلِّمْ۔

اٰدَمُ، اسم عجمی غیر منصرف بوجہ علم و وزن فعل۔ اسکا ماخذ ادیم الارض ہے یا اصل اسکی أأدم ہے ہمزہ ثانی کو الف بنایا گیا ہے جمع اوادم اور تصغیر

ف۲ (نامہائے ہمہ چیزہا یا نامہائے ہمہ مخلوق را۔ نام سب چیزوں کے)

الاسماء ای اسماء المسمیات

ف۱ الاسماء۔ جمع اسم مراد اسم لغوی نہ اصطلاحی و عرفی خواہ سمۃ بمعنی داغ و علامت سے ماخوذ مانا جائے

کلہا - مراد کل افراد ہی مبالغۃ یعنی ایک ایک کا نام۔ ثم عرضہم - بعد ازاں پیش آورد - یا نمود ار کرد - آں چیزہا - پھر اُن چیزوں کو سامنے کیا)	فحذف المضاف الیہ وعوض عنہ اللام مراد علاماتِ ذوات وصفات اور وہ آثار جن سے انکے مسمیات کیطرف ذہن متوجہ ہو سکے -

(بقیہ تفسیر از صفحہ ۲۱۶)

اور خواہ سُمُوٌّ بمعنی ارتفاع سے لہذا اسجگہ اسماء سے وہ علامات وصفات اور خواص مطلوب ہیں جن کا علم مستلزم علم انکے مسمّٰی کا ہو سکتا ہے - اور علم سے علم اجمالی مراد ہے جس سے آدم علیہ السّلام کو ہر ایک اسم اور ہر ایک صفت کے ساتھ ایک خاص مناسبت پیدا ہو گئی تھی - لہذا جب آپ کسی اسم کی طرف اسماء میں سے یا کسی صفت کی طرف صفات سے توجہ فرماتے تو وہ اور انکے مسمیات و موصوفات آپ پر منکشف ہو جاتے جسطرح کسی شخص میں جب ایک علم کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے تو اس علم کا ہر ایک مسئلہ اسپر آسان اور سہل ہو جاتا ہے اور ادنی توجہ کے ساتھ وہ اس مسئلہ کو حل کر لیتا ہے - تفسیر مظہری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے نام سکھائے تھے اور چونکہ اللہ کے نام بے انتہا ہیں اور آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کل نام سکھائے اس لیے مراد یہ ہے کہ بالتفصیل نہیں بلکہ بالاجمال کل نام سکھائے یعنی ان میں یہ قوت پیدا کر دی تھی کہ اللہ کے جس نام یا جس صفت کیطرف متوجہ ہوں وہ انپر روشن ہو جائے اور عرضہم میں ضمیر ھم کا مرجع آدم ہے اور جمع اسکی یا باعتبار تعظیم ہے یا اس لیے کہ آدم کے ساتھ ان کی آل بھی شامل ہے - پس معنی یہ ہوئے کہ پیش کیا آدم اور آدم کی آل کو ملائکہ پر - ایسے ہی ھٰؤلاء کا مشار الیہ آدم اور آل آدم ہے اور اسماء کی اضافت جو ھٰؤلاء کی طرف ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ وہ اسماء الٰہی جو آدم اور آل آدم کو معلوم ہیں - پس گویا یہاں اسماء بمعنی معلومات ہیں اور معنی آیت فقال انبئونی باسماء ھٰؤلاء یہ ہیں کہ پھر اللہ نے کہا کہ اے ملائکہ خبر دو مجھے اُن اسماء کی جو انکو یعنی آدم

عَرَضَ، دکھایا۔ سامنے کیا۔ ماضی
العرض۔ ظاہر کرنا دکھانا۔ مصدر ف
ک۔ عَرَضَ۔ یَعْرِضُ۔ عارضٌ۔
معروضٌ۔ اِعْرِضْ۔ لَا تَعْرِضْ
ھُمْ، ضمیر راجع (بمسمیات الاسماء
آدم۔ جمع الضمیر للتعظیم)
عَلَی الْمَلٰٓئِکَةِ (بر فرشتگاں۔ سامنے فرشتوں کے)
مَلٰٓئِکَة، جمع ملک۔ ال عہدی
یا جنسی۔
فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ (پس بگفت خبر دہید مرا۔ پھر کہا بتاؤ مجھے)
اَنْۢبِـُٔوْا صیغہ امر مظہر تعجیز والزام نہ
تکلیف وامتثال۔ کیونکہ فرشتوں نے
اس امر اور خطاب کے سنتے ہی
عجز کا اظہار کیا ہے۔

الانباء، واقعہ کا اظہار کرنا۔ خبر دینا مصدر
افعال مہموز اللام۔ انبأ یُنْبِئُ
مُنْبِئٌ اَنْبِئْ لَا تُنْبِئْ۔
نی، (ن، وقایہ وی متکلم)
بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ (بنامہائے ایں چیزہا۔ نام ان چیزوں کے)
باسماء۔ ب، حرف تعدیہ فعل
اسماء جمع اسم (علامات تعریف ذات
یا وہ علامات اور اعراض جن سے
اشخاص میں تمیز ہو سکے۔)
ھٰٓؤُلَآءِ، جمع اسم اشارہ۔ واحد ہذا۔
اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (اگر ہستید راست گویاں۔ اگر ہو تم سچے)
صادقین، جمع صادق مصدر الصدق
قَالُوْا سُبْحٰنَکَ (بگفتند بپاکی یاد میکنیم ترا۔ انہوں نے کہا تو پاک سب سے نرالا ہے۔)

خلاصہ تفسیر (۲۱۸) ... اور آل آدم کو معلوم ہیں اور معنی آیت یا ادم انبئهم باسمائهم یہ ہیں کہ اے آدم خبر دے ملائکہ کو ان اسماء الٰہی کی جو ملائکہ کو معلوم ہیں۔ کیونکہ صرف مخلوقات کے نام یا مختلف زبانیں سیکھ لینے میں آدم کا کوئی کمال نہیں ہو سکتا اور نہ اُن چیزوں کے سیکھنے سے مرتبہ فضیلت ثابت ہو سکتا ہے۔

یعنی اے پروردگار ہم تیری ذات کو پاک جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ تیرا علم ہر قسم کے قصور اور تیرا فعل ہر طرح کے عیوب سے منزہ اور بری ہے تیرا کوئی امر خلاف مصلحت نہیں۔ پس اے پروردگار ہمارا سوال محض طلب ہدایت کے لیے ہے، کیونکہ ہمیں وہی چیزیں معلوم ہو سکتی ہیں جن کی تو نے ہمیں تعلیم دی ہے اور سبحان مصدر ہے بمعنی تسبیح اسکو نصب اور کسی اسم مفرد کی طرف مضاف ہونا لازم ہے۔ وہ ظاہر ہو مثل "سبحان اللہ و سبحان الذی اسریٰ" یا وہ مضمر ہو مثل سُبْحَانَهٗ اَن یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ۔ سبحانک لا علم لنا" اور یہ ایسا مفعول مطلق ہے کہ اس کا فعل حذف کر کے یہ اسکی جگہ قایم کر دیا گیا ہے۔

لَا عِلْمَ لَنَا (ہیچ دانستے نیست مارا۔ کچھ علم نہیں ہمیں۔)

لا، حرف نفی جنس مراد نفی کلی[1] لام بمعنی عند۔

اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (مگر آنچہ بیاموختی مارا۔ مگر جتنا سکھایا تو نے)

ما، موصولہ۔ اے لا معلوم لنا الا معلومًا ھو علمتنا۔ یا مصدریہ اے لا علم لنا الا علمًا علمتنا۔

علمت، ماضی، بعض اساتذہ نے تصریح کی ہے کہ جن مقامات پر "ما" کے قبل۔ لیس۔ لم۔ لا۔ یا۔ الا میں سے

[1]۔ لائے نفی جنس اس سے انکار کلی مراد ہے کیونکہ جنس غیر محدود ہوتی ہے یہ لا عمل میں ان کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ امور غائبہ کا علم الہام ربانی اور اس کی خاص تعلیم پر موقوف ہے۔ نجوم کہانت وغیرہ سے ان پر اطلاع نہیں ہو سکتی قال وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا ھو۔ وقال عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدًا الا من ارتضی من رسول۔

کوئی لفظ واقع ہوا ہے تو وہ "ما" موصولہ ہوگا۔ جیسے ما لیس لی بحق مالم یعلم - مالا یعلمون - الا ما علمتنا (اتقان)

انک انت العلیم الحکیم

البتہ توئی دانا ہے حکیم - البتہ تو ہی ہے جاننے والا حکمت والا - یا پختہ کار۔

انت، ضمیر مرفوع تاکید (ک) یا ضمیر فصل - العلیم (دانا - وہ ذات جسکا علم سارے معلومات پر محیط ہو - فعیل بمعنی فاعل -

الحکیم، وہ ذات جسکا ہر ایک فعل مصلحت سے پر ہو - ہر ایک شے کی غائت اور ابتداء سے واقف ہو۔

الترکیب

جملہ فعلیہ معطوف بر قال
و-علم، .... فعل مع الفاعل
آدم، مفعول اول
الاسماء - ای اسماء المسمیات مفعول دوم
کلھا، .... تاکید اسماء

جملہ معطوف بر اول
ثم-عرض، فعل مع الفاعل
ھم، ..... مفعول
علی الملئکۃ ظرف لغو

جملہ فعلیہ
ف قال، ... فعل مع الفاعل
انبئو، ... فعل مع الفاعل
نی، .... مفعول اول
باسماء ھؤلاء مفعول دوم

جملہ شرطیہ
ان، شرطیہ - کنتم، فعل ناقص
انتم - اسم - صادقین، ... خبر

فافعلوا ذلک ان کنتم صادقین

اذ قیل ان کنتم صادقین فی زعمکم انکم احق بالاستخلاف او فی ان استخلافھم لا یلیق فاثبتوہ

جملہ فعلیہ مستانفہ
قالوا، .... فعل مع الفاعل
سبحانک[۱]، مضاف
مضاف الیہ مفعول
لا علم لنا الا ما علمتنا، ... مقولہ

[۱] سبحان، مصدر قائمقام فعل محذوف اور یہ ہمیشہ اضافت کے ساتھ مستعمل ہوا کرتا ہے اور فعل مقدر کی وجہ سے منصوب المحل ہوتا ہے اے سبحت سبحانا۔

لا، نفی جنس۔ علم، اسم
لنا، متعلق کائن، ... خبر
الا، حرف استثناء۔ ما، موصولہ
علمت، فعل با فاعل
نا، مفعول (۱)۔ ہ محذوف مفعول (۲)
ان، شبہ فعل۔ ک۔ اسم
انت العلیم الحکیم ... خبر
انک انت مبتدا العلیم الحکیم موصوف

صفت خبر کیونکہ العلیم معناً موصوف ہے
ویا انت اِنَّ کے اسم کاف سے تاکید
واقع ہے۔ ویا انت ضمیر فصل ہے
جملہ ملائکہ کے قصر علم کی تعلیل ہے
کانھم قالوا انت العالم باستعداد
آدم علیہ السلام من العلوم
الخفیۃ المتعلقۃ بما فی الارض
(مسعودی)

ف۔ وعلم آدم الخ ان آیات میں حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت و شرافت کا اظہار مقصود ہے تاکہ فرشتے انکو حقارت سے نہ دیکھیں، کہ ہمنے آدم کو اپنی معرفت اصولِ اشیاء اور ان کی کیفیت کا پورا علم دیکر فرشتوں پر منصب خلافت میں بحث کرنے کے لیے پیش کیا لیکن فرشتوں نے علم الاشیاء میں حضرت آدم کے سامنے اپنے عجز کا اقرار کیا اور کہنے لگے، اے ہمارے مالک! ہمیں یقین ہے کہ تیری ذات علیم ہے اور تیرے علم میں کسی قسم کا نقص نہیں اور تیرا ہر ایک کام حکمت و مصلحت پر مبنی ہوتا ہے ہم اپنی کم علمی اور ناقص فہمی کے مقر ہو کر کہتے ہیں کہ ہمارا علم انہیں معلومات میں محصور ہے جنکا فیضان تیری ذات اقدس سے ہوا ہے اور بیشک تو ہر ایک شئے کی ماہیت اور اس کے استحقاق و قابلیت سے پورا واقف ہے۔

ف۲۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کی فضیلت اور اسکی شرافت کا باعث وہ لطیفہ ربانی ہے جسکی نورانی شعاعیں حقائق اشیار اور کوائف ماہیات اسکے حالات جوہر، عرض، اجمال تفصیل، علت معلول، لازم ملزوم جنس فصل، کلیت جزئیت کے اعلیٰ مطالع اور مشارق پر چمک سکتی ہیں۔ عزت ربوبیت اور اسکے استحقاق عبادت کی معرفت اسی جوہر لطیف کی اضارت اور تنویر پر موقوف ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء وجہ تخصیص یہ ہے۔ کہ کسی شے سے خائف اور مرعوب ہونے کے لئے تین چیزوں کا علم ضروری ہے۔(۱) اس ذات کی قدرت پر واقف ہوں کیونکہ بادشاہ اگر یقین بھی کرلے کہ رعیت اس کے بُرے حرکات سے واقف ہے۔ تاہم وہ اُن سے کچھ خوف نہیں کرتا۔ وہ جانتا ہے کہ رعیت اسپر کچھ جبر نہیں کرسکتی۔ نہ انہیں منع کرنے کی قدرت ہے۔ (۲) اسکے عالم ہونے پر یقین رکھنا۔ کیونکہ شاہی سامان چرانے والا شخص اگرچہ بادشاہ کی قدرت پر علم رکھتا ہے۔ لیکن وہ اس لئے نہیں ڈرتا۔ کہ بادشاہ کو اسکی چوری کا علم نہیں۔(۳) اس کے حکیم ہونے پر یقین رکھنا۔ کیونکہ بادشاہ کے سامنے استہزاء اور تمسخر کرنے والا شخص اگرچہ جانتا ہے کہ بادشاہ کو اسکی منع پر البتہ قدرت ہے اور وہ اسکے قبائحہ احوال سے بھی واقف ہے۔ لیکن اس لئے اس سے وہ خوف نہیں رکھتا۔ کہ بادشاہ کی سفلہ پسند طبیعت نے اسے گستاخ کردیا ہے۔ لیکن جب وہ جان لیتا ہے۔ کہ بادشاہ اس کے بُرے فعل کو خوب جانتا ہے اور اُسے منع کرنے کی بھی پوری قدرت ہے اور وہ حکیم ہے۔ سفاہت پسند نہیں کرتا، تو

بادشاہ کے ایسے اوصاف سے البتہ مصاحب کا دل مرعوب ہو سکتا ہے اور اس سے کوئی ناشائستہ حرکت صادر نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جب انسان یقین کر لیتا ہے، کہ اس عالم الغیب ذات پر جمیع مخلوقات عیاں اور منکشف ہے، تمام مقدورات پر اسکی قدرت حاوی و محیط ہے، منکرات اور محرمات وغیرہ منہیات شرعیہ سے خوش نہیں ہوتا۔ اس وقت اسکے دل میں اُس قادر مطلق کی عزتِ اقتدار پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کا رعب اسپر مسلط ہو جاتا ہے اور کوئی کام اسکے خلاف مرضی اس سے صادر نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی سعادت کی تحصیل لوازم علم سے ہے۔ پس حصول سعادت دارین علم اور معرفت پر موقوف ہے۔ قال و من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً۔ اور اس کے سوائے انسان میں صورت انسان کے سوائے اور کچھ نہیں قال اولئک کالانعام بل ھم اضل۔

قَالَ يَآ اٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ

فرمود اے آدم خبر دہ فرشتگان را بنامہای اینہا پس چون خبر داد ایشان را بنامہای اینہا

کہا اے آدم بتا دے انکو نام انکے پس جب بتا دئے انکو نام ان کے

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَ

فرمود آیا نگفتہ بودم شمارا کہ ہر آئینہ من میدانم پنہان آسمانہا و

کہا کیا نہ کہا تھا میں نے تمکو تحقیق میں جانتا ہوں چھپی چیزیں آسمانوں کی اور

الْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (۳۲)

زمین و میدانم آنچہ آشکار امیکنید و آنچہ پوشیدہ میداشتید

زمین کی اور جانتا ہوں جو ظاہر کرتے ہو اور جو تھے تم چھپاتے

قَالَ يٰۤاٰدَمُ

فرمود کہ اے آدم۔ کہا اے آدم)

اٰدَمُ، اسم عجمی غیر منصرف

اَنْۢبِئْهُمْ

(خبر دہ فرشتگاں را بنام ہاے آں چیزہا

بیان کر فرشتوں پر ان سب چیزوں کے

نام۔ یا بتادو انکو نام انکے)

اَنْۢبِئْ، بیان کر، صیغہ امر ح صف

بَاَسْمَآئِهِمْ

بِاَسْمَاءِ، ب تعدیہ اسماء جمع اسم مراد

مسمیات اسماء۔ یا خواص اشیاء و یا اسم

عرفی۔

فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ

(پس ہرگاہ آدم خبر داد ایشاں را از نامہاے

آں چیزہا۔ پھر جب آدم نے بتائے

انکو ان سب کے ناموں سے۔

بِاَسْمَآئِهِمْ

فَلَمَّا، ف، حرف عطف یا فصیحیہ

لَمَّا[1]، ظرف یا مفید معنی شرط۔

اَنْبَاَ، ماضی ا۔ ح

ب، تعدیہ یا زائد۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ

(بفرمود آیا نگفتم شمارا یا نگفتہ بودم شمارا

کہا اللہ نے کیا میں نے نہ کہا تھا تمکو)

---

[1] لَمَّا، جب یہ حرف فعل ماضی پر داخل ہوتا ہے تو ایسے دو جملوں کا مقتضی ہوتا ہے جن میں سے دوسرے جملے کا وجود پہلے جملے کے پائے جانے کے وقت ہوتا ہے۔ لہذا کہا جاتا ہے وہ حرف وجود موجود ایک جماعت نے کہا ہے کہ وہ اسوقت بمعنی حین ہوا کرتا ہے۔ اور ابن مالک کہتا ہے وہ بمعنی اذ ہوتا ہے اسلیے کہ اذ ماضی کے ساتھ مخصوص ہے اور جملہ کی طرف مضاف ہونے کے لئے بھی اور اس کا جواب بھی ماضی ہوگا اور جملہ اسمیہ جس پر حرف فَ داخل ہو یا اذا فجائیہ آیا ہو وہ بھی اس کے جواب میں واقع ہوتا ہے مثلاً فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ۔ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ۔ اور جہاں فعل مضارع جواب میں واقع ہوا ہے مثل فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا۔ تو اس کی تاویل یوں کی ہے کہ اصل جادلنا فعل ماضی ہے اور دوسری جماعت نے جواب کا فعل مضارع کا ہونا بھی جائز رکھا ہے۔ (خلاصۂ مطولات)

قال، ماضی۔ اَلَمْ، ہمزہ استفہام انکاری۔ لَمْ اَقُلْ، مضارع منفی بمعنی ماضی منفی صیغہ

(بدرستیکہ من میدانم۔ البتہ میں جانتا ہوں)
اِنِّی، مرکب بانَّ، حرف مشبہ بفعل وبیائے متکلم۔

(پوشیدہ آسمانہا و زمین۔ چھپی چیزیں آسمانوں اور زمین کی)
غیب، مصدر بمعنی مفعول وہ چھپی چیز جو ادراک حواس اور بداہۃ عقل سے خارج ہے۔ یا وہ شے جو بغیر دکھائے یا بتائے سمجھ میں نہ آسکے۔

السمٰوات، ال۔ زاید واحد سماء

(و میدانم آنچہ آشکارا میکنید۔ اور میں جانتا ہوں جو چیز تم ظاہر کرتے ہو)
مَا، موصولہ۔ تبدون، دکھاتے ہو ظاہر کرتے ہو اصل تبدؤون مضارع ج ح

اَلْاِبْدَاءُ شروع کرنا۔ کھولنا۔ ظاہر کرنا مصدر افعال۔ مہموز اللام۔ اَبْدَءَ، یُبْدِءُ، مُبْدِءٌ، اَبْدِءْ، لَا تُبْدِءْ،

(و آنچہ پوشیدہ میداشتید۔ اور جو تم چھپاتے ہو)
کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ ماضی استمراری ج ح
الکتمان والکتم دل کی بات چھپانا۔ مصدر ف، ض کَتَمَ، یَکْتُمُ، کَاتِمٌ، مَکْتُوْمٌ اُکْتُمْ، لَا تَکْتُمْ، یُقَالُ وَکَتَمَ کَتْمًا وکِتَامًا وکَتَّمَ وَاکْتَتَمَ الشَّیْءَ اے اَخْفَاہُ۔ والکِتْمَۃُ اِخْفَاءُ الشَّیْءِ۔

قَالَ، ... فعل مع الفاعل
یا، حرف ندا۔ اٰدَمُ منادی
اَنْبِئْ، فعل مع الفاعل
ھُمْ، ... مفعول اول
باَسْمَائِھِمْ مفعول دوم

اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ ... وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ ... قَالَ یٰاٰدَمُ اَنْبِئْھُمْ بِاَسْمَائِھِمْ

۵ اَلَمْ ہمزۂ استفہام انکاری ولم جحد بمعنی نفی۔ دونوں ملکر اثبات پیدا کرتے ہیں کیونکہ نفی کی نفی سے اثبات ہوتا ہے۔

ف، جواب امر۔ لمّا، شرطیہ
ابنأ، ... فعل مع الفاعل
ھم، ... مفعول اول
باسمائھم، بواسطہ حرف مفعول (۲)
قَالَ اَلَمْ اَقُلْ الخ ... جزا
قَالَ، ... فعل مع الفاعل
أ۔ لم اقل، ... فعل با فاعل
لَکُمْ، جار مجرور ظرف لغو
ان، حرف مشبہ بفعل یٓ، اسم
اعلم، فعل با فاعل
غیب السمٰوات والارض، مفعول
قَالَ یا اٰدم، تقریر جواب اجمالی

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ سوکدامر خلافت
و۔ اعلم، ... فعل مع الفاعل
ما، ... موصولہ
تبدون، ... فعل با فاعل
لا، ضمیر محذوف ... مفعول
و۔ ما، ... موصولہ
کنتم، فعل ناقص مع اسم
تکتمون، جملہ فعلیہ خبر
ویاکنتم تکتمون،
فعل با فاعل
لا، ضمیر محذوف ... مفعول

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ

وچوں گفتیم بفرشتگاں سجدہ کنید آدم را پس سجدہ کردند مگر

اور جب کہا ہمنے واسطے فرشتوں کے سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا مگر

اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (۳۴)

ابلیس قبول نکرد وسرکشی نمود وگشت از کافراں

شیطان نے نہ مانا اور تکبر کیا اور تھا کافروں سے

وَقُلْنَا يَآ اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

وگفتیم اے آدم بمان تو وزوجۂ تو در بہشت

اور کہا ہمنے اے آدم رہ تو اور جورو تیری بہشت میں

وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا

و بخورید از بہشت خوردن بسیار ہرجاکہ خواہید و نزدیک مشوید

اور کھاؤ تم اس میں سے بافراغت جہاں چاہو اور مت نزدیک جاؤ

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾

باین درخت کہ خواہید شد از گنہگاراں

اس درخت کے پس ہو جاؤ گے ظالموں سے

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

(وچوں گفتیم فرشتگاں را۔ اور یاد کر

جب ہم نے فرشتوں سے کہا

اذْ، اسم ظرف زمان۔ قُلْنَا، ماضی ج متکلم

اسْجُدُوا لِآدَمَ

کہ سجدہ کنید آدم را۔ آدم کو سجدہ کرو

اسجدوا، صیغہ امر ج ح۔ السجدۃ بالکسر

والسجود مسجود کی تعظیم اور اپنی غایت

درجہ کی ذلت اور حقارت کو ایک خاص

صورت میں ظاہر کرنا۔ عبادت[1] کے

خیال سے زمین پر ماتھا ٹیکنا مصدر

ف۔ض سَجَدَ، يَسْجُدُ، سَاجِدٌ

مَسْجُوْدٌ، اُسْجُدْ، لَا تَسْجُدْ۔

لِاٰدَمَ، اسے اِلیٰ اٰدم لان المسجود

فی الحقیقۃ ھو اللہ تعالیٰ وجعل اٰدم

قبلۃ تفخیمًا لشانہ فاللام بمعنی الیٰ

وَقَالَ الحسان فی مدح الصدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ الیس اوّل

[1] السجدۃ فی الاصل التذلل وفی الشرع وضع الجبھۃ علی الارض علی قصد العبادۃ (ک)

من صلی بقبلتکم اے الی قبلتکم و تمامہ واعرف الناس بالقرآن والسنن۔ او جعل آدم سببا لوجوب السجود توبۃ لما صدر عنہم صورۃ الاعتراض واللام حینئذ للسببیۃ نحو صل لدلوک الشمس فالمعنی التواضع والتذلل لآدم تحیۃ وتعظیما کسجود اخوت یوسف (مظ) مذہب جمہور ہے کہ یہ سجدہ بطور سجدہ شرعی کے پیشانی زمین پر رکھکر ادا ہوا ہے جیسے سورۂ ص میں حکم ہوا ہے۔ گر واسکے لیے سجدہ ہیں۔ مگر حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ بصورت رکوع ادا ہوا ہے۔

فسجدوا الا ابلیس[۱]

(پس سجدہ کردند مگر ابلیس۔ سب نے سجدہ کیا مگر شیطان۔

ف، ما مظہر مسارعت یعنی فوراً وہ گر پڑے سجدے میں۔

سجدوا، ماضی ج ع۔ الا[۱]، حرف استثنائے متصل۔

ابلیس[۲]، اسم عجمی غیر منصرف بروزن فعلیل اوریا عربی ہی بروزن مفعیل

ابی واستکبر

(کہ سر باز زد و تکبر نمود۔ کہ انکار کیا اسنے اور تکبر کیا)

ابی، ماضی ا ع۔ الاباء انکار کرنا۔ انکار مع الکراہۃ وقدرت فعل۔ نہ ماننا مصدر۔ ف، ف، ناقص مہموز الفاء

اَبیٰ، یَاْبیٰ، اِئْبِ، مابیٌّ، اِئْب

---

[۱] الا ابلیس۔ اس کے استثنائے متصل اور منقطع ہونے میں اختلاف ہو۔ مگر اس کے متصل ہونے کو ترجیح ہے۔ کیونکہ اگرچہ ابلیس قوم ملائکہ میں داخل اور شریک نہیں۔ تاہم وہ اُنکے سے کام کرنے اوران سے باہمی میل جول پیدا کرنے سے گویا وہ انہیں کی نوع کا ایک فرد سمجھا جاتا تھا۔ اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ امر سجود گو ظاہر ملائکہ سے متعلق ہے مگر بالتبع جن بھی انہیں شریک ہیں اور استثنائے متصل بلحاظ تبعیت لایا گیا ہے۔ [۲] ابلیس عجمی اسم ہے جو عجمہ اور

لا تأب۔
وَاسْتَكْبَرَ، ماضی ع حرف سین مظہر مبالغہ
الاستکبار۔ اپنے آپ کو غیر سے بڑا سمجھنا
غرور کرنا۔ مصدر، استفعال، اِسْتَكْبَرَ
يَسْتَكْبِرُ، مُسْتَكْبِرٌ، اِسْتَكْبِرْ،
لَا تَسْتَكْبِرْ۔

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ

(و بود از کافراں۔ یا گشت از کافراں
تھا کافروں سے یا کافروں میں سے
ہوگیا)
ایثار واو حرف فا پر ابی و استکبار
کی اِسْتِقْبَاحِ پر دلالت کرتی ہے
کہ یہ ہر دو فعل محض کفر ہیں نہ کہ سبب کفر
کان، ماضی ع ناقص یا بمعنی صار۔
من، لبعضیہ۔ والمعنی کان فی علم
اللہ تعالی من الکفرین او کان من
القوم الکفرین الذین کانوا فی الارض
قبل خلق آدم او بمعنی صار۔

وَقُلْنَا يٰاٰدَمُ

(و بگفتیم اے آدم۔ اور کہا ہم نے
اے آدم)

وقلنا، ماضی ج م حضرت حوا حضرت
آدم علیہ السلام کے ساتھ اول خطاب
میں شریک نکرنا۔ اس امر کی تنبیہ ہے
کہ مقصود بالحکم حضرت آدم ہیں۔

اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

(متوطن شو تو و زوجہ تو در بہشت۔
پس رہ تو اور تیری عورت بہشت میں)
اسکن، امر ح یہ امر ہے سکنی
بمعنی اتخاذ المکن نہ سکون بمعنی ترک
حرکت سے یقال سَكَنَ، سَكَنًا
وَسُكْنَى الدَّارَ اسے اَقَامَ بِهَا
فهو ساكنٌ جمعہ ساکنون وسکان
السکون آرام پانا۔ وَالسَّكَنَةُ
قیام کرنا ٹھہرنا وطن اختیار کرنا مصدر
ف رض، سَكَنَ، يَسْكُنُ، ساكنٌ
مَسْكُونٌ، اُسْكُنْ، لَا تَسْكُنْ
انت، ضمیر بارز منفصل اصل ضمیر
اَنْ اور حرف تا بیان خطاب ہے۔
زوج، مصحبت۔ شریک رنج و راحت

الجنة ، دار ثواب سرسبز وشاداب
اور گھنے پتوں اور شاخوں والے
درختوں کا باغ)
(وبخورید ازاں باغ بفراغت۔ اور
کھاؤ تم دونوں اس باغ سے دلکی
خوشی یا فراغت سے)
کُلَا ، ص ۲ ح امر اصل اکلا أأکلا ہمزتین
ہے اول ہمزۂ وصل ہے اور ثانی
فائے کلمہ ہے پس ثانی اجتماع ثقلین
کے باعث اور اول تخفیفاً حذف ہوا ہے
الاکل کھانا مصدر ن ، ض مہموز
الفا۔ اَکَلَ ، یَاکُلُ ، اٰکِلٌ ،
مَاکُوْلٌ ، کُلْ ، لَا تَاکُلْ ، ۔
من ، بعضیہ یا زاید ھا ضمیر راجع
بجنۃ بحذف مضاف اسے مطاعمہا
رغدا ، فراغت ۔ خوشحالی ۔ خوشوقتی
اے اکلا رغدا ۔
(از جائے کہ بخواہید ۔ جس جگہ سے ہو ۔)
حیث بمعنی این اسم ظرف مکان مبہم

اے ای مکان من الجنۃ شئتما
شِئْتُمَا ، چاہا تم دونوں نے ۔ تم
دونوں چاہو ۔
ماضی ۲ ح المشیئۃ ، والمشیء
مصدر ک ، ف ۔ مہموز اللام ،
(ونزدیک مشوید ۔ اور نزدیک نہ جاؤ ،
منع عن قرب الشجرۃ مبالغۃ
فی النہی عن اکلہ لان قرب
الشئ یورث داعیۃ ومیلانا
الی ذلک الشئ ۔
لَا تقربا ، ص ۲ ح نہی اَلْقُرْبَانُ
وَالْقُرْبُ ، قریب ہونا مصدر ض
ض ، قَرِبَ ، یَقْرُبُ ، قَرِیْبٌ
قَارِبٌ ، مَقْرُوْبٌ ، اُقْرُبْ
لَا تَقْرُبْ ،
(بایں درخت ۔ اس درخت کے)
ھٰذہ ، اصل (ہا ، ذی) ہا
کلمہ تنبیہ اس سے مخاطب کی رغبت
مطلوب ہوتی ہے ، اور کلمہ ذی

کی "ی"، حرف (ہ) سے بدل گئی ہے۔

الشجرۃ، ال، عہدی۔

شجرۃ، وہ درخت شاخدار جو اپنی ساق پر قایم ہو۔ وتا مظہر وحدۃ شخصی یا نوعی۔ اشجار، جمع

(کہ خواہید شد از ستمگاراں۔ ورنہ ظالموں سے ہو جاؤگے)

ف، جواب امر۔ تکونا، تم دونوں ہو جاؤگے یا بن جاؤگے۔

مضارع ناقص اصل تکونان

من بعضیہ، **الظالمین** جمع ظالم (اپنی جان کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں ڈالنے والا شخص الظلم وضع الشئ فی غیر موضعہ مصدر

اذ، اے اذکر اذ قلنا یا متعلق بانقادوا وا طاعوا

قلنا، ... فعل با فاعل

للملئکۃ، جار مجرور ظرف لغو

اسجدوا، فعل با فاعل

لادم، جار مجرور ظرف لغو

فسجدوا، ... فعل با فاعل

الا، حرف استثنا۔

ابلیس، ذو الحال

ابی واستکبر، ہر دو جملہ اے ابیا مستکبرا حال

و، کان، فعل ناقص

ھو، ... اسم

من الکفرین، متعلق کائنا خبر

اے ترک السجود کا رھا ومستکبرا

ویا ابی واستکبر ہر دو جملہ مستانفہ

عدم سجود کی کیفیت کا بیان (امتناعہ من السجود)

ف۵ الا۔ حرف، استثنا، اگر ابلیس منجملہ ملائکہ سے ہے تو یہ استثنائے متصل ہے اور اگر ان میں سے نہیں بلکہ یہ ایک الگ قسم سے ہے تو منقطع ہے ۱۲

جو استثناء سے مفہوم ہوتی ہے۔ اور جملہ کان من الکفرین جملہ اعتراضیہ ہے۔ اباو استکبار کی تاکید ہے۔

وقلنا، ۔۔۔۔ فعل با فاعل
یاٰدم، ندا و منادی، مفعول
اسکن، ۔۔۔۔ فعل
انت و زوجک، فاعل
الجنۃ، ۔۔۔۔ مفعول
اے اسکن انت ولتسکن زوجک

وکلا، ۔۔۔۔ فعل با فاعل
منہا، جار مجرور، ظرف لغو
رغدًا، ۔۔۔۔ صفت
مصدر محذوف اکلًا، حال

ویا رغدًا ۔۔۔ حال ہے فاعل ہو اسے وکلا منہا اکلاً رغدًا واسعًا اور راغدین مرفہین۔

حیث، ۔۔۔ اسم ظرف مکان مضاف
شئتما، جملہ فعلیہ ۔۔ مضاف الیہ

ویا الجنۃ، مبدل منہ
وحیث، بدل
مفعول کلا

ولا تقربا، فعل با فاعل
ھذہ، ۔۔۔ مبدل منہ
الشجرۃ، بدل
مفعول

ویا ھذہ، موصوف۔
والشجرۃ، صفت۔
اسے ھذہ الحاضرۃ یعنی اسم اشارہ بتاویل مشتق ہو کر موصوف ہے۔

ل۔ انت، ضمیر منفصل یہ ضمیر اسکن کی ضمیر حاضر کی تاکید ہے اور صرف اس غرض کے لئے لائی گئی ہے کہ اس کے ذریعہ سے زوجک کا عطف ضمیر اسکن پر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عطف اصل نسبت میں مشارکت کا باعث ہوتا ہے نہ کیفیت نسبت میں لہذا کہہ سکتے ہیں جاءنی زید لا عمرو حالانکہ معطوف علیہ میں نسبت ہوتی ہے۔ اور ایسے قامت ہند و زید کہنا حالانکہ عامل زید کے لیے تانیث روا نہیں اسلئے قامت زید نہیں کہہ سکتے۔ لہذا اس جگہ بھی عطف سے اصل

اصل کی بنیاد پر مطلب ہے کہ اور اسکن انت و زوجک انتی اسکن انت و لتسکن زوجک الجنۃ ۱۲

فتکونا ، فعل ناقص مع اسم - مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ، .. خبر جواب نہی مثل قولہ وَلَا تطغوا فیہ فیحل اور نصب باضمار ان ہے

اور کان بمعنی صار ہے - اور یا مجزوم المحل ہے اور نون اسکا حذف ہو گیا ہے اور معطوف ہے لقربا پر اور منہی عنہ ہے یعنی نہ اس درخت کے پاس جاؤ اور نہ ظالم ہو گے

ف - واذ قلنا الخ خداوند عالم کی یہ چوتھی نعمت ہے - کہ جب فرشتوں نے معارضہ استحقاقِ خلافت میں اپنے عجز کا اقرار کر لیا - تو اظہار خلوص بپیرایۂ عجز کے لئے ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم سب آدم کی تعظیم بجالاؤ اور سجدہ کرو چنانچہ سب کے سب سجدہ میں گر پڑے - مگر ایک شخص ابلیس کہ سعادت دارین سے بے نصیب تھا کہنے لگا میں آدم سے علم و عمر اور مادہ تکوین میں افضل ہوں اپنے سے ارذل کے سامنے سجدہ نہیں کر سکتا - اسی غرور و تکبر سے وہ راندۂ درگاہ ہو گیا -

بعض حضرات اس آیت مسجود سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السّلام علوی و سفلی تمام فرشتوں سے افضل و اکمل ہیں - کہ بدون اکملیت فرشتوں کو انکے سامنے سجدہ کرنے کا حکم ہونا خلاف حکمت ہے - یہی وجہ ہے کہ ابلیس نے انا خیر منہ کہکر سجدہ سے انکار کر دیا - کیونکہ بدون اعتقادِ عظمتِ مسجود سجدہ کرنا خلاف عقل ہے - میں کہتا ہوں کہ یہ استدلال اسیوقت صحیح ہو سکتا ہے - کہ فرشتوں نے حقیقتاً آدم علیہ السلام کو مسجود بنایا ہو اور اگر آدم کی طرف سجدہ کرنے کی غرض آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا محض قبلہ بنانا ہے نہ مسجود حقیقۃ تو یہ استدلال صحیح نہیں ہو سکتا - کیونکہ ایک شئے کو حقیقتاً سجدہ

کرنا علیحدہ بات ہے اور اسے محض قبلہ بنانا ایک دوسرا قضیہ ہے۔ سجدہ جسکی حقیقت پیشانی کو زمین پر ٹیکنا ہے۔ شرعًا دو طریق پر مستعمل ہوتا ہے۔ اول یہ کہ غرض سجدہ اداے حق معبودیت ہو۔ چونکہ اس سجدہ میں غایت درجہ کی ذلت کا اظہار ہوتا ہے لہذا مسجود کے لیئے غایت عظمت یعنی ذاتی عظمت اور استحقاق معبودیت کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ اور یہ دونوں صفتیں خاصۂ حضرت حق ہیں۔ پس اس قسم کا سجدہ جمیع مذاہب میں غیر اللہ کے لئے حرام و ممنوع ہے۔ اور کسی وقت کسی صورت میں جائز نہیں ہو سکتا۔ طریق دوم یہ کہ غرض سجدہ محض تحیت و تکریم ہو چونکہ اس قسم کے سجدہ میں صرف اتحاد و محبت اور خلوص دلی و یگانگت کا اظہار بپیرایۂ عجز و انکسار و فروتنی کیا جاتا ہے لہذا اس سجدہ کی کیفیت رسوم و عادات و اوقات کے اختلاف و تبدل کے موافق مختلف ہوتی رہتی ہے اور اس کا جواز و امتناع صاحب شریعت کے اجتہاد پر موقوف رہتا ہے اُمم سابقہ میں اس قسم کا سجدہ جائز اور معمول تھا۔ جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور اُنکے والد و بھائیوں کے قصہ میں واقع ہے (وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا) حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کا سجدہ کرنا اسی طریق دوم پر تھا مگر ہماری شریعت میں بدلیل احادیث متواترہ اس قسم کا سجدہ بھی غیر اللہ کے لئے حرام و ممنوع ہے۔ الغرض ایک شے کو قبلہ بنانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ درحقیقت وہ مستقبل سے افضل و اکمل ہے۔ جیسے کہ سید الابرار اشرف الانبیاء والمرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے قبلۂ اہل اسلام (کعبۃ اللہ) اجماعًا افضل نہیں حالانکہ آپ نے مدۃ العمر اسکی طرف سجدہ کیا ہے۔

قتادہ فرماتے ہیں کہ اس سجدہ سے خدمتِ اللہ مقصود تھی اور حرمت آدم کی جیسے کہ نماز جنازہ میں وعا میت کے واسطے عبادت اللہ کی ہوتی ہے مگر حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سجدہ سے عبادت اللہ مقصود نہ تھی صرف آدم کی تحیت کے واسطے تھا اسلئے کہ اگر یہ سجدہ اللہ کی عبادت کے واسطے ہوتا اور آدم صرف بطور قبلہ کے ہوتے تو ابلیس کبھی انکار نہ کرتا۔

ف۴۔ وقلنا یاٰدم الخ ارشاد ہوتا ہے کہ ابوالبشر آدم علیہ السلام کی افضلیت اور عظمت جب ملاءِ اعلیٰ میں تسلیم ہو چکی تو اُسکے رہنے کے لئے ہمنے نعمت کا بھرا ہوا اپنا گھر تجویز کیا اور عام اجازت دی۔کہ جہاں چاہیں رہیں جس طبقے کی آب وہوا پسند کریں وہاں ٹھہریں اسیر کریں، مرغوب اور دلکش میوے کھائیں، فرحت بخش اور راحت افزا خوشبوؤں سے حظ اُٹھائیں مگر ایک خاص درخت کی نسبت فہمایش کردی اور تاکیداً کہا۔کہ اے آدم کبھی اس درخت کے پاس نہ آنا ورنہ گنہگار عاصیوں کی طرح محروم رہجاؤگے۔ اسی فہمایش پر آدم و حوا نے ایک زمانے تک زندگی بسر کی۔لیکن آخر کار شیطانی وساوس ان پر غالب آ گئے اور اُنھوں نے اس ممنوعہ درخت میں تصرف کرلیا اور موجودہ عیش و عشرت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔اس خلاف وعدگی اور عہد شکنی پر ہم نے کہا۔ اب تم دونوں میاں بیوی یہاں سے نکلکر زمین پر جا رہو اور اپنے غمخوار دوست (ابلیس) کے ساتھ جو فی الواقع تمہارا دشمن ہے زندگی بسر کرو۔ اور یہ اس لیے کہ نعمت کی قدر تکلیف اُٹھانے کے بعد ہوتی ہے۔

ابن عطیہ[ف] کا قول ہے کہ اس قید سے جو آدم علیہ السلام وحوا کے لئے لگائی گئی ہے اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ جنت فی الحال ان کو ہمیشہ کے لئے نہیں دیگئی۔ اور یہ کہ ان کی ذریت تکلیف احکام شرعیہ کی قیدوں میں مبتلا ہونے والی ہے اسی وجہ سے جنت میں بھی اللہ نے باوجود اس قدر آزادی اور آسایش دینے کے کسی قدر حکم شرعی کی بھی قید لگادی تاکہ ابھی سے تکلیف شرعی کے عادی ہوں اور فرمانبرداری اور نافرمانی کے نتیجوں سے بخوبی واقف ہوجائیں۔ بعض کہتے ہیں وہ جنۃ جس میں آدم علیہ السلام کو رہنے کی اجازت دی گئی تھی وہ ایک باغ تھا جو آدم علیہ السلام ہی کے لیے امتحاناً بنایا گیا تھا۔ سوائے جنت معروف کے کیونکہ جنت دار نعیم ہے اور مکان راحت ہے دار تکلیف نہیں حالانکہ آدم علیہ السلام کو کہا گیا لایاکل من الشجرۃ۔ اور ایسے ہی ابلیس کافر ہے اور اس کا داخل ہونا ثابت ہے۔ حالانکہ کافر کا دار جنت میں داخل ہونا ہرگز ممکن نہیں اسلیے کہ وہ محض ظلمۃ ہے اور جنت محض نور ہے۔ اور ایسے ہی جنت محل تطہیر و محویت ہے عصیان ومخالفۃ کا اس میں پیدا ہونا بعید ہے۔

و۳۔ قیل سمیت حوا حواء لانہا خلقت من الحی وسمیت امراۃ لانہا خلقت من المرء کما یسمی آدم ادماً لانہ خلق من ادیم الارض (زاہدی)

ف۔ ابن عطیہ۔ ان کا نام عبدالحق بن غالب ہے اور کنیت ابو محمد غرناطہ کے باشندے ہیں۔ فقہ، تفسیر اور احکام اور حدیث ونحو وادب، ولغت، میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ ان کی تفسیر جسکا نام وجیز ہے نہایت معتمد ومقبول ہے۔ سنہ پانسو چھیالیس میں فوت ہوئے ہیں (اکسیر اعظم)

فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ

پس بلغزانید　هر دو را　شیطان　از آنجا　پس برآورد　ایشان را از آن نعمتها که بودند دراں

پس ڈگایا انکو　شیطان نے　اس سے　پس نکال دیا ان دونو نکو اس چیز سے کہ تھے بیچ اسکے

وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ

و فرمودیم　فرو روید　بعض شما　دشمن باشد　بعضے را　و شمارا هست

اور کہا ہمنے　اترو　بعضے تمہارے　واسطے بعضوں کے　دشمن ہیں　اور واسطے تمہارے

فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلٰى حِينٍ ﴿۳۵﴾ فَتَلَقّٰى آدَمُ

در زمین　آرامگاه　و بهره مندی　تا مدتے　پس فراگرفت آدم

بیچ زمین کے　ٹھکانا ہے　اور فائدہ ہے ایک وقت تک　پس سیکھ لیں آدم نے

مِنْ رَبِّهِ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ

از پروردگار خود　سخنے چند　پس بازگشت خدا بمهربانی بروے　هر آئینه اوست بازگردنده

پروردگار اپنے سے　کچھ باتیں　پس پھر آیا اوپر اسکے　تحقیق وہی ہے　پھر آنے والا

الرَّحِيمُ ﴿۳۶﴾ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ

مهربان　فرمودیم　فرو روید　از انجا　همه شما　پس اگر بیاید بشما

مہربان　کہا ہمنے　اترو　اس سے　سب　پس جو آویگی تمہارے پاس

مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

از من　هدایتے　پس هر که پیروی کرد　هدایت مرا　هیچ ترس نیست　بران جماعت

میری طرف سے　ہدایت　پس جو کوئی پیروی کرے　ہدایت میری کی　پس نہیں ڈر　اوپر انکے

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۳۷﴾

ونہ ایشاں اندوہ خورند

اور نہ وہ غم کھائیں گے

فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا پس بلغزانید ہر دو را شیطان از انجا۔ پھر ڈگا دیا۔ یا پھسلا دیا دونوں کو شیطان نے) اسی جگہ سے یا اطاعت حکم سے اے فاصدر الشیطان زلتهما عنها	ف رسببیاے حملها علی الزلة بسببها وتحقیقه اصل د زلتهما عنها وقیل معناه اذهبهما ازَلَّ، ماضی الزَّلَال، والزلل

لے فازلهما الشیطن - پھر پھسلا دیا ان کو شیطان نے اس حکم کی اطاعت سے۔ مفسرین کا اختلاف ہے اس امر میں کہ ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کے پاس کس طرح پہونچا۔ قرآن شریف میں اس قسم کا کوئی مذکور نہیں اور روایات واقوال جو اسلاف سے منقول ہوئے ہیں۔ وہ کچھ ایسے ہیں جو قرین قیاس معلوم نہیں ہوتے۔ مثلاً (۱) سانپ نے ابلیس کو اپنے منہ میں چھپا کر جنت میں پہونچا دیا اور محافظین جنت اس سے غافل رہے۔ (۲) وہ سیر کرتے کرتے باہر چلے آئے تھے وہاں بات چیت ہو گئی (۳) بہشت کے دروازے پر کھڑا رہکر ابلیس نے انکو بلا لیا اور وہاں کچھ سمجھا دیا (۴) ابلیس ایک شیخ کی صورت بنکر سو برس تک بہشت کے باہر پڑا رہا۔ آخر طاؤس کی مشورت سے ہوا بنکر سانپ کے وساطت سے بہشت میں گھس آیا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن اگر کہا جائے کہ یہ ملاقات عالم رویا میں یا عالم خیال میں ہوئی ہے تو اسپر کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ابلیس محافظان جنت کو دھوکہ دیکر یا ان سے چھپ چھپا کر اگر بہشت میں پہونچ سکتا ہے تو عالم رویا میں اسے کوئی منع نہیں کر سکتا۔

پھسلانا۔ شئے کا ثابت و قائم ہونے کو بعد پھسل جانا و بمعنی خطا یقال زلہ فی دینہ اسے اخطاء مصدر افعال مضاعف
آزَلَّ، یُزِلُّ، مُزِلٌّ۔ آزِلْ، لَا تَزِلْ،
هُمَا، ضمیر تثنیہ راجع بآدم و زوجہ او
شَیْطَانُ، اسم غیر منصرف بوجہ علمیت و الف و نون زائدتان۔ ماخذ شطن، یا شاط۔
عَنْهَا، عن بمعنی تجاوز و یا بمعنی رب سببیہ و مرجع ضمیر جنۃ یا شجرۃ اسے ازل بہا۔

فَاَخْرَجَهُمَا (کہ بیروں کرد آں ہر دو را۔ پس نکال دیا ان دونوں کو)
ف، تعلیلیہ یا سببیہ کیونکہ اخراج ہی دوری نعمتوں کا سبب ہے۔
اَخْرَجَ، ماضی ع الاخراج، نکالنا۔ باہر کرنا۔ مصدر افعال، اَخْرَجَ، یُخْرِجُ، مُخْرِجٌ۔ اَخْرِجْ، لَا تُخْرِجْ۔

مِمَّا كَانَا فِيْهِ (ازاں کہ بودند ہر دو۔ وہاں سے کہ وہ دونوں تھے)
مِن، ابتدائیہ۔ مَا، موصولہ یا نکرہ موصوفہ اسے من مکان آو من النعیم الذی کانا فیہ۔ (جمل)
فِیْهِ، مرجع ضمیر جنۃ ہے اگر عنہا کی ضمیر کا مرجع شجرۃ ہے اور اگر وہ جنۃ کی طرف راجع ہے تو فیہ کی ضمیر عزت و کرامت کی طرف راجع ہوگی۔

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا (و بگفتیم فرو روید۔ اور ہمنے کہا تم سب اتر جاؤ)
قُلْنَا، ماضی جمع متکلم۔ اهبطوا، امر جمع حاضر۔ الھبوط اترنا۔ اسے اعلےٰ مکان سے ادنیٰ کی طرف حرکت کرنا اور مکان میں داخل ہونا اضداد سے ہے۔
مصدر ف، ک دمضارع ش بضم عین نیز آمدہ۔ هَبَطَ، یَهْبِطُ، یَهْبُطُ، هَابِطٌ، مَهْبُوطٌ، اِهْبِطْ، لَا تَهْبِطْ
یُقَالُ هَبَطَ فلان من الجبل

ای نزل ومن موضع الی موضع اٰخر

اے انتقل،

(بعض از شما بعض دیگرا دشمن باشد۔

ایک تمہارا دوسرے کا دشمن ہے)

بعض، ایک جزو شے کے چند اجزا سے

یا ایک شخص جماعت اور گروہ سے۔

اصل میں مصدر ہو بمعنی قطع اور اس کا اطلاق

جزو شے پر ہوتا ہو اور مثل کل کے ہے

لزوم اضافہ میں اسپر لام داخل نہیں ہوتا۔ اور

ضمیر مفرد وجمع ہر دو اسکی طرف راجع ہوسکتی ہیں

لبعض، لام زائد۔

عدو، (دشمن وحاسد وبدخواہ) واحد

باعتبار لفظ بعض یا باعتبار مشابہت

وزن فعل (جمل)

(وشمارا است در زمین آرام گاہ۔ اور

تمہارے لیے ہے زمین ٹھکانا)

اے انہا مستقر کم حالتی الحیاۃ

والموت۔

مستقر، اسم ظرف مکان آرام گاہ

قیام اور ٹھہرنے کی جگہ ویا بمعنی استقرار

اے آرام یا مصدر

(و بہرہ مندی است تا مدتے۔ اور

فائدہ ہے ایک وقت تک)

متاع، ساز وسامان زندگی۔ فائدہ

مندی اور یہ ماخوذ ہے متع النہار اذا

ارتفع سے اور اس کا اطلاق انتفاع ممتد پر

ہوتا ہے۔ الی، غایت زمان۔

حین، زمانہ مبہم وزمان ممتد اسم زمان

ویا بمعنی موت وقیامت۔

(پس فرا گرفت آدم۔ پھر سیکھ لیں آدم نے

ف، اے اصیہ ویا لتعقیب للدلالۃ علی

ان التوبۃ حصلت عقب الامر

بالھبوط۔

تلقی، ماضی التلقی کچھ لینا فائدہ

اٹھانا کسی سے۔ دوسرے سے

سامنے ہو کر ملنا مصدر تفعّل ناقص

تلقّی۔ یتلقّی، متلقٍّ، تلقِّ،

لا تتلقّ۔

فتلقی آدم من ربه کلمات

(از پروردگار خود سخنے چند۔ اپنے
مالک سے چند باتیں)
اے عرفه وجوب التوبة و
کونها مقبولة ولیس المراد بان
الله تعالی عرفه حقیقت التوبة
لان المکلف یعرف ماهیة التوبة
من، ابتدائیہ یا زائد۔
کلمات، جمع کلمہ پُراثر کلام

فتاب علیه

(وباز گشت خداوند بمہربانی بروے
یا توبۂ او قبول کرد۔ پھر اپنی مہربانی
سے اُسپر متوجہ ہوا۔
تاب، توبہ کی اس نے۔ مہربان
ہوا وہ ماضی التوبة الرجوع[۱]
فیقال فی العبد تاب الی ربه
کہ غلام اپنے مالک کی طرف نافرمانی سے
واپس رجوع ہوا۔ ویقال فی الرب
تاب علی عبدہ کہ مالک اپنے
غلام کی طرف مہربانی اور احسان سے
متوجہ ہوا اور گناہ اور اُسکی سزا سے
درگزرا۔ اصطلاح شرع میں گناہ
کے اقرار اور اسپر ندامت و پشیمانی
کے ظاہر کرنے اور دوبارہ نہ کرنے
پر عزم بالجزم کرنے کو توبہ کہتے ہیں
مصدر ف۔ ض، تاب، یتوب
تائب۔ متوب، تب، لا تتب
علیه، مرجع ضمیر آدم

انه هو التواب الرحیم

(ہر آئینہ اوست توبہ قبول کنندہ وپذیرندہ
ومہربان۔ وہی ہے معاف کرنیوالا مہربان
انه، ان، حرف موکد مضمون جملہ۔
ہ، ضمیر شان[۲]۔

۱۔ التوبة۔ اس کے اصل معنی رجوع کے ہیں
لہذا عبد و رب دونوں اس میں شریک ہیں
اور فعل کی نسبت صلہ سے تمیز پاتی ہے۔ فیقول فی العبد تاب الی ربه اے رجع عن ذنبه ویقال
فی الرب تاب علی عبدہ اے رجع علی عبدہ بالکرم والجود۔

۲۔ ضمیر شان وقصہ اسکو ضمیر مجہول بھی کہتے ہیں، کتاب مغنی میں آیا ہے کہ یہ ضمیر پانچ وجوہ سے

ھو، ضمیر مرفوع مفید حصر۔

التواب، کثرت سے توبہ قبول کرنیوالا

صیغہ مبالغہ بوجہ کثرت قبول توبہ یا بوجہ

کثرت تائبین۔

الرحیم، صفت موکد تواب

(وبگفتیم فرو روید ازانجا ہمہ۔ ہمنے کہا اتر جاؤ نیچے جاؤ تم سب)

قلنا۔ ماضی ج م

اھبطوا، امر ج ح

من، ابتدائیہ۔ وضمیر راجع بجنۃ

جمیعا، اے مجتمعین تاکید یا حال

(پستر اگر بیاید۔ پھر جو پہنچے تم کو)

ف، مظہر ترتب مابعد بر ہبوط۔

امّا، اصل (ان ما) اِن شرطیہ

قیاس کے مخالف ہے اول یہ لازمی طور پر اپنے مابعد کی طرف عاید ہوا کرتی ہے۔ اس لئے کہ جو اسکی تفسیر کرنے والا ہوتا ہے اس کا کل یا جز کچھ بھی اسپر مقدم ہونا جائز نہیں ہوتا۔ دوم یہ کہ اس کا مفسر جملہ ہی ہوتا ہے کوئی اور شے نہیں ہوتی۔ سوم یہ کہ اسکے مابعد کوئی تابع نہیں آتا چنانچہ نہ اس کی تاکید ہوتی ہے نہ اسپر عطف کیا جاتا ہے اور نہ اس سے بدل ڈالا جاتا ہے۔ چہارم یہ کہ اس میں ابتدا یا اس کے ناسخ کے سوائے اور کوئی چیز عمل نہیں کرتی۔ پنجم یہ کہ وہ افراد (مفرد ہونے) کو لازم لیا کرتی ہے اس کی مثال ہے۔ قولہ تعالی "قل ھو اللہ احد" "فاذا ھی شاخصۃ ابصار الذین کفروا"، و "فانھا لا تعمی الابصار" اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ یہ مخبر عنہ (مسند الیہ) کی تعظیم اور بڑائی پر دلالت کرتی ہے یوں کہ پہلے اس کا ذکر مبہم طریقہ سے کرکے پھر اسکی تشریح کیجائے۔ ابن ہشام کہتا ہے کہ جہاں تک ضمیر کا احتمال ضمیر شان کے علاوہ کسی اور ضمیر پر ہو سکے اسوقت تک کبھی اسکو ضمیر شان پر محمول نہ کرنا چاہیے اور اسی وجہ سے قولہ تعالی "انہ یرٰکم" کے بارے میں زمخشری کا یہ قول کہ "اِنّ" کا اسم ضمیر شان ہے۔

۵۔ اِمّا، الفارسی کہتا ہے کلام مجید میں جتنے مقاموں پر "امّا" کے بعد کوئی شرط واقع ہوئی ہے

وما تاکیدیہ

یَاْتِیَنَّ، مضارع موکد بنون تاکید ثقیلہ مجزوم المحل۔ الاتیان، آنا مصدر۔ اَتٰی، یَاْتِیْ، اٰتٍ، مَاْتِیٌّ، اِئْتِ، لَاتَاْتِ۔

(از من ہدایتے۔ میری طرف سے ہدایت)

مِنِّیْ، مِنْ، ابتدائیہ ویائے متکلم

هُدًی، ہدایت رہنما۔ راہ واضح یعنی مصدر بمعنی فاعل ویا اسم نکرہ بمعنی مطلق۔

(پس ہرکہ پیروی کردیا آنانکہ از پے گروند ہدایت مرا۔ پس جو کوئی چلا۔ یا جو لوگ پیروی کریں میری ہدایت کی۔

قال البیضاوی کرر لفظ الهدی ولم یضمر لانّه اراد بالثانی اعم من الاول وهو ما اتی به الرّسل و اقتضاه العقل ای تبع ما اتاه مراعیاً فیه ما شهده العقل۔

فَ، رابط۔

تَبِعَ، ماضی۔ اتباع۔ پیروی کرنا۔ ہدایت کے موافق عمل کرنا مصدر از ف تَبِعَ، یَتْبَعُ، تَابِعٌ، مَتْبُوْعٌ اِتْبَعْ، لَاتَتْبَعْ۔

هُدَایَ، بیائے متکلم۔ وهدی مصدر بمعنی فاعل، و مراد رہنما۔ ویا اسم ومراد شریعت وقرآن۔

(ہیچ ترسے نباشد برایشاں۔ کچھ ڈر ان پر نہیں ہے)

وہ نون تاکید کے ساتھ ضرور موکد کی گئی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ما کے داخل ہونے سے فعل شرط اسی تاکید سے مشابہ ہوجاتا ہے جو فعل قسم میں لام کے داخل ہونے سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ جس طرح قسم کے بارے میں لام تاکید کا فائدہ دیتا ہے اسی طرح شرط میں ما سے تاکید آتی ہے اور ابوالبقا کا قول ہے کہ ما کی زیادتی اثبات کا پتا دیتی ہے کہ یہاں تاکید کی شدت مراد ہے (اتقان)

خوف، اس رنج و غم کو کہتے ہیں۔ جو نفس کو کسی مکروہ امر کی توقع یا امید و آرزو کے نہ بر آنے کے خیال سے حاصل ہوتا ہے۔ و بمعنی موت و خسارہ مراد اسجگہ نفی عقاب ہے۔

ھو، ضمیر رجع راجع بمن، باعتبار معنی (ونہ ایشاں اندوہ خورند۔ اور نہ وہ لوگ غم کھائیں گے)

یحزنون، مضارع الحزن[1] دلگیر ہونا۔ غمگین ہونا۔ اور حزن اس رنج کو کہتے ہیں جو کسی مرغوب اور محبوب شے کے فوت اور گم ہو جانے سے عارض ہوتا ہے۔ مراد نفی ثواب ۱۲

مصدر ک، ف، حَزِنَ، یَحْزَنُ، حزینٌ، مَحْزُونٌ، اِحزَنْ، لَاتَحْزَنْ۔

ازل، ... فعل، الشیطان، فاعل، ھما، مفعول، عنھا، جار مجرور ظرف

کانہ قیل فما شانھما بعد الاسکان الجنۃ فقیل فازلھما الخ

ف۔ اَخرجَ، ... فعل مع الفاعل

ھما، ... مفعول

من ماکانا فیہ، ظرف لغو

اے اکلا فاخرجھما مما کانا فیہ

من، حرف جار۔ ما ... موصولہ

کانا، فعل ناقص۔ ضمیر، اسم

فیہ، متعلق ثابتین و خبر

وقلنا، ... فعل با فاعل

اھبطوا، فعل با فاعل ذوالحال

بعضکم لبعض عدو، حال

اے اھبطوا متعادین بعضکم لبعض

[1] الحزن ضد السرور ماخوذ من الحزن وھو ما غلظ من الارض فکانہ ما غلظ من الھم ولا یکون الا فی الماضی علی المشھور وقدم الضمیر اشارۃ الی اختصاصھم بانتفاء الحزن وان غیرھم یحزن والمراد بیان دوام الانتفاء لابیان انتفاء الدوام لما تقرر فی محلہ ان النفی وان دخل علی نفس المضارع یفید الدوام والاستمرار بحسب المقام

[حاشیہ:] ھذا قال الاستاذ کی ... ۱۲

یا بعضکم، ۔۔۔۔ مبتدا
لبعضٍ، متعلق عدوٌ، خبر
یا لبعض متعلق ثابت وصفت عدوٌ
ولکم فی الارض، ہر دو ظرف
متعلق کائن خبر مقدم
مستقرٌ ومتاعٌ، مبتدا
الی حین، جار مجرور متعلق ثابت و
وصفت متاع۔
ویا الی حین، مفعول متاع ۔
ف، تلقی، فعل، ادم، فاعل
من ربہ، متعلق کائنۃ حال
کلمات، ۔۔۔ ذی الحال
در حقیقت من ربہ کلمات کی صفت ہی
مگر جب وہ مقدم ہے تو حال کے اعتبار
سے منصوب المحل ہے (اعراب) اور
یا متعلق بتلقی ہے بمعنی تلقنہ
ف، تاب علیہ ؍ جملہ فعلیہ معطوف بر سابق
ان، مشبہ بفعل ضمیر ؍ اسم
ھو، ضمیر تاکید ضمیر اول

التواب الرحیم، موصوف صفت خبر
قلنا، ۔۔۔۔ فعل با فاعل
اھبطوا، فعل با فاعل ذو الحال
جمیعًا، ۔۔۔۔ حال
منہا، جار مجرور ظرف لغو
ف۔ امّا، ۔۔۔۔ حرف شرط
یاتینّ، ۔۔۔۔ فعل
ھدی، ۔۔۔۔ فاعل
کم، ۔۔۔۔ مفعول
منی، ۔۔۔۔ ظرف لغو
فاتبعوہ، ۔۔۔ محذوف جزا
ف، من، ۔۔۔۔ مبتدا
تبع، ۔۔۔ فعل مع الفاعل
ھدای، ۔۔۔۔ مفعول
ف، لا، حرف نفی
خوفٌ، ۔۔۔۔ مبتدا
علیہم، متعلق ثابت ۔ خبر
و۔ لا، حرف نفی ۔ ھم، مبتدا
یحزنون، جملہ فعلیہ ۔۔۔ خبر

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ

وکسانیکہ نہ گرویدند　و دروغ داشتند آیتہائے　ایشان اند

اور جو کہ کافر ہوئے　اور جھٹلایا نشانیوں ہماری کو　یہ لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۸﴾

باشندگان دوزخ　ایشان　درانجا　جاویدند

رہنے والے آگ کے ہیں　وہ بیچ اس کے　ہمیشہ رہیں گے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا (آنانکہ کافر شدند و بدروغ داشتند۔ جو لوگ نہ ایمان لائے اور جھٹلائے) کَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِاٰيٰتِهٖ وَكَذَّبُوْا بِهَا

كَفَرُوْا، ماضی ج ع **كَذَّبُوْا** ماضی ج ع

التکذیب، جھٹلانا مصدر تفعیل

کَذَّبَ، یُکَذِّبُ، مُکَذِّبٌ، مُکَذَّبٌ، کَذِّبْ، لَا تُکَذِّبْ،

بِاٰيٰتِنَا (آیت ہائے مارا۔ ہماری آیتوں کو)[1]

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ (ایشان اند باشندگان دوزخ۔ وہی لوگ ہیں دوزخ کے رہنے والے)

اَصْحَاب، جمع صحب جمع الجمع صاحب (ملازم) ویا جمع صاحب وجمع فاعل بروزن افعال شاذ ہے۔ اور صحبت قربت وملازمت کو کہتے ہیں۔

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (ایشان درانجا دائم مانند۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے) **هُمْ** ضمیر مفید حصر

[1] ۔ ایات جمع آیۃ بمعنی علامت ونشان، حکم شرعیہ۔ ماخذ ای و اصل آیۃ اییۃ بفتحات ہے یا ساولی متحرک ہونے اور ماقبل مفتوح ہونے کے باعث الف سے بدل ہوئی ہے خلاف قیاس مثل غایۃ ور ایۃ کسائی کہتے ہیں اصل میں اٰیِیَۃٌ لفاعلۃ ہے قیاس مقتضی ادغام ہے لیکن تخفیفا اسے ترک کردینے کے بعد عین کلمہ حذف کردیا گیا ہے فداء کہتے ہیں کہ وزن اس کا فعلہ بسکون عین ہے ماخذ اسکا تای القوم اذا اجتمعوا ہے جمع ایاء کا فعال ہے۔

خٰلِدُوْنَ، جمع خالد، مصدر الخلود یعنی دوام۔ صفت

الذین ...... موصول
کفروا، جملہ معطوف علیہ
کذبوا بایاتنا، معطوف
} صلہ } مبتدا

اُولٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ...... خبر

م علیٰ فمن تبع قسیم لہ کانہ قال فمن لم یتبعہ۔

اولئک ...... مبتدا
اصحٰب النار، ذوالحال } خبر

ھم ...... مبتدا
فیھا خٰلدون، خبر } حال

یا۔ اولئک ...... مبتدا
اصحاب، مضاف
النار، ذوالحال
ھم فیھا خلدون، حال } خبر

کیونکہ وہ ضمیر نار پر مشتمل ہے اور عامل معنی اضافۃ ہے یا لام مقدرہ۔

ویا اولئک، مبتدا۔ اصحاب النار، خبر
ھم فیھا خلدون، خبر بعد خبر

ف فتلقّٰی اٰدمُ، اس آیت میں حضرت آدم علیہ السلام کے دوبارہ مشرف ہونیکا ذکر ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے حقیقی مالک سے عتاب آمیز کلام سُنا۔ اور بہشت سے نکلکر زمین پر (سراندیپ میں) قیام پذیر ہوئے تو اپنی لغزش پر سخت نادم ہوکر گریہ وزاری کرنے لگے۔ بیقراری اور شدت غم سے کھانے پینے اور آرام لینے کی سُدھ نہ رہی حضرت حوّا کی یاد بھول گئے۔ اور ایک زمانہ تک اسی تباہ حالت میں پھرا کئے آخرکار آپ کے عالم یاس وبیکسی کے دردناک آوازوں، شب گیر نالوں، اور سحری سرد آہوں نے رحمت الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ کہ بذریعہ الہام تلافی مافات کی اُنہیں توفیق عطا فرمائی گئی۔ اور بذریعہ درخواست (ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا

وترحمنا لنکونن من الخٰسرین) آپ کے جرائم معاف کردئے گئے۔ سچ ہے جرائم و معاصی کا معاف کرنیوالا اس تنہا بے مثل سچے مالک کے بغیر اور کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اور وہ بڑا مہربان اور بہت ہی بخشش کرنیوالا ہے۔

ف۲ فتاب علیه ۔ التوبۃ الرجوع ۔ توبہ تین چیزوں ۔ علم ۔ حال اور عمل سے مرکب ہے یعنی مجرم جب اپنے گناہ کے ضرر اور اسکے برے اثر پر مطلع ہوجاتا ہے اور اسکے ذہن میں اسکی برائی کا خیال پوری طرح جم جاتا ہے تو اس یقینی علم سے اس کے دل میں ایک گونہ طپش اور بیقراری پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے آہستہ آہستہ وہ اپنے مافات پر تاسف کرنے لگتا ہے یہ تاسف حالاتِ دل سے ایک حالت ہے جسکو ندامت سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ اس حالت کے تین متعلقات ہیں (ماضی) جس سے مجرم تلافی مافات میں کوشش کرنے لگتا ہے۔ (حال) جس سے عاصی ضرر رساں حرکت کو فوراً چھوڑ دیتا ہے (استقبال) جس سے وہ یہ پختہ ارادہ کرلیتا ہے کہ آئندہ ایسا جرم اور ایسی ضرر رساں حرکت کبھی نہیں کریگا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حقیقت توبہ چھ چیزوں سے مرکب ہے۔ (۱) گناہان گذشتہ پر ندامت کرنا (۲) آئندہ کے لئے ترک گناہ کا مصمم ارادہ کرلینا۔ (۳) تلافی مافات میں مشغول ہونا (۴) جس شخص کا نقصان ہوا ہے اسکے حقوق کو پورا کرنا (۵) اس گوشت اور خون کو گلانا جو مال حرام سے پیدا ہوا ہے۔ (۶) نفس کو طاعات و ریاضیات شرعیہ کی تلخی چکھانا بقدر حلاوت معصیت (عزیزی)

ف ۳ ۔ قلنا یاٰادم الخ یہ جملہ اسی پہلے جملے اھبطوا الخ کی تاکید ہے یا دونوں سے دو امر مقصود بالذات ہیں۔ اول سے بنی آدم کی باہمی عداوت اور دنیا میں ہمیشہ نہ رہنے کا اظہار اور دوسرے سے شرعی تکالیف کی پابندی کا اظہار مقصود ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہمنے آدم و حوا اور اُسکی مقدرہ بالقوۃ اولاد سے کہدیا کہ اب تم سب جنت سے نکلکر زمین پر جا رہو اور آیندہ کے لئے ہماری ہدایت پر چلنے والے البتہ ہمیشہ کے لئے بہشت میں داخل کئے جائیں گے اور انہیں کسی قسم کا دُکھ درد اور رنج نہ ہوگا لیکن ہماری شریعت سے انکار کرنے اور ہمارے برگزیدہ بندوں کی نافرمانی کرنے والے بہشت سے محروم اور ابد الاباد تک دوزخ کی دہکتی آگ میں جلتے رہیں گے۔ ابن عساکر[۵۱] نے سلمان[۵۲] فارسی سے روایت

۵۱ ۔ ابن عساکر حافظ الحدیث علی ابن الحسین دمشقی شافعی صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اور تاریخ دمشق ان کی بڑی معتبر اور مشہور کتاب ہے۔ محدثین انکو ثقہ اور حجت سمجھتے ہیں ۴۹۹ھ میں پیدا ہوئے بغداد میں علم حاصل کیا۔ آپ کے شیوخ دو ہزار تین سو سولہ ۲۳۱۶ ہیں جن سے انہوں نے حدیث سنی ہو۔ ۵۷۱ھ میں انکا انتقال ہوا ہے ۱۲

۵۲ ۔ سلمان فارسی ابوعبداللہ۔ انکو سلمان بن اسلام و سلمان الخیر بھی کہتے ہیں۔ آپ اصفہان کے رہنے والے تھے۔ یہ مشہور ہے کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی کو دیکھا تھا الغرض آپ بڑے طویل العمر صحابی گزرے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ کی عمر ڈھائی سو برس کی اوپر تھی آپ نے اپنا ملک تلاش علم و طلب حق میں چھوڑا ہے عالموں اور عابدوں کی صحبت آپکو پسند تھی۔ آخر اس تلاش میں آپ نے مدینہ منورہ کی طرف سفر کیا اتفاقاً راستہ میں پکڑے گئے اور غلام بنکر دس بارہ برس تک غلامی کی حالت میں مدینہ منورہ میں رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی ہے۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اُتارے گئے تو زمین ہند میں اُترے۔

يٰبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

اے فرزندان یعقوب یاد کنید آں نعمت مرا کہ ارزانی داشتم برشما

اے بیٹے یعقوب کے یاد کرو نعمت میری کو جو انعام کی میں نے اوپر تمہارے

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ

و وفا کنید بہ پیمان مرا تا وفا کنم پیمان شمارا و از من

اور پورا کرو عہد میرا پورا کروں گا عہد تمہارے کو اور مجھ ہی سے

سے ملے اور آپ کا وعظ سنا تو فوراً مسلمان ہو گئے۔ اُن کے مالک نے یہ شرط کی تھی۔ کہ وہ خرما کا ایک باغ لگا دیں جس میں تین سو درخت ہوں اور قریب ہزار چھ سو درہم کے سونا ادا کریں تو آزاد ہو جاویں انکی اس شرط کے ادا کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت مدد کی کل درخت باغ کے آنجناب نے علیہ الصلوٰۃ نے اپنے مبارک ہاتھ سے نصب کیئے اور سب مسلمانوں کو امداد کا حکم فرمایا چنانچہ سب نے ملکر سونا بھی ادا کر دیا۔ اور حضرت سلمان کو آزاد کرا لیا۔ عبد البر سے ایک قول منقول ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ مگر اس میں سب کا اتفاق ہے۔ کہ وہ غزوۂ خندق میں شریک تھے۔ بعد اسلام انہوں نے نکاح بھی کیا ہے۔ آپ نہایت عابد زاہد غضب خیز تھے اپنے ہاتھ سے بوریا بنا کرتے تھے اور اسی کی محنت کی مزدوری سے کہاتے پیتے تھے اس کے سوائے جو کچھ انہیں ملتا تھا وہ محتاجوں پر صدقہ کر دیتے تھے ۳۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا ہے۔ ۱۲

بقیہ صفحہ ۲۵۰ سے

فَارْهَبُوْنِ ۝ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا

بترسید و ایمان آرید بآنچہ فرو آوردہ ام باور کنندہ

پس ڈرو اور ایمان لاؤ ساتھ اس چیز کے جو اتاری میں نے سچا کرنے والی ہے

لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۠ وَلَا

آنچہ باشما است و مباشید نخستین منکر او و

اس چیز کو جو ساتھ تمہارے ہے اور مت ہو کافر ساتھ اسکے اور

تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ (۴۱)

مستانید عوض آیتہاے من بہاے اندک را و از من حذر کنید

مت مول لو بدلے آیتوں میری کے مول تھوڑا اور مجھ سے پس ڈرو

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (اے فرزندان یعقوب۔ اے یعقوب کے بیٹو)

یا، حرف ندا۔ بنی اصل بنین جمع ابن تشبیہ بجمع تکسیر ہے کیونکہ بناے مفرد اس میں قائم نہیں اور اسی لئے اسکے فعل میں تاے تانیث الحاق کرتے ہیں مثل قالت بنو عامر اور یہ اولاد ذکور کے لئے خاص ہے لیکن اضافت کیحالت میں ذکور واناث دونوں پر اطلاق کیا جاتا ہے۔

اسْرَائِیْل، لقب حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام اسم عجمی

سلہ اسرائیل، اسم عجمی غیر منصرف بمعنی عبداللہ وصفی اللہ۔ یہ لفظ عبرانی ہے بمعنی اہل اللہ۔ اور اسرا عبد کو کہتے ہیں یا بنی اسرائیل خطاب میں مرد وعورت تمام ملحوظ ہیں اگرچہ ابن اولاد ذکور پر استعمال ہوتا ہے اور بنی اصل میں بنین ہے نون بوجہ اضافت ساقط ہوا ہے۔ اور یہ جمع سالم نہیں کیونکہ اس کا واحد در اصل بنو اسم ناقص وادی ہے ۲۔

غیر منصرف وبنی اسرائیل نسل یعقوب
علیہ السلام انہیں کو یہود بھی کہتے ہیں
(اذکروا نعمتی) یاد کنید نعمت ہائے مرا۔ یاد کرو میرا
احسان۔ یا میری نعمتیں)
اذکروا، ج ح امر الذکر یاد کرنا خیال
کرنا مصدر ف۔ ض ذکرَ۔ یذکرُ
ذاکرٌ۔ مذکورٌ۔ اذکرُ۔ لاتذکرُ
نعمتی، بیائے متکلم۔ نعمت الذت
واستلذاذ اور وہ اشیاء جن سے
لذت حاصل ہوتی ہے اور وہ چیز جس سے
انعام کیا جائے اسم جنس ویا شبیہ
بفعل بمعنی مفعول
محققین کے نزدیک نعمۃ اس امر کو
کہتے ہیں جس سے عاقبت نیک ہو۔
اضافت مفید استغراق ونعمۃ لفظاً
واحد ومعناً جمع ہے۔
(التی انعمت علیکم) ان نعمتہا کہ ارزانی داشتم بر شما
وہ نعمتیں یا احسان جو میں نے تم پر کیا
ہے۔

اَنْعَمْتُ، اسے انعمت بہا ضمیرہ
عائدٌ الی الموصول فحذف حرف الجر ثم
حذف ضمیرہ۔
اَنْعَمْتُ، ماضی ارم الانعام احسان
کرنا مصدر۔
(واوفوا بعہدی) (ووفا کنید بعہد من۔ اور پورا کرو پیمان
میرا۔ یا عہد واقرار میرا)
عہدی، بیائے متکلم۔ اقرار واجب
الاوا اور وہ وعدہ جس کی حفاظت ضروری
سمجھی جائے۔
(اوف بعہدکم) (تا وفا کنم بعہد شما۔ پورا کرونگا میں تمہارا
وعدہ واقرار۔)

لہ اوفوا بعہدی اے بالتامل فی الدلائل الدالۃ
علی التوحید یقال اوفی ووفی مخففا ومشددا
بمعنی وقال ابن قتیبۃ اوفیت بالعہد
ووفیت بہ واوفیت الکیل لاغیر والمعنے
اوفوا العہدی بالایمان والطاعۃ اوف
بعہدکم بحسن الاثابۃ واوفوا بعہدی اے
اوفوا بما عاہدتمونی من الایمان ۱۲

اوف - فعل مجزوم کیونکہ جواب امر ہے۔
المراد بہ الثواب والمغفرۃ - والعہد
یضاف الی المعاھد بالکسر والمعاھد
بالفتح ولعل اولاً اضاف الی
الفاعل وثانیاً الی المفعول فان
اللہ تعالیٰ عہد الیھم بالایمان
ووعدھم بالثواب اوفی کلیھما
اضاف الی المفعول اے اوفوا بما
عاھد تمونی - اوف بما عاھد تکم -
(وازمن بجز سید - اور مجھ سے پس ڈرو)
ایای ، ضمیر واحد متکلم منفصل منصوب
بفعل محذوف -
فرھبون - ف ، جزائیہ دجواب
امر مقدر -
اے تنبھوا فارھبونی - پس اگر
تعقیب زمانی مراد ہے تو غرض اس سے
طلب استمرار ترہیب ہے جمیع ازمنہ میں
بلا تخلل فاصل اور اگر تعقیب رتبی مراد ہے
تو مفاد اس کا طلب ترقی ہے من

رھبۃ الی رھبۃ علیا تقدیر عبارت یہ ہے
ایای ارھبوا فارھبونی والمعنی ان
کنتم متصفین بالرھبۃ فخصونی
بالرھبۃ وحذف متعلق الرھبۃ
للعموم اے ارھبونی فی جمیع
ماتاتون وتذرون او ارھبونی
فی نقض العھد -
ارھبون ، اصل ارھبون" ی" با نون
وقایہ ویائے متکلم - جو حذف ہوئی ہے
صیغہ سے اسلئے کہ وہ فاصلہ ہے -
مبح امر ، الرھب بالضم ویا بالفتح -
ڈرنا ، خوف کرنا خصوصاً وہ ڈر جو
کسی کے ادائے حق میں کوتاہی
اور تقصیر کرنے سے دل میں پیدا ہوتا
ہے مصدر ک ، ف
رَہِبَ ، یَرْہَبُ ، رَاہِبٌ ، مَرْھُوبٌ
اِرْھَبْ ، لَا تَرْھَبْ

(وایمان آرید بانچہ فرو فرستادم -
اور ایمان لاؤ اسپر جو بھیجا یا اتارا میں نے)

اے اٰمنوا بما انزلت علی محمد ان کنتم ترید ون المبالغۃ فی الایمان بالتوراۃ والانجیل فاٰمنوا بالقراٰن فان الایمان بہ یوکد الایمان بالتوراۃ والانجیل و یا اٰمنوا بمحمد وبالقراٰن مصدقا للتوراۃ والانجیل

مصدقا لما معکم (باور دارندہ یا باور کنندہ است آں چیزرا کہ برشما است یا باشما است۔ سچا کرنے والا اس چیز کو جو تمہارے پاس ہے یا جو تمہاری کتاب میں ہے

مصدق۔ تصدیق کنندہ، اسم فاعل والمعنی بتصدیقہ لہا انہ نازل ۱۲

لما، ل، صلہ فعل مقویہ، ما موصولہ یا موصوفہ۔

معکم، مع بمعنی نزدیک و ہمراہ اسم ظرف ومعنی ما معکم اے مافی کتابکم

ولا تکونوا اول کافر بہ (و مباشید نخستین منکر بآں۔ اور نہ ہو پہلے منکر ساتھ اس کے)

اے اوّل کافر بہ من اھل الکتاب یا اول من جحد بالمعرفۃ

لا تکونوا، جمع مذکر حاضر نہی مجازاً۔ اوّل افعل بالمعنی لا فعل من لفظہ لان فاءہ وعینہ واو وقد دل استقراء علی انتفاء الفعل لما ھو کذلک قبل اصلہ اوأل بمعنی تبادر من وال علی وزن سال ابدلت ھمزۃ واواً من غیر قیاس یا اصلہ أأول یا وَوْوَل علی فوعل قلبت ھمزۃ واواً اوالواو ھمزۃ فادغمت بمعنی رجوع۔

بہ، اے بما انزلت وھو القراٰن او التوراۃ۔

ولا تشتروا باٰیاتی ثمنا قلیلا (و بدل مکنید۔ اور نہ مول لو)

اے لا تستبدلوا۔ لا تشتروا، جمع مذکر حاضر نہی۔ الاشتراء خرید و فروخت کرنا۔ مول لینا۔ مصدر۔

ف اے لا تستبدلوا بآیات التوراۃ بیان نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وبایاتی ثمنا قلیلا

(بایتہاے من بہاے اندک را میری آیتوں پر مول تھوڑا۔ یا بدلے آیتوں کے مول تھوڑا۔)

محذوف مضاف۔ اے بالایمان بایاتی۔

ب، عوضیہ ایاتی، بیاے متکلم۔

ثمن، عوض مبیع۔ مول وقیمت۔

اثمن۔ ثمنۃ۔ اثمان جمع

قلیل، صفت مشبہ جمع اقلاء قُلُل

والمراد بالثمن حظوظ الدنیاء الفانیۃ القلیلۃ۔

وایای فاتقون

(واز من پس بترسید۔ اور مجھ سے پس ڈرو)

ایای، ضمیر واحد متکلم منفصل منصوب

ف، جزائیہ جواب شرط محذوف

اتقون، اتقو۔ ن۔ ی با نون وقایہ و یاے متکلم صحیح مصدر اتقاء

یا، حرف ندا۔ بنی اسرائیل منادی

اذکروا، ۔۔۔۔ فعل مع الفاعل

نعمتی، مضاف مضاف الیہ موصوف

التی، ۔۔۔۔ موصول

انعمت علیکم، جملہ فعلیہ صلہ

والعاید محذوف اے انعمتہا علیکم

و۔ اوفوا، ۔۔۔ فعل بالفاعل

بعہدی، مضاف مضاف الیہ مفعول

اوف، ۔۔۔۔ فعل با فاعل

ب، عہدکم ۔۔۔ مفعول

وایای، ضمیر متکلم ۔۔۔ مفعول

ارھبوا، محذوف فعل با فاعل

ف، جزائیہ۔ ارھبوا مذکور فعل با فاعل

نی، ۔۔۔۔۔۔۔ مفعول

[1]۔ نون وقایہ۔ یہ نون فعل اور یاے متکلم کے درمیان آخر فعل کو کسرہ سے بچانے کے لیے زیادہ کیا جاتا ہے یعنی نون وقایہ ایسی یاے متکلم کے ساتھ ملحق ہوتا ہے جسکو کسی فعل نے نصب دیا ہو جیسے اس آیت میں ہے اور جیسے فاعبدنی اور یہی نفی میں ہے اور یا کوئی حرف اس یاے متکلم کا ناصب ہو مثلاً قولہ تعالیٰ یالیتنی

وقال المظهری وایای منصوب بفعل مقدر بعدہ یفسرہ وھذا اکد فی افادۃ التخصیص من تقدیم المفعول وتکریر الفعل تقدیرا ولفظا والفاء الجزائیۃ۔ فتقدیر الکلام ان کنتم راھبین فایای ارھبوا فارھبونی اے ارھبونی رھبۃ بعد رھبۃ او ارھبونی فی جمیع ما تاتون و تذرون او ارھبونی فی نقض العھد

و۔ اٰمنوا، ... فعل با فاعل
ب، جار، ما، موصولہ
انزلت، فعل با فاعل
ہ ضمیر محذوف، مفعول بہ
(صلہ — جار مجرور ظرف لغو — عطف تفسیری اوفوا)

واٰمنوا الخ عطف تفسیری لاوفوا وتخصیص بعد التعمیم فان الایمان ھو العمدۃ فی الوفاء بالعھود

مصدقا، ...... اسم فاعل
ل، جار۔ ما، ... موصولہ
معکم، متعلق ثبت جملہ صلہ
(ظرف لغو — حال منصوب انزلت)
ویا حال ضمیر فاعل اٰمنوا۔

اے اٰمنوا بما انزلت مصدقا او اٰمنوا مصدقا بما انزلت۔

و۔ لا تکونوا، فعل ناقص مع الاسم
اول کافر، مضاف مضاف الیہ، خبر
بہ، جار مجرور متعلق اسم فاعل
(معطوف علی اٰمنوا)

اول کافر۔ خبر من ضمیر الجمع بتاویل[۱] اول فریق او بتاویل لا تکن کل واحد منکم اول کافر بہ والمراد عموم السلب

و۔ لا تشتروا۔ فعل با فاعل
بایاتی، جار مجرور ظرف لغو
اے بالایمان بایاتی
ثمنا، موصوف یا ذوالحال
قلیلا، صفت یا حال
(مفعول — جملہ فعلیہ معطوف علی ما قبل)

ف ۱۔ اول کافر ضمیر جمع سے خبر ہے اور جماعت کا اول کافر ہونا محال ہے لہذا احد الطرفین میں تاویل کی ضرورت ہے یا (کافر) کو جنس مانا جائے جو لفظاً مفرد اور معناً جمع ہے۔ جیسے فوج اور قوم اور یا ضمیر جمع سے مراد کل افراد لیا جائے تاکہ ہر واحد سے نہی مراد لی جائے۔ اسے لا تکن کل واحد منکم اول کافر بہ۔

وایای، ضمیر متصل مفعول
اتقوا۔ محذوف... فعل با فاعل
ف، جزائیہ اتقوا، فعل با فاعل
نی، ...... مفعول

جزاء ہے شرط محذوف کی

اے ان کنتم محبین التقوی فایای

فاتقون فاتقونی وھذا مثل فایای
فارھبون غیران فی الاٰیۃ السابقۃ
خطاب لعوام بنی اسرائیل ولھذا فصلت
بالرھبۃ التی ھی مقدمۃ التقوی وفی
الثانیۃ خطاب لعلمائھم ولھذا فصلت بالتقوی

الذی ھو ضمیر ای ھو ۱۲

ف۔ یابنی اسرائیل الخ پچھلی آیتوں میں چار نعمتوں کا ذکر ہوا ہے جو عموماً ہر فرد بشر بنی آدم پر شامل ہیں اور ان کی احسان مندی و شکرگزاری ہر ایک شخص پر فرض ہے۔ اب یہاں سے حزب سیقول السفہاء تک بنی اسرائیل کے مختلف حالات کا بیان ہے۔ کہیں ان کی جہالت گمراہی، ناعاقبت اندیشی کا تذکرہ ہے۔ کہیں صداقت اسلام اور اس کی حقیقت کے پرزور دلائل سے انکے فاسد خیالات کا ابطال کیا ہے۔ کہیں انکو انکے برے اعمال اور گذشتہ واقعات کی یاد دلائی ہے نعماء مخصوصہ [1]اذ نجینکم من اٰل فرعون۔ [2]اذ فرقنا بکم البحر۔ [3]وبعثنکم من بعد موتکم۔ [4]وظللنا علیکم الغمام [5]انزلنا علیکم المن والسلوی۔ [6]وعفونا عنکم۔ [7]نغفر لکم خطیکم [8]واتینا موسی الکتب۔ [9]فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا۔ حرکات مذمومہ بنی اسرائیل [1]سمعنا وعصینا۔ [2]واتخذتم العجل۔ [3]قولھم ارنا اللہ۔ [4]وبدل الذین ظلموا [5]لن نصبر۔ [6]یحرفون الکلم۔ [7]تولیتم من بعد ذلک۔ [8]وقست قلوبکم [9]وکفرھم بایات اللہ۔ [10]وقتلھم الانبیاء۔ نتائج اعمال، [1]ضربت علیھم الذلۃ [2]وباء بغضب من اللہ۔ [3]ویعطوا الجزیۃ۔ [4]واقتلوا انفسکم

دکونوا قردۃ - وانزلنا علیہم رجزاً - وأخذتکم الصاعقۃ - وجعلنا قلوبھم قاسیۃ -
وحرمنا علیہم طیبات مما احلت لھم -

یا بنی اسرائیل - اے فرزندان یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم میرے احسانات اور اُن نعمتوں کا شکر بجالاؤ جو تمہارے آباؤاجداد پر وقتاً فوقتاً کیگئی ہیں کیونکہ تم انہیں کی اولاد سے ہو - اور یہ انہیں انعامات کا اثر ہے کہ اب تک تمھیں قومی عزت ملکی حکومت علمی فخر کا اعزاز حاصل ہے اور اُن وعدوں اور اقراروں کی تعمیل کرو جو تمہارے اسلاف سے لیے گئے ہیں اور جن کے وہ خود پابند تھے مثلاً توحید - عبادت مخصوصہ - پابندی احکام مشروعہ اور خصوصاً اس عہد کو پورا کرو جو پیغمبر آخر الزماں کی نسبت تم سے توراۃ مقدس میں لیا گیا ہے - کہ جب ان کا زمانہ آئے - تم سبکو اسکی اطاعت کرنی چاہیئے - اے بنی اسرائیل جان بوجھکر حق پوشی نہ کرو ورنہ دوسرے جاہل لوگ تمہاری دیکھا دیکھی اتباع حق سے باز رہجائیں گے - توراۃ مقدس کی صریح آیات کو بذریعہ تاویل مشکوک کردینے سے (جیسے تمہاری عام عادت ہے) عوام الناس شُبہ میں پڑجاتے ہیں - بلکہ تمہاری شان کے لایق تو یہ ہے - کہ اس منزل کتاب (قرآن مجید) پر سب سے پہلے ایمان لاتے کیونکہ یہ کتاب انہیں پہلی کتابوں کے اصول کی تائید کرتی ہے - اور یہ اِسلیے کہا گیا ہے - کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت عیسی علیہما السلام تک صرف بنی اسرائیل میں قریب چار ہزار کے پیغمبر مختلف صورتوں اور حالتوں میں گزرے بعض بادشاہ ہوئے ہیں - مثل حضرت داؤد حضرت سلیمان اور بعض علماء مثل حضرت زکریا و

یحییٰ اور بعض وزراء مملکت مثل حضرت یوسف وسموئیل اور بعض زاہد مثل
حضرت یونس وغیرہم علیہم السلام اجمعین جس سے بنی اسرائیل پر یہ امر واضح
ہے کہ نبوت کے لوازم سے کوئی خاص صورت یا حالت نہیں اور یہ لوگ
زبور۔ توراۃ۔ انجیل وغیرہ صحائف کے مضمون اور مطالب (توحید عبادت
کبائر سے احتراض خداوند کی ذات و صفات کا بیان۔ جنت دوزخ کا ذکر وعدہ
وعید کی اظہار) سے بھی خوب واقف ہیں۔ لہذا سب سے پہلے بنی اسرائیل
کو اس کتاب کی طرف راغب ہونا چاہیئے تھا مگر اسکے خلاف جب انہوں نے
توراۃ مقدس کی تحریف وتاویل کرنی شروع کر دی تو تنبیہًا انہیں کہا گیا کہ اے
بنی اسرائیل میری کتاب کو تاویل اور تحریف سے نہ بدلو دنیاوی طمع اور توقع
امید پر ایمان کو ہاتھ سے نہ دو۔ اور اگر تم اس وعدی کو پورا کرینگے اور سچے
دل سے شرعی احکام کی تعمیل میں مشغول ہونگے تو ہم بھی اپنا وعدہ وفا کرینگے
یعنی معافی گناہ۔ عزت وحرمت دارین نصرت وامداد۔ انعام نعمائے جنت
وغیرہ وغیرہ اور یاد رہے کہ تم ہماری قدرت کے احاطہ سے ہرگز تجاوز نہیں
کر سکتے ہو اسلیے تمکو مجھ ہی سے ڈرنا چاہیئے۔

ف ۲۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اگرچہ بنی اسرائیل کے خطاب میں ان کے
تمام قبائل شامل ہیں مگر اصل مخاطب اسکے یہود کے دو قبیلے بنی نضیر و بنی قریظہ
ہیں پیغمبر علیہ السلام جب تک مکہ میں رہے وہاں صرف مشرکین آپ کے
مقابل تھے اسلیے کہ اہل کتاب کا کوئی گروہ مکہ میں آباد نہ تھا۔ مگر جب آنجناب
مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے اور مدینہ کے بت پرست سب مسلمان

ہو گئے تو یہود کو جو اطراف مدینہ میں آباد تھے حسد پیدا ہوا۔ خصوصاً بنی نضیر
و قریظہ آں سرور کائنات اور تمام مسلمانوں کے سخت دشمن ہو گئے۔
ایک مرتبہ آنجناب سرور کائنات کسی ضرورت سے مع صحابہ انکے شہر میں
گئے تھے اور جناب ایک دیوار کے سایہ میں تشریف رکھتے تھے کہ یہودی
آپس میں کچھ مشورت کی وہ کچھ ایذا پہونچانے کی فکر ہی میں تھے کہ وحی
آپکو اسکی اطلاع ہوئی اور آنجناب وہاں سے اُٹھ گئے چند روز بعد آپنے
بارادۂ جہاد ان پر چڑہائی کی اور انہیں محصور کر لیا چھ دن تک ان کا محاصرہ
رہا آخر اُنہوں نے یہ التجا کی کہ ہمیں امن دیا جائے ہم یہاں سے جلاوطن
ہو جاتے ہیں چنانچہ دس دن کی مہلت انکو دیگئی۔ مگر بعد میں وہ بعض منافقین
کے بہکانے سے پھر باغی ہو گئے جس سے آنجناب نے دوبارہ ان پر
چڑہائی کی وہ لوگ عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقوں کی امداد کے منتظر تھے
مگر جب انہیں کچھ مدد نہ ملی تو مجبور ہو کر مطیع ہو گئے۔ انکے لئے یہ حکم ہوا کہ
اسی وقت نکل جائیں اور جتنا اسباب لیجا سکیں لیجائیں۔ آخر کار انہوں نے
اپنے ہاتھوں سے گھروں کو ویران کیا درخت کاٹ ڈالے۔ اور پھر
کچھ لوگ خیبر اور کچھ شام کی طرف چلے گئے۔ یہ واقعہ ربیع الاول سنہ ۴ھ
میں ہوا ہے۔ ایسے ہی دوسرے قبیلہ بنی قریظہ والی غزوۂ خندق میں کفار قریش
کے ساتھ شریک ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ میں آئے تھے اور شہر مدینہ
میں جو مسلمانوں کے بال بچے باقی تھے انکو بھی انہوں نے ایذا پہونچانی
چاہی تھی۔ لہذا جب آں جناب غزوۂ خندق سے فارغ ہوئے اسی روز

بنی قریظہ پر جہاد کرنے کا حکم نازل ہوا اور فوراً مسلمانوں نے انہیں محصور کرلیا پچیس روز تک ان کا محاصرہ رہا مجبور ہو کر انہوں نے یہ کہلا بھیجا کہ جو حالت بنی نضیر کی ہوئی تھی اسی طرح ہم معاہدہ کے لیے راضی ہیں۔ مگر آنجناب نے اسکو منظور نہ فرمایا اور یہ حکم دیا کہ تم اپنے آپکو ہمارے حوالے کردو اور قلعہ سے باہر نکل آؤ۔ ہمکو اختیار ہے جو چاہیں گے وہ معاملہ کریں گے۔ انہوں نے حضرت ابولبابہ[۱] سے مشورت کرنیکی اجازت مانگی۔ چنانچہ ابولبابہ بھیجے گئے انہوں نے بطور معمہ ان سے کچھ ایسا کہا جس سے وہ سمجھ گئے کہ قلعہ سے باہر ہو جانے کے بعد وہ قتل کردئے جائیں گے جس سے بنی قریظہ میں ایک جوش پھیل گیا اور وہ پھر لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئے آخر بڑی ردو کد کے بعد مجبور ہو گئے اور کہلا بھیجا کہ سعد بن معاذ جو تجویز کرینگے وہ ہمیں منظور ہوگی۔ پھر وہ قلعہ سے باہر آ گئے۔ حضرت سعد نے یہ فیصلہ کیا کہ مرد میدان سب قتل کردئے جائیں۔ ۱۲

[۱] ۔ ابوالبابہ انصاری مدنی نام آپ کا بشیر ہے اور بعض نے رفاعہ لکھا ہے مشہور صحابی ہیں آپ کے والد کا نام عبد المنذر ہے آپکا گھر انہیں بنی نضیر یہودیوں کے محلہ میں تھا مال و اہل و عیال بھی سب وہیں تھے۔ اسیوجہ سے یہودیوں نے ان پر اعتبار کیا تھا۔ جب یہ وہاں پہونچے تو وہاں کی عورتیں اور بچے آپ کے پاس اپنی بیکسی کو ظاہر کرنے لگے اور زار زار رونے لگے اور اس امر میں مشورت طلب کی ابوالبابہ نے زبان سے تو یہی کہا کہ ہاں قلعہ سے باہر نکلو مگر ساتھ ہی اپنے ہاتھ کا اشارہ حلق کی طرف کو بھی کیا۔ اس اشارہ میں سمجھا دیا کہ ضرور گردن مارے جاؤ گے یہ کہتے ہی ابوالبابہ کے دل میں گھبراہٹ سی پیدا ہوئی اور مضطربانہ سیدھے مسجد نبوی کو چلے گئے۔

ف۳ - وتفصیل عهد هو مذکور فی المائدة حیث قال ولقد اخذ الله میثاق بنی اسرائیل وبعثنا هم اثنی عشر نقیبا - ۱۲

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ

و خلط مکنید راست را بانا راست وپنہاں مکنید راست را وشما

اور مت ملاؤ سچ کو ساتھ جھوٹ کے اور مت چھپاؤ حق کو اور تم

تَعْلَمُونَ ﴿۴۰﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا

دانستہ وبرپا دارید نماز را وبدہید زکوٰۃ را ونماز گزارید

جانتے ہو اور قایم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ اور رکوع کرو

مَعَ الرّٰكِعِينَ ﴿۴۱﴾ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ

با نماز گزارندگان آیا مے فرمائید مردمان را بہ نیکوکاری وفراموش میکنید

ساتھ رکوع کرنے والوں کے کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولی جاتے ہو

أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتٰبَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۲﴾

خویشتن را وشما میخوانید کتاب یعنی توریت ایا نمی فہمید

جانوں اپنی کو اور تم پڑھتے ہو کتاب کیا پس نہیں سمجھتے ہو

دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے - اسلئے وہ حضرت کی خدمت میں نہ آئے اور وہیں ایک ستون سے اپنے آپ کو نہایت کس کر باندھ دیا اور عہد کر لیا کہ جب تک توبہ قبول نہ ہو گی اسی حالت میں رہونگا چھ دن تک وہ اسی طرح بندھے رہے نماز اور ضروری حوائج کے وقت کھول دیے جاتے تھے ضعف سے اور زاری کرتے کرتے ان کی حالت نازک ہو گئی اور قریب المرگ ہو گئے تمام صحابہ کو ان پر رحم آتا تھا اور خداوند نے ان کی سچی ندامت پر توبہ قبول فرمائی اور خود سرور کائنات نے ان کی درخواست

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ

ومدد طلبید بشکیبائی و نماز وہر آئینہ نماز دشوار است

اور مدد چاہو ساتھ صبر کے اور نماز کے اور تحقیق وہ البتہ بڑی ہے

اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ

مگر بر فروتنی کنندگاں آنانکہ میدانند کہ ایشاں

مگر اوپر عاجزی کرنے والوں کے وہ لوگ کہ جانتے ہیں یہ کہ وہ

مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾

ملاقات خواہند کرد با پروردگار خویش و آنکہ ایشاں بسوے وے باز خواہند گشت

ملنے والے ہیں پروردگار اپنے سے اور یہ کہ وہ طرف اسکے پھر جانے والے ہیں

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ (وخلط مکنید سخن راست بنا حق را اور نہ ملاؤ سچ جھوٹ کے ساتھ)

اے لاتخلطوا الحق اے نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالباطل اے بالذی تکتبونہ بایدیکم من التغیر۔

لَاتَلبسوا اصـــ ج ح نہی اللبس واللُبْس، واللُبْسَة، وَالِالتِبَاس والَلبُوسة، واللبوسة۔

شُبہ و پیچیدگی و عدم وضوح مُشتبہ کرنا، چھپانا۔ خلط ملط کرنا۔ مصدر

ف۔ک وک۔ف، لَبَسَ، يَلْبِسُ لَابِسٌ، مَلْبُوسٌ، اِلْبَسْ، لَاتَلْبِسْ

الحَقّ، ال عہدی مراد نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق، امر مطابق واقعہ وعدل وراستی۔

ب، بمعنی استعانت یا الصاق و سبب اے لاتلبسوہ بسبب الشبہات۔

البَاطِلُ۔ ال عہدی، اے التحریفات والتاویلات المخترعہ

والمعنی لاتخلطوا الحق المنزل فی التوراۃ

بالباطل الذی اخترعتموہ وکتبتموہ
اولا تجعلوا ذلک ملتبسًا متشبہًا غیر
واضح لا یدرکہ الناس

ولا تکتموا

(وپوشیدہ حق را۔ اور نہ چھپاؤ سچ کو۔
تکتموا، اے لا تکتموا سچ ح
نہی مصدر کتمان۔
یقال کَتَمَ، کِتمًا وکتمانًا وکتّمَ
واکتتم الشیٔ یعنی اخفاہ (چھپایا
اسکو) وکتومًا وکتامًا الاناء یعنی
امسک اللبن او الشراب (یعنی
برتن خالی کرنے کے بعد جو اس میں
دودھ وغیرہ کا بقیہ چند قطرے رہجاتی
ہیں)

وانتم تعلمون

(حالانکہ شما میدانید۔ یا دیدہ ودانستہ
اور تم جانتے ہو۔ یا جان بوجھکر
اے تعلمون ما فی اضلال الحق
ضرر عظیم والعائد علیکم فی یوم
القیامۃ۔ ویا انکم تعلمون انہ
الحق لا یجوز کتمانہ او تعلمون انکم
لابسون کاتمون۔ اور مقصود تقیید
نہی سے ساتھ علم کے زیادتی تقبیح
ہے کیونکہ ایسے امور پر اقدام کرنا۔
مطلقًا قبیح ہے اور ذی علم سے
کیونکر متوقع ہوسکتا ہے۔

واقیموا الصلوٰۃ ۱۹

(وبپا دارید نماز را۔ اور قایم کرو نماز
کو)
اے اقیموا صلوٰۃ المسلمین
اقیموا صیغہ امر جمع حاضر اصل أقوموا مصدر
الاقامۃ۔ صفۃ
الصَّلٰوۃ[۲]، دعا وعبادت مخصوصہ شرعیہ

[۱] تکتموا۔ مجزوم ہے اور اُس کا عطف تلبسوا پر ہے اور ممکن ہے کہ اضماران کیوجہ سے منصوب ہو اور واو بمعنی جمع وضع ہے اسے لا تجمعوا لبس الحق بالباطل وکتمان الحق والمراد لا یکن منکم لبس الحق علی من سمعہ وکتمان الحق واخفاءہ عمن لم یسمعہ اور کہا ہے کہ اضماران کی ضرورت نہیں بلکہ جائز ہے نصب بعطف واو بمعنی مع اور اس واو کو واو جمع و واو

وبدہید زکاۃ را۔ اور دو زکاۃ کو۔
اٰتوا، ص ج ح۔ الزکوۃ، الطہارۃ و
انماء قال اللہ تعالیٰ اَقَتَلْتَ نفسًا
زکیۃً اے مطہرۃ ویقال زکا الزرع
اذ انما شرعًا تجارتی اور بڑھنے
والے مال سے ایک سال کے بعد
بیس دینار میں سے نصف دینار فقراء
میں خرچ کرنا (ورکوع بکنید یا نماز گزارید
با رکوع کنندگاں اور رکوع کرو رکوع
کرنے والوں کے ساتھ)
اے صلوا مع المصلین محمد صلی
اللہ علیہ وسلم واصحابہ ذکر
بلفظ الرکوع وھو رکن من ارکان
الصلواۃ لان صلواۃ الیھود لم یکن
فیہ رکوع وفیہ حث علی الصلواۃ با
الجماعۃ۔ فالجماعۃ عند الجمہور سنۃ
موکدۃ قریب من الواجب یترک
سنۃ الفجر مع کونہا اکد السنن
عند خوف فواتہا۔ وقال علیہ

وعلیٰ الہٖ الصلوٰۃ والسلام صلواۃ
الجماعۃ یفضل صلواۃ الفذ بسبع
وعشرین درجۃ متفق علیہ (مظ)
ارکعوا، ص ج ح۔ الرکوع جھکنا
بعد قیام ومنحنی ہونا مصدر ف ف
رَکَعَ، یَرْکَعُ، رَاکِعٌ، مرکوعٌ۔ اِرْکَعْ
لَاتَرْکَع۔
(آیا میفرمائید مردماں را۔ کیا حکم کرتے
ہو لوگوں کو)
أ، ہمزہ استفہام توبیخی ومظہر تعجب و
تقرر۔
تامرون، ص ج ح۔ الامر طلب فعل
علیٰ سبیل استعلاء۔ کہنا حکم کرنا مصدر
ف ض۔ اَمَرَ، یَامُرُ۔ اٰمِرٌ
مامورٌ، مُرْ۔ لاتامُرْ۔
(بہ نیکوکاری۔ نیک کام۔ بھلائی کے
ساتھ)
ب، صلہ فعل۔ البر، اسم جامد
مراد جمیع افعال حسنہ مثل راستی سور حمدلی

وقبول اسلام وبمعنی صدق وتقویٰ ماخذ
بر بالفتح بمعنی صحرائے وسیع۔
وتنسون انفسکم (وفراموش میکنید خویشتن را یا نفسہائے خود را۔ اور بھولے جاتے ہو اپنی جانوں کو)
تنسون، بھولتے ہو، ترک کرتے ہو
اصل تَنْسَیُوْنَ مض ج ح النَّسْیُ
والنِّسْیَانُ۔ التفات نہ کرنا، بھول جانا
وبمعنی ترک اور حقیقت میں نسیان
اس صورت حاصلہ کے زوال کو کہتے
ہیں جو قوۃ مدرکہ اور حافظہ میں محفوظ
ہوتی ہے۔
یقال نَسِیَ، نَسْیاً، ونِسْیَاناً، و
نِسَایَۃً، ونَسْوَۃً، ضدّ حَفِظَ،
انفس، جمع نفس ذات شخص وجود
کم ضمیر، مجرور راجع بہ بنی اسرائیل
وانتم تتلون الکتب (وشما میخوانید کتاب را۔ حالانکہ تم پڑھتے ہو کتاب کو)
و۔ انتم (ان ضمیر تم حرف خطاب)

تتلون، پڑھتے ہو اور پڑھاتے ہو
تم۔ مض ج ح التلاوۃ کتاب پڑھنا
مصدر ف۔ ض ناقص۔ تَلَی، یَتْلُوْ
تَالٍ، مَتْلُوٌّ۔ اُتْلُ، لَا تَتْلُ،
الکتاب اسم التوراۃ والانجیل
ومعنی الآیۃ انتم تتلون الکتب
فیہ نعت محمد وصفۃ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم وفیہ وعید علی العناد
و لمخالفۃ الحق
کتاب، مصدر مثل حساب یا اسم
مثل لباس یا صفت بمعنی مکتوب مراد
عبارت منظومہ مکتوبہ
افلا تعقلون (پس چرا خرد را کار نفرمائید۔ یا آیا نمے فہمید۔ کسلیئے نہیں سوچتے۔ یا پس کیا نہیں سمجھتے۔)
اءَ، ہمزہ استفہام توبیخی
ف، لا تعقلون، مض ج ح منفی
العقل والمعقول خردمند شدن
واقف کار ہونا۔ سمجھ بوجھ پیدا کرنا۔

اصل میں عقل کے معنی روک رکاوٹ اور قید کے ہیں قوت مدرکہ کو بھی اسی مناسبت سے عقل کہتے ہیں کہ وہ انسان کو برائیوں سے منع کرتی ہے۔ مصدر ف۔ ک عَقَلَ یَعْقِلُ عاقِلٌ، مَعْقُولٌ، اعقل۔ لَاتَعْقِلْ (و یاری بجوا ہید۔ اور مدد مانگو۔ قوت پکڑو۔

وَاسْتَعِينُوا

اِسْتَعِينُوا، اصل اِسْتَعْوِنُوا۔ ج ح امر صح (بہ شکیبائی کردن و نماز گزاردن محنت سہارنے اور نماز کے ساتھ)

بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ [۵۱]

ب، بمعنی استعانت و تلبس

الصَّبْرُ، ال جنسی حبس نفس لذات سے اور ترک شہوتِ بطن و فرج اور ہر امر جس سے کدورت دنیا مندفع ہو سکتی ہیں۔ و یا عہدی و مراد صوم شرعی و یا طاقت شرعیہ اصطلاحاً تکالیف و مصائب میں تحمل کرنے اور نفس کو شہوات و معاصی سے روکنے طاعات الٰہیہ پر مجبور کرنے کو کہتے ہیں

الصَّلٰوۃُ [۵۱]، ال جنسی و مراد مطلق اشتغال بذکر اللہ و یا عہدی و مراد صلوٰۃ مسلمین

وَاِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ [۵۲]

(و البتہ نماز گزاردن گرانست۔ اور البتہ وہ بھاری ہے)

اِنَّ، حرف مؤکد مضمون جملہ۔ ھا [۵۲] ضمیر راجع

---

[۵۱] والصلوٰۃ قیل الواو بمعنی علی ای استعینوا بالصبر علی الصلوٰۃ کما فی قولہ تعالیٰ وأمر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیہا ۱۲ [۵۲] ھا ضمیر واحد غائب صبر اور صلوٰۃ دو چیزوں کے ذکر کے بعد ذہن متبادر ہوتا ہے تو ضمیر تثنیہ (ھما) لائی جاتی ہے۔ لیکن عرب کی عادت ہے کہ جب وہ مذکر اور مونث ذکر کرتے ہیں اور پھر بذریعہ ضمیر ان کی طرف عود کرتے ہیں تو صرف ضمیر مونث لاتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ۔ اور یا صلوٰۃ کو بذریعہ ضمیر خاص کرنا اس غرض سے ہے کہ وہ صبر کی جامع ہو (بیضاوی)

بصلواۃ۔
ل، حرف تاکید بمعنی البتہ و ضرور۔
کبیرۃً، صفت مشبہ بمعنی شاق و گران
(اگر بر خشوع کنندگان۔ سوائے اوپر خشوع کرنے والوں کے)
اِلَّا، استثناء منقطع ای کبیرۃ علی کل احدٍ الا علی الخاشعین۔
علیٰ، بمعنی استعلاء
الخاشعین، حقیقی مالک کے سامنے اپنی عاجزی اور حقارت ظاہر کرنے والے
جمع خاشع الخشوع ظاہری اعضاو جوارح سے عاجزی و فروتنی کو اظہار کرنا اصل میں دھیمی آواز اور نیچی نظر کر لینے کو خشع کہتے ہیں۔ قال المظہری الخشع السکون وھو فی الصوت والبصر قال اللہ تعالیٰ خشعت الاصوات للرحمٰن وقال خاشعۃ ابصارھم والخضوع اللین والانقیاد ولذالک یقال الخشوع بالجوارح والخضوع بالقلب والمراد المومنین الساکنین الیٰ اطاعۃ اللہ الخائفین المتواضعین۔ (آنانکہ میدانند۔ وہ لوگ جو جانتے ہیں) یظنون، مضارع جمع الظن

ا؎ الظن شک کے دو مساوی طرفوں میں سے جانب راجح کو کہتے ہیں اگر اسے حقیقی معنوں میں لیا جائے تو ملاقات رب سے مجازاً موت مراد ہے بطریق مجاز مرسل کہ مسبب سے سبب ارادہ کیا گیا ہو اور تقدیر عبارت یہ ہے انھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون الموت فی کل لحظۃ کیونکہ منتظر موت ہر وقت خائف رہتا ہے اور ہمیشہ اسے ایسے ذرائع کی تلاش رہتی ہے جو اس کی فلاحیت اور سرخروئی کا باعث ہو سکتے ہیں پس گویا خائف موت صوم وصلواۃ وغیرہ احکام شرعیہ کی پابندی کا بالطبع طالب ہے اور یا ملاقات رب سے ثواب رب مراد ہے اور یہ مظنون ہے کیونکہ کوئی زاہد اور عابد اپنی عبادت اور زہد سے تحصیل ثواب پر یقین نہیں رکھ سکتا اور یہی ظن اسکو کمال خشوع کا باعث ہوتا ہے اور یا ظن بمعنی یقین ہو۔ کیونکہ دونوں تصدیق راجح پر بولے جاتے ہیں۔ علم راجح مانع نقیض اور ظن راجح غیر مانع نقیض کو کہتے

گمان رکھنا مصدر ظن بمعنی
ظَنَّ - یَظُنُّ - ظَانٌ مَظْنُونٌ -
اُظْنُنْ - لَا تَظْنُنْ،
قَالَ الْمُظْهَرِیُ وفی ایراد لفظ
الظن دون العلم والیقین اشعار
بان من کان غالب ظنہ انہ
ملاق الیہ وان اللہ تعالیٰ مجازہ
علیٰ اعمالہ فالعقل الصحیح یہون
علیہ الصبر علی الطاعۃ وعن المعصیۃ
مخالفۃ الضرر - الاتری ان من
کان غالب ظنہ ان ماء القدح
مسموم فھو یصبر علی مشقۃ العطش
ولا یشرب من ذلک الماء ولا یتجرعہ
(کہ ایشاں رسندگانند بملاقات
پروردگار خود - ویا ملاقات خواہند
کرد بہ پروردگار خود - کہ وہ ملنے
والے ہیں اپنے مالک سے)
ملاقوا، اصل ملاقیون جمع مُلَاقٍ
اسم فاعل اللقاء بہم مقابل ہونا - روبرو

ہونا وصول احد الجسمین بالآخر
یقال لقی ھذا ذالک اذا ماسہ
واتصل - اس جگہ لقا ادراک کے
معنی میں ہے -
(وآنکہ ایشاں بسوے او بازگروندگانند
اور وہ اسی کی طرف پھر جانے والے
ہیں -) اسے راجعون بحیث لا یکون
لھم مالک سواہ وان لا یملک
لھم نفعًا ولا ضرًا غیرہ -
رَاجِعُونَ - جمع راجع اسم فاعل
یقال - رَجَعَ - رُجُوعًا ومَرْجِعًا و
مَرْجَعَۃً ورجعیٰ و رُجْعَانًا - الصرف
اور پس ہوا لوٹا) لہ الجمیع الجمیع ...
وَ لَا تَلْبِسُوا، فعل با فاعل
الْحَقَّ، مفعول ......
بِالْبَاطِلِ، ظرف لغو ...
وَ لَا تَكْتُمُوا الْحَقَّ } جملہ فعلیہ معطوف
ہے جملہ نہی پر اور یہ موضع حال میں ہے
اسے کا تمین الحق حال لازمہ ہے اور

تقیید مفید تعلیل ہے مثل لا یضرب زید لانہ وھو لخوف۔

وانتم، ...... مبتدا
تعلمون، جملہ فعلیہ بتاویل مفرد خبر
اے تعلمونہ۔ بحذف عائد۔
(جملہ اسمیہ حالیہ)

و۔ اقیموا الصلوٰۃ، جملہ فعلیہ
و۔ اتوا الزکوٰۃ، جملہ فعلیہ
وارکعوا مع الراکعین جملہ فعلیہ
(جملہ انشائیہ)

اتامرون، فعل با فاعل
الناس، ...... مفعول
بالبر، جار مجرور ظرف لغو
وتنسون، فعل با فاعل ذوالحال
انفسکم، مضاف مضاف الیہ مفعول
و۔ انتم، ...... مبتدا
تتلون الکتاب جملہ فعلیہ خبر الخ
(جملہ فعلیہ ...)

ویا انتم الخ جملہ اسمیہ حال ہے۔
فاعل تامرون سے۔

افلا تعقلون } جملہ فعلیہ مقرر اول
جملہ استینا فیہ اے لا تعقلون قبیح
صنیعکم او افلا عقل لکم یمنعکم
عما تعملون سوء خاتمت۔

و۔ استعینوا، فعل با فاعل
بالصبر والصلوٰۃ، ظرف لغو
وانھا الکبیرۃ الخ صفت صلوٰۃ
(جملہ انشائیہ)

و۔ ان، مشبہ بفعل۔ ھا ضمیر اسم
ل، حرف تاکید۔
کبیرۃ، صفۃ مشبہ
متعلق کبیرۃ } خبر
(جملہ صفت صلوٰۃ)

الا علی الخاشعین۔ لکبیرۃ کیوجہ
سے منصوب المحل ہے۔

الذین، ... موصول
یظنون، فعل مع الفاعل
انھم ملاقوا ربھم، مفعول
(صفت خاشعین)

ان، مشبہ بفعل۔ ھم، اسم
ملاقوا، مضاف ...
ربھم، مضاف الیہ ... } خبر
(معطوف علیہ)

و۔ ان، مشبہ بفعل۔ ھو، ضمیر اسم
الیہ، متعلق، راجعون، خبر
(معطوف)

ف۔ ولا تلبسوا الخ یہ آیت علمائے یہود کے زجر و تنبیہ میں ہے اور بالتبع ہر ایک صاحب علم جس میں اس قسم کے صفات پائی جائیں۔ حکم آیت میں داخل ہے کہ اے احبار یہود جب تم جانتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کیطرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے اور یہ وہی پیغمبر ہے جسکا وعدہ دیا گیا ہے اور تمہاری کتابوں میں جنکو تم رات دن پڑھا کرتے ہیں اُسکا نام اور اسکے اوصاف مذکور ہیں تو کیکے ڈر یا نفسانی عزت کے خیال سے اغوائے جہال کے لئے توراۃ مقدس و انجیل معظم کی اُن آیات کو جو اس کتاب یعنی قرآن مجید کے منزل ہونے اور اس پیغمبر آخر الزماں کی صداقت نبوت پر واضح دلائل ہیں۔ باطل اور لاطائل تاویلات سے نہ بدلو۔ اور نہ امر حق کو چھپاؤ۔ علمائے یہود کی اور علمائے نصاریٰ کی یہ عام عادت تھی کہ جب کوئی شخص توراۃ و انجیل مقدس کے اُن آیات میں (جن میں پیغمبر آخر الزماں کی نسبت بشارۃ دیگئی ہے) غور و فکر کرنے سے آپکے صدق نبوت کو ترجیح دیتا۔ تو یہ لوگ اُن دلائل میں مجادل ہو کر وجہ دلالت کو متالین پر مشوش اور مشکوک کر دیتے اور جاہلوں پر کلیۃً اُن نصوص کو ظاہر نہ کرتے لہذا زجراً ارشاد ہوتا ہے کہ اے یہود جان بوجھ کر امر حق کو نہ چھپاؤ اور نہ اسے مشکوک کرو تم جانتے ہیں کہ قیامت کے دن اس عام گمراہی خلق کا وبال تمہاری گردن پر عائد ہوگا۔ چند روزہ اُمید ریاست میں دائمی امراض دائمی عذاب اور ابدی رنج نہ اختیار کرو۔ بلکہ یہی انسب ہے کہ ہماری منزلہ کتاب پر ایمان لاؤ اور اسکے احکام کی پوری پوری تعمیل کرو۔ اسلامی تعلیم کے موافق برعایت آداب و سنن و مستحبات نماز کو باجماعت ادا کرو اپنے مالوں اور جانوں کو

اداے زکوٰۃ شرعیہ سے پاک وصاف بناؤ - ۱۲

ف - وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ - کیونکہ صبر انسان کو تکالیف اور مصائب کی برداشت کا متحمل بنا دیتا ہے اور صلوٰۃ اشغال ماسویٰ اللہ سے مانع ہوکر اُسے خداوند عالم اور حقیقی معبود کی طرف متوجہ کر دیتی ہے - اسکے ذریعہ سے سخت اور سرکش نفس نرم اور متواضع ہوجاتا ہے اور اسے تلاوت کلام اللہ کا شوق اور اسکے مندرجہ احکامات وعدووعید مواعظ وآداب جمیلہ کی پابندی اور ان کی تحصیل کا خیال پیدا ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ عالم اسباب سے ہٹکر خالق اسباب کی طرف اسکی رغبت بڑہنے لگتی ہے بالآخر عالم غیب کے جذبات قدسیہ نہایت زور سے اُسے اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں - اور وہ اپنی استعداد کے موافق روحانی مکاشفات سے مستفیض ہونے لگ جاتا ہے آیۃ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اسی معنی کی تائید کرتی ہے -

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دائمی عادت تھی کہ جب آپکو کسیطرح کی کوئی تشویش لاحق حال ہوتی تو آپ نوافل میں مشغول ہوجاتے مگر جن لوگوں کو اسلام سے سروکار نہیں اور جو کہ احکام الٰہیہ کی پابندی کو ضروری نہیں سمجھتے انکے لئے نماز مفروضہ ہی کا پڑہنا ایک بھاری مصیبت ہے وہ نوافل میں کیونکر مشغول ہوسکتے ہیں اور جسطرح نماز باعث تسلی خاطر غمگین ہے - اسی طرح صبر بھی ایک ایسی خصلت ہے کہ جو شخص اسکو اختیار کرلیتا ہے - بڑے بڑے مصائب اسپر آسان ہوجاتے ہیں اور پے درپے رنجوں کا مقابلہ نہایت آسانی سے کرسکتا ہے -

يَٰبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَتِىَ ٱلَّتِىٓ أَنْعَمْتُ

اے فرزنداں یعقوب یاد کنید آن نعمت مرا کہ ارزانی داشتہ

اے بنی اسرائیل یاد کرو میری نعمت وہ جو انعام کی ہینے

عَلَيْكُمْ وَأَنِّى فَضَّلْتُكُمْ عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿۴۷﴾ وَٱتَّقُوا۟ يَوْمًا

ام برشما و آنکہ فضل دادم شمارا برہمہ عالمہا وحذر کنید ازاں

اوپر تمہارے اور یہ کہ میں نے بزرگی دی تمکو اوپر عالموں کے اور ڈرو اس دن سے

لَّا تَجْزِى نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا

روزیکہ کفایت نکند ہیچ کس از کس چیزے را ونہ پذیرفتہ نشود از ہیچکس

کہ نہ کفایت کرے گا کوئی جی کسی جی سے کچھ اور نہ قبول کیجاوے گی اس سے

شَفَٰعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۴۸﴾

شفاعت دگرفتہ نہ شود از ہیچکسے عوض ونہ ایشاں یاری دادہ شوند

سفارش اور نہ لیا جاوے گا اس سے بدلا اور نہ وہ مدد دیے جاوینگے۔

ذکر نعمت

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم۔ (اے بنی اسرائیل یاد بکنید نعمتہائے مرا۔ آں نعمتہا کہ ارزانی داشتم برشما۔ اے فرزندان یعقوب یاد کرو میرا احسان وہ جو مین نے تم پر کیا ہے) اے ان لم تطیعونی لاجل سوابق نعمتی فاطیعونی للخوف من لواحق عقابی۔ اس پوری جملہ کی تعریف اور تشریح اوپر لکھی گئی ہے۔

وانی فضلتکم

(ابدرستیکہ من برگزیدم شمارا۔ اور تحقیق کہ مینے تمکو برگزیدہ کیا یا بڑا بنایا) اے فضلت اٰباءکم بما اٰتیتہم علیہم من النبوۃ والکتاب وغیر ذلک۔

واللہ سبحانہ اشہد بنی اسرائیل فضل انفسہم فقال وانی فضلتکم الخ واشہد المسلمین فضل نفسہ فقال قل بفضل اللہ و رحمتہ

فضلت، ماضی اسم التفضیل بزرگ بنانا۔ دوسروں پر بڑائی دینا۔ مصدر تفعیل۔ فَضَّلَ۔ یُفَضِّلُ۔ مُفَضِّلٌ فَضِّلْ۔ لَا تُفَضِّلْ۔

علی العالمین

بر ہمہ عالمہا۔ یا بر ہمہ جہانیاں۔ تمام عالموں پر یا تمام جہاں والوں پر)

العالمین، ال عوض مضاف الیہ اے عالمی زمانکم عالم اجناس ذوی الاعلام یا عام مخلوقات۔

واتقوا یوما لا تجزی

(و حذر کنید از روزے کہ بر ندارد و یا کفایت نکند۔ اور ڈرو اُس دن سے کہ کام نہ آئے

اتقوا، صیغہ جمع امر مصدر الاتقاء

یوم۔ مراد یوم قیامت و منصوب بر ظرفیت اور متقی محذوف ہے۔ اے اتقوا العذاب یوماً اور یا مفعول بہ ہے اور اتقاء سے یوم سے مراد اتقاء ما فیہ ہے۔ اور یا مضاف حذف ہے۔ اے اہوال یوم ھذا

لا تجزی، کام نہ آئے۔ کفایت نہ کرے۔ صیغہ واحد نہی اور یہ مفعول کی طرف متعدی بنفسہ ہوتا ہے اور مفعول ثانی کی طرف بواسطہ عن اور کبھی بمنزلہ لازم شمار کیا جاتا ہے۔ مبالغۃً والمعنی لا تقضی یوم القیمۃ نفس عن نفس شیاء مما وجب علیہا۔

الجزاء۔ بدلا دینا دوسرے کی مہم کو سر انجام دینا۔ مصدر ف۔ ک ناقص جزٰی۔ یَجْزِی۔ جازٍ۔ مَجْزِیٌّ۔

ك لا تجزی۔ اے لا تجزی فیہ والجزی فی الاصل القضاء وھو متعد بنفسہ لمفعولہ الاول وبعن الثانی وقد ینزل منزلۃ اللازم للمبالغۃ والمعنی لا تقضی یوم القیامۃ نفس عن نفس شیاً مما وجب علیہا اے لا تنوب نفس عن نفس شیاء ولا تحمل عنہا شیاء۔

أَجْزِ ۔ لَا تَجْزِ ۔
(نفس از نفس چیزے را ۔ یا ہیچ کس از شخصے
چیزے را ۔ کوئی جی کسی جی سے کچھ)
اے عن نفس کافر بقرینۃ المقام
ونفس عن نفسٍ اے نفس من
الانفس لا تجزی ۔
شیئاً ۔ چیزے اندک مصدر بمعنی مفعول ۔
(و پذیرفتہ نشود از ان درخواستے و شفاعتے
نہ قبول کیجاوے گی اس کی طرف سے
سفارش ۔) و تذکیر الصیغۃ بان فاعلہ
مونثٌ غیر حقیقی یجوز فیہ التذکیر
والتانیث ۔
لَا تُقْبَلُ، امر ع نہی مجہول القبول
بالفتح قبول کرنا ۔ مان لینا ۔ مصدر ک
ف شاذ ۔ قَبِلَ ۔ یَقْبَلُ ۔ قَابِلٌ مَقْبُولٌ
و قُبِلَ یُقْبَلُ ۔ اِقْبَلْ لَا تَقْبَلْ ۔
مِنْهَا ۔ مِن، بیانیہ و مرجع ضمیر نفس
ثانی ہے اے نفس عاصیۃ ان جاءت
بشفاعۃ شفیع لا یقبل منہا یا مرجع ضمیر
نفس اولی ہے ۔ اے انہا لو شفعت
لہا لم یقبل شفاعتہا کما لا تجزی
عنہا شیئاً الشفاعۃ کما فی البحر ضم غیرہ
الی وسیلۃ وھی من الشفع ضد الوتر
لان الشفیع ینضم الی الطالب
فی تحصیل ما یطلب فیصیر شفعا
بعد ان کان فردًا ۔
(و گرفتہ نشود از ان ۔ باز کسے عوض
اور نہ لیا جاوے اس سے بدلا ۔)
لا یُوخَذُ، امر ع مضارع مجہول الاخذ
لے لینا حاصل کرنا ۔ مصدر ف ۔ ض
مہموز ۔ الفاء ۔ اَخَذَ یَاْخُذُ ۔ آخِذٌ
و اُخِذَ ۔ یُوْخَذُ ۔ مَاْخُوْذٌ ۔ خُذْ
لَا تَاْخُذْ ۔
عدل فدیہ ۔ وَالعدل ۔ التسویۃ

(حاشیہ: ولا یقبل منہا شفاعۃ ۔ ولا یوخذ منہا عدل)

۱۵ ۔ شفاعت ۔ وہ سوال جو مجرم کی معافی گناہ کے لیے کیا جاوے ۔ یا حصول مطلب کے لئے اپنے ساتھ کسی غیر کو شریک کر لینا ۔ اور شفاعت شفع بمعنی جفت سے مشتق ہے ۔ گویا شفوع شفیع کو اپنا شفیع بناتا ہے ۔

تقول ما اعدل بفلان احدا ای لااری لہ نظیرا۔ اور وہ کہ مساوی ہو شے کے ساتھ قیمت وقدر میں اسکی جنس ہو خواہ نہو وبمعنی بدل وکفیل ورشوۃ۔ تقلب۔۱۲ ونہ ایشاں مدد یاری دادہ شوند اور نہ مدد دیے جاوینگے۔

ھو، ضمیر راجع بہ نفس ثانی بتاویل اناس۔

ینصرون، مضارع ج النصرۃ دفع ضرر میں مدد کرنا۔ تکلیف دور کرنے مین شریک ہونا۔ اصل میں نصرۃ معونۃ کو کہتے ہیں۔ ومنہ ارض منصورۃ ای ممدۃ بالمطر۔

ولا ھم ینصرون

مصدر ف۔ ص۔ نَصَرَ۔ یَنْصُرُ۔ نَاصِرٌ۔ وَنُصِرَ۔ یُنْصَرُ۔ مَنْصُورٌ اُنْصُرْ۔ لَا تَنْصُرْ

و۔ان، مشبہ بفعل ی۔ اسم
فضلت فعل با فاعل
کم، مفعول
علی العالمین۔ ظرف لغو
} خبر

[illegible]

یہ تکرار تذکیر تاکید کے لئے ہے جسمیں ادائے حقوق نعمۃ وحقوق احسان سے انکی کمال غفلت کا اظہار ویکرہے اسکے برے نتیجے اور اسکے وبال سے آگاہ کیا ہے۔ فکانہ قال ان لم تطیعونی لاجل سوابق نعمتی فاطیعونی للخوف من لواحق عقابی۔

۵۱۔ھم۔ ضمیر جمع مذکر راجع بنفس ثانی کیونکہ وہ نکرہ ہے اور تحت نفی مین واقع ہونے سے عمومیت پر دلالت کرتا ہے اور یا اس کا مرجع افراد مدلولہ (نفوس ہیں ماول بالعباد یا اناس) جسکی طرف ضمیر مذکر عود کرتی ہے۔

۵۲۔ علی العالمین۔ ال، عوض مضاف الیہ ای عالمی زمانکم۔ کیونکہ عالم کا اطلاق اکثر شے موجود پر ہوتا ہے پس اس آیت سے بنی اسرائیل کی فضیلت جزی کا ثبوت ہوتا ہے۔ حضرت اسرائیل سے پہلے کے لوگ اور تنسیخ احکام توریت وانجیل مقدس کے بعد کے لوگ اس حکم میں داخل نہیں۔

اے الی فضلتکم معطوف علی نعمتی عطف خاص علی العام وھو مما انفردت بہ الواو وفی البحر یسمی ھذا النحو من العطف بالتجرید کانہ جرد المعطوف من الجملۃ وافرد بالذکر اعتناء بہ والکلام علی الحذف اے فضلت آباءکم۔

واتقوا، ... فعل با فاعل
یوما، موصوف ... مفعول بہ

لا تجزی، فعل نفس فاعل
فیہ، محذوف رابط ... ظرف لغو
شیئا، ... ذی الحال
عن نفس متعلق کائنۃ حال

جملہ فعلیہ صفت اول لیوم اور رابطہ محذوف ہے۔ اے لا تجزی فیہ اور یا جملہ یوم محذوف کا مضاف الیہ ہے اور یوم محذوف یوم مذکور سے بدل ہے مثل الطعمون لحما سمینا شاۃ و بجرھا ای بجر شاۃ علی تقدیر لحم شاۃ ویا تجزی بمعنی تقضی و شیئا مفعول بہ ویا شیاء مفعول مطلق قائمقام مصدر بمعنی جزاء ما وعن نفس بوجہ تجزی منصوب المحل ویا شیئا، صفت مصدر محذوف اے قلیلاً من الجزاء

ولا یقبل، فعل شفاعۃ نائب فاعل
منھا، ... جار مجرور ظرف لغو
فیہ، محذوف ... ظرف دوم

جملہ فعلیہ معطوف بر اول

ولا یؤخذ منھا عدل، جملہ فعلیہ معطوف بر اول ہوسکتا ہے کہ منھا شفاعۃ وعدل کی صفت ہو (۱۶۱ب)

ولا، مشابہ لیس ھم، اسم
ینصرون، جملہ فعلیہ خبر

معطوف بر اول

واتقوا یوما۔ الخ ان چاروں جملوں میں عائد محذوف ہے۔ اے لا تجزی فیہ ولا یقبل فیہ ولا یوخذ فیہ فحذف حرف الجر ثم حذف مفعول بہ ایضاً فبقی لا تجزی ولا یقبل الخ

ف ۱۔ یا بنی اسرائیل الخ تکریر کلام تاکید حکم سابق اور شریعت حقہ محمدیہ کے عدم اتباع کی وعید میں ہے۔ ان آیات میں بنی اسرائیل کے بعض فاسد خیالات اور انکے بیہودہ اعتقادات کی تردید کی گئی ہے وہ کہا کرتے تھے۔ ہمیں گناہوں کی بخشش کفر و الحاد کی معافی عذاب آخرت سے نجات اور اُخروی انعامات کے حاصل کرنے کے لئے نہ اسلام قبول کرنے کی ضرورت ہے۔ نہ اسکی شریعت کی حاجت۔ کیونکہ ہمارے آباؤ اجداد خاصان خدا ہیں۔ وہ ہمکو نہایت آسانی سے بخشوا سکتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے اے بنی اسرائیل میرے فضل و کرم اور احسانات کو یاد کرو جینے تمہارے آباؤ اجداد بلکہ ساری قوم کو زمانے پر عزت دی۔ نبوت۔ حکومت آسمانی قوانین کی تشریف سے مشرف کیا۔ مناسب تو یہی تھا کہ اس انعام کی احسان مندی اور شکر گزاری میں ثابت قدم رہتے۔ شریعت حقہ اور پیغمبر صادق الامین کی اطاعت کرتے لیکن اس کے برخلاف جب تم نے خودرائی خودپسندی اور غرور کو اختیار کر لیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ خبردار ہو جاؤ اور اس دن سے ڈرو جس مین کوئی شخص کسی کے کام نہ آئیگا۔ نہ کسی شخص کو مجرم کے چھڑانے میں سفارش کرنے یا اسکے گناہوں کے عوض کچھ دینے کی جرأت ہوگی۔ اور نہ کسیکا ڈر دباؤ یا زور کچھ مفید ہو سکیگا بلکہ ہر ایک شخص بحالت خود دم بخود ہوگا۔ کیونکہ ہماری عادل اور سچی بارگاہ میں ہر ایک شخص کی نجات اُسکے خلوص۔ اطاعت فرمانبرداری اور ہمارے فضل و کرم اور احسان پر موقوف ہے۔ صرف پیغمبروں۔ ولیوں اور بزرگوں کے نام لینے اور انکی اولاد کہلانے سے کچھ نہیں ہو سکتا ان آیات میں جن مضامین

اور تکالیف کا ذکر ہے وہ یوم کی صفت ہیں یعنی قیامت کی تعریف اور حالت کا بیاں ہیں لہذا اوصافِ مذکورہ ہر اُس شخص کی حالت کا بیان ہیں جو اُس دن حاضر ہونیوالا ہے۔ صرف یہود و نصاریٰ ہی مخصوص نہیں ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرمودہ اند کہ آوردن ضمیر در مانند این مقامات مفید حصر میشود چنانچہ در بحث ما رنا قلت مقرر است پس معنی کلام آن شد کہ نصرت ندادن مخصوص بکافران و تقصیر داران است مومناں را دران روز نصرت واقع خواہد شد کہ انتقام ایشاں از دشمنان ایشاں بواجبی خواہند گرفت چنانکہ در آیتہائے دیگر مصرح است فرمودہ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیواۃ الدنیا و یوم یقوم الاشہاد۔ وحقا علینا نصر المومنین برخلاف قبول شفاعت بے حکم و گرفتن فدیہ دیر غال کہ مومن و کافر و صالح و فاسق ہمہ در نفی آن شریک اند۔ و گفتہ اگرچہ ایں ایت بحسب ظاہر دلالت میکند کہ شفاعت ہیچکس را نباشد نظر بتعمیم نفس عن نفس شیئاً کہ در سہ مرتبہ واقع شدہ۔ اول در نفس شفیعہ دوم در نفس مشفوع لہا۔ سوم در امریکہ دران شفاعت واقع شود یعنی مفاد شیا و آن از تنکیر شفاعت مستفاد میشود حالانکہ اہل ملت اجماع دارند بر آنکہ فی الجملہ شفاعت واقع شدنی است معتزلہ در حق غیر صاحب کبیرہ شفاعت جائز دارند و اہل سنت در حق صاحب کبیرہ نیز۔ آرے کافرا ہیچ کس قابل شفاعت نمیدا اند۔ گویم آیات و احادیث بسیار دلالت بر وقوع شفاعت میکنند پس تخصیص ایں لابد است۔ اہل سنت بکافر تخصیص میکنند و میگویند کہ معنی ایں آیت آنست کہ شفاعت بحکم الٰہی

در آخرت مقبول نخواہد شد بدلیل آنکہ در آیات بسیار نفی شفاعت را مقید باین قید فرمودہ اند۔ مثل آیۃ۔ یومئذٍ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمٰن ورضی لہ قولا۔ ومن ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ۔ ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ۔ وقولہ تعالیٰ واستغفر لذنبک وللمؤمنین سوا احادیث متواترہ وارد شدہ است کہ غیر از کافر در حق ہمہ اہل معاصی حکم شفاعت خواہد شد۔ پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است ولبس مناسب مقام ہم نفی ہمین شفاعت است زیرا کہ ایں کلام برائے رد خیالات فاسدۂ اہل کتاب دنیز ہم مشربان ایشان ست از اولاد انبیاء و اولیا ومتوسلان بزرگان دین کہ خودرا بتوسل بزرگاں مامون از مواخذہ و بازپرس میدانند ومی فہمند کہ باوجود کفر وقبائح بزرگان مارا از عذاب اُخروی خلاص خواہند ساخت۔ وطریق رد خیال آنست کہ شفاعتے کہ شما بتوقع آں غرہ میشوید دراں روز واقع نخواہد شد مگر آنکہ شفاعت ہر شفیع دراں موقوف بر حکم الٰہی خواہد بود وچوں شفاعت موقوف بر حکم الٰہی شد اعتماد نماند چہ توسل بآں شفیع در حصول آں کفایت نخواہد کرد بلکہ حکم الٰہی در کار است وآں درخطر است شود یا نہ شود۔

وحقیقت شفاعت آنست کہ کمال نفس کاملہ انسانیہ انبساط پیدا کند ونفوس ناقصہ اتباع خودرا خود در گیرد کہ نقصان آنہا در ضمن کمال او منجر شود پس مدار ایں شفاعت ہر دو چیز است انبساط کمال نفس کاملہ کہ روز قیامت بعنایت خداوندی حق جل وعلا موعود است بتوسط عمل وکوشش وسعی

وتلاش زیرا کہ بنہایت سعی عمل وکوشش تحصیل وکمال خود است واحاطۂ آں
بکمال باتباع خود بوجہے کہ نقصانات انہارا بپوشند ودر رنگ کمال ظاہر
کنند وایں بسط واحاطہ وہیئتے را در شریعت بایں عبارت تعبیر فرمودہ اندلے
تعبیر باذن وحکم فرمودہ اند۔ دوم بودن نفس ناقصہ از اتباع اہل کمال است
کہ بدون ایمان وصحت عقاید باشد وایں امر را بایں عبارت تعبیر فرمودہ
کہ کافر ومنافق را شفاعت نیست۔ قال اللہ تعالیٰ ما کان للنبی والذین
اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ۔ ولا تصل
علی احد منہم مات ابداً۔ ولا تقم علی قبرہ انہم کفروا باللہ و
رسولہ مصرح است۔ وانچہ محققین فلاسفہ در تحقیق معنی شفاعت گفتہ اند
نیز موید ایں معنی است گفتہ اند کہ حضرت واجب الوجود عام الفیض است
قصورے کہ ہست از جانب قابل است جائز است کہ فردے از افراد قابلیت
اخذ فیض بلا واسطہ از آنجناب نداشتہ باشد۔ واز قابل دیگراں فیض را قبول
تواند کرد۔ پس آں قابل متوسط واقع شود میاں ایں فرد وذات عام الفیض او تعالیٰ
مانند آنکہ آفتاب روشن نمیکند مگر مقابل خود را ودریں فیض آفتاب مقابلہ شرط
است وبعض چیزہا کہ بلا واسطہ مقابل آفتاب نتوانند شد مانند سقف خانہ از
اخذ ایں فیض محروم اند لیکن چوں طشت پر از آب صاف در آفتاب نہند
آفتاب ازاں آب صاف بجانب سقف منعکس شود واورا روشن سازد
پس ارواح انبیاء مانند آب صاف وسائط جود الٰہی واقع شدہ اند چنانچہ
آب صاف شعاع آفتاب را بسقف رسانیدہ ہمچناں ایں ارواح رحمت

وفیضان الٰہی را بعوام مومنین میرسانند آرے استعداد وقبول نور شرط است حتی کہ اگر سقف استعداد قبول مطلق ندارد از توسط آب صاف ہم مستنیر نخواہد شد مانند کافر ومشرک کہ استعداد آنہا برہم شدہ بے نصیب ومحروم مطلق گردیدہ اند۔ پس کسیکہ ایمان با نبیاء ندارد مانند سقفے است کہ با آب صاف ہم مقابلہ آفتاب اورا حاصل نیست پس اورا توقع استنارت بواسطہ آن آب صاف خیال خام است۔ (عزیزی)

ف۲۰ - لَا تَجْزِی نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ الخ کہ وہ ایسا سخت دہشت ناک دن ہوگا۔ کہ کوئی مالدار شخص کسی کے حق کو اپنی طرف سے ادا نکر سکیگا نہ کسی عابد وزاہد کی عبادت کسی عاصی کے گناہوں کا بدل وعوض ہوسکیگی۔ جبکہ دنیا میں کوئی دوست یا رشتہ دار اپنے مدیون دوست یا قرابت دار کے دین کو اپنے ذمہ پر لے لیتا ہے اور اُسے ادائے دین سے بری کر دیتا ہے۔ بلکہ اُسدن ہر ایک شخص پر ہول واقعات کو دیکھکر اپنی شان اور کیفیت میں ایسا مست ہوگا کہ اسے اپنی ذات کے سوائے کسی غیر کی طرف توجہ نہ رہیگی۔ قال لکل امرء منھم یومئذ شان یغنیہ۔

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ

یاد کنید نعمت من آں وقت کہ رہانیدیم شما را از کسان فرعون میرسانیدند بشما

اور چھڑایا ہمنے تمکو قوم فرعون کی سے پہنچاتے تھے تمکو

سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ

سخت ترین عذاب ذبح میکردند پسران شمارا و

بڑا عذاب ذبح کرتے تھے بیٹوں تمہاروں کو اور

يَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَآءٌ مِّن

زندہ میداشتند دختران شمارا و دریں کار آزمائشے بزرگ بود

جیتا رکھتے تھے بیٹیوں تمہاری کو اور بیچ اسکے آزمایش تھی

رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ

از پروردگار شما و آنوقت راکہ شگافتیم برائے شما دریارا پس خلاص کردیم شمارا

پروردگار تمہارے سے بڑی اور جب پھاڑا ہمنے ساتھ تمہارے دریا کو پس چھڑادیا ہمنے تمکو

وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿٥٠﴾

و غرق ساختیم کسان فرعون را و شما میدیدید

اور ڈبادیا ہمنے لوگوں فرعون کے کو اور تم دیکھتے تھے

(یاد کنید نعمت من آنوقت کہ برہانیدیم شمارا۔ اور جب چھڑایا ہمنے تمکو)

نَجَّيْنَا، ماضی ج م التنجیۃ نجات دینا۔ چھڑانا مصدر۔ تفعیل ناقص نَجّٰی۔ یُنَجِّی۔ مُنَجٍّ۔ نَجِّ۔ لَا تُنَجِّ۔

نَا ضمیر جمع باظہار عظمت قایل و باظہار قوت قائل۔

(از کسان فرعون۔ فرعون کے لوگونسے)

مِنْ، بیانیہ۔ اٰلَ، اصل اہل تصغیر اُہَیل۔

فِرْعَوْنَ، اسم غیر منصرف عام لقب بادشاہان بنی عمالقہ مثل کسریٰ وقیصر۔

(میچشانیدند شمارا سخت ترین عذاب پہنچاتے تھے تمکو بری تکلیف)

يَسُومُونَ، مضا ج ع السَّوْمُ ظلم وستم کے لئے بلانا۔ تلاش میں نکلنا

سے۔ آل فرعون۔ آل کی اصل اہل ہے ھا ہمزہ سے

سے۔ فرعون۔ یہ قبطی زبان کا لفظ ہے لغت قبطامیں

یقال سامہ کلفہ العمل الشاق۔
مصدر ن۔ ض۔ اجوف۔ سَامَ
یَسُوْمُ۔ سَائِمٌ۔ مَسُوْمٌ۔ سُمْ
لَاتَسُمْ۔
سوء سخت و اشد۔ مصدر بمعنی اسم
العذاب، شکنجہ۔ دُکھ۔ درد مصدر
سَاءَ، یَسُوْءُ، وَیُرَادُ بِہِ السیئ
علیہ اور ہر ایک قبیح و مستکرہ امر
پر استعمال ہوتا ہے مثل اعوذ باللہ
من سوء الخلق و سوء العذاب
اور یہ لفظ گیارہ وجوہ پر آیا ہے (۱)
سختی۔ یَسُوْمُونکم سُوْءَ العذاب

(۲) کونچیں کاٹنا ولا تمسوھا بسوء
(۳) زنا۔ وما جزاء من اراد باھلک
سوءً اور ماکان ابوک امرأ سوءٍ
(۴) شرک۔ ماکنا نعمل من سوءٍ
(۵) شتم۔ لایحب اللہ الجہر
بالسوء اور السنتہم بالسوء۔ (۶)
برص۔ بیضاء من غیر سوءٍ (۷)
عذاب۔ ان الخزی الیوم والسُّوْءَ
(۸) گناہ یعملون السوء بجہالۃ
(۹) بمعنی بئس ولھم سوء الدار
(۱۰) رنج و آفت و یکشف السوء
اور مامسنی السوء (۱۱) قتل اور شکست

[۱] بقیہ صفحہ ۲۸۴ ف۔ قریب المخرج ہونے کے باعث بدل ہوئی ہے پھر ہمزہ اپنے ماقبل کے سکون اور فتح کے باعث یا توالی دو ہمزوں کے باعث الف سے بدل ہوا ہے تصغیر اُھَیْلٌ اُوَیل لیکن استعمال میں اصحاب باعظمت و شان کے ساتھ مخصوص ہے۔ مثل انبیاء علیہم السلام و سلاطین لہٰذا آل مذاف وآل حجام کہنا درست نہیں۔ اور کہتے ہیں الف اس کا واؤ سے بدل ہے کیونکہ ال بمعنی مایول الیک فی قرابۃ اور تصغیر اسکی اویل ہے۔

[۲] بقیہ صفحہ ۲۸۴ ۔فرعون بادشاہ کو کہتے ہیں اور آہستہ آہستہ بنی عمالقہ کے بادشاہوں کا یہ لقب ہو گیا تھا اسجگہ فرعون سے ولید بن مصعب بن ریان مراد ہے برافروختگی چہرہ کے باعث لوگ اسے قابوس

یُذَبِّحُونَ اَبْنَاءَکُمْ

لفیسسہم سوءٗ (اتقان)
(میکشند پسران شمارا - ہلاک کرتے
ہیں تمہارے بیٹونکو ۔
یذبحون، مضارع ج ع التذبیح کثرت
سے ہلاک کرنا۔ مصدر تفعیل ذَبَّحَ یُذَبِّحُ
مُذَبِّحٌ - ذَبِّحْ - لَا تُذَبِّحْ -
ابناء، جمع ابن - اولاد ذکور -

وَیَسْتَحْیُونَ نِسَاءَکُمْ

(و زندہ میگذاشتند دختران شمارا -
اور جیتی رکھتے ہیں تمہاری عورتوں یا بیٹیوں کو)
اے یستبقون بناتکم و یترکونھن
حیات وقیل یفتشون فی حیائھن
حیا شرم گاہ کو کہتے ہیں اس صورت
میں یہ معنی ہونگے کہ ان کی شرم گاہوں
یا پیٹوں کو دیکھا کرتے تھے کہ یہ حاملہ
ہیں یا نہیں ۔
یستحیون، اصل یستحیون بیائین
مضارع ج ع ۔
الاستحیاء زندہ چھوڑنا - شرم رکھنا
مصدر استفعال - استحیاء یستحیی

مُستحیی - اِستحی ، لَا تَستحی
لنساء، جمع تکسیر نسوۃ، بروزن فعلۃ یا
جمع امراۃ یا اسم جمع ہے - بالغہ عورتیں
مجازاً دختران و نوشیزگان -

وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ

(و دریں کار شما را آزمایشے است از
پروردگار شما بزرگ - اور اس میں تمہارے
لیے آزمائش تھی مالک کی طرف سے
بڑی -)
ذٰلِکُمْ، اسم اشارہ (ذا - اسم اشارہ -
ل، حرف زائد - کم - ضمیر بیان خطاب -
مِنْ رَّبِّکُمْ - اے من جہۃ تعالیٰ
بحذف مضاف یعنی بواسطہ تسلط فرعون
یا بعثت حضرت موسیٰ علیہ السلام یا بوجہ
آزادی و تخلیص عظیم و تنکیر مظہر تفخیم لیکن
یہ عظمت باعتبار مخاطب و سامع کے
ہے نہ باعتبار متکلم کے ۔
بلاء - امتحان - مصیبت وعطیہ - اس
لفظ کا استعمال خیر و شر دونوں معنی میں
ہوتا ہے اصل بلاوٌ واو ہمزہ سے

بدل ہوئی ہے اَلبَلُوۃ وَالبَلَاءُ - آزمائش
کرنا - مصدر ف - ض ناقص واوی
یا یائی مراد حاصل بالمصدر اور منسوب
بواجب تعالیٰ ہونے میں کبھی اس سے
مراد نعمت و آسایش ہوتی ہے اور کبھی
ضرر و رنج و تکلیف اور کبھی دونوں مراد
ہوتے ہیں -

(و یاد کنید آنوقت را کہ بشگافیم برائے
شما دریارا - اور جب پھاڑا ہمنے تمہارے
ساتھ دریا کو -) فرقنا - چیر دیا ماضی جمع
الفرق - جدا کرنا - الگ الگ کر دینا
ملی ہوئی چیزوں کا - پھاڑنا - مصدر
ک ف - ض - فَرَقَ - یَفرُقَ
فَارِقٌ ، مَفرُوقٌ ، اِفرُق ، لَا تَفرُق
بکم ، اے لاجلکم ، و یا زائدہ یا
سببیہ -

البحر ، ال ، عہدی مراد بحر احمر -
اصل میں بحر سعۃ اور کشادگی و فراخی
کو کہتے ہیں - اسی سے ہے بحیرۃ
بمعنی بلدہ اور اسی مناسبت سے کھاری اور
میٹھے پانی کے دریاؤں کو بحر عرب کہتے
ہیں - جبکہ اسکا پانی خوب پھیل کر بہتا ہو
مثل مرج البحرین یلتقیان بینہما
برزخ - اور کہتے ہیں اصل میں بحر کے
معنی شق کے ہیں اسی سے ہے بحیرہ
جسکے دونوں کان شق کئے جاتے ہیں
اور تعدیہ اس کے ساتھ بحر کے باعتبار
تضمن معنی شق ہے اے فلقناہ و
فصلنا بین بعضہ و بعض لاجلکم
و بسبب انجائکم و انما قال سبحانہ
بکم دون لکم لان الحرب علی ما
نقلہ الدامغانی تقول غضبت لزید
اذا غضبت من اجلہ وھو حی و
غضبت بزید اذا غضبت من اجلہ
وھو میت ففیہ تلویح الی ان
الفرق کان من اجل اسلاف
المخاطبین اور یا آیا بمعنی استعانۃ ہے
والمعنی بسلوکم گویا سلوک کو اللہ

کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

فانجینٰکم (پس برہانیدیم شمارا۔ پھر بچا دیا ہمنے تمکو)

کلام میں حذف ہے باعتبار معنی۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ وَاِذْ فرقنا بکم البحر و تبعکم فرعون وجنودہ فی تقحمہ فانجیناکم اے من الغرق او من ادراک فرعون وآلہ لکم او مما تکرھون۔

ف، جزائیہ۔ انجینا، خلاصی دی ہمنے۔ چھڑایا ہمنے۔ ماضی ج م الانجاء چھوڑانا مصدر۔ افعال ناقص انجی ینجی، منج، انج لا تنج۔

یقال نجا نجاۃً ونجواً ونجایۃً بمعنی خلص وانجی الرجل خلّصہٗ

واغرقنا آل فرعون (و بآب فروبردیم قوم فرعون را۔ اور غرق کر دیا ہمنے لشکر فرعون کو)

اَغْرَقْنَا، ماضی ج م الاغراق۔ غرق کرنا مصدر افعال۔ اَغْرَقَ یُغْرِقُ، مُغْرِقٌ۔ اَغْرِقْ۔ لَا تُغْرِقْ

وانتم تنظرون (وشما میدید۔ اور تم دیکھتے تھے)

تَنْظُرُوْنَ، مضارع ج ح النَّظَرُ والنَّظَرَانُ، دیکھنا مصدر ف ض نَظَرَ، یَنْظُرُ، نَاظِرٌ، مَنْظُوْرٌ، اُنْظُرْ۔ لَا تَنْظُرْ۔

واذ نجیناکم

اِذْ۔ اے اذکر اذ نجینا۔

نَجَّیْنَا، .... فعل با فاعل

کُمْ، مفعول فی الحال

مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ، ... ظرف لغو

یَسُوْمُوْنَ، فعل با فاعل

کُمْ، مفعول .... (۱)

سُوْءَ الْعَذَابِ، مفعول (۲)

حال

تفصیل اجمال النجی من قبیل عطف الخاص علی العام

باسقاط حرف الجر او بدونہ وفیہ منۃ علیہم حیث تجوز نجاتہم

یُذَبِّحُوْنَ، فعل ... مع الفاعل

اَبْنَاءَكُمْ، مضاف مضاف الیہ مفعول

بیان یسومون

وَیَسْتَحْیُوْنَ، ... فعل مع الفاعل

نِسَاءَكُمْ، ..... مفعول

معطوف بر یذبحون

ویا یسومون الخ حال من آلِ فرعون ویا حال عن کلیہما - و یذبحون اَبناءکم یسومونکم ولذالك لم یذکر بالعطف بل علی البدل-

وَفی ذٰلکم، متعلق کائن خبر مقدم
بلاءٌ، ..... موصوف
مِن رَّبِّکم متعلق کائن، صفت
عظیم، ..... صفت دوم

ویا فی ذٰلکم، متعلق ثبت و بلاء عظیم فاعل - وجملہ معطوف بر ماقبل

و اذ، ظرفیہ - فرقنا، فعل با فاعل
بکم، مفعول اول البحر، مفعول دوم
یا بکم، متعلق بمحذوف حال یا بیان نجات - ضمیر فاعلی
فرقنا، ... ذوالحال

تفریق بحر کیوقت اس ناصر حقیقی کی ملابستہ کا ہونا ظاہر ہے اور یہ ملابستہ عقلی ہو سکتی ہے بمعنی نصرت

وحفاظت اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے حضرت موسیٰ نے وھو قولہ کلا ان معنی ربی سیہدین -

فانجینکم، جملہ فعلیہ معطوف بر سابق
وَ اغرقنا، ... فعل با فاعل
آل فرعون، مضاف مضاف الیہ مفعول
و انتم، ..... مبتدا
تنظرون، بمعنی تشاهدون -
غرقھم محذوف ... فعل با فاعل مفعول خبر

حال من آل فرعون

م وفیہ تجوز اسے وآباءکم ینظرون جمیع ما مر - اور فائدہ اس سے اظہار اتمام نعمت ہے کیونکہ دشمن کی ہلاکت ایک نعمت ہے اور اس کا مشاہدہ دوسری نعمت ہے -

اور یا حال ہے فاعل سے اور معمول ہے جمیع افعال سابقہ کا بطریق تنازع اور فائدہ اس سے تقریر نعمت ہے - کانہ قیل وانتم لاتشکون فیہا

کسائی سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل جب دریا پار ہو گئے تو اس کے کنارے پر ٹھہر گئے اور دریا کی طرف اور فرعون کے لشکر کی طرف دیکھنے لگے اور انفلاق بحر کو بغور ملاحظہ کرتے رہے اس صورت میں تعلق حال کا فرقنا کے ساتھ ہے۔ وقیل مرادہ منظر بعضکم بعضا و انتم سائرون فی البحر اور یہ اسلیئے منقول ہے کہ قبائل قوم متفرق راستوں سے گذر رہے تھے اور ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔ جس سے بعض نے کہا ہم تو چل رہے ہیں لیکن ہمارے اصحاب نہ معلوم کہاں ہیں۔ اور ان کی کیا حالت ہے۔ جسپر خداوند تعالیٰ ان کے درمیانی پردونکو اٹھا دیا اور پانی کی دیواریں سوراخ سوراخ ہوگئیں اور ایک کو دوسرے کی کیفیت اور اسکی پوری حالت مشاہدہ ہونے لگی۔

ف - واذ نجینکم - الخ یہاں سے ان واقعات کی تفصیل شروع ہوتی ہے جو بنی اسرائیل کے اسلاف پر گزرے ہیں کہ اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو جبکہ تمہارے اسلاف مصر میں آباد ہوئے اور ان کی قوم اور نسل پھیل گئی۔ تو قبطیوں کو حسد پیدا ہوا وہ چاہتے تھے کہ غیر ملکی مصر میں ترقی نہ پائیں۔ اور فرعون کو کاہنوں[ا۵] اور منجموں سے یقین ہو چکا تھا۔ کہ بنی اسرائیل میں سے

[ا۵] - کاہنوں نے۔ لکھا ہے کہ فرعون نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا - کہ ایک آگ کا بگولا بیت المقدس کی طرف سے اٹھا ہے اور اسنے ملک مصر کو تمامہ گھیر لیا ہے۔ قبطیوں کے گھر اس سے جل کر تباہ ہو جاتے ہیں - اور بنی اسرائیل کو اس سے کچھ صدمہ نہیں پونچتا - اس خواب کے دیکھنے سے فرعون کے دل میں خوف پیدا ہوا - اور منجمون و کاہنوں سے اسکی تعبیر پوچھی انہون نے کہا - کہ بنی اسرائیل

کسی ایک شخص کے ہاتھ پر فرعونی حکومت اور عمالقی سلطنت کا خاتمہ ہوگا۔ لہذا
اس نے اپنی سلطنت کے دوام اور ملکی استحکامی کے لئے یہ تجویز کی۔ کہ بنی اسرائیل
کی نسل منقطع کر دی جائے۔ اسلیے جو نیا لڑکا پیدا ہوتا قتل کر دیا جاتا۔ لیکن پرستاری
اور کنیزکی کے لیئے لڑکیاں زندہ چھوڑی جاتی تھیں۔ اور موجودہ تمام قوم قبطیوں
کی بیگار بنی ہوئی تھی۔ مردوں سے نہایت سخت اور مشکل کام لئے جاتے
تھے۔ عورتیں مردوں سے زیادہ تکلیف میں تھیں۔ فرعونی لوگ انہیں اپنے
گھروں میں خسیس اور ذلیل خدمت پر رکھ لیتے تھے جس سے وہ طرح طرح کی
تکلیفیں سہتی تھیں۔ آخر ہم نے ان پر رحم کیا اور حضرت موسیٰؑ کو فرعون اور اسکی
تمام قوم کی اصلاح اور صحیح تعلیم کے لئے بھیجا۔ لیکن انھوں نے نہ مانا اور حضرت
موسیٰؑ نے تنگ آکر تمہارے اسلاف کی رہائی اور خلاصی کے لیے درخواست
کی۔ اور ہماری تعلیم کے موافق وہ تمھیں راتوں رات ہمراہ لیکر مصر سے نکل گئے۔

ف۲۔ واذ فرقنا بکم البحر الخ۔ یہ خداوند عالم کی دوسری نعمت کا ذکر ہے اور
اس میں بنی اسرائیل کی نجات و آزادی اور انکے خوف و ترسناکی کو ظاہر کیا ہے
کہ جب حضرت موسیٰؑ نے الہام ربانی کے موافق سرداران قوم کو اطلاع دی اور
سب متفق ہوگئے تو فرعون سے ایک دن کے لئے شہر سے باہر جانے کی
رخصت لیکر تمام شہری بنی اسرائیل اور اطراف و جوانب کے رہنے والے زن
و مرد اہل و عیال کے ساتھ عید کے بہانے شہر سے باہر نکلے۔ اور رات بھر
چلکر دریائے احمر یا بحر قلزم کے اس کنارے پر آپہونچے۔ جہاں حضرت موسیٰ کو

بقیہ صفحہ ۲۹۰۔ میں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو تجکو ہلاک کرے گا۔ اور تیری سلطنت چھین لیگا۔

بذریعہ وحی ٹھہرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ ادہر مخبروں نے فرعون کو اطلاع دی۔ کہ موسیٰ وہارونؑ بنی اسرائیل کو لیکر کہیں چلے گئے ہیں۔ ان کی یہی عید ہے کہ تیری قوم کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی غضبناک ہوکر فرعون نے اپنی تمام فوج کو باہر نکلنے کا حکم دیدیا اور ارکان سلطنت سمیت خود بھی انکے پیچھے روانہ ہوگیا بنی اسرائیل اسکے لشکر کی آمد اور فرعون کے تعاقب سے مطلع ہوکر گھبرائے اور دہشت کے مارے تھرانے لگے۔ اور چونکہ فرعون کا ظلم اور اسکی سخت گیری کا صدمہ اُٹھائے ہوئے تھے زندگی سے مایوس ہوکر کہنے لگے اے موسیٰؑ اب وہ وعدہ کہاں ہے۔ تیرے خدا کے وعدے سے تو فرعون ہی پہلے آپہونچا۔ پیچھے ایک خونخوار فوج ہے۔ اور آگے تلاطم کا بھرا ہوا یہ بحر ذخار اب پیچھے ہٹنے والے فرعونیوں کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہیں۔ اور آگے بڑہنے والے ڈوب کر مرتے ہیں۔ اسپر حضرت موسیٰؑ نے انہیں صبر واستقلال کی فہمایش کی اور بتائید غیب اپنا عصا نہایت زور سے دریا پر مارا۔ کہ وہ پھٹ کر دوطرفہ کھڑا رہگیا اور درمیان میں ایک سیدھی سڑک نکل آئی۔ اور حضرت موسیٰؑ کے اشارہ پر اول حضرت یوشعؑ اور بعد حضرت ہارونؑ اور پھر ساری قوم دریا میں اُتری اور تھوڑی دیر بعد باسلامت دریا پار ہوگئی۔ اتنی دیر میں فرعون بھی وہاں آپہونچا۔ اور اسی راستے پر دریا میں کود پڑا اور اسکے لشکر نے بھی اسکی متابعت کی جب تمام فوج دریا میں آگئی۔ تو بحکم خداوہ پانی ملگیا۔ اور فرعون مع لشکر وارکان سلطنت بنی اسرائیل کے سامنے جو دوسرے کنارے پر کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ غرق ہوگیا۔

کہتے ہیں کہ فرعون کے غرق ہونے کا دن عاشورہ تھا۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے
ایسے مہیب دشمن سے نجات پانے کے بعد ادائے شکریہ کے لیے روزہ رکھ لیا
تھا۔۱۲ اصحاب اشارۃ کہتے ہیں۔ بحر سے دنیا اور اسکے پانی سے لذات اور شہوات
دنیا مراد ہے۔ موسیٰ سے قلب اور صفات قلب ہی قوم موسیٰ مراد ہے۔ نفس امارہ
فرعون ہے۔ اور صفات نفس قوم و آل فرعون اور یہی قلب موسیٰ کے دشمن ہیں
وہ سائر الی اللہ ہیں اور دشمن انکے پیچھے انکے تعاقب میں لگا ہے۔ انکے سامنے
بحر دنیا ہے جو سیر الی اللہ و وصول بحق کے رستہ میں حائل ہے اور اس سے عبور
کرنا بغیر ضرب عصائے لاالہ الا اللہ کے ممکن نہیں یہ موسیٰ قلب ہی کام ہے جو
اپنی قوم کو بچا کر لیجا سکتا ہے۔ اگر یہ قوم بدوں امداد موسیٰ قلب گزرنا چاہتی تو ضرور
غرق ہوتی جسطرح فرعون اور اسکی قوم غرق ہوئی ہے۔ پس جسطرح انفلاق بحر کیلئے
ید موسیٰ قلب شرط ہے اسی طرح عصائے ذکر بھی شرط ہے جب یہ دونوں شرطیں
جمع ہو جائیں اور البتہ انفلاق بحر دنیا ممکن ہے اور موسیٰ اور اسکی قوم بعنایۃ توحید
ساحل نجات پر پہنچ سکتی ہیں۔ وان الی ربك المنتهیٰ و یقال لفرعون و قومہ
اذا غرقوا وادخلوا نارا الا بعدا للقوم الظالمین۔

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ

و آنوقت کہ میعاد	مقرر کردیم با موسیٰ	چہل	شب	پس	گرفتید
اور جب وعدہ کیا ہمنے	موسیٰ سے	چالیس	رات کا	پھر	پکڑا تمنے

الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ ثُمَّ

گوسالہ را　پس از رفتن موسیٰ　و شما ستمگار بودید　پس

گائے کا بچہ　پیچھے اسکے　اور تم ظالم تھے　پھر

عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

درگذرانیدیم از شما　بعد ازیں　کہ سپاسداری کنید

معاف کیا ہمنے تم سے　پیچھے اسکے　تاکہ تم شکر کرو

وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ

و آنوقت کہ دادیم　موسیٰ را کتاب　و حجت　تا بود کہ

اور جب دی ہمنے　موسیٰ کو کتاب　اور معجزہ　تاکہ تم

تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ

راہ یابید　و آنوقت کہ گفت موسیٰ　قوم خودرا　اے قوم من　ہرآئینہ شما

راہ پاؤ　اور جس وقت کہا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے　اے قوم میری　تحقیق تمنے

ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى

ستم کردید　برخویشتن　بفرا گرفتن　گوسالہ　پس باز آئید　بسوے

ظلم کیا　جانوں اپنی کو　ساتھ پکڑنے تمہارے کے　بچھڑے کو　پس توبہ کرو　طرف

بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ

آفریدگار خود　پس بکشید　خویشتن را　این بہتر است شمارا　نزدیک

پیدا کرنے والے اپنے کی　پس مارو　جانوں اپنی کو　یہ بہتر ہے تمکو　نزدیک

بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝٥٢

آفریدگار شما پس خدا باز گشت بمہربانی برشما ہر آئینہ اوست باز گردندہ مہربان

پیدا کرنیوالے تمہارے کی پس پھر آیا اوپر تمہارے تحقیق وہ ہے پھر آنے والا مہربان

وَإِذْ وٰعَدْنَا مُوسٰى

(چوں وعدہ دادیم با موسیٰ۔ اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے)

واعدنا، باب موافات سے ہے وعدہ ووعید کا اس میں اعتبار نہیں مثل قول موعدك یوم كذا و موضع كذا ویا بمعنی وعدنا۔ معیار مقرر کردیم ہمنے وعدہ کیا۔

ماضی ج م المواعدۃ کسی کے ساتھ وعدہ کرنا مصدر مفاعلۃ، معتل واعد، یواعد۔ مواعد، واعد۔

لا تواعد۔

مُوسٰى[2] اسم عجمی غیر منصرف نام حضرت کلیم اللہ

أَرْبَعِينَ لَيْلَةً

(چہل شبانروز یا چہل شب۔ چالیس دن رات۔ یا چالیس راتوں کا)

اے عند انقضائها۔

اربعین، چالیس اسم عدد ذاتی۔ وھی ثلثون من ذی القعدۃ وعشر من ذی حجۃ (مظ)

لیلۃ، رات لیالی جمع۔

ف[1]۔ واعدنا کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ ہم نے اسی سے وعدہ کیا اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ ہم میں اور موسیٰ میں باہم وعدہ ہوا اس لحاظ سے زجاج نے کہا ہے۔ کہ اللہ کی طرف سے حکم ہوا اور موسیٰ کیطرف سے قبول اسی وجہ سے ایسا لفظ فرمایا جس میں دونوں طرف سے وعدے کے معنی پائے جاتے ہیں بعض نے کہا ہے۔ اللہ کی طرف سے توریت دینے کا وعدہ ہوا۔ اور موسیٰ کی طرف سے اعتکاف کرنیکا

ف[2]۔ موسیٰ، اسم عجمی غیر منصرف نام حضرت کلیم اللہ بن عمران کا ہے (اصل موشا یا میشا) قبطی زبان میں

(پس فرا گرفتید شما گوسالہ را۔ پھر تم نے بنالیا بچھڑے کو)

ثم، حرف عطف۔ مظہر استبعاد مضمون مابعد از مضمون ماقبل۔

اتخذ تم، ماضی ج مح اتخاذ کبھی بمعنی ابتداء صنعت کے آتا ہے اسوقت متعدی بمفعول واحد ہوتا ہے مثل اتخذت سیفا اسے صنعتہ۔ اور کبھی بمعنی اتخاذ وصف آتا ہے۔ اسوقت جاری مجری جعل ہوتا ہے اور دو مفعولوں کو چاہتا ہے، نحو اتخذت زیدا صدیقا — آیت دونوں امر کی محتمل ہے۔ تقدیر ثانی پر مفعوم دوم محذوف ہوگا اے اتخذتم العجل الذی صنعتہ السامری الٰھاً اور احتمال اول پر تقدیر مفعول کی ضرورت نہیں۔ الاتخاذ بنانا پکڑنا مصدر افتعال اس میں تا اصلی ہے۔ اِتَّخَذَ یَتَّخِذُ، مُتَّخِذٌ، اِتَّخِذْ، لَا تَتَّخِذْ۔

العجل، ال، عہدی یعنی سامرے کا بنایا ہوا بچھڑا۔

عجل۔ گائے کے چھوٹے بچھڑے کو کہتے ہیں۔ جو ابھی دودھ پیتا ہے اور یہاں پر اس مناسبت سے عجل کہا گیا ہے کہ قوم موسیٰ نے اسکو اپنا معبود بنانے میں عجلت سے کام لیا تھا۔ اسے فسمی عجلا لانہم عجلوا بہ۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۵ -

مو پانی اور شا درخت کو کہتے ہیں چونکہ فرعون نے آپ کے صندوق کو نہر کے کنارے درختوں کی لٹکی ہوئی شاخوں کے درمیاں اٹکا ہوا پایا تھا۔ اس لیئے آپ کا نام موشی رکھا۔ اہل عرب نے جب اپنے لغت میں نقل کیا تو شین کو سین سے بدل لیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ماس یمیس سے مشتق ہے اور وزن اس کا مفعل ہے اور کہا گیا فعلی ہے پس یا واو سے بدل ہوئی ہے۔ ضم ماقبل کی وجہ سے مثل طوبی کہ طاب یطیب سے ہے بحر میں ہے کہ موسی مونث عربی ہے مشتق ہے اسوت الشئے اے اصلحتہ سے اور وزن اس کا مفعل ہے اسی سے موسی الحدیدۃ (استرا) اور کہا ہے وہ مشتق ہے اوسیت

مِن بَعْدِهٖ

(پس از رفتن موسیٰ - اسکے پیچھے)
من، حرف جار و قبلیہ - مرجع ضمیر ذہاب
موسیٰ - اے من بعد ذهابه -

وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ

(و شما ستمگاراں بودید - اور تم ظالم تھے
یا تم بے انصاف ہو)
و- حالیہ انتم ضمیر راجع (بہ بنی اسرائیل)
ظالمون، جمع ظالم مصدر ظلم اور متعلق
اس کا شرک یعنی عبادت غیر اللہ ہے - یا
نقل سامری پر اعتراض نہ کرنا -

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ

(پس در گزرانیدیم - پھر معاف کیا ہم نے)
ثم، مظہر تفاوت افعال - یعنی درمیان
فعل قبیح قوم و الطاف خداوندی -
عفونا، ماضی جمع متکلم العفو محو الجریمة
یقال عفا اثرہ اسے ددس جرم
اور گناہ مجرم سے درگزر کرنا - اثر مٹا دینا -
متعدی و غیر متعدی یقال عفت الدار
وعفاها الریح
مصدر عفو ف - ض - ناقص عَفَى العَفْوُ
عافٍ - مَعْفُوٌّ - اُعْفُ - لَا تَعْفُ -

عَنْ، صلہ فعل - کُمْ، ضمیر راجع بہ بنی
اسرائیل -

مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

(بعد ازیں - اسپر بھی اسکے بعد)
مِن، حرف جر و قبلیہ -
ذٰلِكَ، اسم اشارہ مجمل ذٰلکم (اتخاذ عجل)
(تا بود کہ شما سپاسداری کنید - تاکہ احسان
مانو - تاکہ تم شکر کرو -
لعل - اے لاجلکم - اظہار علت و
سبب کے لئے ہے : امید و رجا کے
لئے - مظہر تیقن -
تشکرون - مضارع جمع حاضر الشکر ذکر احسان
محسن بلسان یا بجوارح و قلب اس طرح
کہ مالک جائز رکھے - و سپاسداری کرنا -
جینید کہتے ہیں عجز شکر کمال شکر ہے
اور ذوالنون کہتے ہیں شکر مافوق طاعت
ہے اسکی اور شکر مثل مکافات ہے
اور شکر ما تحت احسان ہے -
شَكَرَ، يَشْكُرُ - شَاكِرٌ - مَشْكُورٌ
اُشْكُرْ - لَا تَشْكُرْ

وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ

(وآں وقت کہ دادیم موسیٰ را کتاب و فرقاں تا باشد کہ شما راہ راست یابید - اور یاد کرو جب دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور حجت تو کہ تم سیدھی راہ پاؤ-)

اٰتَیْنَا، ماضی ج م الکتاب - اسے التوراۃ-

و، حرف عطف مظہر تغایر وصف طرفین مثل قولك رایت الغیث واللیث اے رایت الرجل الذی ھو جواد کالغیث وشجاع کاللیث-

الفرقان، المعجزات او الشرائعۃ الفارقۃ بین المبطل والحق - و شعائر دین و مناسک شرع - مصدر بمعنی اسم فاعل - مراد توراۃ اور یہ عطف قبیل عطف صفات سے ہے-

لعل، تعلیلیہ و سببیہ-

تَهْتَدُوْنَ، مضارع ج ح الاهتداءُ- سیدھی راہ چلنا مصدر افتعال: ناقص اِهتدٰی، یَهْتَدِیْ مُهْتَدٍ - اِهْتَدِ لَا تَهْتَدِ-

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ

(وآں وقت کہ گفت موسیٰ مر قوم خود را اور یاد کرو جس وقت کہ کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو)

قال، ماضی ا ع - لقومہ ل - تبلیغ کے لئے ہے - ہ ایدا اضافت عہدی-

قوم، لفظ مذکر و مؤنث کیونکہ ہر اسم جمع جس کا مفرد اسکے لفظ سے نہیں اسکا

---

۵ - الفرقان - فرقان سے مراد توراۃ ہے کیونکہ توراۃ کو دو صفتوں سے متصف کر سکتے ہیں انہا کتاب جامعۃ لما لم یجمعہ منزل سوی القرآن وانہا فرقان اسے حجۃ تفرق بین الحق والباطل قال اللہ تعالی واٰتینا موسیٰ وھارون الفرقان وضیاء وذکرا (۲) فرقان سے مراد شریعۃ فارقۃ حق وباطل ہے (۳) مراد اس سے معجزات فارقہ ہیں مثل عصا و ید بیضا وغیرہ (۴) مراد نصرت ہے جس سے دشمن اور دوست میں فرق ہو سکتا ہے اسی وجہ سے یوم بدر کو یوم فرقان کہتے ہیں ۱۲

استعمال صیغہ مذکر و مونث دونوں سے ہوسکتا ہے۔

یہ اسم جمع ہے اور واحد اس کا اسکے لفظ سے نہیں واحد اس کا امرأ ہے اور استعمال اس کا مخصوص بالرجال ہے بقولہ تعالیٰ لایسخر قوم من قوم مع قولہ ولا نساء من نساء و قول اللہ تعالیٰ ولقد ارسلنا نوحًا الی قومہ میں اندراج نساء بنا بر استتباع وتغلیب ہے اور رجال کو اسلئے قوم کہتے ہیں۔ کہ وہ ایسے امور پر اقدام کرسکتے ہیں جن پر نساء کا اقدام ممکن نہیں۔

(اے قوم من شما ستم کردید۔ اے میری قوم تحقیق تم نے نقصان کیا یا ظلم کیا) قوم اصل قومی۔ یا ے متکلم حذف کردی گئی ہے۔

اِنَّکُمْ، اِنَّ، حرف مؤکد مضمون جملہ کُمْ، ضمیر (قوم)

ظَلَمْتُمْ، ماضی ج م ح الظلم والمظلمۃ بے انصافی کرنا۔ شے کو اپنی جگہ پر نہ رکھنا۔ مصدر ف ک ظَلَمَ، یَظْلِمُ ظَالِمٌ، مَظْلُومٌ، اِظْلِمْ، لَا تَظْلِمْ۔

(بر نفسہاے خود۔ اپنے آپ پر)

انفس جمع قلت نفس بجاے کثرت

(بر اگرفتن شما گوسالہ را۔ بنا لینے سے بچھڑے کے۔

ب۔ بمعنی سبب۔ اتخاذ۔ بنانا۔ پکڑنا ٹھہرانا۔

اسجگہ بھی وہ پہلے دونوں احتمال جاری ہوسکتے ہیں۔

مصدر۔ افتعال۔ العجل۔ سامری کا بنایا ہوا بچھڑا۔

(پس باز آئید بسوے آفریدگار خود پس توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کیطرف) ف، سببیہ کیونکہ توبہ کا سبب ظلم ہے

تُوْبُوْا، جمع امر الیٰ صلہ فعل

بَارِیٌ، اسم ذات بمعنی خالق بیعیب ونقص وہ ذات جو ابتداءً کسی چیز کو

پیدا کرے وبمعنی تراشندہ قلم وقالب
اور خالق وہ ہے کہ مقدور کو ایک حال
سے دوسری حالت کیطرف نقل کرے
اور باری اس ذات صانع کو
کہتے ہیں جسکا مصنوع عیب و نقص اور
تفاوت سے بری ہو۔ کبرء اللہ آدم
اسے خلقہ ابتداءً متمیزاً عن لوث
البطن وعلیٰ تناسب الاعضاء

فاقتلوا انفسکم (پس بکشید نفسہای خودرا۔ یا خویشتن
را۔ اور مار ڈالو اپنی جانوں کو)
ف، حرف عطف تفصیلیہ یا تفسیریہ
اسے تفسیر للتوبۃ اسے فاقتلوا انفسکم
ھذہ توبتکم۔
اقتلوا، ج مح امر القتل ہلاک کرنا یا
خون گرانا۔ مصدر ف۔ ض۔ قَتَلَ
یَقتُلُ۔ قاتِلٌ۔ مقتولٌ۔ اُقتُل
لاتَقتُل۔

ذٰلکم خیر لکم (این جملہ بہتر است شمارا۔ یہ سب بہتر ہے
تمہارے لئے۔

ذٰلکُم، اسم اشارہ (توبہ و رجوع قتل)
خیر، مصدر بمعنی اسم۔ نیکی و نیکوی
ضد شر و یا افعل التفضیل والمعنی
انّ ذٰلکم خیر لکم من العصیان و
الاصرار علی الذنب او خیر من
ثمرۃ العصیان او خیر من الخلود
الکائنۃ لکم

عند بارئکم (نزدیک آفریننده شما۔ تمہارے خالق
کے پاس۔
عند، اسم ظرف مکان۔
باری۔ خالق اسم صفت مشبہ۔

فتاب علیکم (پس برحمت بازگشت خدا بر شما۔ پس
متوجہ ہوا اپنی مہربانی سے وہ تم پر
ف، جزائیہ۔ یا فصیحہ۔ تاب علیکم
متوجہ ہوا تم پر عنایت اور مہربانی سے۔
تاب، ماضی مح علی، صلہ فعل۔
کم ضمیر راجع بقوم بلحاظ افراد۔

انہ ھو (ہر آئینہ اوست توبہ پذیرندہ مہربان

کہ وہی ہے معاف کرنے والا مہربانی کرنیوالا۔)

إِنَّهُ اے الشان او البارى۔

هُوَ، ضمیر فصل مفید حصر۔ التَّوَّابُ۔ کثرت سے توبہ قبول کرنیوالا صیغہ مبالغہ

الرَّحِيمُ، مہرباں صفت مشبہ

وَ۔ اِذْ، اسم ظرف منصوب المحل۔

وٰعَدْنَا، ..... فعل با فاعل

مُوسٰى، مفعول (۱)۔

اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً، ممیز وتمیز مفعول (۲)

ویا اربعین لیلۃ، ظرف۔ ومعاملۃً مفعول محذوف

اے واعدنا موسیٰ معاملۃً عند انقضاء اربعین لیلۃ (۴)،

ویا اربعین لیلۃ ظرف مستقر و صفت مفعول محذوف اے واعدنا موسیٰ امرًا کائنًا فی اربعین اوریا مفعول مطلق ہے۔ واعدنا موسیٰ مواعدۃ اربعین لیلۃ

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ فعل با فاعل۔

الْعِجْلَ، مفعول....

اِلٰهًا، محذوف مفعول (۲)

مِنْ بَعْدِهٖ، جار مجرور ظرف لغو

وَ۔ اَنْتُمْ، ..... مبتدا

ظٰلِمُوْنَ، .... خبر

ثُمَّ عَفَوْنَا، ..... فعل با فاعل

عَنْكُمْ، ظرف لغو...

مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ، ظرف دوم

لَعَلَّ، شبہ بفعل، كُمْ، ضمیر، اسم

تَشْكُرُوْنَ، جملہ فعلیہ تاویل مفرد خبر

وَ۔ اِذْ، ظرفیہ۔ اٰتَيْنَا، ... فعل با فاعل

مُوْسَى، ..... مفعول اول

الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ، مفعول دوم

لَعَلَّ، شبہ بفعل .....

كُمْ، ..... ضمیر اسم

تَهْتَدُوْنَ، جملہ فعلیہ.. خبر

الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ، العطف فيه من قبيل عطف الصفات مع اتحاد الذات (شیخ)

و۔ قال، فعل۔ موسیٰ، فاعل
لقومہ، جار مجرور ..... ظرف لغو
(جملہ فعلیہ معطوف علیٰ ماقبل)

یا، حرف ندا۔ قوم، منادیٰ
انکم ظلمتم انفسکم الخ جواب ندا
(مقولہ)

اِن، مشبہ بفعل۔ کم، ضمیر اسم
ظلمتم ..... فعل با فاعل
انفسکم، مضاف مضاف الیہ مفعول
ب، جار۔ اتخاذ، مضاف
کم، مضاف الیہ
العجل۔ مفعول مصدر
(ظرف لغو)
(جملہ فعلیہ خبر)
(جملہ جواب ندا)

ف۔ توبوا[1] ..... فعل با فاعل
الیٰ بارئکم، جار مجرور ظرف لغو
(جملہ فعلیہ معطوفہ)

و۔ اقتلوا ..... فعل با فاعل
انفسکم ..... مفعول
(متمم توبہ بالتفصیل)

ذٰلکم۔ ای القتل والتوبۃ مبتدا
خیر ..... خبر
لکم، جار مجرور متعلق بخبر
عند، مضاف
بارئکم، مضاف الیہ
(ظرف ثانی متعلق بخبر)
(جملہ اسمیہ مستانفہ)

ف۔ تاب[2] علیکم، جملہ فعلیہ جزائے شرط محذوف اے متعلق بمحذوف فان کان من کلام موسیٰ فتقدیرہ ان فعلتم القتل فقد تاب اللہ علیکم والا فتقدیرہ علی طریقۃ التفات من الغیبۃ الی الخطاب اے ان فعلتم ما امرتم بہ فتاب علیکم

ان، مشبہ بفعل۔ ہٗ، ضمیر اسم
ھو، ضمیر فصل۔ التواب الرحیم خبر
(جملہ تاکید اول)

انہ ھو۔ ضمیر منصوب اگر ضمیر شان ہو تو ضمیر مرفوع مبتدا ہو اور اگر وہ باری کی طرف راجع ہے تو ضمیر مرفوع ضمیر فصل ہے اور یا مبتدا ہے۔

[1] فتوبوا یا العزم والے معنی میں ہے اور فاقتلوا اسکی تفصیل ہے اس وقت یہ دونوں جملے ملکر ظلمتم کا معلول ہیں اور یا توبوا اپنے موضوعہ معنی پر ہے۔ اسوقت جملہ فاقتلوا انفسکم اسکا متمم ہے اور بتقدیر اول تو یہ مجموعہ ندامت و عزم ہے یعنی گزشتہ معاصی پر ندامت کا ظاہر کرنا اور آیندہ نہ اختیار کرنے پر عزم کرنا۔

[2] فتاب علیکم۔ اگر مقولہ موسیٰ علیہ السلام ہے تو اس جملہ کا تعلق ایک محذوف سے ہوگا تقدیر عبارت یہ ہو۔ ان فعلتم ما امرتم بہ فقد تاب علیکم۔ اور اگر یہ جملہ کلام خدا ہو بطریق التفات تو یہ حرف فا عاطفہ ہو اور اس کا عطف محذوف پر ہو کانہ قال ففعلتم ما امرتم بہ فتاب علیکم

ف ۱ - وَاِذْ وٰعَدْنَا - یہاں سے اُن واقعات کا ذکر ہے جو فرعون اور اس کی قوم کے غرق ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے پیش آئے ہیں جب بنی اسرائیل فرعونیون سے بالکل مطمئن ہو گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے وفائے عہد کی تحریک کی اور کہا اب سچے دل سے عبادت الٰہی میں مشغول ہو شرعی احکام کی پابندی کرو - مگر یہ لوگ زبانی جمع خرچ کے سوائے کچھ نہیں کرتے تھے اور ہر بات میں طرح طرح کے حیلے اور اقسام اقسام کے عذرات پیش کرتے تھے موسیٰ علیہ السلام کی تحریک اور ان کے اصرار پر کہنے لگے - بیشک ہم آپکے مطیع اور فرماں بردار ہیں لیکن شرعی احکام پر مطلع ہونے کے لئے کوئی کتاب لائیے جس پر ہم ہمیشہ عمل کرسکیں - اسپر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند عالم سے اپنی قوم کے لئے ایک دائمی دستور العمل کی درخواست کی اور کوہ طور پر چالیس روز ٹھہرنے کے بعد حسب درخواست آپکو توریت مقدس کی لکھی لکھائی چند لوحیں عطا کی گئیں لیکن ادھر آپ کے بعد قوم نے گمراہ ہوکر گوسالہ پرستی شروع کردی تھی - قبیلہ سامری کے ایک شخص موسیٰ بن ظفر (جو بنی اسرائیل کے حالات سے پورا واقف تھا - اور اسے یقین ہوچکا کہ سالہا سال کی مصری رہائش اور فرعونیوں کی ملازمت نے ان کے دلوں میں بت پرستی کی پوری عظمت پیدا کردی ہے اور دریا سے پار اُترنے کے بعد گاؤ پرست قوم سے ملتے وقت بت پرستی کیطرف بنی اسرائیل کے دلی رجحان نے اور بھی اُسکے خیال کو پختہ کردیا تھا) نے قوم سے چاندی اور سونے کا زیور (جسکو یہ لوگ عید کے بہانے فرعونیوں سے لیکر آئے تھے) لیکر ایک بچھڑا بنایا - اور قوم سے کہا کہ جس خداوند کی

تلاش میں حضرت موسیٰ طور پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی عنایت سے اس بچھڑے میں جلوہ گر ہوا ہے۔ اور یہ بیوقوف اسکے سامنے سر جھکانے لگے اور اُسے اپنا معبود بنا بیٹھے۔ ہر چند حضرت ہارون علیہ السلام نے منع کیا اور سمجھایا۔ موسیٰ علیہ السلام کے آنے تک توقف پر اصرار کیا لیکن یہ قوم ایسی نہ تھی کہ اپنے خیال پر حضرت ہارون علیہ السلام کی نصیحت کو ترجیح دیتی۔ اسی حال میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام توریت مقدس لئے ہوئے تشریف لائے قوم کو گمراہ دیکھکر حیران رہ گئے۔ ارشاد ہوتا ہے کفر وارتداد کی ناشائستہ حرکت کے بعد ہر چند یہ قوم عذاب کے سوائے کسی انعام کی مستحق نہ تھی مگر پھر بھی ہم نے اپنی عنایت سے اے بنی اسرائیل تمھیں کتاب اور شریعت عطا فرمائی کہ اسپر عمل کرو اور ہدایت حاصل کرو ہم تمھیں اسکے ثواب اور اُخروی نتائج سے محروم نہیں کریں گے۔ اے مومنین جن کے اسلاف کی یہ حالت ہے اُنکے پس ماندہ اگر دین حق سے انکار کریں یا اپنی بیوقوفی اور بیعقلی سے اسکی خوبی اور حسن کو نہ سمجھیں تو کیا تعجب ہے۔

ف ۲ - وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی الخ ان آیات میں بنی اسرائیل کی توبہ اور ندامت کا ذکر ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے گوسالہ پرستی اور شرک و بدعت کی قباحتیں اُنکے بھلے بُرے نتائج سے قوم کو مطلع کیا اور وہ آپکی نصیحت سے موثر ہوکر نادم ہوئے تو اس مہلک مرض سے نجات پانے کے لئے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے قوم سچے دل سے اس مالک حقیقی کی طرف متوجہ ہو اور یہی بہتر ہے کہ مر جاؤ کیونکہ زندہ رہکر سچے دینداروں کے سامنے اب تم سر اُٹھانے

سے کے قابل نہیں۔ ایسی بیہودہ قوم کو نیست و نابود ہی ہو جانا چاہیئے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کے بعد انھوں نے خود اپنے آپ کو مار ڈالا یا ایک دوسرے کے ہاتھ سے مقتول ہوئے۔ غرض اُن کی سچی ندامت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معافی جرائم کے لئے دعا کی اور درگاہ توّاب میں اُنکی دعا مقبول ہوئی۔

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى

و آن وقت کہ گفتید اے موسیٰ ہرگز باور نداریم ترا تا آنکہ بہ بینیم

اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہرگز نہ ایماں لاوینگے ہم تیرے پر جب تک نہ دیکھیں

اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ

خدا را آشکارا پس گرفت شمارا صاعقہ و شما مید یدید

اللہ کو سامنے پھر لیا تمکو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

باز زندہ گردانیدیم شمارا پس از مردن شما تا شما شکر گزاری کنید

پھر جلایا ہمنے تمکو پیچھے موت تمہاری کے تو کہ تم شکر کرو

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ

و سایہاں ساختیم بر شما ابر را و فرود آوردیم بر شما من

اور سائباں کیا ہمنے اوپر تمہارے بادل کو اور اُتارا ہمنے اوپر تمہارے من

وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا

و سلویٰ را گفتیم بخورید از پاکیزہائے آنچہ دادیم شمارا و ایشاں ستم نکردند برما

اور سلویٰ کھاؤ پاکیزہ اس چیز سے کہ دیا ہمنے تمکو اور نہ ظلم کیا انہوں نے ہمکو

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۵﴾

ولیکن بر خویشتن ستم میکردند

ولیکن تھے وہ جانوں اپنی کو ظلم کرتے

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ

(وآں وقت کہ گفتید۔ اور یاد کرو جب کہا تم نے)

قُلْتُمْ، ماضی ج ح مصدر القول صف

(اے موسیٰ ہرگز باور نداریم بتو۔ اے موسیٰ ہرگز ہم یقین نکرینگے تیرا۔ یا ہرگز ایمان نہ لائیں گے تیرے کہے پر)

یہ مقولہ مومنین کا ہے اور نفی سے مراد نفی کمال ہے ای لانکمل ایماننا لك مثل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لایومن احدکم حتی یحب لاخیہ المومن مایحب لنفسہ۔

یا، حرف ندا۔ اس حرف کے ذریعہ سے مخاطب کو اپنی طرف متوجہ کیا جاتا ہے وہ دور ہو یا قریب۔

مُوْسٰى۔ یہ عمران بن یصهر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام کے بیٹے قبیلہ شنوءۃ کے آدمی ہیں ان کے نسب میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ سریانی زبان کا اسم ہے وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انکا صندوق درختوں کی شاخوں اور پانی میں اٹکا ہوا پایا گیا تھا چنانچہ قبطی زبان میں پانی کو "مو" اور درخت کو "شا" کہتے ہیں۔ حدیث صحیح میں انکی صفت یوں آئی ہے کہ وہ گندمی رنگ۔ دراز قامت گھونگر والے بالوں والے تھے ایکسو بیس سال زندہ رہے

لَنْ نُّؤْمِنَ، مض ج م منصوب موکد بلن

لَكَ، ل، بمعنی اجل ای لاجل قولك ویا صلہ فعل

لہ۔ ایمان بمعنی اقرار ای لن نقرلك اور یا اس لحاظ سے کہ ایمان معنی اقرار کو متضمن ہے اور یہ اس لئے کہ لفظ ایمان کبھی متعدی بنفسہ ہوتا ہے اور کبھی بواسطہ حرف با لیکن حرف لام اس کا صلہ

حتی [1] حرف ناصب مضارع بتقدیر آن بمعنی غایۃ - یا اِلیٰ - نری، مضارع جمع متکلم منصوب الرؤیتہ والرّاٰی آنکھ سے دیکھنا - جاننا	حتی نری اللہ جہرۃ : والایمان بمعنی اقرار اسے لن نقرّ لک (تا آنکہ بہ بینیم خدارا آشکارا) جب تک کہ دیکھ لیں اللہ کو سامنے - یا اگر اللہ کو سامنے دیکھکر -

نہیں آتا - اور اقرار کبھی حرف با اور کبھی حرف لام کے ساتھ متعدی ہوتا ہے اس صورت میں حضرت موسیٰ مقرّ لہ ہیں اور مقرّ بہ محذوف ہے وتقدیرہ ان اللہ تعالیٰ اعطاہ التوراۃ او ان اللہ تعالیٰ کلمہ فامرہ ونہاہ -

[1] حتی - الیٰ کی طرح یہ بھی انتہا غایت کا حرف ہے مگر بعض امور میں متفرق ہیں (۱) حتی محض اسم ظاہر کو جر دیتا ہے (۲) اور اس آخر مسبوق کو جو کئی اجزاء رکھتا ہے اور اس کا مجرور جزو اخیر کے ساتھ ملاقی ہے مثلاً قولہ تعالیٰ " سلامٌ ھی حتی مطلع الفجر " کہ اس مثال میں حتی نے مطلع کو جر دیا ہے اور وہ رات کے آخری حصہ یعنی فجر سے ملاقی ہے (۲) اور وہ اپنے ماقبل فعل کے تھوڑا تھوڑا شروع ہو چلنے کا فائدہ دیتا ہے اور اسکے مقابلہ میں ابتدائے غایت کی ضرورت نہیں ہوتی اور اس کے بعد آن مقدرہ کے باعث سے مضارع منصوب واقع ہوتا ہے اور اس حالت میں مضارع منصوب مع ان مقدرہ کے دونوں مصدر مجرور کی تاویل میں ہوتے ہیں - پھر اس وقت حتی کے تین معنی آتے ہیں (۱) وہ مرادف الیٰ ہوتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ حتی نری اللہ جہرۃ - ولن نبرح علیہ عاکفین حتی یرجع الینا موسیٰ میں یعنی اللہ کے دیکھ لینے اور موسیٰ کے واپس آجانے تک (۲) یہ کہ " کَے تعلیلہ " کا مرادف ہوتا ہے مثلاً قولہ تعالیٰ ولایزالون یقاتلونکم حتی یردوکم اور لا تنفقوا علیٰ من عند رسول اللہ حتی ینفضوا (۳) یہ کہ وہ استثناء میں اِلّا کا مرادف ہوتا ہے مثل قولہ تعالیٰ وما یعلّمان من

احلی حتی تفسیر اول ۱- سلسلۃ الذہب - مصطلحات اتقان وغیرہ -

سمجھنا مصدر ف مہموز العین ناقص یائی ۔ رائی ۔ یرای ۔ راءٍ مرئی ۔ ترٰی لاتر
جَھرَۃً ، ظہور چیز سے بتمامہ ۔ پورے طور پر شے کا ظاہر ہونا ۔ اور دیکھنا ۔ اصل میں جہر آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں شی کو بکمال دیکھنے میں مجاز استعمال ہوا ہے لیکن راغب کا قول ہے کہ جہر ظہور شی بتمامہ و بکمالہ کو کہتے ہیں ظہور بصری ہو خواہ سمعی قال اللہ تعالی رأیتہ جھاراً و قال ان تجھر بالقول فانہ یعلم السر واخفی ! ور یا جہرہ جمع جاہر ہے مثل فاسق فسقۃ

(پس فراگرفت شمارا صاعقہ ۔ پھر پکڑ لیا تمکو بجلی نے) ف مظہر ترتیب امر ۔
اخذت ، ماضی مونث الاخذ ، بکڑنا ۔ لے لینا ۔ غالب ہونا ۔ گھیر لینا ۔ اصل میں اخذ قبض بالید کو کہتے ہیں مصدر ف ۔ ض اَخَذَ ۔ یَاخُذُ اخذٌ ۔ مَاخُوذٌ ۔ خُذْ ۔ لَاتَاخُذْ

الصّاعقہ ، آواز سخت یا آگ یا چمکارا یا مراد جند سماوی ۔

(وشما می دیدید ۔ اور تم دیکھتے تھے) اے وَاَنْتُمْ تعلمون انھا تاخذکم او المعنی وانتم تنظرون اجابۃ السوال فی حصول الرویۃ لکم من قولھم نظرت الرجل اے انتظرتہ و ۔ حالیہ ۔ تنظرون ، مضارع ج م ح بمعنی ماضی باعتبار قصۃ النظر دیکھنا جس کو مصدر ف ۔ ض نَظَرَ یَنْظُرُ نَاظِرٌ مَنْظُوْرٌ اُنْظُرْ لَا تَنْظُرْ

(باز برانگیختیم شمارا ۔ یا زندہ گردانیدیم شمارا ۔ پھر اُٹھایا ہمنے تمکو)
بَعَثْنَا ، ہشیار کیا ہمنے ۔ اُٹھایا ۔ ماضی ج م اَلْبَعْثُ ! ثارۃ الشی من محلہ مردہ زندہ کرنا ۔ بیدار اور ہشیار کرنا ۔ نیند سے اُٹھانا مصدر ف بَعَثَ یَبْعَثُ بَاعِثٌ مَبْعُوْثٌ اِبْعَثْ ۔ لَا تَبْعَثْ ۔

(پس از مردن شما ۔ تمہارے مرنے کے بعد)
مَوْتِ ، وفیہ مَوْت ، بدن سے روح حیوانی کا علیحدہ ہونا ۔ نیند میں غافل

ہو جانا۔

لعلکم تشکرون

(کہ شما شکر گزاری کنید تاکہ تم احسان مانو)

لَعَلَّ، بمعنی تعلیل مجرد عین المعنی۔

تشکرون، ج مض ح۔

وظللنا

(و سائبان ساختیم۔ اور سایہ کیا ہمنے)

ظللنا، ماض ج م التظلیل سائبان بنانا
سایہ میں کر لینا مصدر تفعیل مضاعف
ظَلَّلَ یُظَلِّلُ مُظَلِّلٌ ظُلِّلَ لَا تُظَلِّلْ

علیکم الغمام

(برشما ابر را۔ تمہارے پر ابر کو)

غمام جمع غمامہ رقیق سفید بادل ماخذ اسکا
غم بمعنی ستر ہے اور بادل کو اسی لئے غم
کہتے ہیں کہ وہ آسمان کو ڈہانک لیتا ہے
ویا غمام اسم جنس ہے تائے وحدۃ کے
زیادہ کرنے کے بعد مفرد کے معنی میں آتا ہے
مثل حمامہ وحمام والمعنی جعلنا الغمام
علیکم ظلۃ۔

وانزلنا

(و فرود آوردیم۔ اور اتارا ہمنے)

انزلنا، مض ج م مصدر انزال۔

علیکم

(برشما من وسلوی را۔ تم پر من اور سلوی)

المن والسلوی ۱۵

مَنّ، ترنجبین یا ترنگبین وہ
ایک میٹھی تری یا شبنم ہے جو
درختوں اور پتھروں پر گوند کیطرح
جمی ہوئی ملتی ہے۔ اور بعض جگہ
بستہ ہو کر برف کی طرح گرتی
ہے۔ لیکن عرف میں ہر اس
چیز کو مَن کہتے ہیں جو بلا مشقت
طبخ و تکلیف زراعت کھانے
کے لئے دستیاب ہو مثل
جنگل کے بیر اور وہ غلہ جو خود رو
گھاسوں سے ملسکتا ہے۔
وفی الحدیث الکماۃ من المَنّ
وماءھا شفاءٌ للعینین۔
اور من اسم جنس ہے اس کا واحد
اس کے لفظ سے نہیں ہے
السَّلْوٰی، بروزن حبریٰ
ایک پرندہ ہے۔ جسے سمانی اور
لوا بھی کہتے ہیں (۱) یہ بھی اسم

جنس ہے۔ اور واحد اس کا سلواۃ ہے
اور اس کا الف علامت تانیث نہیں
ہے ورنہ اس پر تاسے تانیث
داخل نہ ہوتی۔ اور کہا ہے سلوی
واحد ہے اور جمع اسکی سلاوی ہے
اور کہا ہے کہ اسکی جمع و واحد بلفظ
واحد ہے سدوسی لکھتے ہیں سلوی
لغت کنانہ میں عسل کو کہتے ہیں۔

مِن طَیِّبٰتِ
(بخورید از پاکیزہا۔ کھاؤ ستھری چیزوں سے)
کلوا ج ح امر اکل کھانا مصدر
ف۔ ض اَکَلَ یَاکُلُ اُکُلٌ مَاکُولٌ
کُلْ۔ لَا تَاکُلْ
من، بیانیہ یا بعضیہ۔ طیبات۔ اشیائے
لذیذہ۔ مصرحات شرعیہ۔ جمع طیبہ
صفت مشبہ۔

مَا رَزَقْنٰکُمْ
(آنچہ روزی دادیم شمارا۔ جو ہمنے دیا تمکو)
مما، موصولہ۔ و عاید محذوف ہے۔
یا مصدریہ و مصدر بمعنی مفعول۔ رزقنا
روزی دی ہمنے حصہ معین کیا ہم نے

ماضی مصدر الرزق صف
ج م

وَمَا ظَلَمُوْنَا
(وایشان ستم نکروند برما۔ اور کچھ
نقصان نہیں دیا انہوں نے ہمکو)
عطف بر محذوف۔ اے فعصوا
ولم یقابلوا النعم بالشکر او فظلموا
بان کفروا ھذہ النعم وما
ظلمونا بذلک وفی ھذا دلیل
علی انہ لیس من شرط نفی الشے
عن الشی امکان وقوعہ لان
ظلم الانسان للہ تعالی لایمکن
وقوعہ البتۃ۔
ما ظلموا، ماضی ج ع منفی مصدر
الظلم صف
نا، ضمیر جمع متکلم مظہر تعظیم قائل
وَلٰکِنْ ولکن حرف استدراک۔

کَانُوْا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ
(بر نفسہائے خود ستم میکروند۔ اپنے
پر ہی ظلم کرتے رہے۔
نفس، جمع قلت نفس مظہر تحقیر۔
کانوا یظلمون۔ ظلم کرتے تھے

الترکیب

یا ظلم کرتے رہتے تھے۔ ماضی استمراری مصدر ظلم۔ صف

و۔ اذ، ظرفیہ۔ قلتم، فعل با فاعل
یا، حرف ندا۔ موسیٰ، منادیٰ
لن نومن، فعل با فاعل
لک، .... ظرف لغو
حتی نری اللہ جھرۃ، ظرف دوم
حتی، حرف جار۔ نری فعل با فاعل
اللہ، .... ذوالحال
جھرۃً، .... حال
اے نری اللہ ظاہراً معایناً غیر مستور۔
ویا جھرۃً ضمیر فاعل سے حال ہے اے نری اللہ ظاہرین ویا حال ہے ضمیر قلتم سے اے قلتم ذلک مجاھرین ویا جھرۃً صفت ہے مفعول مطلق قلتم قلتم کذا قولاً جھرۃ۔ ویا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا ای جھر تم جھرۃ ویا مفعول مطلق ہے نری کا

جملہ فعلیہ معطوف علیہ، جملہ ندائیہ، جملہ فعلیہ انشائیہ مقولہ

غیر لفظ سے۔ موکد مزیل احتمال رویۃ منامی ورویۃ علمی قلبی اس صورت میں جھرۃ صفات رویۃ میں سے ہے۔

ف۔ اخذت، فعل
الصاعقۃ، فاعل
کم، .... ذوالحال
وانتم، .... مبتدا
تنظرون، جملہ فعلیہ خبر
اے وانتم تعلمون انہا تاخذکم اذا نتم یقابل بعضکم بعضاً۔

جملہ فعلیہ معطوف علیہ

ثم بعثنا، .... فعل با فاعل
کم، .... مفعول
من، .... جار
بعد موتکم، .... مجرور
لعلکم، حرف مشبہ بفعل مع اسم
تشکرون، جملہ فعلیہ خبر

جملہ فعلیہ معطوف، مفعول لہ بعثنا

وظللنا، ... فعل با فاعل
علیکم، ... ظرف لغو
الغمام، ... مفعول
وانزلنا، ... فعل با فاعل
علیکم، ... جار مجرور ظرف لغو
المن والسلویٰ مفعول
کلوا من طیبات
ما رزقنکم ....

طیبات، .. مضاف
ما، ... موصولہ
رزقنکم، ... صلہ
ای رزقناکموہ۔
و ما ظلموا، ... فعل با فاعل
نا، ... مفعول
کانوا انفسھم
یظلمون۔ جملہ استدراکیہ

ف۔ واذ قلتم یا موسیٰ۔الخ ان آیات میں بنی اسرائیل کی ہٹ دھرمی اور خداوند تعالیٰ کی عنایت کا ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ نے قوم کی درخواست کیموافق آسمانی کتاب لادی اور شریعت کی پابندی پر مصر ہوئے تو انہوں نے ایک اور حیلہ نکالا کہنے لگے۔ اے موسیٰ ہم تیرے کہے پر یقین نہیں لاتے جب تک کہ ہم خود خداوند کو نہ دیکھ لیں اور ہمیں یقین نہ ہوجائے کہ یہ کلام کلام خدا ہے انکی اس درخواست پر حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے ستر برگزیدہ آدمی لیکر طور پر گئے اور عرض کی کہ اے مالک انک تعلم ما فی قلوبنا

لہ باسقاط حرف جر مثل ظللت علی فلان بالرداء او بلا اسقاط و معنی جعلنا الغمام ظلۃ علیکم
لہ کانہ قیل فما فعلوا بعد ذلک فقیل فکفروا تلک النعم وما ظلمونا بذالک الکفران بل ظلموا علی انفسہم۔

یہ لوگ تیرے دیکھنے اور تیرا کلام سننے کی خواہش رکھتے ہیں۔ مگر چونکہ قومی درخواست محض حیلہ سازی اور موسیٰ علیہ السلام کی باتوں پر اعتماد نہ کرنے کی وجہ سے تھی اور فی الواقع نہ انہیں کلام خدا سننے کی آرزو تھی اور نہ خداوند عالم کے دیکھنے کا شوق تھا لہذا ایک بجلی سی چمکی اور یہ سب کے سب دہشت زدہ ہو کر بے حس وحرکت ہو گئے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر دوبارہ زندہ ہو گئے۔ اے بنی اسرائیل یہ اسلیئے کہ ہماری عظمت و جلال کا اقرار کریں اور اس احسان کے مشکور رہیں۔

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ انھیں ستر اشخاص کا مقولہ ہے جو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ طور پر گئے تھے اس آیت کی تفسیر میں سلف کے دو قول ہیں (۱) محمد بن اسحاق فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت موسیٰ پہاڑ سے واپس آئے اور قوم کو گوسالہ پرستی میں مبتلا پایا تو اس پر انہوں نے قوم کو لعنت ملامت کی اور وہ اپنی ناشایستہ حرکت پر نادم ہوئے اور اس امر کی انہیں فکر ہوئی کہ اللہ سے اپنا قصور معاف کرائیں۔ اس کام کے لئے جب آن حضرت طور پر جانے کے لئے تیار ہوئے تو بنی اسرائیل نے کہا مزید اطمینان کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ چند آدمی ہماری طرف سے بھی آپکے ہمراہ طور پر جائیں وہ بھی اللہ کے کلام کو سنیں۔ چنانچہ اسی اصرار پر حضرت موسیٰ نے ستر آدمی قوم سے منتخب کئے'۔ (۲) سدی کہتے ہیں یہ واقعہ قصہ قتل کے بعد کا ہے جب بنی اسرائیل گوسالہ پرستی کی سزا میں قتل ہو چکے تو اللہ کا حکم ہوا کہ موسیٰ چند آدمیوں کو ہمراہ لیکر طور پر آدیں اور باقیماندوں کی

خطا اللہ سے معاف کرائیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ ستر آدمیوں کو ہمراہ لیکر طور پر تشریف لے گئے۔ جب وہاں پہونچے اور کلام کا وقت ہوا تو حضرت موسیٰ اور قوم کے آدمیوں میں ایک بادل کا ٹکڑا حائل ہو گیا جس سے وہ لوگ حضرت موسیٰ کو دیکھ نہ سکتے تھے انہوں نے کلام کو تو سُنا۔ لیکن کہنے لگے ہم اسپر اعتبار نہیں کرتے۔ جب تک ہم اللہ کو علانیہ آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔ ۱۲ (اکسیر)

ف ۲ - وظللنا الخ اس آیت میں خداوند تعالیٰ کی مزید عنایت کا ذکر ہے اور اس انعام کا اظہار ہے جو بنی اسرائیل پر اُس حالت میں انعام کیا گیا ہے جبکہ وہ نافرمانی کے عذاب میں گرفتار تھے۔ فرعون کے غرق ہونے اور توریت مقدس کے عطا ہونے کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے بذریعہ وحی بیت المقدس کا ارادہ کیا۔ یہ شہر اسوقت بنی عمالقہ کے قبضہ میں تھا۔ مگر بنی اسرائیل کو اس طرف بڑھنے کی جرائت نہ ہوئی۔ کیونکہ فرعون کی غلامی نے زبانی حجت کے سوائے دلیری ہمت شجاعت اور غیرت کے جوہرون سے انہیں خالی کر دیا تھا اور آخر کار اس انکار سے مورد غضب الٰہی ہو کر چالیس سال تک تیہ کے لق و دق جنگل میں بھٹکنے کے مستحق ٹھہرائے گئے اس ریگستان میں جب آفتاب کی گرمی سے تنگ آ گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ان کی تکلیف کے دفعیہ کے لئے ہمسے التجا کی۔ تو اسے بنی اسرائیل ہمنے اس حالت غضب اور محل انتقام میں بھی حضرت موسیٰ کی دعا اور قوم کی تباہ حالت پر رحم کیا اور اُن پر سفید پتلے بادلوں کا سایہ

سایہ کردیا۔ اسی طرح جب اُن کے پاس کھانے کے لئے ذخیرہ نہ رہا اور بھوکے مرنے لگے۔ تو ہمنے اپنی مہربانی سے ایک قسم کے پرندون کو انکے لئے مسخر کردیا یہ لوگ ان کو آسانی سے پکڑ لیتے اور بھون کر یا کباب بنا کر کھا لیتے اور اس کے ساتھ خوش ذائقہ شیرینی بھی معین کردی تھی جو آخر رات سے صبح تک اُن پر برف کی طرح برسا کرتی تھی۔ اور جم جاتی تھی صبح اُٹھ کر ہر ایک شخص اپنی اپنی خواہش کے موافق اُسے جمع کر لیتا۔ اے بنی اسرائیل کہو اس نافرمانی سے اُنہوں نے کچھ ہمارا بھی نقصان کیا ہے؟ نہیں بلکہ اپنے ہی پر انہوں نے ظلم کیا ہے۔ ۱۲

ف۳۔ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى۔ مَنْ تحقیق حکماء یہ ہے کہ جب بخار و دخان زمین سے الگ الگ آسمان پر چڑھتے ہیں تو اُن سے بادل۔ بجلی۔ کڑک۔ شہب وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اور اگر ملکر اوپر چڑھیں اور دخان لطیف و رطوبت غالب ہو اور عمل حرارت بھی باعتدال ہو۔ تو اس امتزاج سے شیرینی پیدا ہوتی ہے اور برف کی طرح زمین پر برستی ہے اسے ترنجبین کہتے ہین۔ اور اگر اس مرکب میں یبوست غالب ہے اور عمل حرارت باعتدال تو اسے خشک انجبین کہتے ہیں اور اگر رطوبت و یبوست دونوں غالب ہوں اور عمل حرارت اعتدال سے ہو تو اسے شیر خشک و شیر خشت بولتے ہیں۔ لیکن اگر بخار و دخان دونوں لطیف ہوں اور حرارت معتدلہ اس میں عمل کرے تو اس مرکب کو مَن کہتے ہیں اور اگر حرارت مغلوب یا معدوم ہو تو اسے طلول فاسدہ یا شبنم متعارف

کہتے ہیں جسکا کوئی طعم اور مزہ نہیں ہوتا مگر اصطلاح اطباء میں عموماً ہر اُس شبنم کو من کہتے ہیں جو درخت یا پتھر پر گر کر جم جائے اور طعم و مزاج بھی رکھتی ہو مثل ترنجبین و شیر خشت و گزانگبین و بید انگبین۔

ف۔ یہ ایک بھوسلے رنگ کا پرندہ ہے عرب میں اسکو سمانی بروزن حباری کہتے ہیں اور پارس میں آرد ہی بعضوں نے کہا ہے کہ ہندی میں اسکو لوا کہتے ہیں۔ مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ اس کی عام پیدائش کا مقام سواحل سمندر ہی ہے اور یہ نہایت ضعیف القلب ہوتا ہے یہاں تک کہ سخت آواز اور رعد کی کڑک سے مر جاتا ہے اسلئے اسکو قتیل الرعد بھی کہتے ہیں (عزیزی)

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا

پس بخورید از آن	دہ	دریں	در آئید	و آنوقت کہ گفتیم
پس کھاؤ اس سے	اس گاؤں میں		داخل ہو	اور جب کہا ہمنے

حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا

سجدہ کناں	خوردنی گوارندہ و در آئید بدروازہ	خواہید	بافراوانی ہر جا کہ
اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے	با فراغت	چاہو تم	جہاں

وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ

و زیادہ خواہیم داد	گناہان شما	تا بیامرزیم شمارا	و بگوئید سوال ما آمرزش است
اور البتہ زیادہ دینگے ہم	واسطے تمہارے خطائیں تمہاری	بخشیں گے ہم	اور کہو بخشش مانگتے ہیں ہم

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا

کسانیکہ ستمگار بودند سخنے	پس بدل کردند	نیکوکاراں را
ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا تھا بات کو	پس بدل ڈالا	نیکی کرنے والوں کو

غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

بجز آنچہ فرمودہ شد ایشانرا پس فرود آوردیم برآں ستمگاراں

سوائے اسکے جو کہی گئی تھی واسطے انکے پس اُتارا ہمنے اوپر ان لوگوں کے کہ ظلم کرتے تھے

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

عذاب از آسماں بسبب بدکار بودن ایشاں

عذاب آسمان سے بسبب اسکے کہ تھے فسق کرتے۔

(وآں وقت کہ گفتیم اور یاد کرو جب کہا ہمنے) خطابٌ لِلْيَهُوْدِ اے اذکروا وقت قولنا لاٰباءکم اَوْ خطاب لمحمد صلے اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اِذْ، منصوب بر وجہ ظرفیۃ یا بر وجہ مفعولیۃ

قلنا، ماضی ج۔م مصدر القول صف

(بیائید بدیں دہ۔ آؤ اس گاؤں میں) ادخلوا۔ داخل ہو ج۔ح امر الدخلُ

لے۔ قریہ اگر یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہوا ہو تو اس سے غالباً اریحا مراد ہے کیونکہ آپکی موجودگی میں بنی اسرائیل بالاتفاق بیت المقدس میں داخل نہیں ہوئے۔ اور اریحا اسوقت عمالقہ کی قبضہ میں تھا۔

والدّخول وَالمَدْخَلُ داخل ہونا۔ گھسنا مصدر ف۔ض

دَخَلَ۔ يَدْخُلُ۔ دَاخِلٌ۔ مَدْخُوْلٌ اُدْخُلْ۔ لَا تَدْخُلْ۔

اَلْقَرْيَةَ، اسم مکان۔ مراد بیت المقدس یا اریحا جمع قریٰ علیٰ غیر قیاس اور قیاساً مثال اسکی ظبیۃ وظبیاء ہے ماخذ قرء بمعنی جمع وَالقریۃ سمیت قریۃ لانہا تجمع اھلہا۔

(پس بخورید از آں۔ اور کھاؤ اس سے) ف، جواب اذ۔ کلوا، امر ج۔ح امر مصدر الاکل۔

مِنْ، ابتدائیہ یا تبعیضیہ۔

(از ہر جا کہ خواہید۔ جہاں چاہو)

حَیْثُ، ہر جگہ ظرف مکاں مبہم مفید تعمیم

شِئْتُمْ، ماضی ج ح مصدر اَلْمَشِیْئَۃُ وَالْمَشِیُٔ۔

(گوارندہ۔ محظوظ ہوکر۔ با فراغت)

(و درائید بدروازہ سجدہ کناں۔ اور داخل ہو دروازہ مین سجدہ کرتے ہوئے)

اُدْخُلُوْا، امر ج ح الباب، ال عہد خارجی یا ذہنی۔ و مراو باب مسجد جسکو عبادت کے لیئے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام نے دشت تیہ میں بنایا ہے۔ یا اُس شہر کا کوئی ایک دروازہ۔ اگر یہ شہر بیت المقدس ہے تو اس باب سے وہ دروازہ مراد ہے جسکو آجکل بھی باب حطہ کہتے ہیں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ وہ اس کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسکو آجکل باب التوبہ کہتے ہیں مراد اس سے باب القبۃ ہی جس میں حضرت ہارون وحضرت موسیٰ علیہما السلام عبادت کیا کرتے تھے اور جو کہ تیہ مین قبلۂ بنی اسرائیل تھا۔

سُجَّدًا، جمع ساجد یعنی سجدہ کرکے داخل ہونا۔ یا داخل ہونے کے بعد سجدہ کرنا قال وھب فی تفسیرہ اذا دخلتموہ فاسجدوا شکرًا للہ علی ما انعم علیکم۔

۱؎ حیث ظرف مکان ہے اخفش کہتا ہے کہ یہ ظرف زماں بھی واقع ہوتا ہے اور مشابہت غایات کی وجہ سے مبنی علی الضم پڑھا جاتا ہے کیونکہ جملوں کی طرف اضافت کرنا ایسا ہے جیسا کہ اضافت ہوئی ہی نہیں اسیواسطے زجاج نے قولہ تعالیٰ "من حیث لا تَرَوْنَھُمْ" کے بارے میں کہا ہے کہ حیث کا مابعد اس کا صلہ ہے اور اسکی جانب وہ مضاف کبھی نہیں ہے پس وہ جملہ مابعد حیث کے لئے صلہ ہے یعنی ایک زاید جملہ متعلقہ کے طور پر جو اسکا جزو نہیں ہے۔ ۱۲

(وبگوئید دور کن از ما گناہان مارا - اور کہو ہم بخشش اور گناہوں کی معافی مانگتے ہیں -

قُوْلُوْا، ج، مبام حِطَّۃٌ بروزن فِعلۃ مثل جلسۃ مصدر ہے اور رفع اسکا اثبات اور دوام کے لئے ہے -

(معاف کر تمام گناہ ہمارے سب کو سب) اے شانك یا ربنا ان تحط عنا ذنوبنا - وقیل بمعنی توبہ -

(بیامرزیم گناہانِ شمارا - ہم بخشدینگے تمکو تمہاری تقصیریں)

نَغْفِرْ، ج، م، مض مجزوم بجواب امر یا جزائے شرط مرتبط باد خلوا -

اَلْمَغْفِرَۃُ - وَالْغَفْرُ - وَالْغُفْرَانُ گناہ معاف کرنا مصدر ن ک - ک ف - غَفَرَ - یَغْفِرُ - غَافِرٌ - مَغْفُوْرٌ اِغْفِرْ - لَا تَغْفِرْ -

خَطَایَا - اصل خَطَائِیُ بروزن ذبائح تقصیرات وگناہ وجرائم -

(وزیادہ خواہیم داد نیکوکاراں را - اور زیادہ دیں گے ہم نیکی کرنیوالوں کو)

سَنَزِیْدُ، ج، م، مض موکد بحرف سین [۲] اَلزِّیَادَۃ - بڑھنا زیادہ ہونا مصدر ف ک - اَجوف - زَادَ - یَزِیْدُ - زَائِدٌ مَزِیْد - زِدْ - لَا تَزِدْ

اَلْمُحْسِنِیْنَ - جمع مکسر مُحْسِن صفت مشبہ

[۱] - خطایا - اصل خطائِیُ بروزن ذبائح - اُبدلت الیاء الزائدۃ ھمزۃ واجتمعت الھمزتان فابدلت الثانیۃ یاءً عند سیبویہ وعند الخلیل قدمت الھمزۃ علی الیاء فصار خطا وعلی التقدیرین ابدلت الیاء الفاً وکانت الھمزۃ بین الفین فابدلت یا ۱۲ غ

[۲] - حرف سین - یہ حرف ہے اور اس کا دخول مضارع کے لئے خاص ہے اور جب یہ مضارع پر داخل ہوتا ہے تو اسکو خالص استقبال کے معنی میں کر دیتا ہے پھر خود بمنزلہ اسکے ایک جزو کے ہو جاتا ہے اسی واسطے اسکو مضارع میں کوئی عمل نہیں دیا گیا - اہل بصرہ کہتے ہیں کہ سوف " کے ساتھ آنے کے مقابلہ

فَبَدَّلَ

پیروانِ شریعت اور وہ لوگ جن کے اخلاق و عادات شرعاً اور عقلاً تحسین کے قابل ہوں۔

(پس بدل کردند - پھر بدل دیا۔)

ف۔ تعقیبیہ بَدَّلَ، ماضی ا۔ ع

اَلتَّبْدِیْلُ۔ بدل دینا مصدر تفعیل۔ بَدَّلَ۔ یُبَدِّلُ۔ مُبَدِّلُ۔ بَدِّلْ۔ لَا تُبَدِّلْ۔

الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا

(آنانکہ ستمگار بودند۔ وہ جو بےانصاف ہیں۔ یا جنہوں نے ظلم کیا۔

قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ

(سخن را غیر آنکہ گفتہ شدہ بود با ایشان) اس بات کو سوائے اسکے جو کہی گئی تھی انکو)

غَیْر، اسم شدید الابہام لازم الاضافۃ۔

قِیْلَ، ماضی مجہول۔ ا۔ ع

ل، زائدہ صلہ فعل۔

از صفحہ ۳۱۹

میں اگر فعل مضارع "سین" کے ساتھ وارد کیا جائے تو اس میں بہ نسبت "سوف" کے استقبال کی مدت زیادہ تنگ ہوتی ہے اور اصطلاح نحوین اسکو حرف تنفیس کے ساتھ تعبیر کرتے ہین۔ اور اس کے معنی توسیع (وسعت دینے) کے ہین کیونکہ "سین" فعل مضارع کو ایک بیحد تنگ زمانہ یعنے حال سے دوسرے وسیع زمانہ یعنی استقبال کی طرف منتقل کرلے جاتا ہے زمخشری نے کہا ہے کہ جبوقت حرف سین کسی محبوب یا مکروہ فعل پر داخل ہوتا ہے تو اسبات کا فائدہ دیتا ہے کہ وہ فعل لامحالہ واقع ہوگا اور کہا ہے کہ حرف سین فعل کے حاصل ہونیکے وعدہ کا فائدہ دیتا ہے لہٰذا اس کا کسی ایسے کلام مین داخل ہونا جس سے وعدہ یا وعید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اس کلام کی توکید کا موجب ہوگا اور اسکے معنی کو ثابت کریگا۔ پس سنزید المحسنین میں سین کے معنی یہ ہیں کہ یہ بات لامحالہ ہونے والی ہے۔ جیسے قولہ تعالیٰ "سیرحمھم اللہ" میں کہا گیا ہے۔ کہ سین۔ رحمت کے لامحالہ وجود میں آنیکا فائدہ دے رہا ہے یا یہ کہ سین وعدہ رحمت کی تاکید اور اسکی تثبیت ہے۔ (خلاصہ مطولات)

فَاَنْزَلْنَا عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ

ف، پس فرود آوردیم۔ پھر نازل کیا ہم نے
اَنْزَلْنَا۔ ج م۔ مضارع۔ مصدر، اَلْاِنْزَالُ
(برآنانکہ ستم کروند۔ انپر کہ ظلم کرتے تھے۔)
اَلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا۔ کررہ مبالغۃ فِیْ تَقْبِیْحِ اَمْرِھِمْ۔
(عذابے از آسمان۔ ناگہانی عذاب یا آسمان سے عذاب سخت)
رِجْزًا، بالکسر وبالضم عذاب و سختی
مِنْ، ابتدائیہ ظرفیہ۔
(بسبب آنکہ فسق می کروند۔ یا بسبب بدکار بودن ایشاں۔ اسوجہ سے کہ وہ فسق کرتے تھے۔ یا عدول حکمی کے باعث)
بِمَا۔ ب، سببیہ۔ ما مصدریہ والمعنی اَنْزَلْنَا عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا عذابا مقدرا بسبب کونھم مستمرین عَلَی الْفِسْقِ فِی الزَّمَانِ الْمَاضِیْ۔
کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ، ماضی۔ ج۔ ع۔ استمراری

اَلْفِسْقُ بھلائی اور خیر کی راہ سے ہٹنا شرعی احکام کی پابندی نہ کرنا۔ مصدر رف ک۔ ف۔ ض فَسَقَ۔ یَفْسُقُ۔ فَاسِقٌ۔ مَفْسُوْقٌ۔ اُفْسُقْ۔ لَاتَفْسُقْ

الآیۃ:
و۔ اذ، ظرفیہ قُلْنَا، فعل با فاعل
اُدْخُلُوْا، .... فعل با فاعل
ھٰذِہٖ، اسم اشارہ موصوف
الْقَرْیَۃَ، یا صفت یا عطف بیان
(مفعول فیہ) (جملہ فعلیہ معطوف علیہ)
ف۔ کُلُوْا.... فعل با فاعل
مِنْھَا، جار مجرور ظرف لغو
حَیْثُ.... مضاف
شِئْتُمْ، جملہ فعلیہ مضاف الیہ
رَغَدًا۔ حال۔ ضمیر فاعل کلوا..
(ظرف زمان) (جملہ فعلیہ معطوف)
وَ۔ اُدْخُلُوْا، .... فعل با فاعل
الْبَابَ، .... مفعول فیہ
سُجَّدًا، حال ضمیر فاعل اُدْخُلُوا
(جملہ فعلیہ معطوفہ)
(جملہ فعلیہ معطوف مقول) (جملہ فعلیہ معطوف ہر مقول)

۱ سُجَّدًا ادخلوا کی ضمیر فاعل سے حال ہے بمعنی ماضی ای ادخلتم الباب وقد سجدتم قبل دخولہ یا حال مقدرہ

(۱ د ح، ج معنی ادخلوا مسجودا للہ اجعلوا ذلک لکم (تفسیر مدارک))

وَ- قُولُوْا، ...... فعل با فاعل
حِطَّةٌ، خبر مبتدای محذوف
سوالنا- محذوف مبتدا
نَغْفِرْ، ...... فعل با فاعل
لَكُمْ، جار مجرور ظرف لغو
خَطَايَا، ...... مضاف
كُمْ، ...... مضاف الیہ
اے اِنْ فَعَلْتُمْ هٰذَا فَنَغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ-
وَسَنَزِيْدُ ...... فعل با فاعل
الْمُحْسِنِيْنَ، ...... مفعول اول
ثَوَابًا، ...... مفعول دوم

ف- بَدَّلَ، ...... فعل
الَّذِيْنَ، ...... موصول
ظَلَمُوْا جملہ فعلیہ صلہ
قَوْلًا، موصوف ......
غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ، صفت
بِالَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ، محذوف مفعول
اے فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِالَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ کیونکہ بَدَّلَ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے ایک کی طرف بنفسہ اور دوسرے کی طرف بواسطہ حرف با۔ (لب)

لہ- حِطَّةٌ خبر مبتدا اسے محذوف دیا رفع اسکا دوام اور اثبات کے لیے نصب سے بدلا ہوا ہے اور وہ در محل مصدر ہے تقدیر عبارت یہ ہے حُطَّ عَنَّا حِطَّةً۔

ع- وسنزید الخ، جملہ جواب شرط نہیں اس لیے مجزوم نہیں کیونکہ محسنین کے ثواب کی زیادتی اس شرط کے وجود پر موقوف نہیں۔ اور بحر میں کی معانی مشروط بشرط ہے اور اس میں حرف سین مبالغہ کے لیے ہے جو نص کی قطعیت پر دلالت کرتا ہے۔ گویا محسنین کو زیادتی ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے ۱۲ (بیضاوی)

غَیْرَ ...... مضاف
اَلَّذِیْ ... موصول
قِیْلَ لَھُمْ، جملہ فعلیہ صلہ
فَ - اَنْزَلْنَا ... فعل با فاعل
عَلَی - جار - اَلَّذِیْنَ، موصول
ظَلَمُوْا، جملہ فعلیہ - صلہ

رِجْزًا ... موصوف
مِنَ السَّمَآءِ، متعلق کائنًا
بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ - متعلق دوم
مِنَ ... جار
السَّمَآءِ ... مجرور
متعلق بہ اَنْزَلْنَا

ف - وَاِذْ قُلْنَا - الخ - اِن آیات میں خداوند تعالیٰ کی ایک دوسری عنایت کا ذکر ہے یہ وہ وقت ہے جبکہ بنی اسرائیل تیہ کے جنگلون میں خانہ بدوش ہیں - حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کا انتقال ہوچکا ہے اور بقیہ قوم حضرت یوشع علیہ السلام کے ساتھ ہے - خلاصہ مضمون یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل خانہ بدوشی اور دشت نوردی سے عاجز ہوگئے اور پیغمبر وقت کے ذریعہ سے کسی شہر میں اُترنے کی التجا کرنے لگے - تو اُنکی حالت زار پر ہم نے رحم کیا - اور انکے پہلے جرم کی سزا معاف کر کے ایک شہر میں اُترنے کی اجازت دیدی -

ف۲ - فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ - الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں تو بنی اسرائیل نے کسی شہر کو فتح نہین کیا اور نہ کوئی ایسا گاؤن آباد کیا ہے جہان واپس جانے اور اسمیں رہنے کی اُنھیں آرزو ہوتی لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب خلیفہ قوم حضرت یوشع[۵] علیہ السلام ہوئے - تو اُنھوں نے بنی اسرائیل کو

ف۵ حضرت یوشع علیہ السلام خاص حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں - حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کبار سے ہوئے ہیں - بعد وفات حضرت موسیٰ

فتح شام کی ترغیب دیکر بنی عمالقہ سے جہاد کرنے پر آمادہ کر لیا اور بتائید الٰہی کنعان کے چند شہر فتح بھی کر لیے۔ پہلا شہر جو فتح ہوا ہے غالبًا وہ اریحا تھا اس شہر میں داخل ہونے سے پہلے حضرت یوشع علیہ السلام نے اپنے ہمراہیوں سے یہ وعدہ لے لیا تھا۔ کہ وہ اس فتح کو اپنے قوت بازو اور شجاعت کا نتیجہ نہ سمجھیں بلکہ اس عمیم الاحسان مالک الملک کا احسان مانکر شہر مین داخل ہوتے ہوئے سجدہ شکر بجا لائیں۔ خداوند عالم سے اپنے گناہون کی معافی اور استقامت امر دین کی دعا مانگین اور آیندہ ہمیشہ کے لیے احکام حقہ اور شریعت غرا کی پیروی کرین۔ لیکن بنی اسرائیل نے تھوڑے ہی دنون بعد سب کچھ بھلا دیا فتح شہر کو اپنی قوت و جوانمردی کا نتیجہ سمجھکر اترانے لگے۔ پیغمبر وقت کی اطاعت کو چھوڑ دیا عیش و عشرت اور نفسانی خواہشوں مین منہمک ہو گئے۔ آخر کار ان کی نافرمانی اور فسق و فجور کی سزا میں دوبارہ غضب الٰہی اُنپر نازل ہوا جس سے فتح کئے ہوئے ملک اُن کے ہاتھ سے نکل گئے اور قوم کچھ تو آپس میں لڑکر مر گئی اور کچھ وبا سے تباہ ہو گئی اور بقیہ ذلیل و خوار ہو کر آوارہ ہو گئے۔

[illegible] علیہ السلام آپ سردار قوم مقرر ہوئے شام میں۔ بنی اسرائیل کی بادشاہت آپ ہی نے قایم کی ہے۔ آپ نے اٹھائیس برس خلافت کی ہے آپکی عمر ایک سو دس برس کی ہوئی ہے۔ ۱۲

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ

و آنوقت کہ آب خواست موسیٰ برائے قوم خود پس گفتیم بزن بعصائے خود

اور پانی مانگا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے پس کہا ہمنے مارتو ساتھ عصا اپنے کے

الْحَجَرَ ۭ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ

سنگ را پس رواں شد از سنگ دوازدہ چشمہ بدانست

پتھر کو پس پھوٹ نکلے اس میں سے بارہ چشمے تحقیق جانا

كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ

ہر قوم آب خورد خود را گفتیم بخورید و بنوشید از روزی خدا

ہر آدمی نے گھاٹ اپنا کھاؤ اور پیو رزق اللہ کے سے

وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ وَاِذْ قُلْتُمْ

و فساد مکنید در زمین تباہی کنان وآں وقت کہ گفتید

اور مت پھرو بیچ زمیں کے فساد کرتے ہوئے اور جب کہا ہم نے

يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا

اے موسیٰ ہرگز شکیبائی نکنیم بریک طعام پس لطلب برائے ما

اے موسیٰ ہرگز نہ صبر کرینگے ہم اوپر کھانے ایک کے پس مانگ واسطے ہمارے

رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا

از پروردگار خود تا بیروں آرد برائے ما از جنس کہ میرویاند ش زمین از تره دے

پروردگار اپنے سے نکالے واسطے ہمارے اس چیز سے کہ اُگاتی ہے زمین ساگ اسکے سے

وَقِثَّاۗىِٕهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۭ

و بادرنگ دے و گندم دے و عدس دے و پیاز دے

اور لکڑی اسکی سے اور گیہوں اسکی سے اور مسور اسکی سے اور پیاز اسکی سے

وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ (و آن وقت کہ آب خواست۔ اور یاد کرو جبوقت کہ پانی مانگا۔

اِذْ، اسم ظرف مکان متعلق بفعل محذوف

اِسْتَسْقٰی، ماضی ا۔ ع اَلْاِسْتِسْقَاءُ پانی مانگنا مصدر اِستفعال ناقص۔ اِسْتَسْقٰی۔ یَسْتَسْقِی۔ مُسْتَسْقٍ اِسْتَسْقِ۔ لَا تَسْتَسْقِ۔ و حرف سین بمعنی طلب بروجہ دعا۔

مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ (موسی براے قوم خود۔ موسی نے اپنی قوم کے لئے)

لِقَوْمِہٖ اسے لِاَجْلِ قَوْمِہٖ متعلق بفعل

فَقُلْنَا اضْرِب بِّعَصَاكَ پس بگفتیم بزن۔ پھر ہمنے کہا مار)

ف، جواب اذ۔ قُلْنَا، ماضی ج۔ م مصدر القول۔

اِضْرِبْ، امر ا۔ ح مصدر الضرب ص

بعصاے خود سنگ را۔ و با عصاے خود را بر سنگ۔ اپنے عصا سے پتھر کو

یا اپنے عصا کو پتھر پر)

ب، صلہ، عصا[۱] اصل عصو الف۔ واو سے بدل دیا ہے یقال عصوتہ اسے ضربتہ بالعصا ہاتھ کی لاٹھی۔ اس کا تثنیہ عصوان آتا ہے) اور جمع اعص علی وزن افعل و عصے علی فعول آتی ہے۔

الْحَجَرَ فَانفَجَرَتْ مِنْهُ الحجر، ال عہدی و مراد حجر طور جسکو وہ اپنے ساتھ لاے تھے۔ اور یا عام پتھروں سے کوئی پتھر جمع۔ احجار و حجار (پس رواں شدند از آن۔ پھر بہ نکلے اُس سے)

ف، تعقیبیہ اسے فضربہ بالعصا فانفجرت منہ یا ان ضربت فانفجرت

اِنْفَجَرَتْ، جاری ہوا۔ پھٹا ماضی ا۔ ع اَلْاِنْفِجَارُ، پھٹنا۔ چرجانا اور چشمہ کا زور سے جاری ہونا۔

[۱] عصا۔ حضرت موسی علیہ السلام کا عصاے مبارک آپکے قد کے موافق چودہ ہاتھ لمبا تھا جنت کے درخت آس سے بنایا گیا تھا اور اسکے سر پہ دو شاخیں تھیں جو اندھیرے میں خود بخود روشن ہوتی تھیں۔

واصل الانفجار انصداع شئ من شئ
منه المفجر والفجور مصدر انفعال ۔
اِنْفَجَرَ ۔ يَنْفَجِرُ ۔ مُنْفَجِرٌ ۔ اِنْفَجِرْ ۔
لَا تَنْفَجِرْ ۔

مِنْهُ ، مِن ، ابتدائیہ ضمیر راجع بحجر
(دوازدہ چشمے ۔ بارہ چشمے)

اِثْنَتَا عَشْرَةَ ، اسم عدد مرکب بنائی
مُتَضَمِّنْ حرف واو ۔ اصل اثنتا وعشرۃ
اثنتا ۔ اثنا اثنتا بنیث و لامہ
محذوف وھی یاء لانہا من ثنیت

عَيْنًا ۔ چشمہ جیتا پانی ۔ عُیُوْن
واعیان ۔ جمع ۔

(چنانکہ بدانست ہر قوم ۔ پہچان لیا
ہر ایک گروہ نے) اسے کل اناس منہا

قَدْ[1] ، حرف تحقیق وتاکید عَلِمَ ، ماضی موکد
كُلُّ[2] ، مراد کل افرادی اسم مبہم لازم
الاضافۃ ۔

اُنَاسٍ ، یہ مفرد لفظ ہے بمعنی شخص
واحد یا جمع ہے اور اسکا واحد اسکے
لفظ سے نہیں ۔

(آب خورد خود را ۔ گھاٹ اپنا)

مَشْرَبَ ، پانی لینے اور پینے کی جگہ
اسم مکان یا مصدر میمی بمعنی الشرب
یا معنی مفعول مشروب ۔

(گفتیم بخورید و بنوشید ۔
ہم نے کہا ۔ کھاؤ پیو)

كُلُوْا ، صیغہ امر ج ح ۔ **اشْرَبُوْا** ، صیغہ امر ج ح
الشُّرْبُ ۔ بالکسر وبالضم پانی ۔ یا

ف۱ ۔ قد یہ حرف جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو تحقیق اور تاکید کے معنے دیتا ہے اور مضارع پر داخل ہوکر (کاہے کبھی) کے معنی دیتا ہے ۔ ۱۲

ف۲ ۔ کل یہ لفظ کبھی مختلف افراد کے مجموعے پر بولا جاتا ہے جیسے تمام قوم یا کل قوم اسے کل اعتباری کہتے ہیں ۔ اور کل افرادی بھی کہتے ہیں ۔ اور اس کا اطلاق اجزا کے مجموعہ پر ہوتا ہے ۔ جیسے زید اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ افراد کا مجموعہ ہے اسے کل مجموعی کہتے ہیں ۱۲

مِن رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ

اسکی مثل دوسری سیال چیز پینا مصدر ک۔ ف شَرِبَ۔ یَشْرَبُ۔ شَارِبٌ۔ مَشْرُوبٌ۔ اِشْرَبْ لَا تَشْرَبْ۔

(روزی خداوند۔ روزی اللہ کی)

مِنْ، ابتدائیہ یا تبعیضیہ رِزْق بمعنی مَرْزُوق وہ شے جس کے کہانے سے انسان کی قوت اور صحت باقی رہ سکے اور وہ جس سے فائدہ ہوسکتا ہے۔

(ومروید در زمین فساد کناں اور مت کرو ملک مین فساد۔

لَا تَعْثَوْا، ج۔ح۔ نہی اَلْعَثِیُ حد سے بڑہنا مطلقًا۔ لیکن اکثر اسکا استعمال فساد میں ہوتا ہے۔ مصدر ف۔ض ناقص۔ عَثٰی۔ یَعْثُوا۔ عَاثٍ۔ مَعْثُوٌّ۔ عُثْ۔ لَا تَعْثُ۔

اَلْاَرْض۔ مراد ملک و شہر اور فساد سے مراد کثرۃ عصیان ہے والمعنی لا تتمادوا فی الفساد حال افسادکم

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ

والمقصد النہی عما کانوا علیہ۔

(و آں وقت کہ گفتید اے موسٰی۔ اور جب کہا تم نے اے موسٰی)

قُلْتُمْ، ماضی ج۔ح مصدر۔ اَلْقَوْل۔

(ہرگز صبر نکنیم۔ ہم ہرگز صبر نہیں کرسکتے)

لَنْ نَصْبِرَ، مضارع ج۔م مؤکد بلن

اَلصَّبْرُ۔ سہارنا مصیبت میں تحمل کرنا مصدر ف۔ک۔

صَبَرَ۔ یَصْبِرُ۔ صَابِرٌ۔ مَصْبُورٌ۔ اِصْبِرْ۔ لَا تَصْبِرْ۔

(بریک طعام۔ ایک طعام پر)

اے مَا لَا یَتَبَدَّلُ۔ وَلَا یَتَغَیَّرُ الوانہ۔ طعام، حبوب خوردنی۔ گیہوں و جوار وغیرہ کہانے پینے کی چیزیں۔

واحد۔ مراد وحدت تکراری نہ فردی و جنسی کیونکہ انہیں ہر روز نیا طعام دیا جاتا تھا مگر اس وجہ سے کہ وہ ایک ہی قسم اور ایک ہی جنس کا ہوتا تھا

اسے طعام واحد کہا ہے اور عرف
میں بھی طعامِ مکرر کو جو ایک ہی جنس
سے ہو طعام واحد کہتے ہیں اور اس
وحدت اعتباری کو وحدت حقیقی
کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔

فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ

(پس بطلب از برائے ما یا بخواں
از برائے ما پروردگار خود را۔ پس
پکار اپنے رب کو ہمارے لئے۔)
ف تعقیبیہ یا سببیہ مظہر سببیت عدم
صبر دعا کے لئے اُدْعُ مانگ سوال کر
ہے امر الدعاء والدّعوۃ
ا۔ح
والدِعایۃُ مصدر۔ ل۔ صلہ فعل
لنا اسے لاجلنا۔ ضمیر راجع بنی
اسرائیل۔
ربک۔ اسے بدعائک ایاہ۔

يُخْرِجْ لَنَا

(برآرد برائے ما۔ نکالے ہمارے لئے
یُخْرِجْ۔ مضع مجزوم بجواب امر
ا۔ع
لَنَا، اسے لاجلنا ولانتفاعنا۔
اخراج سے مراد مجازی معنی ہیں
اسے یظہر لنا بطریق الایجاد لا
بطریق ازالۃ الخفاء

مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ

(ازاں جنس کہ برویاندش زمین۔
اس چیز سے کہ اسکو زمین اگاتی ہے)
مِنْ ۔ تبعیضیہ۔ اسے ماکولا
بعض ما تُنْبِتُ یا بیان شئے محذوف
متعلق بہ یُخْرِجْ ویا زائد اسے
یُخْرِجْ لَنَا مَا تُنْبِتُ الْاَرْضُ۔
مَا، موصولہ یا نکرہ موصوفہ
تُنْبِتُ، اسے تنبتہ مضع
اگاتی ہے یا اگتا ہے۔ اَلْاِنْبَاتُ اُگنا
اگانا مصدر افعال اَنْبَتَ، یُنْبِتُ
مُنْبِتٌ، اَنْبِتْ۔ لَا تُنْبِتْ۔
اَلْاَرْضُ، زمین مراد کھیتی و زراعت

مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا

(از ترہ دے و بادرنگ یا خیار و
اسکے ساگ سے اور ککڑی سے)
مِنْ، بیانیہ بیان جنس۔ یا بدل
مِنْ (مما)
بَقْل، جنس ترہائے خوردنی وغیر

خوردنی۔ مراد ساگ پات و ترکاری
قِثَّآئِ، جمع قثاءۃ۔ خیار و بادرنگ
(و ثوم یا گندم و سے و عدس و سے
اور اسکے لہسن یا گیہوں سے اور
مسور سے۔)

فُوم، بعض مفسرین صحابہ نے بر عایت
بصل کہا ہے کہ فوم سے ثوم مراد ہے۔
گویا حرف ثا۔ فا۔ سے بدل ہے
اور یہ جائز ہے جیسے فروغ الدلو کو
ثروغ الدلو اور جدث بمعنی قبر کو
جدف کہتے ہیں و الاّ فوم کے
معنی اصل میں گندم کے ہیں۔ اور
دوسرے حبوب پر بھی اسکا اطلاق
ہوتا ہے۔

عدس، جمع عدسہ ترسک مسور
(و پیاز و سے اور اسکے پیاز سے)
بَصَل۔ جمع بصلہ۔ پیاز و مرجع ضمیر
ارض ہے۔

—۔—

واذا۔ اِسْتَسْقٰی۔۔ فعل
موسٰی ۔۔۔۔ فاعل
ربہ۔ یا ماء محذوف مفعول
لِقَوْمِهٖ، جار مجرور۔۔۔ ظرف لغو
(جملہ فعلیہ معطوف بر اذا قلتم)

فَقُلْنَا، فعل با فاعل
اضْرِبْ، ۔۔۔ فعل با فاعل
بِعَصَاكَ، جار مجرور ظرف لغو
الْحَجَرَ، ۔۔۔۔ مفعول
(مقول — جملہ فعلیہ معطوف بر سابق)

ف، انْفَجَرَتْ، ۔۔۔۔۔ فعل
مِنْهُ، ۔۔۔۔ جار مجرور ظرف لغو
اثْنَتَا عَشْرَةَ، مرکب بنائی ممیز
عَيْنًا، ۔۔۔۔۔۔ تمیز
(فاعل — جملہ فعلیہ معطوف بر مقدر)

م و یدال علیٰ هذا وجود الانفجار۔
اے فضرب بہ موسیٰ فانفجرت
منہ یا فاے فصیحہ اے ان
ضربت فقد انفجرت۔

قَدْ عَلِمَ، ۔۔۔۔ فعل
كُلُّ اُنَاسٍ، ۔۔۔۔ فاعل
مَشْرَبَهُمْ، مضاف مضاف الیہ مفعول
(جملہ فعلیہ)

(و فومہا و عدسہا) (و بصلہا)

یہ جملہ صفت ہے اثنتا عشرۃ
عینا کی اور یا حال ہے اس سے

کلوا، جملہ فعلیہ معطوف علیہ
واشربوا، جملہ معطوف
من رزق اللہ،
ظرف متعلق کلوا

قلنا، محذوف ... فعل با فاعل
و۔ لا تعثوا، ... فعل با فاعل
فی الارض، ... جار مجرور ظرف لغو
مفسدین، ... حال موکدہ
واذ۔ قلتم، ... فعل با فاعل
یا، حرف ندا۔ ...
موسیٰ، ... منادی
لن نصبر، فعل با فاعل
علیٰ، ... حرف جار
طعام، ... موصوف
واحد، صفت

فادع، ... فعل با فاعل
لنا، جار مجرور ظرف لغو
ربک، ... مفعول
یخرج، ... فعل با فاعل
لنا، ظرف لغو شیئاً محذوف مفعول
من، ... جار
ما، ... موصولہ
تنبت، فعل
الارض، فاعل
لا ضمیر محذوف
مفعول ذو الحال
من بقلہا
وقثائہا الخ حال

۵۱۔ مفسدین حال موکدہ ضمیر فاعل لا تعثوا سے ہے۔
اسلئے لا تعثوا بمعنی لا تفسدوا ہے۔

۵۲۔ من بقلہا الخ حال ہے مما تنبتہ
الارض کائنا من بقلہا وقثائہا الخ
ویا بدل باعادۃ حرف جر۔ ویا بیان ما۔
بتقدیر اول دونوں مبدل منہ وبدل میں
اتحاد معنی ضروری ہی لہذا یہ معنی ہونگے کہ
انکا پہلا سوال اس چیز سے ہے جو بنفسہ

کہ ان کا پہلا سوال ... اور ... (بیضاوی)

ف ۱ - واذا استسقٰی الخ یہ ایک درمیانی واقعہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو میدان تیہ میں پیش آیا تھا - تیہ کے لق ودق صحرا میں بنی اسرائیل خانہ بدوش رہا کرتے تھے جس سے انکو اکثر پانی کی تکلیف رہتی تھی ایک مرتبہ تنگ آکر قوم نے حضرت کلیم اللہ سے پانی کی درخواست کی اور انہوں نے اُن کی التجا کو درگاہ الٰہ العالمین میں پہونچا دیا جس سے ہمیشہ کے لئے ان کی یہ تکلیف رفع ہوگئی - کہ اے بنی اسرائیل وہ وقت تمھیں یاد ہے جبکہ صحرائے تیہ میں پانی کی قلت سے تنگ آکر تم نے التجا کی تھی اور ہمنے تمھاری حالتِ زار پر رحم کرکے حضرت موسیٰ سے یہ فرما دیا تھا - کہ اے موسیٰ اپنے عصا کو پتھریلی زمین پر یا کسی پتھر پر زور سے مار - اور عصا مارتے ہی اُس میں سے پانی بہ نکلا تھا - اور کثرت سے شاخیں پھیل گئی تھیں یا اُسی پتھر یا زمین میں سے بارہ فوارے پھوٹ نکلے - غرض اس کثرت سے پانی بہنے لگا کہ قوم کو اپنی ضرورتوں میں دوبارہ پانی کی شکایت نہ رہی - اور اس عطیہ کے بعد ہمنے فہمایش کی تھی کہ ہمارے دیئے ہوئے پاکیزہ رزق سے کھاؤ پیو - اور فسق و فجور سے اپنے آپ کو تباہ نکرو دوسروں کو تکلیف نہ دو اور اس سے تمہاری ہی بہتری ہے - حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں کہ ان چشموں کا پانی جمع ہونے کے واسطے بنی اسرائیل نے حوض کھود لئے تھے - ہر ایک حوض میں ایک چشمہ کا پانی جمع ہوتا تھا یہ مقام آجتک عیون موسیٰ کے نام سے مشہور ہے اور وہاں اب کوئیں بنے ہوئے ہیں - اور زیارتگاہ عوام ہیں - اسی قسم کا واقعہ

جناب سرور کائنات علیہ التحیہ والتسلیمات کے زمانہ میں بھی ہوا ہے۔ صحیحین میں حضرت انس اور جابر اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عصر کی نماز کا وقت تھا اور پانی نہیں ملتا تھا صرف ایک شخص کے وضو کے لائق پانی تھا جو آنجناب کے حضور میں لایا گیا۔ آپ نے اس پانی کے برتن مین اپنا ہاتھ مبارک رکھدیا اور حکم دیا کہ صحابہ وضو شروع کریں۔ انسؓ فرماتے ہین ہم دیکھ رہے تھے کہ آپ کی اُنگلیون سے چشموں کی طرح پانی نکل کر جاری ہو رہا تھا۔ اوّل سے آخر تک تمام لوگوں نے اس سے وضو کر لیا ایسے ہی ابن شاہین حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں غزوہ تبوک میں آنجناب علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ ایک مقام پر صحابہؓ نے حضرت سے عرض کی کہ ہمارے تمام جانور پیاس سے مرے جاتے ہین۔ حضرت نے فرمایا کسی کے پاس اگر کچھ پانی ہے تو لاؤ چنانچہ تھوڑا سا پانی ایک شخص کے پاس تھا وہ خدمت اقدس میں لایا گیا آپ نے اس پانی کو ایک چوڑے برتن میں الٹ دیا اور اپنا ہاتھ مبارک اس میں رکھ دیا۔ اس قدر پانی نے جوش کیا کہ تمام آدمیوں اور گھوڑوں۔ اونٹوں نے سیر ہو کر پانی پی لیا اور آیندہ کے واسطے جمع بھی کر لیا۔

ف۲ ۔ وَلَا تَعْثَوْا الخ قال العزیزی ۔ تعثوا صیغہ مشتق از عثی است و عثی بمعنی مبالغہ در فساد است پس ذکر مفسدین بعد ازاین تکرار است ۔ جواب لَا تعثوا ۔ صیغہ فعل است کہ دلالت بر حدوث فساد میکند و مفسدین صیغہ اسم فاعل است و دلالت بر ثبوت آن میکند پس حاصل کلام چنین شد لا تحدثوا

المبالغۃ فی الافساد حال کونکم ثابتین فی الافساد ۔ وگویا چنین میفرماید
کہ احتراز شما از مطلق فساد ممکن نیست کہ فساد در رگ و ریشہ دولہاے شما دویدہ است
اما احتیاط کنید کہ آں فساد و زیادتی نہ پذیرد و بمبالغہ نرسد (۶) عرفا کہتے ہین
روح انسانی اور اسکے صفات عالم قلب میں مثل موسیٰ اور اسکی قوم کے ہیں
جب انہون نے اپنے منبع فیض سے باران حکمت ومعرفت کی استدعا کی تو انہیں
حکم ہوا۔ کہ عصاے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی ضرب حجر قلب پر لگاؤ اس ضرب سے
وہ حجر قلب اگرچہ اشد قسوہ ہے نرم ہو جائیگا اور اس سے پانی بہ نکلے گا
اس عصا کے دو شعبے ہیں ۔ نفی و اثبات کے جن سے نورانی شعاعیں نکلتی
رہتی ہیں اور نفسانی قوتیں انجلا پاتی ہیں ۔ مستفید ہونے والے بارہ سبط حواس
ظاہرہ و باطنہ وقلب ونفس ہیں ہر ایک کے لیئے ایک چشمہ خاص ہے کلمہ
شریف کے بارہ حروف میں سے ہر ایک حرف بمنزلہ سرچشمہ ہے ۔ بعض چشمے
میٹھے اور خوشگوار ہیں اور بعض بدمزہ اور کھارے ۔ پس بعض نفوس اتقاد
کمالات کی گھاٹ سے سیراب ہوتے ہیں ۔ اور ارواح زلال کشف ومشاہدہ
واسرار سے تازگی پاتے ہیں ۔ وَلَا تعثوا فی الارض مفسدین اے ولا تعثوا
فی ھٰذا القالب مفسدین بترك الامر واختیار الوزر ۔

ف۳ ۔ **واذ قلتم الخ** ۔ ان آیات میں بنی اسرائیل کی ناعاقبت اندیشی اور اُسکے
مآل کا ذکر ہے ۔ تیہ کی دشت نوردی اور منّ وسلویٰ کھاتے کھاتے جب
اُنکی طبیعت اُکتا گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی مانوس غذا ساگ
پات ۔ گیہوں اور مسور کی اُنہوں نے درخواست کی ۔ آپ نے فرمایا اگر تمہیں

اس خداداد نعمت کی پرواہ نہیں تو پھر کسی گاؤں میں اُتر پڑو یا کہیں قیام پذیر ہو کر کھیتی و زراعت کرلو غرض یہ لوگ اس کے بعد تیہ کے اطراف کسی گاؤں میں جا اُترے یا اپنی بستی آباد کر کے زراعت محنت مزدوری خرید و فروخت وغیرہ معاملات میں مصروف ہو گئے۔ اسی زمانے میں حضرت ہارون و حضرت موسیٰ علیہما السلام کا انتقال بھی ہو گیا اور حضرت یوشع علیہ السلام خلیفہ قوم ٹھہرائے گئے مگر تھوڑے ہی دنوں بعد بنی اسرائیل کی وہ حالت نہ رہی فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے پیغمبر کی اطاعت اور شرعی احکام کی تعمیل کو نامناسب وقت و مقام سمجھ کر ترک کر دیا۔ حضرت یحییٰ و ذکریا وغیرہ پیغمبروں کو محض اس جرم میں قتل کر دیا کہ وہ ان کی خلاف مرضی احکام سُناتے ہیں۔ آخر کار ان کی شامت اعمال سے غضب الٰہی نازل ہوا اور اُن کی بنی بنائی عزت و دولت خاک میں ملگئی اور ذلیل خوار ہو کر تتر بتر ہو گئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ اسوقت کا ہے۔ جبکہ بنی اسرائیل پر جالوت مسلط کیا گیا تھا

قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِیْ

گفت موسیٰ آیا بدل میکنید آنچہ وے فرود تر است با آنچہ

کہا کیا بدلے لیتے ہو وہ چیز جو وہ ناقص ہے بدلے اس چیز کے

هُوَ خَیْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ

وے بہتر است فرود روید بشہرے پس ہر آئینہ باشد شمارا آنچہ خواستید

کہ وہ بہتر ہے اترو کسی شہر میں پس تحقیق واسطے تمہارے ہے جو مانگا تم نے

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوْ

زدہ شد برایشاں خواری و بے نوائی وبازگشتند

اور ماری گئی اوپر انکے ذلت اور فقیری اور پھر آئے

بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ

بخشمے از خدا این بسبب آنست کہ باور نمیداشتند

ساتھ غصہ کے اللہ سے یہ اسواسطے ہے کہ تھے کفر کرتے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط

آیتہائے خدارا ومیکشتند پیغمبراں را بہ ناحق

ساتھ نشانیوں اللہ کے اور مار ڈالتے تھے پیغمبروں کو ناحق

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۶۱

این بسبب گناہ کردن ایشاں است و انکہ از حدود میگذشتند

یہ اسواسطے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور تھے حد سے نکلجاتے۔

اَتَسْتَبْدِلُوْنَ

(وبگفت موسیٰ ایا بدل میکنید۔ کہا موسیٰ نے کیا بدلتے ہو تم)

قَالَ، ماضی۔ اَ، ہمزہ مظہر تعجب وتوبیخ۔

تَسْتَبْدِلُوْنَ، جمع مضارع الاستبدال بدل کرنا۔ بدل لینا۔ بدلنا۔ مصدر۔

اِسْتِفْعَال، اِسْتَبْدَلَ، یَسْتَبْدِلُ

مُسْتَبْدِلٌ، اِسْتَبْدِلْ، لَاتَسْتَبْدِلْ۔

الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی

(آنچہ وے فروتر است۔ وہ چیز جو ادنیٰ۔ یا ناقص ہے)

اَلَّذِیْ، موصول جنسی۔

هُوَ، ضمیر منفصل،

اَدْنٰی۔ الف اسکا واو سے بدلا ہوا ہے

اور ماخذ اسکا دَنَا - یَدْنُو - بمعنی
قرب مکان ہے وقال المظہری
الدنو القرب فی المکان فاستعیر
للخسۃ کما استعیر البعد فی
الشرف ویا مہموز ہے اور الف
اس کا ہمزہ سے بدل ہوا ہے اور
ماخذ اسکا دَنُؤ، یَدْنُؤ فہو دَنِیٌّ
ہے اور یا مقلوب ہے دُون کا

بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ

(بآنچہ کہ وے بہتر است - اُس چیز
سے کہ وہ بہتر ہے -)
ب، حرف جار بمعنی مقابلہ -
اَلَّذِی، عہدی - ھو ضمیر منفصل
مرفوع - خَیْرٌ بمعنی کامل والنفع -

اِهْبِطُوْا مِصْرًا

(فرو روید بشہرے - اترپڑو کسی
شہر میں)
اِھْبِطُوْا، ج ح امر یقال
ھبط الوادی اذا نزل بہ وھبط
منہ اذا خرج منہ یہاں ھبوط
رتبی مراد ہے نہ ہبوط مکانی -

مِصْرًا، شہرستاں وآباد شہر اصل میں
دو شہروں یا دو زمینوں کے حدِّ
فاصل کو مصر کہتے ہیں یا تاویل بلد
ہے - اور یہ مِصْرَم یا مصرئیم کا معرب
ہے اور صرف اسکی سکونِ وسط

فَاِنَّ لَكُمْ

(کہ مر شمار است در آں - کہ تمہارے
لئے ہے اس میں)
ف، تعقیبیہ یا جواب امر محذوف
اے ان ھبطتم فان لکم

مَّا سَاَلْتُمْ

(آنچہ خواستید - جو مانگا تم نے)
ما، موصولہ -
سَأَلْتُمْ، ماضی ج ح اَلسُّؤالُ
پوچھنا - مانگنا - مصدر ف
مہموز العین - سَأَلَ - یَسْئَلُ
سَائِلٌ، مَسْئُوْلٌ، سَلْ، اِسْئَلْ

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

(و لازم گشت بر ایشاں - ماری گئی
اُن پر)
اے جعل ذلک محیطًا بھو احاطۃ
القبۃ بمن ضربت علیہ اوالصق

الذِّلَّۃ وَالمَسکَنَۃ

وَبَاءُو بِغَضَبٍ مِّنَ اللہ

بھو من ضرب الطین علی الحائط
ضُرِبَتْ، لگادی گئی ماضی ا-ع
مونث مجہول۔
الضَّربُ، لازم کرنا۔ مارنا مصدر
ف۔ک، ضَرَبَ، یَضرِبُ،
ضَارِبٌ، مَضرُوبٌ، اِضرِبْ
لَاتَضرِبْ۔
(خواری و بے چارگی۔ رسوائی و
فقیری)
الذِلَّۃ، ضعف۔ بے عزتی
وخواری۔
المسکنۃ، احتیاجی جو گھر سے
نکلنے نہ دے۔
(وباز گشتند بخشمے از خدا۔ یا مستحق
شدند بہ غضبے از خداوند۔ اور غضب
کے مستحق ہوئے۔)
بَاءُو، اے رَجعوا مغضوبا علیہم
مِن اللہِ فان العرب یقول لمن
قدم من سفر للتجارۃ انہ باع

بالربح او بالخسران اے رجع
وقیل لا یستعمل الا فی الشر۔
ویا باؤا بغضب اے صاروا
احقاء من غضب اللہ تعالیٰ
وعقابہ ما یساوی ذنوبہم
یقال باء فلان بفلان اذا کان
حقیقًا بان یقتل۔ باؤا۔ بمعنی
رَجَعُوا یا بمعنی صاروا احقاء واپس ہوئے
یا مستحق ہوئے ماضی ج-ع اَلبَوءُ،
وَالبُوءُ واپس ہونا البواء قصاص
میں مساوی ہونا قرار دینا۔ مصدر
ف۔ض وف ک ناقص۔
مہموز العین۔ بَآءَ۔ یَبُوءُ۔ بَاءٍ
مَبُوءٌ، بُؤْ۔ لَا تَبُؤْ
غَضَبٍ، ہیجان نفس ارادہ
انتقام کیوقت مراد مقہوریت مغضوب
وغایت غضب۔
مِنْ، ابتدائیہ تجوزاً۔

وَذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ

(وایں ہمہ بسبب آنست کہ ایشاں - یہ اس سبب سے ہے کہ وے لوگ)

ذٰلكَ، اسم اشارہ (ضرب و ذلۃ و مسکنۃ)

ب، سببیہ - إِنَّ، حرف مؤکد مضمون جملہ -

(کفر میکردند - کفر کرتے تھے - نہیں مانتے تھے)

كَانُوا يَكْفُرُونَ، ماضی استمراری ج ع

(باآیات خدا - احکام خدا کے ساتھ - شریعت حقہ)

آیات جمع آیۃ علامت ومعجزہ وحکم

(ومی کشتند پیغمبراں را - اور مار ڈالتے تھے - یا مارتے رہتے تھے پیغمبروں کو)

يَقْتُلُونَ، اے کانوا یقتلون، ماضی استمراری ج ع القتل خون گرانا - ہلاک کرنا - مصدر ف -

ص - قَتَلَ - يَقْتُلُ - قَاتِلٌ - مَقْتُولٌ - اُقْتُلْ - لَا تَقْتُلْ -

اَلنَّبِيِّينَ، جمع نبی - احکام خدا پہنچانے والا - مخلوق کو سچی ہدایت کرنے والا شخص -

بِغَيْرِ الْحَقِّ

(بناحق) ال، جنسی اے بغیر حقٍ اصلاً کیونکہ لام جنس مبہم مثل نکرہ کے ہوتا ہے او عہدی اے بغیر الحق فی معتقدھم - او بغیر حق شرعی

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا

(این بسبب گناہ و نافرمانی کردن ایشانست - یہ انکی نافرمانی کے سبب سے ہے)

ذٰلِكَ، اسم اشارہ - کفر و قتل بتاویل ما ذکر مشار الیہ -

ب، سببیہ اور اس کا مابعد مسبب کا سبب ہے والمعنی انّ الّذی حملھم علی الکفر والقتل انما ھو تقدم عصیانھم اور یا ب بمعنی مع ہے

مَا، موصولہ - یا مصدریہ -

عَصَوْا، ماضی ج ع اصل عصیوا -

ل النَّبِيِّينَ، ظاہرا جمع قلۃ ہے اور انبیاء جمع کثرۃ لیکن ال دونوں میں اس وقت تک فرق ہے جب تک کہ یہ نکرہ ہیں اور ال داخل ہونے کے بعد

افادہ مجمع عظمہ...

وَکَانُوا یَعْتَدُوْنَ

اَلْعِصْیَانُ - وَالْمَعْصِیُ، وَالْمَعْصِیَۃُ
عدول حکمی کرنا - نافرمانی کرنا مصدر ض
ک ناقص - عصٰی - یَعْصِی - عاصٍ
مَعْصِیٌّ - اِعْصِ - لَا تَعْصِ -
(واز حدود میگذشتند - اور حد سے
بڑھ جاتے تھے -
کَانُوا یَعْتَدُوْن، ماضی استمراری
اَلْاِعْتِدَاء زیادتی کرنا - ناحق ظلم کرنا
مصدر افتعال ناقص اِعْتَدٰی -
یَعْتَدِیْ، مُعْتَدٍ - اِعْتَدِ - لَا تَعْتَدِ

التركيب

قَالَ، ...... فعل مع الفاعل
اَتَسْتَبْدِلُوْنَ، فعل با فاعل
الَّذِیْ، ... موصول
هُوَ اَدْنٰی، جملہ اسمیہ صلہ
ب، جار - اَلَّذِیْ، موصول
هُوَ خَیْرٌ، جملہ اسمیہ، صلہ -
اِهْبِطُوْا، .... فعل با فاعل
مِصْرًا، .... مفعول
کانہ قیل فما قال لهم - فقیل قال لهم

اِهْبِطُوْا مِصْرًا -
ف - اِنَّ، مشبہ بفعل ...
لَکُمْ، .... خبر مقدم ...
مَا، ...... موصولہ
سَاَلْتُمْ، فعل با فاعل
ہٗ، ضمیر محذوف مفعول
و - ضُرِبَتْ، فعل عَلَیْهِمْ مفعول بہ
الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَةُ، نائب فاعل
و - بَاءُوْا، فعل مع الفاعل ذو الحال
ب، جار - غَضَب، مجرور موصوف
مِنَ اللّٰہِ، متعلق ثابت، صفت
اے رَجَعُوْا مغضوبًا علیهم من اللّٰہ
ذٰلِکَ، اسم اشارہ
الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَةُ مشار الیہ
بِ، زاید - اَنَّ - مشبہ بفعل
هُمْ، اسم کَانُوْا، الخ خبر

ف بان هم کانوا یکفرون الخ علۃ لضرب
الذلۃ و العصیان و الاعتداء علۃ للکفران
هم و قتلهم الانبیاء - اذ کل واحد علۃ

مستقلۃ لضرب الذلۃ کان لہ یکفی العلۃ الواحدۃ و لذا اتی بغیر عطف ۱۲

كانوا يكفرون، فعل مع الفاعل
بآيات الله ... مفعول
و- يقتلون، فعل مع الفاعل
النبيين، ... مفعول به
بغير الحق، متعلق كائنين حال ضمير فاعل
اے يقتلون- هم مبطلين
يا- بغير الحق صفت مفعول مطلق محذوف

(جملہ فعلیہ معطوف برکانوا یکفرون ... جملہ فعلیہ)

اے يقتلون هم قتلا بغير الحق
ذلك، اى الكفران والقتل، مبتدا
ب، زائد- ما، ... موصولہ
عصوا } جملہ فعلیہ بتاویل مفرد صلہ } خبر
و- كانوا يعتدون } جملہ فعلیہ معطوف بر عصوا
ويا ما، مصدريہ ومعنى الآية اے
بسبب عصيانهم واعتدائهم۔

(جملہ اسمیہ ... قبلہ)

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ

هر آئینہ | آنانکہ | مسلمان شدند | و آنانکہ | یہود شدند | و ترسایان
تحقیق | جو لوگ | کہ ایمان لائے | اور وہ لوگ کہ | یہودی ہوئے | اور عیسائی

وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

و بے دینان | ہر کہ | از ایشان | ایمان آرد بخدا | و بروز | باز پسین
اور بے دین | جو کوئی | ایمان لائے | ساتھ اللہ کے | اور دن | پچھلے کے

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ

و کرد | کار شایستہ | پس ایشان راست | مزد ایشان | نزدیک پروردگار ایشان
اور کام کرے | اچھے | پس واسطے انکے ہے | ثواب انکا | نزدیک رب ان کے کے

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ⦗٦٠⦘ وَإِذْ

و نہ ترس بود | بر ایشاں | و نہ ایشاں اندوہگین شوند | و آنوقت
اور نہیں ڈر اوپر | ان کے | اور نہ وہ غم کھاویں گے | اور جب

أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوْا

کہ گرفتیم پیمان شمارا و برداشتیم بالاے شما طور را گفتیم بگیرید

لیا ہم نے عہد تمہارا اور اٹھایا ہم نے اوپر تمہارے پہاڑ کو پکڑو

مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (٦١)

آنچہ دادہ ایم شمارا باستواری و یاد دارید آنچہ دراں ست تا بود کہ در پناہ شوید

جو کچھ دیا ہم نے تم کو زور سے اور یاد کرو جو کچھ بیچ اس کے ہے تو کہ تم بچو

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ

باز رو گردانید بد بعد ازین پس اگر نبودے بخشائش

پھر پھر گئے تم پیچھے اس کے پس اگر نہ ہوتا فضل

اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ

خدا بر شما و مہربانی او ہر آئینہ میشدید از زیانکاران

اللہ اوپر تمہارے اور رحمت اس کی البتہ ہو جاتے تم زیاں پانے والوں سے

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا (آنانکہ ایمان آوردند۔ جو مسلمان ہوئے ہیں۔

اِنَّ، موکد مضمون جملہ۔ اَلَّذِیۡنَ، جنسی اٰمَنُوۡا، ماضی ج ع مصدر الایمان صیغہ

وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ (و آنانکہ یہود شدند و ترسایان۔ اور وے لوگ جو یہودی ہیں اور ترسا ہیں)

ھَادُوۡا، یہودی ہوئے ماضی ج ع

الہود والھیادۃ توبہ کرنا یہودی ہونا مصدر ف۔ ض اجوف واوی

۔ یہود کو یا یہود بن یعقوب علیہ السلام کیطرف نسبت کر کے یہودی کہتے ہیں اس صورت میں یہ معرب ہے اصل نام یہوذا بذال معجمہ و الف مقصورہ ہے اور یا عربی ہے اور یہود بمعنی توبہ سے ماخوذ ہے اس وقت ھادوا کا الف دراصل

هَادَ، يَهُودُ، هَائِدٌ، هُودٌ۔ هُدْ لَا تَهُدْ ۔

اَلنَّصَارٰی [۵۱]، جمع نصران مثل سکاریٰ بمعنی نصرانی اور یا مبالغہ کی ہے ۔ جیسے احمر کو حمری کہتے ہیں گویا وہ اس وصف میں غریق ہیں اور یا واحد وجمع میں تمیز وفرق کے لئے ہے مثل زنج وزنجی وروم ورومی ویا جمع نصرانی

صَابِئِيْنَ [۵۲]، جمع صابی - قوم ستارہ پرست (دین ستارہ پرستاں یا بے دیناں)

۵۱ - نصاریٰ قیل سمی بذلک لان عیسیٰ علیہ السلام ولد فی بیت لحم بالقدس ثم سارت به امه الی مصر ولما بلغ اثنتی عشر سنة عادت الی الشام واقامت بقریة ناصرة وقیل لنصرانته وقیل نصران سمی من معه باسمها او اخذ لهم اسم منها

۵۱ النصاریٰ سیبویہ کے نزدیک یہ نصران مثل ندمان یا نصرانۃ مثل ندمانۃ کی جمع ہے اور خلیل نصریٰ کی جمع کہتے ہیں مثل مہری ومہاری ایک یا حذف ہونے اور کسرہ فتحہ سے منقلب ہونے کے بعد دوسری یا الف سے بدل ہوئی ہے اور نصرانیت سے متصف ہونے کی یہ علت ہے کہ یا تابعین حضرت مسیح علیہ السلام موضع ناصرہ میں آکر آباد ہوئے ہیں یا اسلئے کہ انہوں نے حضرت مسیح کی مدد اور نصرت کی ہے۔ بتقدیر اول نصرانی کی یائے نسبت ہے اور بتقدیر ثانی یائے مبالغہ ۔۱۲

۵۲ - صابیئن یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عیسوی دین اور موسوی شریعت سے نکلکر فرشتوں دیوتاؤں اور ستاروں کی پرستش شروع کر لی تھی - اس فرقہ کی نسبت کہ یہ کون تھے اور کہاں تھے اور انکا کیا عقیدہ تھا) مفسرین کے اقوال مختلف ہیں اگرچہ یہ مستنبط ہو سکتا ہے تو بھی ہے کہ صابئین فلسفیانہ عقاید کے لوگ تھے ۔ بعض موحد اور بعض مشرک ستارہ پرست تھے ۔۱۲

ستارہ پرست جو افعال کو
سیاروں کی طرف منسوب کرتے
ہیں اور انہیں حقیقۃً علل افعال
سمجھتے ہیں - ویا وہ شخص جو مذہب
صحیح سے باطل طریقہ کی طرف مائل
ہو جائے ماخوذ ہے - صبأ بہمزہ
بمعنی خرج یا صبا معتل بمعنی مال
اسوجہ سے کہ انہوں نے دین حق
کو چھوڑ دیا تھا اور باطل کی طرف
ہو گئے تھے اس نام سے موسوم
ہوئے -

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ

(ہر کہ ایمان آرد بخدا - جو شخص ایمان
لایا ساتھ اللہ کے)
مَن ، شرطیہ یا موصولہ -
اٰمن ، ماضی ا-ع

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

(و بروز آخرت - اور قیامت پر)
یوم الآخر - منتہائے زمان عالم
دنیا - اور وہ وقت یا دن جس میں
دنیوی معاملات کا فیصلہ ہو کر بہشتی
بہشت اور دوزخی دوزخ میں بھیجے
جاویں گے یا آخری فیصلہ کا دن

وَعَمِلَ صَالِحًا

(و عمل نیک کرد - اور اچھا کام کیا)
عمل ، ماضی ا-ع - صالح با صلاحیت
اور وہ فعل جو شرعی تعلیم کے موافق ہو

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

(پس برائے ایشانست مزد ایشاں
از پروردگار ایشاں - پس اُنکے
لئے ہے ثواب اُنکا اُنکے مالک
کے پاس)
فلهم - ف ، جواب من
ل - بمعنی انتفاع یا زاید -
اجر ، مصدر بمعنی ، ماجور بہ (مفعول)
نتیجہ محنت مزدوری - انعام و ثواب
عِند ، قریب و پاس اسم ظرف -

وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ

(و نہ ترسے باشد بر ایشاں - اور نہیں
ڈر اُن پر - یا انکو ڈر نہیں -
لا ، حرف نفی مشابہ لیس
خوف ، یہ اس کیفیت کا نام ہے
جو کسی مکروہ کے واقع ہونے یا

مرغوب ومحبوب شئے کے فوت ہوجانے کے توقع سے پیدا ہوتی ہے۔

ھم، ضمیر راجع بمن امن برعایت معنی (ونہ ایشاں اندوہگین شوند۔ اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ یا نہ غمگین ہونگے)

ولا ھم یحزنون

لا، مشابہ بلیس یحزنون، ج مضارع

ان، حرف ... مشبہ بفعل

الذین، ... اسم موصول
امنوا، ... جملہ فعلیہ صلہ
والذین ھادوا والنصارٰی والصابئین

من، ... اسم موصول
امن فعل، ضمیر فاعل
باللہ والیوم الاخر ظرف لغو
وعمل، فعل ضمیر فاعل
صالحا، مفعول

فلھم، متعلق ثابت خبر
اجرھم، موصوف
عند ربھم، صفت
مبتدا ... خبر

اسے اِنَّ الَّذِینَ اٰمنوا وَالَّذِینَ ھادوا والنصارٰی والصابئین من اٰمن منھم باللہ ایمانا کاملاً فلھم اجرھم عند ربھم۔

یا۔ من اٰمن۔ من شرطیہ ہے
فلھم اجرھم الخ جواب شرط

کانہ قیل ھولاء وغیرھم اذا اٰمنوا فلھم اجرھم۔

یا۔ ان، ... مشبہ بفعل
الذین اٰمنوا الخ مبدل منہ
من اٰمن باللہ، ... بدل
فلھم اجرھم الخ ... خبر

یا۔ ان، ... مشبہ بفعل
الذین اٰمنوا، ... اسم
والذین ھادوا والنصارٰی والصابئین الخ
من اٰمن باللہ الخ بدل
فلھم اجرھم، ... خبر

اسے اِن الذین اٰمنوا من غیر

الثلاثہ و من المن من اصناف الثلاثہ فلھم اجرھم الخ لَا، حرف، مشابہ بلیس۔ خوف اسم	علیھم، متعلق کائناً، خبر جملہ اسمیہ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ جملہ معطوفہ۔

ف ۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن میں سرورِکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنے قدیم مذہب کے پیروُں کی حالت اور ان کی عبادت کا تذکرہ اور اس کی کیفیت عرض کررہا تھا اور انکے نتائج سے پوچھ رہا تھا کہ آنجناب نے اس آیت کو پڑھ سنایا عن مجاھد قال۔ قال سلمان سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن اھل دین کنت معھم فذکرت من صلاتھم وعبادتھم فنزلت ان الذین اٰمنوا الخ (اسباب) غرض ان آیات میں عموماً ان لوگوں کے اس فاسد خیال کا رد کیا گیا ہے جو نسبی شرافت اور خاندانی عزت ہی کو فخر سمجھ کر اکتساب فضائل سے باز رہتے ہیں اور خصوصاً بنی اسرائیل کو تنبیہ کیجاتی ہے جو اس گھمنڈ میں آکر (کہ ہم خاندان نبوت کی یادگار ہیں۔ پیغمبر زادگی کا فخر ہمیں حاصل ہے) اسلام کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کیا ہم سے بڑھ کر کوئی اور شخص مورد عنایت الٰہی ہوسکتا ہے؟ ارشاد ہوتا ہے کہ ہمیں کسی شخص کی شخصی حیثیت۔ قومی عزت۔ نسبی شرافت سے کوئی غرض نہیں بلکہ ہماری بارگاہ میں عزت وحرمت کا مدار شخصی اعمال ہیں۔ کوئی شخص خواہ منافق ہو یا مسلمان۔ موسوی شریعت کا پابند ہو خواہ عیسوی مذہب

کا تابع بے دین ہو خواہ ستارہ پرست مشرک - بے مثل تنہا و بے نظیر ذات پر یقین کرنے اور اُسکے مجوزہ قانون شریعت پر مستقیم ہو جانے بعد اپنی استعداد اور لیاقت کے موافق عزت و حرمت حاصل کر سکتا ہے اور اپنے بھلے بُرے کاموں کا اجر اور ثواب پانے کا مستحق بن سکتا ہے حساب دینے وقت نہ اُسے کچھ ڈر ہوگا اور نہ جزا پانے میں کچھ غم گذشتہ امتوں میں سے ہر ایک با ایمان بھلے کاموں والا شخص بیشک اچھے صلے اور بہتر ثواب کا مستحق ہے - ایسے ہی خاتم الانبیاء سید المرسلین کا اطاعت پذیر اُسکے فضل و کرم سے ابدی سعادت اور دائمی راحت کا امیدوار ہے -

وَاِذْ (و آں وقت کہ بگرفتیم - اور یاد کرو - جب لیا ہم نے) **اَخَذْنَا** اخذنا ماضی ج م **اَلْاَخْذُ** - پکڑنا لینا - مصدر ف ض مہموز - اَخَذَ ، یَاخُذُ اِخْذْ ، مَاخُوذْ ، خُذْ ، لَاتَاخُذْ -

مِيْثَاقَكُمْ (پیمان شمارا - عہد تمہارا - یا اقرار تم سے) **مِیثَاق** ، اسم آلہ وہ شئے جس سے اُستواری اور استحکامی حاصل ہو بمعنی محکم و مضبوط و عہد واجب الادا - و پیمان واجب المحافظت جمع اسکے مواثق - مواثیق اور میاثق ، و میاثیق - آتے ہیں -

وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ (و بر داشتیم بالائے شما طور را - اور اونچا کیا ہمنے اوپر تمہارے پہاڑ کو) **رَفَعْنَا** ، ماضی ج م **اَلرَّفْعُ** اُٹھانا اونچا کرنا - مصدر ف ف رَفَعَ ، یَرْفَعُ رَافِعٌ ، رَفِیْعٌ ، مَرْفُوْعٌ ، اِرْفَعْ لَاتَرْفَعْ -

فَوْق ، اوپر - بالائے سر اسم ظرف مکان [۱]

[۱] فوق اسم ظرف مکان یہ منجملہ ان ظروف کے ہے کہ جب سوائے اسم کے استعمال ہوتے ہیں تو اُن پر ضمہ آتا ہے مثل قبلُ بعدُ تحتُ - فوقُ قدامُ عوض ۱۲

الطور، ال عہدی و مراد وہ پہاڑ جسپر حضرت کلیم اللہ مشرف برسالت ہوئے ہیں۔ ویا جنسی و مراد عام سر سبز پہاڑ۔

خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم (بگیرید آنچہ دادیم شمارا۔ مانو جو کچھ دیا ہے ہمنے تمکو) خذوا، ج ح صب امر

مَا، موصولہ اٰتینا، ماضی ج م الایتاء لانا اور دینا مصدر افعال ناقص مہموز الفاء اٰتٰی، یوتی، موت، اٰتِ لاتوت

بِقُوَّةٍ (باستواری۔ وجد تمام۔ نہایت احتیاط اور مضبوطی سے) قوہ سے مراد کوشش و احتیاط ہے۔

وَاذْكُرُوا (و یاد دارید۔ اور یاد رکھو) ج ح صب امر و بمعنی تدبروا اعملوا۔

الذکر یاد کرنا مصدر ف۔ ض۔ ذکَرَ، یَذکُرُ۔ ذاکِرٌ۔ مَذکُورٌ اُذکُرْ۔ لاتذکُرْ۔

مَا فِيهِ (آنچہ در وے است۔ جو اُس میں ہے) مَا، موصولہ۔ فیہ، مرجع ضمیر ما اٰتینا۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (کہ در پناہ شوید۔ یا شما بپرہیزید۔ کہ تم بچو۔ یا کہ تم پرہیز کرو) لَعَلَّ، بمعنی اَجَلْ و کے اے لکے تتقوا۔

تَتَّقُونَ، ج ح مضارع مصدر الاتقاء صف

ثُمَّ تَوَلَّيْتُم (باز روے بگردانید پھر تم پھر گئے۔) ثُمَّ، حرف عطف مظہر انفصال زمانی

تَوَلَّیتُمْ، منھ پھیر لیا تم نے۔ انکار کیا یا چھوڑ دیا تمنے۔ اصل میں تولی اعراض کو کہتے ہیں اور اعراض معنوی میں مجازاً استعمال ہوتا ہے۔ ج ح مضارع التَّوَلِّیُ منہ پھیرنا۔ ہٹ جانا مصدر تَفَعُّلْ لفیف مقرون۔ تَوَلّٰی۔ یَتَوَلّٰی۔ مُتَوَلٍّ، تَوَلَّ، لَاتَتَوَلَّ۔

مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ (از بعدِ این۔ اسکے بعد) مِنْ، حرف جر و بعد اسم ظرف معرب باضافت۔

فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ (اگر نبودے بخشایش خدا۔ اگر خدا کا فضل نہوتا)

لَوۡلَا[۱]، مظہر امتناع وقوع شئے بحیلولت امرے کلمۂ مفرد اور اس کے مابعد کا اسم مبتدائے محذوف الخبر ہوتا ہے والتقدیر لولا فضل اللّٰہ ورحمتہ حاصلان۔

فضل، زیادتی واحسان وفضل اللّٰہ مراد قبول توبہ وعطائے نعمت اسلام وقرآن وشریعت اسلام۔ ویامراد توفیق خیر (برشما ورحمت او۔ تم پر اور اسکی عنایت)

رحمت مراد قبول توبہ۔ یا بعثت حضرت سرور کائنات صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور یہ لفظ چودہ وجوہ پر آیا ہے

(۱) اسلام یختص برحمتہ من یشاء

(۲) ایمان واتانی رحمۃ من عندہ

(۳) جنت ففی رحمت اللّٰہ ھم فیہا خالدون۔

(۴) بارش بشراً بین یدی رحمتہ

(۵) نعمت لولا فضل اللّٰہِ علیکم ورحمتہ

(۶) نبوت ام عندھم خزائن رحمۃ ربك۔

(۷) قرآن قل بفضل اللّٰہِ وبرحمتہ

(۸) رزق خزائن رحمت ربی

(۹) نصرۃ وفتح۔ ان ارادبکم سوءًا او ارادبکم رحمۃ

(۱۰) عافیت۔ او ارادنی برحمۃٍ۔

[۱] لولا۔ یہ ایک کلمہ ہے جو کسی امر کے حائل ہونے سے شئے مفروض کے عدم وقوع پر دلالت کرتا ہے سیبویہ کے نزدیک یہ مفرد کلمہ ہے اور اسکے مابعد کا اسم مبتدا ہوتا ہے اور دلالت کلام کے اعتبار پر اسکی خبر محذوف ہوتی ہے لیکن اگر اسکے بعد ان واقع ہو تو خبر کا اظہار ضروری ہے جیسے آیتہ فلولا انہ کان من المسبحین۔ اور کوفیں اسے مرکب کہتے ہیں۔ لو شرطیہ اور لائے نافیہ سے اور اسکے بعد کا اسم فعل محذوف کا فاعل ہوتا ہے اسے فلولا حصل فضل اللّٰہِ ورحمتہ۔

(۱۱) مودت یعنی دوستی - رأفۃ ورحمۃ
رُحماء بینھم۔
(۱۲) کشایش - تخفیف - من ربکم
ورحمۃ۔
(۱۳) مغفرت - کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ
(۱۴) عصمت یعنی پناہ دینا - لا عاصم
الیوم من امر اللہ الا من رحم (اتقان)

لکنتم

(ہر آئینہ میشدید - البتہ ہو جاتے تم)
ل، تاکید جواب لولا - اور اس کا لانا
واجب ہے جبکہ جواب موجب ہو۔
اور کبھی لام کو حذف کر کے اسکی جگہ
قد لاتے ہیں - مثلاً لولا الامیر قد اکرمتک
کنتم، ماضی ناقص۔

من الخاسرین

(از زیاں کاراں - خسارہ پانیوالوں سے)
من، زائد یا بعضیہ - الخاسرین
جمع خاسر الخسران بالضم کمی وزیاں کاری
وبالفتح گمراہی وہلاکی وناکسی ونقصان
راس المال۔

—— ۱۰۱ ——

و - اذ، ظرفیہ - اخذنا فعل با فاعل
میثاقکم، مضاف مضاف الیہ مفعول
وَرَفَعنا، ... فعل با فاعل
فوقکم، ... ظرف متعلق فعل
الطُّور، ... مفعول بہ
اے اخذنا میثاقکم باتباع
موسیٰ - خذوا فعل با فاعل ذو الحال
مَا، ... موصولہ
اٰتیناکم، جملہ فعلیہ صلہ
بقوۃ، متعلق عازمین، حال
اے قلنا خذوا عازمین علی الجد
فی العمل - ویا بقوۃ حال من ضمیر
محذوف اے خذوا ما اٰتینا
کموہ بقوۃ اے حال کونہ ملابسًا
بقوۃ۔
ورفعنا فوقکم الطور حال من
ضمیر قول المحذوف۔
اے رفعنا فوقکم قائلین لکم
خذوا۔

وَاذْكُرُوْا، ... فعل با فاعل
مَا، ... موصولہ
فِيْهِ، متعلق ثابت خبر مبتدائے محذوف صلہ ... مفعول
اے ھو ثابت فیہ۔
لَعَلَّ، مشبہ بفعل۔ کُمْ، اسم
تَتَّقُوْنَ، جملہ فعلیہ ... خبر
ویا لَعَلَّ بمعنی کے ومتعلق بخذوا
اے خذوا لکے تتقوا ویا متعلق
باذکروا۔ اے اذکروا لکے تَتَّقُوْا
او بمعنی خذوا واذکروا راجین
ان تکونوا متقین۔ ویا متعلق
بقول محذوف لے قلنا رجاءً
منہم ان تَتَّقُوْا۔ (شیخ زادہ)

ثُمَّ، تَوَلَّيْتُمْ، ... فعل با فاعل
مِنْ، جار۔ بَعْدِ، مضاف مجرور
ذٰلِكَ، ای المیثاق مضاف الیہ
فَلَوْلَا، فَضْلُ اللّٰهِ وَرَحْمَتُهٗ مبتدا
عَلَيْكُمْ، متعلق حاضران ... خبر
لَ، تاکید۔
كُنْتُمْ، ... فعل مع الاسم
مِنْ، زائد۔ الْخٰسِرِيْنَ خبر
ویا فَضْلُ اللّٰهِ وَرَحْمَتُهٗ، فاعل
ثبت محذوف ... فعل
عَلَيْكُمْ، ... ظرف لغو
وَلَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ... جزا

ف۔ وَاِذْ اَخَذْنَا۔ الخ ان آیات میں بنی اسرائیل کی بے ثباتی اور انکے قول وفعل کی بے اعتباری جتلائی گئی ہے۔ اور مقصود اس سے آنجناب سرور کائنات علیہ وآلہ وسلم کی تشفی اور تسلی خاطر ہے کہ ان سفلہ مزاجوں کی ہٹ دھرمی خلاف وعدگی۔ زبانی اقرار یا سچے ایمان کے بعد مرتد ہو جانے پر اے پیغمبر صادق آپ رنجیدہ نہوں یہ کچھ اسی وقت کے لوگوں کی عادت

نہیں بلکہ اُنکے آبار واجداد کی بھی یہی حالت تھی۔ اے بنی اسرائیل تمھیں یاد ہے۔ جبکہ حضرت موسیٰ توریت مقدس لیکر تمہارے پاس پہونچے تھے اور تمھین اسکی تعمیل سے انکار تھا۔ لیکن جب تم نے پہاڑ کو اپنے پر جھکا ہوا دیکھا تو اس خوف سے کہ پہاڑ ابھی گرا اور ہم سب کے سب کچلے گئے تمنے سر جھکا لیا اور حضرت موسیٰ کی اطاعت قبول کرلی اور وہ کہہ رہے تھے یہ کتاب لو اور اسکو پڑھو اسپر عمل کرو اور تم نے پکے عہد اور حلفیہ وعدوں کے ساتھ اس کتاب کو لیا تھا۔ اور اس میں تمہاری ہی بھلائی تھی۔ مگر تھوڑے دنوں بعد پھر تم اُسی پہلی حالت پر آگئے۔ عبادت چھوڑدی وعدے بھول گئے۔ یہانتک کہ اسکے اعلان کرنے والوں کے جانی دشمن بن گئے۔ بعضوں پر ہاتھ صاف کیا اور کسیکو اپنے خیال کے موافق دار پر کھینچا۔ اسپر بھی اے بنی اسرائیل ہم درگذر کرتے ہیں لیکن اگر اس وقت کو بھی تم نے کھو دیا اور اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے تو برباد اور تباہ ہوجاؤ گے اور پھر تمھیں کوئی ایسا موقعہ ہاتھ نہیں آئے گا۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ

از شما	آں کساں را کہ از حد درگذشتند	وہر آیند دانستہ آید
تم ہیں سے	ان لوگوں کو کہ حد سے نکل گئے	اور البتہ تحقیق جانتے ہو تم

فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خٰسِئِينَ (۶۲)

خور شدہ	بوزینہا شوید	پس گفتیم ایشاں را	در شنبہ
ذلیل	بندر	پس کہا ہمنے انکو ہو جاؤ تم	بیچ ہفتے کے

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا

پس ساختیم این قصہ را عبرتے برائے آنقوم کہ پیش آں زمانہ بودند وآں قوم کہ پس از ایشاں آیند

پس کیا ہمنے اس قصہ کو بندش واسطے انکے جو آگے انکے تھے اور جو پیچھے انکے ہیں

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾

و پندے پرہیزگاراں را

اور نصیحت واسطے پرہیزگاروں کے

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ

(و تحقیق دانستہ اید شما - اور البتہ تم جانتے ہو - یا جان چکے ہو -

ل، جواب قسم محذوف اے واللہ لقد -

قدؔ، موکد امر و مظہر تکمیل امر زیر امید

علمتم، ای عرفتم کیونکہ متعدی بمفعول واحد ہے - ماضی - مصدر العلم صف ج - ح

(آناں را کہ از حد درگذشتند از شما) ان لوگوں کو جنہوں نے تم میں سے

زیادتی کی - یا وہ لوگ جو حد سے نکل گئے

الذین، موصول عہدی -

اعتدوا، اصل اعتدیوا، ماضی ج ع

الاعتداء حد سے تجاوز کرنا - خلاف کرنا مصدر ص

منکم، من بیانیہ حالیہ -

(در روز شنبہ - ہفتے ہیں -

سبتؔ، روز شنبہ و بمعنی آسائش اے فی حکم السبت

قدؔ، یہ حرف ماضی پر داخل ہو کر تحقیق اور تاکید کے معنی دیتا ہے اور اکثر زیر امید کام کی تکمیل بیان کرتا ہے۔ سبتؔ سبت مصدر بمقام جملہ اصل سبتت الیہود یعنی معظم سمجھا یہود نے سبت کو یا تعظیم کی انہوں نے سبت کی اور سبت کے لغوی معنی انفصال و قطع کے ہیں یہود کو حکم ہوا تھا کہ وہ شنبہ کے دن کو عبادت کے لئے خاص کریں اور دوسرے تمام کاروبار

فَقُلْنَا لَهُمْ

(پس بگفتیم ایشاں را۔ پس کہا ہم نے ان کو)

ف تعقیبیہ قلنا، ماضی ج م، زائد

كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ

(بشوید بوزینگاں ذلیل وخوار۔ ہو جاؤ تم بندر۔ حقیر۔ پھٹکارے ہوئے)

کونوا، ج ح امر ناقص

قِرَدَۃً، جمع قِرد۔ بروزن فعلۃ۔

اور یہ شاذ ہے کیونکہ فعل کی جمع قیاساً فعول کے وزن پر آتی ہے۔

خَاسِئِیْنَ، جمع خاسئ۔ وہ پھٹکارے جانور جنکو کوئی شخص اپنے پاس نہ آنے دے۔ اس صفت سے اکثر کتوں اور خنزیروں کو موصوف کیا جاتا ہے

الخسوء الصغار والذلۃ یہ متعدی ولازم دونوں طرح پر آتا ہے۔

خاسئ معناً مبنی للمفعول بمعنی صاغر المبعد المطرود۔

فَجَعَلْنَاهَا

(پس ساختیم این قصہ را یا این عقوبت را۔ پھر بنادیا ہمنے اس حالت کو یا عذاب کو۔)

ف، تعقیبیہ یا فصیحہ۔

جعلنا، ماضی ج م

ھَا، ضمیر مؤنث راجع بعقوبت یا حالت

نَكَالًا

(عبرت۔ بندش یا دہشت۔)

نکال، اسم تنکیل بمعنی چھوڑنا عادت مالوف کا وبمعنی قید وبند ورکاوٹ جب کسی شخص کو ایسی سزا دیجائے جس سے دوسرے عبرت پکڑیں تو کہتے ہیں "نکل بہ"

لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا

(برائے آنانکہ پیش وے بودند۔ انکے لئے جو انکے ہمزماں یا ہم شہر ہیں

لِمَا، ل۔ تعلیلیہ کا موصولہ

تفسیر بقیہ صفحہ ۳۵۳: چھوڑ دیں۔ مگر انہوں نے نہ مانا اور حیلوں سے مچھلیوں کا شکار کرتے رہے یہ واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے کا ہے ماخذ اسکا سبت بمعنی قطع ہے اور یا سبوت بمعنی راحۃ وسکون ہے اور کلام میں محذوف ہے اسے فی حکم السبت۔

بَیْنَ، سامنے - درمیان اسم ظرف مکان مجازاً بمعنی زماں -
یَدَیْہِ، اصل یَدَیْنِ بوجہ اضافت نون ساقط ہوا ہے - و مرجع ضمیر اُمم یا جماعت -
وما خلفہا (و برائے آں قوم کہ پس ایشاں بیایند اور اُنکے لئے جو انکے بعد میں
مَا، موصولہ - خلف پس پشت پس آیندہ -
موعظۃ للمتقین (و پندے پرہیز گاراں را - اور نصیحت ہے ڈرنے والوں کو)
موعظۃً، نصیحت دینا مصدر بمعنی حاصل بالمصدر اور وہ ذکر جس سے قلب متأثر ہو اور عمل کی طرف راغب ہو سکے -
ل، بمعنی تخصیص متقین، جمع متقی

لے - بین، راغب کہتا ہے کہ یہ لفظ دو چیزوں کے مابین اور انکے وسط میں خلل ڈالنے کے لئے موضوع ہے قال اللہ تعالیٰ و جعلنا بینہما زرعًا (اور ان دونوں کے بیچ میں ہمنے کھیتی رکھی) اور کبھی یہ ظرف کے طور پر استعمال ہوتا ہے - جیسا کہ ان آیات ثلاثہ لا تقدموا بین یَدَیِ اللہ و رسولہٖ اور فقدموا بین یَدَی نجوٰکم صدقۃً اور فاحکم بیننا بالحق میں ہے اور بین ظرفیت ان امور میں مستعمل ہوتا ہے جنکے لئے مسافت پائی جاتی ہو جیسا کہ بَیْنَ البلدین اور یا ان اشیائیں جنکی تعداد دو ہو یا زیادہ ہو مثلاً بین الرجلین اور بین القوم اور جو چیز وحدت کے معنی کی مقتضی ہوتی ہے اسکی جانب لفظ بین ظرفیہ کی اضافت صرف اس صورت میں ہو گی جبکہ وہ مکرر لایا جائے جس طرح قولہ تعالیٰ من بیننا و بینک حجاب اور نجعل بیننا و بینک موعدًا میں آیا ہے - ۱۲

خلاصہ مطولات واتقان

ترکیب

وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ، ای عرفتم فعل بافاعل
الَّذِیْنَ، ... اسم موصول
اعْتَدَوْا، فعل بافاعل
مِنْکُمْ، متعلق کائنین حال ضمیر
فِی السَّبْتِ، ظرف لغو
اے المعتدین کائنین منکم۔
فَقُلْنَا، ... فعل بافاعل
لَهُمْ، ... جار مجرور ظرف لغو
کُوْنُوْا، فعل ناقص مع الاسم
قِرَدَةً، ... خبر اول
خٰسِئِیْنَ، خبر دوم

وپا کونوا، ... فعل
انتم ضمیر اسم ذوالحال
قِرَدَةً، ... خبر
خٰسِئِیْنَ ... حال
فَجَعَلْنَا، ... فعل بافاعل
هَا، ... مفعول
نَکَالًا، مصدر ... مفعول دوم
لِ، ... جار
مَا، ... موصولہ مجرور
بَیْنَ یَدَیْهَا، ... صلہ
وَمَا خَلْفَهَا، معطوف علی السابق
وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ، معطوف علی نکالاً

ف۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الخ ان آیات میں بنی اسرائیل کو ایک واقعہ کی شہادت

۵۱۔ خاسئین بعضوں نے خاسئین کو قردۃ کی صفت کہا ہے لیکن ان پر یہ وارد ہوتا ہے کہ قردۃ جمع غیر ذوی العقول ہے اور اس قسم کی جمع کے لئے صفات کو صیغہ تانیث سے لایا کرتے ہیں معزوہو خواہ جمع لہذا اس تقدیر پر کونوا قردۃ خاسئات یا خاسئۃ ہونا چاہیئے تھا۔ اسلئے اصح یہی ہے کہ کہا جائے۔ خاسئین قردۃً کی صفت نہیں بلکہ کونوا کی ضمیر سے حال ہے اے کونوا قردۃ حال کونکم خاسئین ۱۲ (عزیزی)

پر تنبیہ کیجاتی ہے کہ اے بنی اسرائیل طبریہ کے کنارے پر شہر ایلیا کے رہنے والوں کی حالت اور ان کے قصہ سے کیا تم واقف نہیں؟ یہ لوگ موسوی شریعت کے پابند تھے اور ہفتہ کے دن کی تعظیم و تکریم اُن پر منجملہ شرعی فرائض کے تھی۔ کہ اُسدن کوئی دنیاوی کام نہ کریں بلکہ تمام دن عبادت اور یادِ الٰہی میں گزاریں اور آرام لیں۔ مگر دنیاوی لالچ اور کثرتِ حرص نے پہلے تو انکو اس حیلے پر آمادہ کیا کہ ہفتہ کے دن شکار تو نہ کرتے مگر دریا کے کنارے حوض اور اوٹ بنا رکھتے اور دریا کی چڑھائی اور اسکے پُور کے وقت انکے دہانے کھولدیتے جس سے پانی اور مچھلیں اُن میں بھر جاتیں اور اُترائی کے وقت اُن کے دہانوں پر جال لگا دیتے جس سے پانی نکل جاتا اور مچھلیں وہیں رہجاتیں تھیں انہیں اتوار کے دن پکڑ لیتے۔ اور آخر کار اُس مبارک دن کی تعظیم و تکریم ہی سے درگزرے اور جھوٹی تاویلوں سے اسکی حلت کے قائل ہوگئے یہاں تک کہ حضرت داؤد علیہ السلام پیغمبر ہوئے اُنھوں نے اظہارِ حق کیا اور وعظ و نصیحت بھی کی مگر وہ نہ سُدھرے اور غضبِ الٰہی کے مستحق ہوگئے۔ ان کی صورتیں غیر مانوس اور پھٹکاری ہوئی ہوگئیں کوئی شخص انکو اپنے پاس آنے نہیں دیتا تھا اور وہ اسی ذلت اور حقارت ہی میں کھپ گئے۔ جس سے انکو دیکھکر اس زمانے کے لوگ متنبہ ہوگئے اور آیندہ آنے والے بھی ان کی حالت سے عبرت لیتے ہیں۔ اے بنی اسرائیل پیغمبرِ زمان کی مخالفت اور شریعت حقہ کا انکار کرنا اپنے ہاتھوں سے ہلاکت خرید کرنا ہے جسے کوئی عاقل پسند نہیں کرتا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖٓ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ

وآنوقت کہ گفت موسیٰ بقوم خود ہرآئینہ خدا میفرماید شمارا

اور جب کہا موسیٰ نے واسطے قوم اپنی کے کہ تحقیق اللہ حکم کرتا ہے تمکو

اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا ھُزُوًا ؕ

بکشتن گاوے بگفتند آیا مارا مسخرا میگری

کہ ذبح کرو تم ایک بیل کو کہا انہوں نے کیا پکڑتا ہے تو ہمکو ٹھٹھا

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ ○

گفت پناہ میگیرم بخدا از آنکہ باشم از نادانان

کہا پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ اللہ کے یہ کہ ہوں میں جاہلوں سے

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا ھِیَ ؕ قَالَ اِنَّہٗ

گفتند سوال کن براے ما از پروردگار خود تا بیان کند براے ما چیست آن گاو گفت ہرآئینہ

کہا انہوں نے دعا کر واسطے ہمارے رب اپنے کو بیان کرے واسطے ہمارے کیا ہے وہ بیل کہا تحقیق

یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِکْرٌ ؕ عَوَانٌ

خدا میفرماید ہرآئینہ وے گاوے است نہ پیر و نہ نازا میانہ است

وہ کہتا ہے تحقیق وہ بیل نہ بوڑھا ہے نہ بچہ جوان ہے

بَیْنَ ذٰلِکَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ○

درمیان این وآن پس بکنید آنچہ فرمودہ شدید

درمیان میں اسکے پس کرو جو کچھ حکم کئے جاتے ہو

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی (واآن وقت کہ گفت موسیٰ۔ اور یاد کرو جب کہا موسیٰ نے۔)

قال، ماضی۔ موسیٰ، اسم عجمی غیر منصرف بوجہ عجمیت وعلمیت

قَوْمِهٖ (مر قوم خود را - اپنی قوم کو)

قَوْمٌ، گروہ مردمان و زنان - جمع اقوام

اَقَادِمُ - جمع الجمع اَقَاوِیم و اقائم

تصغیر قُوَیم -

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ (بدرستیکہ خدا میفرماید شمارا - تحقیق اللہ تمکو حکم کرتا ہے -

اِنَّ، حرف موکد مضمون جملہ -

يَأْمُرُ، مضـ ا ع الامر اپنے کو اعلیٰ سمجھ کر مخاطب سے طلب فعل کرنا - مصدر ف - ص مہموز الفاء

اَمَرَ - يَأْمُرُ - اٰمِرٌ - مَاْمُوْرٌ - مُرْ

لَا تَاْمُرْ

اَنْ تَذْبَحُوْا (این کہ بکشید گاوے را - ذبح کرو تم کوئی ایک گائے) اسے بان تذبحوا -

اَنْ، حرف ناصب مضارع -

تَذْبَحُوْا، مضـ امر اللّٰہ ج - ح جیسے جانور کا گلا کاٹنا - ذبح کرنا مصدر ف - ذَبَحَ - يَذْبَحُ - ذَابِحٌ -

مَذْبُوْحٌ - اِذْبَحْ، لَا تَذْبَحْ -

بَقَرَةً، بیل یا گائے ماخذ اُس کا - بَقْرٌ بمعنی پھاڑنا و شق کرنا ہے چونکہ کھیتی کے وقت بیل کے ذریعہ سے زمین کو پھاڑا جاتا ہے - اس لئے اسے بقرہ کہتے ہیں - مذکر و مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے - بقرات اور بُقَرٌ جمع

قَالُوْا (بگفتند - اُنھوں نے کہا) ماضـ ج - ع

اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا (آیا می گیری مارا بمسخرگی - کیا ہمیں ٹھٹھے میں پکڑتا ہے - یا ہمیں مسخرہ بناتا ہے) الاتخاذ بمعنی التصییر

ا - ہمزہ مظہر تعجب - تَتَّخِذُ، مضـ ح ج

نَا، ضمیر جمع متکلم -

هُزُوًا - دل لگی کرنا - مسخری کرنا مصدر بجائے مفعول مہزوبہ -

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ (گفت پناہ میگیرم بخدا - کہا میں خدا کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں - یا خدا کی پناہ)

قَالَ - ماضـ ا ع اَعُوْذُ، مضـ ح م

اَلْعَوْذُ۔ وَالعَیَاذَۃُ۔ کسی کی پناہ
لینا مصدر ف۔ ض۔ اجوف۔ عَاذَ
یَعُوْذُ۔ عَائِذٌ۔ مَعُوْذٌ۔ عُذْ۔ لَاتَعُذْ

اَنْ اَکُوْنَ (ازاں کہ باشیم۔ اس سے کہ ہوں میں)
ان اکون، مضارع اسم ناقص منصوب بان

مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (از ناداناں۔ نادانوں سے)
مِن، تفصیلیہ۔ جاھلین، جمع جاہل
شخص خفیف العقل وحقیر وبیہودہ۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا (گفتند سوال کن برائے ما۔ انہوں نے کہا ہمارے لئے سوال کر)
اے سل لاجلنا۔
قَالُوْا، ماضی ج ع ادْعُ امر ح الدُّعَاءُ
وَالدَّعْوَۃُ۔ بلانا۔ پکارنا۔ مصدر ف
ن ناقص معتل بمعنی اجل

رَبَّكَ (از پروردگار خودرا۔ اپنے مالک سے)
رَبّ، پرورندہ صفت مشبہ یا مصدر
بمقام فاعل۔

يُبَيِّنْ لَّنَا (بیان کند برائے ما۔ کہ بیان کرے ہمیں سے)
يُبَيِّن لنا جواب هذا السوال

يُبَيِّنْ، بیان کرے ظاہر وتصریح
کرے۔ مضارع ا ع مجزوم بامر التبیین
ظاہر کرنا و ظاہر ہونا۔ مصدر تفعیل
اجوف یائی۔ بَيَّنَ۔ يُبَيِّنُ۔
مُبَيِّنٌ۔ بَيِّنْ۔ لَا تُبَيِّنْ۔

مَا هِيَ (چیست آں گاؤ۔ کیا ہے وہ گائے)
یعنی وہ کیا شے ہے یا اسکی کیا حالت ہے
ماھی، کلمہ ماھو اور ماھی اصطلاحًا
حقیقت اشیاء کے سوال کیلئے
مخصوص ہیں۔ لیکن اسجگہ ماھی بمعنی
کیف ہے۔ اے کیف ھٰذہ
البقرۃ۔ اسلئے اسکے جواب میں
صفات مفارقہ لائی گئی ہیں کیونکہ
ماہیت و مسمی اسم ہر دو معلوم ہیں۔

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ (بگفت ہر آئینہ آں میفرماید۔ کہا تحقیق وہ فرماتا ہے)
قال، ماضی ا ع یقول، مضارع ا ع

اِنَّهَا بَقَرَةٌ (کہ ہر آئینہ آں گاوے است۔ تحقیق وہ ایک ایسی گائے ہے۔)

بَقَرَۃٌ، بیل - البقرۃ ماخوذ من البقر بمعنی الشق وھی تبقر الارض للحراثۃ -

(نہ پیر است و نہ جوان است - نہ بوڑھا ہے اور نہ بچھڑا ابن بیاہا)

فَارِضٌ، عمر رسیدہ - بوڑھا - وھی مسنۃ لا تلد یقال فرضت البقرۃ فروضًا من الفرض بمعنی القطع کانھا انقطعت سنھا

بِکْرٌ، اول العمر اور وہ گائے یا بیل جسنے جفتی نہ کھائی ہو - اور عورتوں میں سے بکر وہ ہے جسکو مرد نے مس نہیں کیا یہ دونوں اسم مخصوص بذات بقرہ ہیں اسلئے آخر میں سے ھا کو حذف کیا گیا ہے مثل حائض کے

(درمیان این و آن است - اسکے بین بین ہے)

عَوَانٌ، میانہ سال اور ہر شے کی اپنی نصف عمر کو پہونچ چکی ہو یقال عونت المراۃ اذا زادت علی الثلثین جمع عُون

بَیْنَ، اسم ظرف فاصل میان دو چیز جامع ہر دو - درمیانی حد مشترک میانِ حدود -

ذٰلِكَ، اے لا فارض ولا بکر بتاویل ماذکر -

(بکنید - بجالاؤ - ص امر - الفعل العمل کام کرنا، مصدر ف ف فَعَلَ - یَفْعَلُ - فَاعِلٌ - مفعولٌ اِفْعَلْ - لَا تَفْعَلْ -

(آنچہ فرمودہ شد ید - جو کچھ حکم کئے جاتے ہو - یا جو تمکو حکم ہوا ہے -)

اے ما تومرونہ بمعنی ما تومرون بہ ھا، موصولہ یا مصدریہ تومرون مض ج ح مجہول

و اذ، ظرفیہ متعلق باذکروا محذوف

قال، ..... فعل

موسیٰ، ..... فاعل

لِقَوْمِہٖ، جارمجرور ظرف لغو

اِنَّ، مشبہ بفعل
اللہ، ..... اسم
یامُرُ، فعل مع الفاعل
کُم، ... مفعول اول
ان تذبحوا البقرۃ۔
بتفسیر متعلق
بمقام مفعول دوم۔ اسے بان
تذبحوا۔ بحذف حرف
قَالُوا، ..... فعل مع الفاعل
اتتخذ، ... فعل بافاعل
نا، ... مفعول اول
ھزوًا، ... مفعول دوم
۲ کانہ قیل فماذا صنعوا ھل
سارعوا الی الامتثال اھ
لاواجیب بذلک۔
قال، ..... فعل مع الفاعل
اعوذ، ... فعل بافاعل
باللہِ، جار مجرور ظرف لغو
اَن اکونَ، فعل ناقص منصوب

انا، ضمیر ..... اسم
مِنَ الجَاھِلِینَ .. خبر
قَالُوا، ..... فعل مع الفاعل
ادع، ..... فعل بافاعل
لنا، جار مجرور ظرف لغو
ربك، ..... مفعول
یُبَیِّن، ..... فعل بافاعل
لَنَا، ...... ظرف لغو
مَا۔ خبر مقدم
ھِیَ۔ مبتدا موخر
قَالَ، ..... فعل مع الفاعل
اِنَّ، مشبہ بفعل ہ، اسم
یقول، فعل مع الفاعل
انھا بقرۃ الخ مفعول بہ
ان، ..... مشبہ بفعل
ھا، .... ضمیر اسم
بقرۃ، .... موصوف
لافارض، صفت اول
لابکر، .. صفت دوم

عَوَانٌ، ۔ ۔ ۔ ۔ مبتدا
بَیْنَ ذٰلِکَ متعلق کائن خبر
لَّافَارِضٌ، اسے لاھی فارض و
لَاھِیَ بِکْرٌ۔ ہر دو جملہ اسمیہ وصفت بقرہ
فَافْعَلُوْا، ۔ ۔ ۔ فعل مع الفاعل
مَا، ۔ ۔ ۔ موصولہ
تُؤْمَرُوْنَ، جملہ فعلیہ صلہ

تُؤْمَرُوْنَ، فعل با فاعل
ہ، ضمیر محذوف مفعول } جملہ فعلیہ
اسے ما تؤمرونہ او ما تؤمرون بہ
یا مَا، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مصدریہ
تُؤْمَرُوْنَ، جملہ بتاویل مصدر ہے
اسے فافعلوا امرکم اور مصدر بمعنی
مفعول ہے۔

لہ۔ لَا فَارِضٌ وَلَا بِکْرٌ۔ ہر دو جملہ اسمیہ وصفت بقرہ۔ یہاں پر ایک سوال ہے۔ کہ مدلول لافارض ولا بکر بعینہ مدلول عوان ہے کیونکہ جو چیز نہ خردسال ہو اور نہ بوڑھی ضرور ہے کہ وہ میانہ سال ہی ہوگی۔ لہذا لا فارض ولا بکر کے بعد عوان کا لفظ محض تکرار ہے۔ ایسے ہی عوان اور بین ذٰلک کا مدلول شے واحد ہے۔ اس تقدیر پر ایک آیت میں دو تکرار لازم آتے ہیں اساتذہ نے کہا ہے کہ مدلول لا فارض ولا بکر یہ ہے کہ گائے نہ بوڑھی ہو نہ جوان اور یہ عام ہے اس سے کہ گوسالہ نہایت ہی کم سن بچھڑا ہو یا پورا جوان ہو لہذا رفع احتمال اول کے لئے عوان کہا گیا۔ اور چونکہ میانہ سالی کا درجہ بھی اعم ہے کہ وہ وسط حقیقی میں ہو یا بڑھاپے اور جوانی کے دو طرفوں میں سے کسی ایک جانب پر مائل ہو۔ اس لئے احتمال اول کی تعین اور باقی دونوں احتمالوں کے رفع کے لئے بین ذٰلک کہا گیا اور یہ تکرار نہیں ہے۔

———۱۰۱———

ف ا - واذ قال الخ ان آیات میں بنی اسرائیل کی شوخی اور بے باکی کا ذکر ہے - چونکہ یہ لوگ صدق دل سے پابند شریعت نہوتے تھے اسلئے ہر مسئلہ میں خواہ مخواہ شکوک پیدا کرتے اور لاطائل شبہات سے پیغمبر وقت کو تنگ کیا کرتے تھے - اس قوم میں ایک یہودی بڑا مالدار تھا اور اس کا حقیقی وارث نہ تھا - اسکے بھتیجوں نے بیخ سے ورثہ حاصل کرنے کے لئے اسے مار ڈالا اور پھر خود ہی شور و واویلا کرنے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے قضیہ لاکر قصاص کے مدعی ہوئے - حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بذریعہ الہام فرمایا کہ ایک بیل ذبح کر دو - اس کے گوشت کا ٹکڑا مقتول پر رکھہ دینا - وہ خود بخود اپنا قاتل بتادیگا - لیکن مدعی افشائے راز کے خوف سے یہ چاہتے تھے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام سے فیصلہ نہونے پائے اس لئے وہ آپ کی ہر ایک بات کو مشکوک بنانے اور اوس پر بیجا نکتہ چینی کرنے لگے بولے اے موسیٰ کیا ہمیں مسخرا بناتا ہے بھلا مقتول کے نام اور گائے ذبح کرنے میں کونسا علاقہ ہے - آپ نے فرمایا استفسار مسئلہ کے وقت تمسخر کرنا جاہلوں کا کام ہے - میں سچ کہتا ہوں یہ فیصلہ اسی طرح ہوگا - کہنے لگے پھر بیل تو ہزاروں ہیں کچھ اس گائے کی تمیز اور نشانی بتاؤ - آپ نے فرمایا - وہ بیل متوسط عمر کا ہے نہ بالکل الہڑ ہے - نہ بوڑھا - مناسب ہے کہ تم اس کام کو کر گذرو - مگر چونکہ انہیں اس کام کا کرنا مقصود ہی نہ تھا پھر کہنے لگے اچھا بتاؤ تو اس کا رنگ کیسا ہے آپ نے فرمایا اس کا رنگ پکا زرد اور چمکدار ہے (ڈھڈہا) اپنی رنگینی اور

اور شوخی سے دیکھنے والوں کے دلوں میں فرحت اور سرور پیدا کرتا ہے۔ کہنے لگے۔ اے موسیٰ اس قسم کے تو بہت سے گائے بیل ہیں ذرا اچھی طرح سے سمجھائیے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ وہ ابھی قلبہ رانی یا بار کشی میں جوتا نہیں گیا اور ہر قسم کی محنت ومشقت سے ابھی آزاد ہے تمام ایک رنگ ہے۔ اس کے بدن پر کوئی داغ یا دھبہ نہیں۔ یہ سنکر چپ ہوئے اور لوگوں کی سرزنش سے ڈرے آخر کار بیل ذبح کیا گیا۔

اور واضح ہو کہ گائے ذبح کرانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک یہ بھی مقصود تھا کہ ابھی قوم کے دلوں میں گوسالہ پرستی کی بو باقی تھی جس سے وہ گائے کی عظمت کیا کرتے تھے قولہ تعالےٰ واشربوا فی قلوبہم العجل اور آپ اس اثر کو مٹانا چاہتے تھے۔ غرض ایراد قصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل جس قدر اپنے آبا و اجداد پر فخر و ناز کرتی ہیں اوسیقدر ان اوضاع واخلاق اور اطوار سے دور اور الگ ہوتے جاتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بذریعہ خواب الہام ہوا۔ کہ ہماری خوشنودی اور رضا میں اپنے پیارے فرزند کو ذبح کرو اور آنجناب فی الفور مستعد ہو گئے اور جب آپ نے اپنے فرزند ارجمند سے قصۂ خواب بیان کیا۔ تو وہ بھی سنتے ہی راضی برضائے الٰہی ہو گئے۔ نہ انھوں نے کچھ تردد کیا اور نہ یہ بہانہ کیا کہ چونکہ مدار خواب اکثر وہم وخیال پر ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خواب الہام ربانی نہ ہو مناسب ہے کہ تا الہام ثانی تاخیر کیجائے۔ بلکہ انھوں نے اپنے والد سے زیادہ مستعدی کو ظاہر کیا۔ اب یہ انھیں کے پس ماندہ ہیں۔ کہ ایک گائے کے ذبح کرنے میں ہزاروں حیلے اور شکوک پیدا کرتے ہیں ۱۲

ف۲ یبین لنا ماھی الخ حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ فرماتے ہیں۔ دراین جا سوالے است کہ اہل تفسیر میکنند۔ حاصلش آنکہ سوال بلفظ ما در لغت عرب برای طلب حقیقت چیزے باشد۔ وتعریف حقیقت نمی شود الا باجزاء حقیقۃ ومقومات حدیہ او یا بخواص ولوازم نوعیہ او نہ بصفات مفارقہ چنانچہ درکلام وارد شدہ وحاصل جواب آنکہ غرض بنی اسرائیل ازین سوال طلب ماہیت نوعیہ بقر نبود چہ شنیدہ بودند کہ آن بقرہ است ونہ طلب اجزائے حدیہ او۔ کہ حقیقت گاؤ رانیز میدانستند پس سوال نبود مگر از تشخصات ولیکن سوال تشخصات غیر ذوی العقول بلفظ ای می آید نہ بلفظ ما۔ ولہذا گفتہ اند۔ شاید ایشاں حقیقت شخصیہ را بجائے حقیقت نوعیہ قائم کردہ سوال بما نمودہ اند۔ زیرا کہ شخص من حیث ہو شخص نیز حقیقتے دارد وراے حقیقت نوعیہ یا برائے آں ماھی۔ گفتند کہ سوال از جزئیات وعوارض مشخصہ آنہا در ذوی العقول بلفظ من می آید میگویند من زید من عمر ودراین جا چوں سوالے از جزئی غیر ذوالعقول بود لفظ ما را بجاے لفظ من آوردند واندفاع ایں سوال از اصل آن کہ ایشاں چوں ایں خواص عجیبہ آں گاؤ بشنیدند گماں بردند کہ حقیقت آں گاؤ مغائر حقیقت گاوان متعارف است اگرچہ صورت ونام گاؤ دارد وبنا بر لفظ ماھی سوال کردند پس حضرت موسیٰ برائے استکشاف ایں معنی فرمود کہ آں گاوے است از جنس گاوان متعارف وحقیقتے دیگر ندارد وایں خاصہ عجیبہ دراں گاؤ باعتبار خصوص ماہیتے یا باعتبار صفتے زاید نیست مگر آنکہ باعتبار سن وعمر کمالے دروے متحقق است وگفتہ اند لفظ ھی دراین جا بمعنے کیف است اے ھذہ البقرۃ

(عزیزی)

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا قَالَ

گفتند سوال کن برائے ما از پروردگار تا بیاں کند برائے ما چیست رنگ آں گاؤ گفت

کہا انہوں نے دعا کر واسطے ہمارے رب اپنے سے بیان کرے واسطے ہمارے کیا ہے رنگ اسکا کہا

إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا

ہر آئینہ خدا میفرماید کہ وے گاوے است زرد نیک زرد است رنگ آں

تحقیق وہ کہتا ہے تحقیق وہ بیل ہے زرد رنگ چمکتا ہے ڈھڈھا ہے رنگ اسکا

تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿٦٥﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا

خوش میکند بینندگاں را گفتند سوال کن برائے ما از پروردگار خود تا بیاں کند

خوش کرتا ہے دیکھنے والوں کو کہا انہوں نے دعا کر تو واسطے ہمارے رب اپنے سے بیان کرے

مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۖ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ

برائے ما چہ کارہ است آں گاؤ ہر آئینہ گاواں مشتبہ شدند بر ما وہر آئینہ اگر خواستہ است

واسطے ہمارے کیا ہے وہ بیل تحقیق وہ بیل مل گیا ہے اوپر ہمارے اور تحقیق ہم اگر چاہا

اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٦٦﴾ قَالَ إِنَّهُ يَقُوْلُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ

خدا راہ یافتگانیم گفت ہر آئینہ خدا میفرماید کہ وے گاوے است

اللہ نے البتہ راہ پانے والے ہیں کیا تحقیق وہ کہتا ہے تحقیق وہ بیل ہے

لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ

نہ محنت کشیدہ کہ شگافندہ زمین را ونہ آب میدہد زراعت را

نہ جوتا ہوا کہ پھاڑے زمیں کو اور نہ پانی پلاتا ہو کھیتی کو

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ۖ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۖ

سلامت است ہیچ خال نیست در وے گفتند الحال آوردی سخن درست

تندرست ہے نہیں ہے داغ ہیچ اسکے کہا انہوں نے اب لایا تو سچ

فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧١﴾

پس ذبح کردند ونزدیک نہ بودند از آں کنند

پس ذبح کیا انہوں نے اسکو اور نہ نزدیک تھے کہ کریں۔

قالوا ادع لنا ربك يبين لنا۔
(بگفتند سوال کن از برائے ما پروردگار
خود را تا بیان کند برائے ما۔
انہوں نے کہا پوچھ یا دعا کر ہمارے
لئے رب اپنے سے کہ بیاں کرے
ہمارے لئے)
(چیست رنگ آں۔کیا ہے یا کیسا
ہے رنگ اس کا)
ما، استفہامیہ۔لون، رنگ جمع
الوان۔
(بگفت ہر آئینہ خدا میفرماید کہ آں
گاوے است کہا تحقیق خدا تعالیٰ
فرماتا ہے کہ وہ ایک ایسا بیل ہے)
(زرد نیک زرد است رنگ آں
زرد ڈھڈہا ہے رنگ اُس کا۔
صُفرَاءُ، مؤنث اصفر زرد رنگ
کی چیز۔
فاقِعٌ۔ خالص زرد۔نہایت شوخ
صفت مشبہ۔لغت عرب میں ہر رنگ
کی قوت اور صفائی کے لئے خاص
خاص لفظ معین ہیں جس سے رنگوں
کی قوت اور صفائی کا پورا پورا بیاں
ہو سکتا ہے کہتے ہیں احمر قانی
اصفر فاقع۔اسود حالك۔
اَخضر دارق و ناضر۔ابیض
ناصِع و یقق۔لہذا معنی فقوع۔
صفا و تیزی رنگ زرد ہے خاصتہً
اور دوسرے رنگ میں اس کا استعمال
جائز نہیں۔
(خوش میکند بینندگاں را۔خوش
آتی ہے دیکھنے والوں کو)
تَسُرُّ، خوش آتی ہے۔بھاتی ہے

مضارع ا۔ ع اَلسُّرُوْرُ والمَسَرَّۃُ شادماں کرنا۔ خوش ہونا۔ سرور اُس لذت کا نام ہے جو حصول توقع کے وقت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ مصدر ف۔ ض۔ مضاعف سَرَّ۔ یَسُرُّ۔ سارٌّ۔ مَسْرُوْرٌ۔ اُسْرُرْ۔ لَا تَسْرُرْ

اَلنّٰظِرِیْنَ۔ جمع ناظر۔ نظارہ کرنے والا۔

قالوا ادعُ لنا ربك يُبَيِّنْ لَنَا مَاهِيَ،

(گفتند سوال کن برائے ما از خدائے خود تا بیاں کند برائے ما چہ کارہ است آن۔ انہوں نے کہا پوچھ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے کہ بیاں کرے ہم پر کس قسم سے ہے وہ گاؤ یا سمجھاوے کہ کیا ہے وہ۔

ھذا تکرِیرٌ للسوال الاول استکشافٌ زائد۔

اِنَّ البقر تشابہ علینا

(تحقیق کہ گاواں مشتبہ شدہ اند بر ما۔ البتہ گائیں مشتبہ ہوئی ہیں ہم پر

اِنَّ، حرف مؤکد مضمون جملہ۔

البقر، جمع بقرۃ بیل و گائے یہ لفظ مذکر اور مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے

تَشَابَہَ۔ وَلَمْ یَقُل تشابہت علی ان البقر جمعٌ وفیہ ثلاثۃ اقوال احدھا انہ ذکر بتذکیر لفظ البقر: کقولہ کانھم اعجاز نخل منقعرٌ قال سیبویہ کل جمع حروفہ اقل من حروف واحدہ ان العرب یذکرہ واصنح بقول اعشی ودع ھریرۃ ان الرکب مرتحل ولم یقل مرتحلون۔ وقال الزجاج معناہ ان جنس البقرۃ تشابہ عَلَیْنَا۔

تَشَابَہَ، مشتبہ ہوا۔ مل گیا ماضی ا۔ ع التشابہُ ایک دوسرے کے مانند ہونا۔ مصدر تفاعل۔ تَشَابَہَ، یَتَشَابَہُ مُتَشَابِہٌ۔ تَشَابَہ۔ لَا تَتَشَابَہ۔

وانا ان شاء اللہ

(وہر آئینہ ما اگر خواستہ خدا است اور بیشک ہم اگر چاہا اللہ نے)

اِنَّا (اِنَّ - نا) اِنَّ حرف مشبہ

بفعل مع ضمیر
اِنْ، حرف شرط شآء ماضی ع
اَلْمَشِیَّۃُ۔ والمشیّٔ چاہنا ارادہ کرنا
مصدر ک۔ ف اجوف مہموز اللام
یقال شاءہ شیئًا وشیئۃً ومشاءۃً
ومشائیۃً۔ اے ارادہ۔

لَمُهْتَدُوْنَ (البتہ راہ یافتگانیم - ہم راہ پانے والے ہیں -)
ل۔ ابتدائیہ۔ مھتدون جمع مہتدی

قَالَ (گفت کہ خدا میفرماید۔ کہا تحقیق وہ کہتا ہے)
قَالَ، ماضی ع۔ یقول، مضارع

اِنَّهَا بَقَرَةٌ (کہ آن گاویست۔ تحقیق وہ ایسا بیل ہے)
بقرۃ، مراد نر گاؤ بنظر وصف۔
لَا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ اور تائے کلمہ تائے وحدت ہے نہ تائے تانیث مثل

لـه۔ بقرہ۔ مفسرین نے کہا ہے کہ بقرہ سے مراد نر گاؤ ہے بنظر وصف لاذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث اور تائے کلمہ تائے وحدت ہے تائے تانیث نہیں مثل تمرۃ وعمامۃ وعصفورۃ اور عرب کا قاعدہ ہے کہ جب کسی مذکر کو لفظ مؤنث سے تعبیر کرتے ہیں تو اس کے لئے ضمیر مؤنث لاتے ہیں۔ جیسے کہ لفظ دابۃ کے لیۓ ضمیر مؤنث لاتے ہیں۔ اگرچہ اس سے اسپ نر مراد لیجاۓ اور ذکور میں بکر اس حیوان مذکور کو کہتے ہیں جس نے مادہ کے ساتھ ابھی جفتی نہ کی ہو اور بعض نے کہا ہے کہ بقرہ سے مراد اس جگہ مادہ گاؤ ہے بنظر لفظ بقرہ وضمائر وبنظر وصف بکارت کیونکہ بکر نازائیدہ حیوان کو کہتے ہیں اور وہ جوکہ بطریق تقابل عدم ملکہ صلاحیت زائیدگی کا مقتضی ہو اور نرگاؤ اصلاً یہ صلاحیت نہیں رکھتا اسلئے اسے لابکر نہیں کہہ سکتے اور وصف لاذلول تثیر الارض الخ اگرچہ بظاہر مادہ گاؤ کی صفت نہیں ہوسکتی کہ بحسب عادت وعرف قلبہ رانی وآب کشی میں بیل ہی مستعمل ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ عرف وعادت ازمنہ وامکنہ کے لحاظ سے متفاوت اور

عصفورۃ۔ اور کہتے ہیں بقرہ سے مراد مادہ گاؤ ہے بنظر لفظ بقرہ وضمائر و بنظر وصف بکارت۔

لَا ذَلُولٌ (نہ محنت کشیدہ۔ رام گشتہ۔ محنتی۔ نہ سدھا ہوا)

لا بمعنی غیر ذلولٌ، صیغہ مبالغہ عاجز ومطیع اور جو محنت وجفاکشی کا عادی ہو چکا ہے یقال دابۃ ذلول بینۃ الذل بالکسر و رجل ذلول بین الذل بالضم۔۱۲

تُثِيرُ الْأَرْضَ (کہ شوراند زمین را۔ کہ ہل سے زمین پھاڑے۔ یا زمین باہے) یا یہ کہ وہ مٹی اُبھارتا ہے سینگوں اور کھروں کے زور سے جبکہ اکثر بیل مقابلہ کے وقت کیا کرتے ہیں۔

تثیر، پھاڑتا ہے۔ مضارع الاثارۃ زمین کا ابھارنا۔ پھاڑنا۔ اور زراعت کے لئے زیروزبر کرنا یقال اثوتہ اے هیجتہ۔ مصدر۔ افعال اجوف آثَارَ۔ یُثِیرُ۔ مُثِیرٌ۔ مُثَارٌ۔ آثِرْ لَا تُثِرْ۔

وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ (و نہ آب میدہد زراعت را۔ اور نہ پانی پلاتا ہے کھیت کو۔) اور معنی عموم نفی ۱۲

لَا تَسْقِي؛ مضارع منفی السَّقْیُ۔ وَالسِّقَایَۃُ پینے کے لئے پانی دینا اور کبھی سقی بمعنی اسقی فی الارض آتا ہے۔ مصدر وف ک ناقص سقی۔ یسقی ساق۔ مَسْقِيٌّ۔ اِسْقِ لَا تَسْقِ۔

الحرث، وہ زمین جو زراعت وکھیتی کیلئے

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۷۰: مختلف ہوتے ہیں۔ اسلئے ممکن ہے کہ اس وقت اور ان شہروں میں مادہ گاؤ سے بھی یہ کام لیا جاتا ہو۔ حق یہ ہے کہ بقرہ اسم جنس جمعی ہے اس میں اور اس کے واحد میں بواسطہ حرف تا فرق کیا جاتا ہے اور ایسے لفظ کے لیے تذکیر و تانیث کا لانا صحیح ہے مثل نخل منقعر۔ والنخل باسقات جمع اسکی اباقر و بواقر آتی ہے اور اس جیسا ان کو بقر واسلئے کہتے ہیں کہ یہ زمین کو کھیتی کے لئے پھاڑتا ہے ۱۲

تیار کی گئی ہے۔ جمع حروث (بازداشتہ شدہ۔ سلامت۔ تندرست یا تکالیف سے بچا ہوا۔ صحیح الاعضاء) (ہیچ داغ یا خال دروے نیست۔ کوئی داغ اس میں نہیں ہے)

لا، حرف نفی جنس مراد نفی کلی صفت شِیَةَ، اصل وشیًا واؤ مضارع کے اتباع سے حذف کیگئی ہے۔ اور مضارع میں یا اور کسرہ کے درمیاں واقع ہونے سے حذف ہوئی ہے وشیۃ علی وزن عدۃ من وشی یشی وشیًا وشِیَۃً فھو واشٍ اذا خلط بلونہ لونًا آخر عرب میں دو رنگ یعنی سفید و سیاہ وغیرہ رنگ والے جانور کے لئے خاص خاص نام مقرر ہیں ابلق بیل کو ثور اشیہ اور ابلق گھوڑے کو فرس ابلق مینڈے کو کبش اخرج اور بکری کو تیس ابرق اور کوّے کو غراب ابقع کہتے ہیں بحر روح المعانی۔ وقال الجوزی الوشی النقش مصدر بمعنی مختلف رنگ آپس میں ملانا۔ نقش کرنا ف ک لغیف مقرون

فیھا، مرجع ضمیر بقرہ ہے۔

(گفتند الحال۔ انہوں نے کہا اب)

۱۰ قَالُوا، ماضی ج۔ الْاٰنَ، اسم ظرف زمان ال، عہدی حضوری یا زائد۔[۵۲] آن، جزو غیر

۵۱۔ آن، اسم ظرف زماں اصل میں آن زمانہ کے کسی ایک غیر منقسم جزو کا نام ہے۔ وہ جزو زمانہ گزشتہ میں فرض کیجائے یا زمانہ آیندہ میں لیکن لام عہدیہ سے معرف کئے جانے کے بعد اس سے خاص جز معیں و معہود درمیان مخاطب و متکلم مراد ہوتی ہے جیسے یہاں پر جزو حاضر زمانہ مراد ہو اور بعد دخول لام عہدیہ اس لفظ کا استعمال ظروف غیر متمکنہ کے لئے ہوتا ہے اور مثل الیوم والساعۃ منصوب للابد جاتا ہے ۱۲

۵۲۔ یا زائد و مبنی بوجہ تضمن حرف اشارہ جسکے معنی ھذا الوقت کے ہو سکتے ہیں و یا معروف بلام مقدر تعریفیہ و مبنی

منقسم زمانہ دو مبہم۔ مراد زمانہ حاضر بوجہ عہد اور یہ لازم البناء ہے فتح پر اور بغیر الٓ اسکا استعمال جائز نہیں اور یہ مقتضی حال ہے اور کبھی استقبال میں استعمال ہوتا ہے مثل فالان باشر وھن کیونکہ امر نص ہے استقبال کیلئے (آور دی امر درست لایا تو یہ بات

جِئۡتَ ۔ ماضی ح اصل جَيِئۡتَ المجئ۔ والمجیئۃ آنا مصدر ف ک۔ اجوف مہموز اللام ۔جاءَ یجیئُ ۔جاءٍ ۔مجیْءٌ ۔جِئۡ ۔لاتجیٔ یقال جاء مجیئًا وجیاً وجیاۃً اے ۔اَتَی ۔ب تعدیہ یا بمعنی مع ای مع الحق

الحق، صفت مشبہ بمعنی ثابت و الٓ استغراقی اے الآن جئت بجمیع ما ثبت لہا من اوصافہا۔لا بمعنی خلاف باطل شیخ

فذبحوھا و ما کادوا یفعلون

(زبس ذبح کروند۔ پھر ذبح کیا انھوں نے)

ف، فصیحہ معطوف ہے محذوف پر اے فطلبوا البقرۃ الموصوفۃ فذبحوا

ذَبَحُوا، ماضی ج ع مصدر الذبح سے

(ونزدیک نہ بودند ازآں کہ کنند

ویا نمیخواستند کہ بکنند این کار را۔

اور نہ لگتے تھے کہ کریں ۔

ماکادوا، ای ماکادوا یذبحون۔

وہ قریب تھے۔ان سے اُمید نہ تھی ماضی ج ع یکاد سے

۱؎ کاد، یہ فعل افعال مقاربہ سے ہے جو اس غرض کے لئے وضع کئے گئے ہیں کہ فاعل کے لئے قرب حصول خبر کو ظاہر کریں عمل میں یہ افعال ناقصہ کے مشابہ ہیں۔لیکن اکثر انکی خبر میں فعل مضارع واقع ہوتا ہے اور جب کلمہ نفی اسپر داخل ہوتا ہے تو اس وقت صرف قرب حصول خبر کی نفی مراد ہوتی ہے اور ثبوت حصول دوسرے قرینہ سے لیا جاتا ہے اگر ہو سکے لہذا ماکادوا یفعلون کا ترجمہ یہ ہوگا کہ ذبح کرنیکی انکی مرضی نہ تھی یا ان سے ذبح کرنیکی امید نہ تھی جو قبل ذبح انکے تردد اور رد و قبول کا ایک لازمی نتیجہ ہے اتقان میں ہے کہ دیگر افعال کی طرح کاد کی نفی

یہ اُن افعال سے ہے جو بیان کرتے ہیں کہ عمل واقع ہونے کے قریب ہے۔ مشابہ ہے افعال ناقصہ کے ساتھ عمل میں۔

یفعلون، جمع مضارع مصدر الفعل

الترکیب

قالوا، ..... فعل با فاعل
ادعُ، ... فعل بافاعل
لنا، ... ظرف
ربک، ... مفعول
یُبَیِّن، فعل مع الفاعل
لَنَا، ... ظرف لغو
ما، .. مبتدا
لونُہَا، خبر
قال، .. فعل مع الفاعل....
انه، حرف مشبہ بفعل مع الاسم
یقول، فعل مع الفاعل
ان، مشبہ بفعل
ھا، ضمیر مؤنث اسم
بقرۃ صفراء الخ خبر
بقرۃٌ، موصوف۔ صفراءُ صفت
فاقعٌ، ..... خبر
لونہَا، ... مبتدا
صفت دوم

بھی نفی اور اس کا اثبات بھی اثبات ہی کے معنی میں آتا ہے چنانچہ کاد یفعل کے معنی ہیں "قَارَبَ الفعل وَلَمْ یفعل"، کام کرنے کے قریب ہوا اور اس نے نہیں کیا اور ماکاد یفعل کے معنی ہونگے "ماقَارَبَ الفعلَ فضلاً عن اَن یفعل" کام کرنے کے قریب بھی نہ پھٹکا کرنا تو کجا) لہذا مقاربت کی نفی سے عقلاً فعل ہی کی نفی لازم آتی ہے پس آیت مبحوث عنہا اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ شروع شروع میں بنی اسرائیل کی یہ حالت تھی کہ وہ گائے ذبح کرنے سے بھاگتے تھے اور اس جگہ فعل کا اثبات ایک دوسری دلیل سے مفہوم ہوا ہے اور وہ یہ ہے (فذبحوھا) پس انہوں نے اسکو ذبح کیا۔ ۱۲ اتقان سیوطی۔

تسرُّ، فعل مع الفاعل
الناظرین، مفعول
صفت سوم
قالوا ادع لنا ربك، جملہ فعلیہ امر
یبین لنا ماھی، جملہ فعلیہ جواب امر
ان، ... مشبہ بفعل
البقر، ... اسم
تشابہ، فعل مع الفاعل
علینا، ظرف لغو
خبر
ان، ... مشبہ بفعل
نا، ... ضمیر اسم
لمھتدون، ... خبر
ان شاء اللہ ھدایتنا۔ مفعول
محذوف شرط موخر
قال، ... فعل مع الفاعل۔
ان، مشبہ بفعل ہ، ضمیر اسم
یقول، فعل مع الفاعل
انھا بقرۃ لاذلول الخ مقولہ

بقرۃ، ... موصوف
لا، حرف نفی۔
ذلول، ... موصوف
تثیر، فعل مع الفاعل
الارض، مفعول
جملہ صفت
صفت (۱)
ولا تسقی الحرث معطوف
مسلمۃ، ... صفت دوم
لا، نفی جنس شیۃ، اسم
فیھا، متعلق کائنۃ، خبر
صفت سوم
موصوف مع صفت مع صفت
اسے بقرۃ لاذلول کے مثیرۃ
ولا ساقیۃ ومسلمۃ ویا تثیر
الارض ولا تسقی الحرث ہردو
جملہ حال ہیں ضمیر ذلول سے لے
لاتذل، فی حال اثارتھا۔
ویا لا، حرف نفی، ھی، مبتدا
ذلول، ... خبر
جملہ صفت

لے تثیر الارض ای تثیر الارض للحراثۃ وقیل معناہ تثیر الارض بغیر الحرث بطرا و
مرحا ومن عادۃ البقر اذا بطرت تضرب بقرونھا والظلاف فھا فتثیر تراب الارض۔

فیکون ھذا من تمام قولہ لاذلول۔

اسی طرح لَا تَسْقِی الْحَرْثَ اور مُسَلَّمَۃٌ
جملہ اسمیہ ہوکر صفت ہیں۔
قَالُوا، ..... فعل مع الفاعل
الْآنَ، ..... مبتدا
جِئْتَ، فعل بافاعل
بِالْحَقِّ، مفعول بہ
اے جئت الحق یا ذکرت الحق
ویا جِئْتَ، فعل بافاعل ضمیر ذوالحال

بِالْحَقِّ، اے مع الحق۔ حال۔
اے جئت ومعک الحق۔
ف۔ ذَبَحُوهَا، جملہ فعلیہ معطوف بر محذوف
اے حصلوا البقرۃ المنعوتۃ وذبحوھا
و۔ مَا كَادُوا، ..... فعل مقارب
ضمیر اسکی، ..... اسم
يَفْعَلُونَ، اے یفعلونہ جملہ خبر

وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ

وآں وقت کہ کشتید شخصے را پس نزاع کردید دروے و خدا بیرون آرندہ است

اور جب مار ڈالا تمنے ایک جان کو پس اختلاف کیا تمنے بیچ اسکے اور اللہ نکالنے والا ہے

مَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٦٨﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا

چیزے را کہ پنہاں میکردید پس فرمودیم بزنید آں شخص را بعضوے از گاؤ

جو تھے تم چھپاتے پس کہا ہم نے مارو اسکو ساتھ ایک ٹکڑے اسکے کے

كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ

ایں طور زندہ میکند خدا مردگاں را و مینماید شمارا نشانہائے خود تا بود کہ

اسیطرح زندہ کرتا ہے اللہ مُردوں کو اور دکھاتا ہے تمکو نشانیاں اپنی تو کہ تم

تَعْقِلُونَ ﴿٦٩﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ

دریابید باز سخت شد دلہائے شما بعد

سمجھو پھر سخت ہو گئے دل تمہارے بعد پیچھے

ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ط

از یں	پس آنہا	مانند سنگ اند	بلکہ زیادہ تر	در سختی
اسکے	پس وہ مانند پتھروں کے ہیں		یا زیادہ	سختی میں

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا (و آں وقت کہ کشتید شخصے را - اور یاد کرو جب مار ڈالا تمنے ایک شخص کو) قَتَلْتُمْ، ماضی ج مذ حاضر - القتل ناحق خون گرانا یقال - قتلہ قتلاً و تقتالاً اے اماتہ -

فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا (پس نزاع و اختلاف کردید - در وے پھر اختلاف کیا تم نے اُس میں) ف - ادّارءتم، ماضی ج مذ حاضر (تدارءتم) التدارء بایکدیگر خلاف کردن - ایک دوسرے پر ٹالنا - اختلاف کرنا - مصدر تفاعل - مھموز اللام - اِدّارَءَ یدّارءُ - مُدّارِءٌ - اِدّارءٌ - لا تدّارءْ -

یقال داراہ - مُدارأۃً اے دافعہ و لاینہ و لاطفہ و خادعہ فیہا، اے فی نفس المقتول -

وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ (و خدا بر آرندہ است - اور اللہ ظاہر کرنے والا ہے -) مُخْرِجٌ، اسم - فاعل ظاہر کرنے والا بر آرندہ -

مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (آں چیز را کہ پنہاں میکردید - جسکو تم چھپاتے تھے) اے تکتمونہ مَا، موصول عہدی - مراد امر قتیل یا قاتل -

کنتم تکتمون - ماضی ج مذ ح استمراری -

ف ا - تدارءتم - ادّارءتم اصل تدارءتم ہے درء بمعنی دفع سے ماخوذ ہے ت و د قریب المخرج حروف کے جمع ہونے سے ادغام کے ارادے پر تا کو دال بنا کر اسے ساکن کئے ہیں اور بعد میں ہمزہ وصل لائے ہیں اور یہ قاعدہ عام ہے ہر فعل کے لئے جو تفاعل اور تفعل کے وزن

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ

(پس بفرمودیم بزنید ایں قتیل را۔ پھر کہا ہم نے ماروا س مقتول کو)

ف۔ قُلْنَا ج م مضـ القول مصدر ف۔ ض۔ اجوف۔

اضربوا۔ ج ح امر ہ مرجع ضمیر نفس بتاویل شخص اور کہا ہے کہ تذکیر ضمیر باعتبار تذکیر معنی ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب لفظ مذکر اور معنی مؤنث یا اس کا بالعکس ہو تو دونوں وجہ صحیح ہوتی ہیں۔ ضمیر مذکر لائیں خواہ مؤنث

بِبَعْضِهَا

(بہ عضوے از گاو۔ اسکے کسی ٹکڑے کے ساتھ۔)

ب، صلہ۔ بعض۔ ایک حصہ۔ کوئی ٹکڑا

ھا، ضمیر مؤنث راجع بہ بقرۃ و نزد بعض نفس۔

كَذٰلِكَ

(ہمچنین۔ اسی طرح۔

ک۔ حرف بمعنی مثل اے مثل احیاء ذلک المقتول۔

يُحْيِ اللّٰهُ

(زندہ میکند خدا مردگاں را۔ زندہ کرتا ہے خدا مردوں کو)

یحیی، جلاتا ہے۔ پیدا کرتا ہے۔ مضـ ا۔ ع۔ الاحیاء، زندہ کرنا۔ پیدا کرنا۔ مصدر افعال لفیف مقرون یائی۔ اَحْیٰ۔ یُحْیِی۔ مُحْیٍ۔ اَحْیِ لَا تُحْیِ۔

الْمَوْتٰى

الموتیٰ، جمع میت مردہ بیجان۔

وَيُرِيْكُمْ

(و مینماید شمارا۔ اور دکھاتا ہے تمکو) یری، مضـ ا۔ ع مصدر الاراءۃ یقال رائی یرٰی رَأْیًا و رُؤْیَۃً و رَایۃً و رئیانًا اے نظر بالعین او بالعقل۔ (دیکھا یا غور کیا یقین لایا)

اٰيٰتِهٖ

(نشانہاے خود۔ اپنے آثار)

ایات، جمع آیۃ۔ دلائل و علامات عظمت و قدرت خدا تعالیٰ مراد احیاے میت اور اس کے مماثل دوسرے عام دلائل۔

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ

(کہ شما بفہمید۔ تاکہ تم سمجھو۔) اے لکی تعقلوا الحیاۃ بعد الموت

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ

والحشر والبعث۔

لعل، بمعنی علت ومجرد عن المعنی الوضعی۔

تعقلون، مضارع ج ح العقل سمجھنا بوجھنا مصدر ف۔ک۔ عَقَلَ یَعْقِلُ۔ عَاقِلٌ۔ مَعْقُوْلٌ۔ اِعْقِلْ لَاتَعْقِلْ۔

(باز سخت شدند دلہائے شما۔ پھر سخت ہو گئے تمہارے دل۔)

ثُمَّ، مظہر استبعاد قسوۃ، نہ مظہر تراخی۔

قَسَتْ، ماضی ا۔ غ مؤنث تانیث بوجہ جمعیت فاعل یا اسلئے کہ جمع واحد مؤنث سمجھی جاتی ہے۔

قلوب، جمع قلب مراد لطیفہ دراک۔

کُمْ، ضمیر۔ مرجع ضمیر ورثہ قتیل ہیں اور یا عام بنی اسرائیل

اَلْقَسْوَۃُ۔ وَالْقُسُوُّ۔ وَالْقَسَاوَۃُ وَالْقَسَاءَۃُ۔ سخت وغلیظ ہونا۔ سخت دل ہونا۔ اصل میں قساوت یبس وکثافت اور اجزاؤں کے سخت اور ٹھوس ہونے کو کہتے ہیں اور اسجگہ مجازاً بمعنی عدم تاثیر وحق امر سے متاثر نہونے کے معنی میں مستعمل ہے۔ مصدر۔ ف ض۔ ناقص واوی۔ قسیٰ یقسوا قاسٍ۔ مَقْسُوٌّ۔ اُقْسُ۔ لَاتَقْسُ۔

مِّنۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

(بعد ازیں۔ اسکے پیچھے۔)

مِنْ، وقیتہ۔

ذٰلِكَ، اے احیاء النفس والآیات المتذکرۃ۔

فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ

(پس آنہا مانند سنگ اند۔ پس وہ پتھروں کی مانند ہیں) اسے فی القساوۃ وعدم التاثر۔

فَهِیَ، اے **قُلُوْبُکُمْ**۔ **ك** بمعنی مثل وشبیہ سیبویہ وجمہور نحاۃ اسے حرف مانتے ہیں لیکن اخفش اسکی اسمیت کا قائل ہے متعلق

اسکا محذوف اے فہی کائنۃ
کالحجارۃ مگر ابن عصفور کہتے ہیں کہ
کاف تشبیہ کسی شے کے ساتھ
متعلق نہیں ہوتا۔

حجارۃ، پتھر یا کنکر جمع حجر اور یہ جمع
بمقابلہ جمع قلوب ہے اور اس سے
کہ وہ قساوت میں متفاوت ہیں جیسے
پتھر سختی و صلابت میں مختلف ہیں۔

او اشد قسوۃ (بلکہ سخت تر۔ یا زیادہ سختی میں)
او، بمعنی تخییر یا بمعنی ترقی (بلکہ) یا
مظہر تنویع کہ بعض مثل پتھر کے ہیں
اور بعض اس سے زیادہ سخت ہیں
یا تردید کے لئے ہے۔ کہ وہ پتھر ہیں
نہیں نہیں وہ اس سے زیادہ سخت
ہیں۔

قسوۃ، سختی۔ سیاہی۔ غلظت مع
صلابت۔ وَاَشَدُّ قَسْوَةً [51] بمعنی افعل
التفضیل مظہر تفصیل شناعت احوال
کفار۔

وَاِذْ، ظرفیہ قَتَلْتُمْ، فعل بافاعل
نَفْسًا، ..... مفعول
معطوف علیٰ اذ فرقنا او اذ قال
موسیٰ لقومہ۔

فَادّٰرَءْتُمْ، فعل بافاعل
فِيْهَا، ... جار مجرور ظرف لغو
وَاللّٰهُ، ..... مبتدا
مُخْرِجٌ، اسم فاعل ضمیر فاعل
مَا، ... موصولہ
كُنْتُمْ، فعل
ضمیر اسم، تَكْتُمُوْنَ
اے تکتمونہ ... خبر
اے فادّٰرءتم والحال انکم

[51] اشد قسوۃ، افعل التفضیل وایراد اشد قسوۃ بجائے اقسیٰ کہ افعل قسوۃ ہے۔ اس
غرض سے ہے کہ افعل التفضیل محض افراط مطلق پر دلالت کرتا ہے۔ اور اسکے صیغے کا استعمال

[52] واللہ مخرج ما کنتم تکتمون مخرج اسم فاعل عامل ما تکتمون ہے اور بمعنی ماضی ہے۔ حالانکہ

ترکیب	معنی
نعلمُونَ ذلک ۔	کانہ قیل فما قصّتہم بَعدَ قتلھم
فقلنا، ..... فعل با فاعل ۔	نفساً فقیل فقلنا لھم اَن تذبحوا
اضرِبوہ، جملہ فعلیہ مقولہ } جملہ فعلیہ	بقرۃ فذَبحوہ فقلنا اضربوہ ببعضہا
ببَعضِہَا، ... ظرف لغو	اوریا معطوف فادّارءتم پر اور درمیانی

تنبیہ: حاشیہ تفسیر صفحہ ۳۲۰ ج ۱

ایسے مقام میں مناسب ہوتا ہے جہاں افراط کمی و کیفی کا ابہام مطلوب ہوتا ہے لیکن جہاں کہیں کسی ایک خاص حیثیت کا اظہار یا اسکی ترجیح مطلوب ہوتی ہے تو بجاے افعل اس حیثیت خاص کے مظہر الفاظ کو لاتے ہیں پس افادہ افراط کمیت فعل کے لیے ہے (اکثر و ازید) اور افراط کیفیت فعل کے لئے (اشد و اقوی) استعمال کرتے ہیں ۔ چونکہ اس جگہ کفار کے احوال کی شناخت کا اظہار مطلوب ہے لہذا باوجود امکان بنائے افعل یعنی بجاے اقسی اشد قسوۃ لانا ہی مناسب مقام تھا ۔

تنبیہ: حاشیہ صفحہ ۳۲۸ ج ۱

شرط صحت عمل اسم فاعل اعتبار معنی استقبالی ہے ۔ عزیزی میں ہے ۔ جواب یہ ہے کہ اخراج مکتوبات بنی اسرائیل ہر چند نسبت بوقت خطاب ماضی ہے ۔ لیکن نسبت بوقت تدافع و اختلاف مستقبل ہے اور اسم فاعل کے عمل کی صحت کے لئے معنی استقبالی کا اعتبار نسبت بواقعہ سابقہ ضروری ہے نہ نسبت بوقت خطاب ۔ لیکن اسپر متفرع ہوتا ہے کہ جملہ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون ۔ فادّارءتم کی ضمیر سے حال ہے پس اس جملہ کا مضمون تدافع و اختلاف کے مقارن ہونا چاہیئے نہ اس سے مستقبل ۔ اور اس میں شک نہیں کہ اخراج مکتومات تدافع و اختلاف کے مقارن نہ تھا ۔ جواب یہ ہے یہ جملہ حال مقدرہ ہے از قبیل جاءنی زید ومعہ صقر و صائدا بہ غدا حاصل کلام یہ ہے کہ تدافع و اختلافات مستقبلہ کی حکایت کی گئی ہے مثل آیت وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید کہ حکایت حال ہے ۔

بجملے معترضے ہیں۔ اور مقصود یہ کہ کتمان قائل نفع نہیں دے سکتا۔

کَذٰلِكَ، اسے مثل ذلك الاحیاء مفعول مطلق
یحیی، فعل ... اللہ، فاعل
الموتیٰ، ...... مفعول

ویریٰ، ... فعل مع الفاعل
کم، ..... مفعول اول
اٰیاتہ، ... مفعول دوم

لَعَلَّ، .... مشبہ بفعل
کم، ...... اسم
تعقلون، جملہ فعلیہ .... خبر

ثُمَّ قَسَتْ، ..... فعل
قلوبکم، .... فاعل
من بعد ذٰلك، .. ظرف لغو

اور یا معطوف ہے جمع قصص سابقہ کے مضمون پر

فھی، .... مبتدا
کالحجارۃ، متعلق۔ مستقرۃ و خبر

وکالحجارۃ، اسے مثل الحجارۃ و خبر
اَوْ۔ اَشَدُّ، .... ممیز
قسوۃ، .... تمیز
معطوف بر اول

برمحل کاف۔ اسے مثل الحجارۃ او ازید علیہا۔ ویا ھی کالحجارۃ او ھی

۵۱۔ کذلك اس کلام کے مخاطب حاضرین حادثہ ہیں۔ یا صحابہ کرام یا عام مردمان زمانہ نزول و بعد نزول اصل عبارت یہ ہے فضربوہ فحیی پس فاے فصیحہ اور اس جملے کا جواسپر معطوف ہوا ہے۔ کذلك یحیی اللہ الخ کے قرینہ سے حذف کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ تشبیہ مشبہ بہ کے وجود اور تحقق پر دلالت کرتی ہے اور مشبہ بہ احیاء مقتول ہے اور احیاء اس شئے کے وجود پر دلالت کرتا ہے جسپر وہ موقوف تھا یعنی ضرب پر۔

۵۲۔ او اشد۔ کالحجارۃ میں کاف بمعنی مثل ہے اور حجارہ باعتبار اضافت مجرور ہے۔ اور اشد مرفوع ہے کہ اسکا عطف محل کاف پر ہے اے مثل الحجارۃ او ازید علیہا لیکن اسوقت معطوف میں حماثلت

مثل ما هو اشد منها کالحدید | ویا هی اشد -

وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۚ

وہر آئینہ از سنگہا آنست کہ روان میشود از وے جہندہ جوئیہا

اور تحقیق بعض پتھروں میں سے وہ ہے کہ پھٹ نکلتی ہیں اس میں سے نہریں

وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَ

وہر آئینہ از سنگہا آنست کہ میشگافد پس بیروں می آید از وے آب و

اور تحقیق ان میں سے البتہ وہ ہے کہ پھٹ جاتا ہے پس نکلتا ہے اس میں سے پانی اور

إِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ

ہر آئینہ از سنگہا آنست کہ فرو مے افتد از ترس خدا ونیست خدا

تحقیق ان میں سے البتہ وہ ہے کہ گر پڑتا ہے ڈر اللہ کے سے اور نہیں اللہ

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝۷۰

بے خبر از انچہ میکنید

بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸۳ -

کا اعتبار نہ ہوگا یہ عطف مفرد کا مفرد پر ہے مثل قول تیرے زید علی سفر و مقیم اور ھی مقدر کرکے کہتے ہیں او ہی اشد اسوقت عطف جملہ کا جملہ پر ہوگا - اور یا اشد اس اعتبار سے مرفوع ہے کہ وہ مضاف الیہ ہے اور اپنے مضاف کا اعراب لیکر اسکے قایم مقام ہے اسے ھی کالحجارۃ او ھی مثل ما ھو اشد منہا کالحدید اور معطوف ہے کاف پر اگر وہ اسم ہے - یا مجموع جار و مجرور پر اگر وہ حرف ہے پھر اس کا مضاف حذف کر دیا گیا ہے - اور یا اس اعتبار سے مرفوع ہے کہ وہ مبتدائے محذوف کی خبر ہے - اسے ھی اشد - (شیخ زادہ)

وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا
(وہر آئینہ از سنگہا آنست ۔ اور
تحقیق بعض پتھروں میں سے وہ ہے)
اِنَّ، حرف موکد مضمون جملہ ۔
مِن، ابتدائیہ یا بعضیہ ۔ حِجارۃ،
کنکر و پتھر جمع حجر ۔
لَمَا ۔ ل، مظہر تاکید ۔ ما، موصولہ یا
موصوفہ ۔

يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ
(روان میشود ازو نہرہا ۔ کہ پھوٹ نکلتی
ہیں اُس میں سے نہریں)
والصحیح یتفجر یحصل منہ الانہار
اسلیئے کہ پتھر پھٹکر نہر بنجانا غیر معتاد ہے،
یتفجر، مضـ ا ع التفجّر پانی کا بہنا
مصدر ۔ تفعُّل ۔ تفجّرا ۔ یتفجّر
مُتفجّر ۔ تفجّر ۔ لا تتفجّر ۔
مِن، ابتدائیہ ۔ الانہار ۔ ال، زاید

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا
(وہر آئینہ از آنہا آنست ۔ اور بعض
اُنسے وہ ہیں ۔ یا ایسے ہیں)
لَمَا، ل، زاید ۔ ما، موصولہ یا
موصوفہ ۔

يَشَّقَّقُ
(کہ میشگافد ۔ پھٹتا ہے) مضـ ا ع
اصل یتشقق ۔ التشقق پھٹ
جانا ۔ ترکنا شے کا طول میں یا عرض میں
مصدر تفعُّل مضاعف تشقّق ۔ یتشقّق
مُتشقّق ۔ تشقّق ۔ لا تتشقّق

فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ
(پس بیرون می آید ۔ پس نکلتا ہے)
یخرج، مضـ ا ع مصدر الاخراج
منہ، مِن، ابتدائیہ و مرجع ضمیر ما

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا
(واز سنگہا آنست ۔ اور اُن میں
سے وہ بھی ہے ۔ یا ایسا بھی ہے)
منہا، مِن، بعضیہ یا بیانیہ ۔ و مرجع
ضمیر حجارۃ ۔ و مَا، موصولہ یا موصوفہ

يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ
(کہ فرو می افتد از ترس خدا کہ گرتا ہے
اللہ کے ڈر سے)
یھبط، مضـ ا ع الھبوط مرکز کیطرف
مائل ہونا نیچے اُترنا ۔ گرنا مصدر ضـ
مِن، بمعنی لام تعلیلیہ ۔
خَشْیَۃ، ترس و ترسیدن ۔

وَمَا اللّٰهُ
(و نیست خداوند بے خبر ۔ اور خدا

بے خبر نہیں ہے)
مَا، نافیہ - ب، زاید
غافل، اسم فاعل -
(از آنچہ کہ میکنند - اُس چیز سے کہ تم کرتے ہو - ما، موصولہ یا مصدریہ
تَعمَلُونَ، ج ح مص
اِنَّ، حرف مشبہ بفعل -
مِنَ الحِجارۃ، متعلق کائن خبر مقدم -
ل، حرف تاکید
ما، ... موصولہ
یتفجّرُ، ... فعل
الانہار، فاعل
منہ، ظرف لغو

جملہ تفصیل ... شبہ و بیان تفصیل

اِنَّ، مشبہ بفعل عنہا، خبر مقدم
ل، مَا، ... موصولہ } اسم
یَشَّقَّقُ، جملہ فعلیہ صلہ
ف - یخرج، ... فعل
المَاءُ، ... فاعل
منہ، جار مجرور ظرف لغو
و - اِنَّ، ... مشبہ بفعل
مِنہا، ... خبر مقدم
لَمَا یھبط من خشیۃ اللّٰہ -
اسم موخر
و - ما، ... مشابہ لیس
اللّٰہ، ... اسم
ب، زاید غافل، ... خبر
عما تعملونَ، جملہ فعلیہ ظرف متعلق الخبر

معطوف بر ... معطوف بر ... جملہ معطوف ...

ف ۱ - وان من الحجارۃ لما یتفجر الخ یہ تمام جملے علی التعمیم مذکور ہوئے ہیں اور مقصود ان سے غیر طبعی انفعالات کا اظہار ہے جو نہایت ہی تشبیہ کے مناسب ہے یعنی بڑا تعجب ہے کہ سخت پتھر جو نہایت ہی یابس اور خشک ہے اور اس کے اجزاء نہایت غلیظ و کثیف ہیں - باوجود اس کے وہ خارجی اثرات سے منفعل اور متاثر ہو کر خلاف طبع نتیجہ پیدا کرتا ہے اور تمہارے دل کسی طرح متاثر نہیں ہوتے ۱۲

ف ۱۔ وَاِذْ قَتَلْتُمْ الخ یہ آیت معناً مقدم ہے گائے کے ذبح اور اس قتیل کا ایک ہی قصہ ہے۔ مضمون قصہ یہ ہے۔ اے بنی اسرائیل اسوقت کو یاد کرو کہ ایک دولتمند کو خود مار کر اس کے قتل کا الزام تم دوسروں پر لگاتے تھے اور تمہاری غرض اس کے چھپانے اور اخفائے راز کی تھی جس سے خواہ مخواہ ہر بات میں تم نکتہ چینی کرتے تھے مگر ہم اُسے ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ پس حضرت موسیٰ ع نے بذریعہ وحی جوں ہی اس مذبوح گائے کے گوشت کا ٹکڑا اس مقتول پر رکھا ہم نے اس کی ابتدائی حالت کو لوٹا دیا۔ یعنے اس کے قتل ہونے کی وقت کی حالت کو دکھا دیا۔ وہ ایک بیچارہ مظلوم ہے اور اس کے گلے کی رگوں سے خون جوش مار رہا ہے اور اس کے چچیرے بھائی اسے قتل کر رہے ہیں۔ یا اس کا بھتیجا اسے مار رہا ہے۔ پس حضرت موسےٰ ع نے قاتل سے اقرار قتل لینے کے بعد یا قتیل ہی کی شہادت کو معتبر رکھکر حسب قانون شرع قاتلیں کو ورثہ سے محروم کر دیا۔ اے حاضرین زمانہ پیغمبر آخر زماں ہم اسیطرح قیامت میں سب کو زندہ کرینگے اور اس واقعہ کے سوائے اور بھی بہت سے واضح دلائل اور کھلے علامات ہیں جن کو ہم تمہاری بھلائی اور بہتری کے لئے وقت بوقت نمایاں کرتے رہتے ہیں مگر بہت ہی تھوڑے لوگ ان سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ واضح ہو کہ میت کے زندہ ہونے کی علت دعائے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے۔ اور یہ آپ کا ایک معجزہ ہے۔ ذبح گائے اور ضرب میت کو اس کے احیاء میں کچھ دخل نہیں ہاں ضرب میت سے یہ فائدہ متصور ہو سکتا ہے کہ میت

ہونے میں شبہ کی گنجائش نہ رہے ممکن ہے کہ کوئی وہم کرنے والا یہ وہم کرتا کہ میت فی الواقع میت نہ تھی بلکہ حالت غشی یا سکتہ میں تھی اور ضرب سے یا حرکت سے وہ ہوش میں آگئی۔ اور ذبح گائے سے ایک تو یہ فائدہ منصور تھا کہ میت کے میت ہونے میں اور اوس کے دوبارہ زندہ ہونے میں ایک معتدبہ وقفہ ظاہر ہو اور دوسرا یہ کہ بنی اسرائیل کے دلوں میں سے بقیہ عظمت گوسالہ پرستی دور ہو۔ اور وہ یہ سمجھیں کہ گائے ذبح کئے جانے کے لایق ہے گو اس میں ہزارہا عجائبات بھرے ہوئے ہوں۔ اور معبودیت کے لایق نہیں۔ اہل معارف کہتے ہیں۔ بقرۃ سے مراد نفس حیوانی ہے جس نے مہد طفولیت اور لڑکپن کے میدان سے ابھی قدم باہر رکھا ہے۔ لیکن عمر رسیدگی اور کہولت کے حد تک نہیں پونچا۔ ابھی اس نے فطرتی استعدادات کی زمین ستعدہ کو اعمال صالحہ کی کہیتی کے لئے ابہارا نہیں۔ اور نہ علوم و معارف کی بالقوہ کہیتی کو توجہ بحضرت قدس و سیر الی اللہ کے پانی سے سینچا ہے حرص و ہوا و خواہشات کی بوباس سے بالکل پاک و صاف ہے اعتقادات و مذاہب اور ہر قسم کا رسم و رواج و طاعات و آداب وغیرہ کے قیودات کی گرد و غبار ابھی تک اس کے دامن تک نہیں پونچی اسکی بشاش بشاش اور پر رونق چہرے کی چمک و مک ناظرین کو مست الست بناکر بزور اپنی طرف کھینچ لیتی ہے یہ بقرہ ہے جس میں قربانی کے تمام اوصاف پائے جاتے ہیں اور سکین ریاضت سے ذبح کئے جانے کے لایق ہے جو شخص اپنے موم قلب کو جاودانی حیات سے زندہ کرنا چاہتا ہے اور انکشاف حالات ملک و ملکوت

ومشاہدۂ اسرار لاہوت وجبروت وتجلیات ذاتیہ وصفاتیہ وغیرہ معارف آلہیہ وحقائق قدسیہ کو برائے العین دیکھنے کا مشتاق ہے عقل ووہم کے درمیانی خصومات اور ان کی باہمی تدافع وتنازع کو بالکلیہ مٹانا چاہتا ہی اسی چاہیئے کہ مجمع کمالات قربانی کو ذبح کرے اسی کا نام جہاد اکبر وموت احمر ہے۔

ف ۲۔ ثُمَّ قَسَتْ الخ ان آیات میں بنی اسرائیل کی جبلی قساوت۔ عدم صلاحیت قبول خیر کا ذکر ہے۔ کہ یہ وہ قوم ہے کہ واقعہ احیائے مقتول ابھی دیکھ رہے ہیں۔ اور اس سے پہلے کے معجزات بھی ابھی ان کی نظروں سے غائب نہیں ہوئے اور پھر شریعت حقہ کو چھوڑ رہے ہیں۔ کیا ان میں کچھ سمجھ بوجھ بھی ہے نہیں ان کے دل پتھر کے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ بعض پتھر ایسے بھی ہیں کہ خارجی اثرات سے متاثر ہو کر ان سے پانی بہ نکلتا ہی بعضوں سے چشمے اور نہریں جاری ہیں بہت سے پھٹ جاتے ہیں اوپر سے نیچے گر جاتے ہیں۔ الغرض پتھر خارجی اثرات سے متاثر ہو کر سختی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر یہ وہ دل ہیں کہ استعداد کے ہوتے ہوئے ایسے معجزات کو دیکھکر بھی متاثر نہیں ہوتے اور بجائے اطاعت ونرمی کے ان کی سرکشی اور سختی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اے پیغمبر زماں انہیں چھوڑ دے۔ ہم ان کی حالت سے خوب واقف ہیں اور جس حالت پر مرینگے ہم اس سے بھی پورے واقف ہیں۔

ف ۳۔ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ۔ یہاں پر ایک اشکال ہے۔ اہل کلام نے بحث معجزات میں لکھا ہے۔ کہ اگر کسی پیغمبر کی دعا سے ایک مردہ زندہ

ہو کر اُس پیغمبر کی صدق نبوت پر شہادت دے یا اس کی تکذیب کرے
تو یہ شہادت اور تکذیب معتبر نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اُس پیغمبر کا معجزہ نفس
احیائے میت ہے۔ اور شہادت میت کو ثبوت نبوت اور اس
کی مخالفت میں کچھ دخل نہیں۔ کیونکہ میت زندہ ہو جانے اور انسانی
عقل و شعور و وہم و خیال سے متحلّی ہو جانے کے بعد عام افراد انسانی
میں سے شمار ہوتی ہے۔ اور ثبوت نبوت یا اس کی مخالفت میں اس
کی شہادت مثل دوسرے افراد کے سمجھی جاتی ہے بخلاف اسکے
اگر کوئی دوسرا جانور یا پتھر یا درخت پیغمبر کی دعا سے گویا ہو کر اس کے
صدق نبوت پر شہادت دے تو وہ البتہ معتبر اور مقبول ہو سکتی ہے
کیونکہ حیوانات و جمادات کی گویائی تصنع وہم و خیال سے نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ
نطق غیبی ہے اور اس میں کذب و تصنع کا احتمال نہیں ہو سکتا بنا بریں
محض مقتول کی شہادت سے تعین قاتل نہیں ہو سکتا جب تک کہ قاتل
خود اقرار قتل نہ کرے۔ اور اخبار سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے قاتل سے اقرار قتل کرا لیا تھا۔ اہل قصص نے اس
شُبہ کے جواب میں کہا ہے۔ کہ مقتول جسے دوبارہ زندگی ملی ہے
چونکہ اس نے حالات برزخ و احوال آخرت کو من وجہ دیکھ لیا ہے۔ اور
اسے یقین ہے کہ وہ صرف اسی شہادت کے لئے زندہ کیا گیا ہے
لہٰذا ضرور ہے کہ وہ سچ ہی کہیگا اور اس کا قول دو گواہوں کے مقابلہ میں
سمجھا جائیگا۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ لکھتے ہیں۔ جواب صحیح یہ ہے

کہ جب خود خداوند عالم نے گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ تصریح کردی ہے کہ مذبوح گائے کے گوشت میں سے کوئی ٹکڑا اگر مقتول کے ساتھ چھوا یا جائیگا تو وہ زندہ ہوکر اپنے قاتل کی خبر دیگا۔ لہذا اس خبر میں احتمال کذب نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس مقتول کی صداقت خبر شہادت آلہی سے ثابت ہوئی ہے۔ اسی لئے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے مقتول ہی کی شہادت کو فیصلہ قصاص میں معتبر رکھا ہے۔ البتہ دوسرے مردوں کو اس پر قیاس نہیں کرسکتے کیونکہ یہ مقتول منصوص الصدق ہے (عزیزی) یھبط من خشیۃ اللہ ۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ لکھتے ہیں۔ ادنای احوال سنگ آنست من خشیۃ اللہ کہ ھبوط من خشیۃ اللہ نماید یعنی انقیاد کند حکم طبعی راکہ حق تعالیٰ بروحاکم ساختہ است وآں میل بمرکز است علی الاستقامت۔ وچوں ازیں ترقی کند آب را راہ میدہد ومسام ضیقہ لسبب لطافت شگاف جوہر او درو پیدا میشوند کہ ازاں راہ ترشح آب ممکن میشود۔ وچوں ازیں ترقی نماید قوت احالہ واستحالہ ہوا بآب در وے پیدا گردد ومنشائے انہار میشود۔ وازیں ہر سہ قسم مذکورہ اشارت است بقلوب اہل سلوک کہ بعضے ازاں در نور آلہی مستغرق ودر بحر علم مستہلک شدہ فانی ونابود شدہ اند واز قلوب آنہا انہار معرفت میجوشد وسبب احیائے بستر شدگان ومستفیضاں میگردد وایں را اہل اللہ وسابقین نامند وبعضے ازاں از بحر علم سیر شدہ باعث نفع خلائق گشتہ وایں را علمای راسخین نامند وبعضے بانقیاد واطاعت مشغول شدہ اند وایں را زہاد وعُبّاد میگویند ورائے ایں سہ قسم قسمی است چہارم از قلوب متمردہ کہ از کمال تجبر

بقبول فیض علمی موصوف نمیشوند و تن باطاعت نمی دہند و اینان یکے از جواہر اشیائے صلبہ مشابہت ندارند و این قلوب۔ قلوب فساق اند۔

أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ
اے مومنان آیا امید می دارید کہ یہود منقاد شوند شمارا و ہر آئینہ
پس کیا طمع رکھتے ہو تم یہ کہ ایمان لادیں واسطے تمہارے اور تحقیق

فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ
گروہے از ایشان می شنیدند کلام خدا یعنی توریت پس بدل
تھا ایک فرقہ ان میں سے سنتا کلام اللہ کا پھر بدل ڈالتا

مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○ وَإِذَا
میکردندش بعد از انکہ فہمیدہ بودند اور وچون
اسکو پیچھے اس سے کہ سمجھ لیا تھا اسکو اور وہ جانتے تھے اور جب

لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا
ملاقات کنند با مومنان گویند ایمان آوردیم وچوں تنہا شوند
ملتے ان لوگوں سے کہ ایمان لائے کہتے ہیں کہ ایمان لائے ہم اور جب اکیلے ہوتے ہیں

بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ
بعض از ایشاں با بعضے گویند آیا خبر میدہید ایشاں را بآنچہ کشادہ است
بعضے انکے طرف بعضے کے کہتے ہیں کیا بیاں کرتے ہو تم انسے جو کھولا

اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِندَ رَبِّكُمْ أَفَلَا
خدا برشما تا مناظرہ کنند باشما بآں دلیل نزد پروردگار شما آیا
اللہ نے اوپر تمہارے تو کہ جھگڑیں تم سے ساتھ اس کے نزدیک رب اپنے کے کیا

تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

درنمی یابید — ایں جہوداں نمی دانند — کہ خدا میداند

نہیں سمجھتے — کیا نہیں جانتے یہ — کہ اللہ جانتا ہے

مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾

آنچہ پنہاں میکنند — وآنچہ آشکارا مینمایند

جو کچھ چھپاتے ہیں — اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں -

اَفَتَطْمَعُوْنَ

(آیا امید میدارید - کیا پس طمع رکھتے ہو تم)-

ا- ہمزہ استفہام توبیخی یا استبعادی-
ف فصیحہ متعلق بمحذوف - اسے
ان کنتم تعلمون ان قلوبھم قاسیۃ
کالحجارۃ فتطمعون الخ

تَطْمَعُوْنَ سا امید رکھتے ہو- طمع کرتے ہو تم- مضـ ج ح الطَّمْعُ متوجہ ہونا نفس کا تحصیل مطلوب کی طرف کامل رغبت اور شدت ارادت سے ساتھ امید رکھنا مصدر ف- ف-
طَمِعَ، يَطْمَعُ، طَامِعٌ، مَطْمُوْعٌ-
اِطْمَعْ- لَا تَطْمَعْ، يقال طَمَعَ طَمَعًا، وَطَمَاعًا، وطَمَاعِيَةً فی الشیٔ وبه اے حرص عَلَيْهِ-

اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ

(کہ منقاد شوند شمارا - یا بصدق ایمان بیارند بدعوتِ شما) کہ تمہارا کہا مانیں - یا صدق دل سے تمہارے کہے پر ایمان لائیں-)

يُؤْمِنُوْا لَكُمْ ا سے يصدقوا لكم-
او يومنوا بدعوتكم- فاللام على
الاول للصلة وعلى الثانی بمعنی لاجل
ل ۱؎ صلہ فعل - یا تعلیلیہ بمعنی اجل-

ل اصلہ - ایمان کے اگر لغوی معنی لئے جائیں
اسے (ان یصدقوکم) وہ تمہیں سچا ئیں اسوقت
لام صلہ فعل ہوگا- اور اگر ایمان کے اصطلاحی

وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ

(حالانکہ بود گروہے ازایشاں۔ اور تحقیق بعض لوگ ان میں سے تھے)

قَدْ[۱] ، مظہر تکمیل اُمید۔

قَدْ كَانَ ، ماضی ا۔ع الکون ہونا۔ مصدر ف۔ض اجوف وادی

كَانَ يَكُونُ۔ كَائِنٌ ، مَكُونٌ كُنْ لَا تَكُنْ ۔

فَرِيقٌ ، اسم جماعت جمع فُرُوقٌ فُرَقٌ ، اَفْرِقَاءُ ۔ فریقین۔ فریقان تثنیہ۔

مِنْهُمْ۔مِنْ ، بیانیہ ۔ مرجع ضمیر بنی اسرائیل۔

(میشنیدند کلام خدا را۔ سنتے تھے کلام اللہ کو)

وهم اهل میقاتٍ یعنی وہ ستر آدمی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ طور پر گئے تھے۔ او علماء بنی اسرائیل عموماً۔

يَسْمَعُونَ ، مضارع ج۔ع حکایت ماضی۔

كَلَام ۔ جملہ تام جس سے مخاطب متکلم کا مقصود سمجھ سکے ۔ مراد تورات ویا احکام۔

ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ

(پس بدل میکنند آنرا۔ پھر بدل ڈالتے ہیں اسکو)

يُحَرِّفُونَ ، مضارع ج۔غ التحریف حروف اور کلماتِ عبارت میں تغیر وتبدل کرنا۔

تحویل واِمالہ کے ذریعہ سے مضمون کلام ومعنی عبارت بدل دینا یا بواسطہ تاویل تصریح کو مبہم کر دینا۔ مصدر تفعیل

حَرَّفَ يُحَرِّفُ ، مُحَرِّفٌ ، حَرِّفْ لَا تُحَرِّفْ ۔

---

[۱] ۔ قَدْ ، مظہر تکمیل امید۔ یعنی قَدْ جب ماضی کے ساتھ آتا ہے تو زیر امید کام کی تکمیل بیان کرتا ہے۔ جیسے (قد رکب الامیر) کہ امیر سوار ہو چکا ہے ۔ یا ہولیا ہے ۔ یہ ان لوگوں کو کہا جائیگا۔ جو امیر کے آنے کی انتظار ہی میں ہیں۔

مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ

(بعد ازاں کہ دریافتند آنرا۔ یا بعد از دریافت آنچہ اوست یا دردست) جو کچھ اُس میں ہے سمجھنے کے بعد یا بعد اسکے کہ سمجھ لیا تھا اسکو)

مَا، یا موصولہ وضمیر عائد بہ کلام اللہ یا مصدریہ۔

عَقَلُوا، ماضی ج۔ع العقل۔ خردمند ہونا۔ سمجھنا۔ مرجع ضمیر کلام اللہ۔

وَهُمْ يَعْلَمُونَ

(وایشاں میدانستند یا فہمیدہ بودند) اور وہ جانتے تھے۔ یا جانتے ہیں

يَعْلَمُونَ، مضارع ج۔ع مصدر العِلم

وَإِذَا لَقُوا

(وچوں ملاقات کنند۔ اور جب ملتے ہیں)

لقوا، اے الیھود والمنافقون، ماضی ج۔ح بمعنی مضارع بوجہ اذا،

الَّذِينَ آمَنُوا

(بانانکہ ایمان آوردند۔ یا با مومناں اُن لوگوں سے کہ ایمان لائی ہیں)

الَّذِينَ، اسم موصول عہدی۔

آمَنُوا، اج ع

قَالُوا آمَنَّا

(گویند ایمان آوردیم۔ کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں)

قَالُوا، ماضی ج۔ع بمعنی مضارع بوجہ جواب اذا۔

آمَنَّا۔ ہم ایمان لاتے ہیں ماضی ج۔م

وَإِذَا خَلَا

(وچوں تنہا شوند۔ اور جب اکیلے ہوتے ہیں۔)

خلا۔ مرجع ضمیر وہ لوگ ہیں۔ جو عندالملاقات چپ رہتے تھے۔ ماضی ا۔ع بمعنی مضارع اصل ترجمہ الگ ہوا۔

بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ

(بعضے از ایشاں با بعضے ایک شخص دوسرے کے ساتھ۔ یا کوئی اُن میں سے دوسرے کے ساتھ)

بعض، اسم نکرہ کوئی شخص۔ جماعت یا گروہ میں سے ہر ایک شخص دوسرے کے اعتبار سے بعض کہلاتا ہے

ھُم، مرجع ضمیر منافق و یہود ہیں جو عندالملاقات ایمان ظاہر کرتے تھے

(میگویند آیا خبر میدہید مومناں را بآنچہ کہ کشادہ است خدا بر شما)
کہتے ہیں کیا کہہ دیتے ہو۔ یا کیوں بتاتے ہو ان کو اس سے جو ظاہر کیا یا کھولا خدا نے (تمپر)

قَالُوْا، ماضی ج ع بمعنی مضارع ہو جواب اذا۔
ما، موصولہ۔ یا مصدریہ یا نکرہ موصوفہ

اَ، ہمزہ مظہر توبیخ ما کان واانکار لمایصدر فی المستقبل اوالتنبیہ
فَتَحَ، ظاہر کیا۔ کھولا یا ظاہر ہوا ماضی غ
الفتح۔ فیروز مندی۔ کھولنا۔ ظاہر ہونا مدد کرنا۔ مصدر ف۔ ف فَتَحَ يَفْتَحُ۔ فَاتِحٌ۔ مَفْتُوحٌ۔ اِفْتَحْ لَاتَفْتَحْ۔

تُحَدِّثُوْنَ، بات چیت اور گفتگو کرتے ہو تم۔ مضارع ج ح التَّحْدِيث گفتگو کرنا۔ باہم بات چیت کرنا مصدر تفعیل حَدَّثَ۔ يُحَدِّثُ۔ مُحَدِّثٌ۔ حَدِّثْ۔ لَاتُحَدِّثْ

لِيُحَاجُّوكُم (تا مناظرہ کنند باشمایان یا مخاصمت کنند کہ تم سے جھگڑیں اس سے یا مناظرہ کریں اس سے)

---

۱ اتحدثونہ الخ یہ مقولہ اگر غیر منافقین کفار کا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ جب منافق انکو ملتے تو یہ لوگ تنہا ان سے کہتے کہ تم اسرارات توریت مقدس مسلمانوں سے کہدیتے ہو یہ تم سے نہ ہونا چاہیئے یا تم ان سے ایسی گفتگو نہ کیا کرو جس کے ذریعہ سے وہ تم پر حجت کر سکیں اور اگر یہ مقولہ منافقین کا ہے تو یہ معنی ہیں۔ کہ جب منافق کفار سے ملتے تو ان کو اپنی ثابت قدمی کے اظہار میں کہتے کہ دیکھو تم ہرگز مسلمانوں سے اپنی کتاب کے چھپے راز اور پوشیدہ باتیں نہ کہنا ورنہ وہ تم پر حجت میں غالب آجائیں گے۔

۲ بمعنی مضارع۔ کیونکہ حرف شرط جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو اسے مستقبل کے معنی پر کر دیتا ہے اسی طرح جب کہ جزا میں ماضی واقع ہوئی ہے تو مضارع کے معنوں کی ہوجاتی ہے ۱۲

ل، بمعنی صیرورۃ یا بمعنی کی ۔
یحاجوا، منصوب بان مقدرہ مضارع ج ح ع المحاجۃ باہم حجت کرنا ۔ مناظرہ میں دلیل پیش کرنا ۔ غالب ہونا ۔ مصدر مفاعلہ مضاعف بمعنی احتجاج ۔ اسے یحتجوا بہ علیکم بعض کہتے ہیں کہ دونوں جانب سے حجت پیش کئے گئے بلکہ ایک جانب سے حجت پیش کیجاتی تھی اور دوسری جانب مین صرف اسکی سماعت تھی تو اس قدر شرکت بھی مفاعلہ کے لئے کافی ہے مثل بایعت کہ ایک جانب سے ایجاب اور دوسری جانب سے صرف قبول ہوتا ہے اس تقدیر پر مفاعلہ اپنے معنی پر ہے ۔
حاجّ ۔ یحاجّ ۔ محاجّۃ ۔ حاجّ ۔ لا تحاجّ ۔
بہ، اسے باستعانۃ یا زائدہ ومرجع ضمیر (حدیث)

عند ربکم
(نزد پروردگار شما ۔ یا در حکم پروردگار نزدیک تمہارے رب کے یا تمہارے پروردگار کے حکم یا کتاب میں)
عند، اسم ظرف مکان یا بمعنی فی جیسے کہا جاتا ہے ۔ ھذا عند ابی حنیفۃ اسے ھذا حکم ابی حنیفۃ یا ھذا فی حکمہ فالمراد عند ربکم اسے فی کتاب ربکم

افلا تعقلون
(آیا پس نمی فہمید ۔ کیا پس تم نہیں جانتے)
ا ۔ ہمزہ توبیخی ۔ لا تعقلون، ج ح مضارع منفی
ف ۔ اقوال قائلین پر عدم عقل کے ترتب کو ظاہر کرتی ہے اور یا عطف ہے مقدر پر الاتتأملون فلا تعقلون اور جملہ موکد ہے انکار تحدیث کے لئے ۔

اولا یعلمون
(آیا نمی دانند ۔ کیا یہ نہیں جانتے)
ا، ہمزۂ استفہام انکاری مظہر عتاب

وتوبیخ۔

وَ۔ حرف عطف اس کا عطف مقدر پر ہے۔

لایَعۡلَمُوۡنَ، مضـ ج غ مصدر العلم (بدرستیکہ خدا میداند آنچہ پنہان میکنند البتہ خداوند جانتا ہے۔ جو کچھ چھپاتے ہیں)

اِنَّ، حرف موکد مضمون جملہ یعلم

مضـ ع مَا، موصولہ۔

یُسِرُّوۡنَ، مضـ ج غ الاسرار بات چھپانا۔ راز پوشیدہ کرنا۔ مصدر افعال۔ مضاعف۔ اَسَرَّ۔ یُسِرُّ مُسِرٌّ۔ اَسۡرِرۡ۔ لَاتُسۡرِرۡ۔

(وآنچہ آشکارا مے نمایند اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ یا دکھاتے ہیں۔

وَ۔ مَا، موصولہ۔ یعلنون مضـ ج غ الاعلان آشکارا کرنا۔ ظاہر کرنا۔ مصدر افعال۔ اَعۡلَنَ۔ یُعۡلِنُ۔ مُعۡلِنٌ

اَعۡلِنۡ۔ لَا تُعۡلِنۡ۔

اَ۔ فتطمعون۔ فعل با فاعل[۱] ذوالحال

اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡا، فعل با فاعل

لکم، جار مجرور۔ ظرف لغو

متعلق منصوب المحل عند السیبویہ والمجرور عند الخلیل۔

وَ۔ قَدۡ کَانَ، فعل ناقص

فریقٌ، موصوف

منہم، متعلق کا مِنۡ، صفت

یَسۡمَعُوۡنَ، فعل مع الفاعل

کلام اللہ، مفعول

بعضوں نے یسمعون کو فریق کی صفت اور منہم کو کان کی خبر کہا ہے۔ مگر یہ ضعیف ہے۔ (اعظم)

ثُمَّ یُحَرِّفُوۡنَ، فعل با فاعل و الحال

ہٗ، ضمیر۔ مفعول

مِنۡ، جار

[۱] فاعل ذوالحال اے انتطمعون ایمانھم وشانھم الکذب والتحریف ۱۲

بعد، ... مجرور مضاف
ما عقلوہ، ای من بعد عقلہم ایاہ
ما، مصدریہ ... مضاف الیہ
یا ما، .... موصولہ
عَقَلوا، ... فعل مع الفاعل
ہ، ای کلام اللہ مفعول
و۔ ھم، .... مبتدا
یعلمون، .... جملہ فعلیہ خبر
واذا۔ لقوا، فعل مع الفاعل
ای الیہود
الذین، ... موصول
اٰمنوا، جملہ فعلیہ صلہ
قالوا، ..... فعل مع الفاعل
اٰمنّا، جملہ فعلیہ، مفعول بہ
واذا۔ خلا، فعل بعضہم فاعل
الیٰ بعضٍ، جار مجرور ظرف لغو
قالوا، .... فعل مع الفاعل

ا۔ تحدّثونہم، فعل با فاعل
ھم، ..... مفعول
بما فتح اللہ علیکم، ظرف لغو
مَا، .... موصولہ
فتح، ..... فعل
اللہ، ..... فاعل
علیکم، ... ظرف لغو
لیحاجوا، ..... فعل مع الفاعل
کم، مفعول۔ بہ، ظرف لغو
عندَ، ... مضاف
ربکم، مضاف الیہ

ملحقات حاشیہ: معطوف، معطوف علیہ، مفعول، صلہ، مضاف الیہ، حال، شرط، جزا، جملہ فعلیہ، ظرف، ظرف لغو۔

لہ یعلمون کا مفعول شانھم محذوف ہے اسے
یعلمون شانہم انہم مفتنون و مبطلون ۱۲

لہ عند ربکم عند بمعنی فی کما یقال ھذا عند ابی حنیفۃ اے ھذا حکم ابی حنیفۃ او ھذا فی حکمہ فمعنی عند ربکم اے فی کتاب ربکم اس تقدیر پر عند ربکم بہ سے بدل یا حال ہوگا تقدیر عبارت یہ ہے لیحاجو کم بہ بکونہ فی کتابہ الذی اٰمنتم بہ اے یقولوا انہ مذکور فی کتابہ الذی اٰمنتم بہ والتقدیر حال معناہ بما عند ربکم۔

ا۔ فلا تعقلون، جملہ فعلیہ استفہامیہ توبیخی۔ ا۔ ولا یعلمون، فعل مع الفاعل انّ، مشبہ بالفعل۔ اللہ ... اسم ...	یعلم، فعل مع الفاعل ما یسرّون وما خبر یعلنون، مفعول م مقدر پر اور یعلمون کی ضمیر کا مرجع مومنین ہیں۔

افتطمعون ان یومنوا لکم الخ مقصود ان آیات سے منافقین اور کفار ویہود کی بے باکی اور مغلوبیت شہوات نفسانی کا اظہار ہے کہ جب ان کے احبار اور بڑے بڑے دینی پیشواؤں کا یہ حال ہے تو ان جہال اور انکے قدم بقدم چلنے والوں سے ایمان کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ گویا کلام کی تحریف۔ احکام سماوی وآیات ربانی کی اپنی مرضی کے موافق تاویل کر لینا پیغمبروں کی ہتک اور ان کی نافرمانی کرنا ملک میں فساد اور شرارت کا برپا کرنا ان کی جبلی آبائی عادت ہے

ف۔ افلا تعقلون۔ اگر یہ مقولہ منافقین کا ہے تو اسکا مفعول (مآل حدیثکم) ہے یعنی مسلمانوں پر اسرارات کتاب ومخفیات قوم ظاہر کرنے کا نتیجہ اور مآل تم نہیں سمجھتے وہ یہ ہے کہ تمہاری وہ سرسری باتیں اور اقرارات مسلمانوں کے لئے حجت بنجائیں گے اور وہ ان دلائل کے ذریعہ سے تم پر غالب آجائیں گے۔ یا جب تم نے خود اپنی زبان سے اس پیغمبر کے صدق نبوت کا اقرار کر لیا ہے تو کل تم خداوند کے نزدیک نہایت ہی ذلیل اور رسوا ہو گے۔ بخلاف اس کے کہ اگر تم خود اقرار نکرو اگرچہ وہ حاکم کے نزدیک ثابت ہو وہ اس قدر فضیحت کا باعث نہیں ہو سکتا اور اگر یہ جملہ کلام خدا ہے تو اس کے مخاطب مومنین ہیں اور اس کا مفعول حالھم ہے یعنی اے مومنین تم ان کی حالت سے واقف نہیں ہو یہ بڑے بے باک بدطینت ہیں۔ ان میں ایمان لانے کی صلاحیت ہی نہیں ۱۲

اے ا یلوموںھم علی التحدیث المذکور مخافۃ المحاجۃ ولا یعلمون ان اللہ یعلم ما یسرون وما یعلنون	یسرون، فعل مع الفاعل ضمیر محذوف ... مفعول (صلہ)
ما، .... موصولہ	و-ما، ..... موصولہ یعلنون، اے یعلنونہ صلہ (معطوف) (معطوف علیہ)

ف ا - فریق منہم، بعض مفسرین نے فریقٌ منہم سے عام علماءِ یہود کی طرف اشارہ کیا ہے - اور بعض نے کہا ہے کہ یہ وہی ستر آدمی ہیں جنکو حضرت موسیٰ علیہ السلام توریت مقدس کی تصدیق کے لئے کوہ طور پر اپنے ہمراہ لے گئے تھے - لیکن خداوند اقدس سے کلام ہوتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام میں اور ان میں ایک رقیق سا پردہ حائل ہو گیا تھا، جیسے اونچے پہاڑوں پر اکثر وقت رقیق سفید بادل چھایا ہوا معلوم ہوتا ہے - کلام سے فارغ ہونے کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے کیفیت کلام پوچھی - کہنے لگے ہمنے سُنا تو سہی مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کس کا کلام ہے انکی اس شرارت اور شوخ چشمی کی باعث ایک بجلی سی جسکی دہشت سے یہ بے حس و حرکت مردہ سے ہو گئے - لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے دوبارہ انہیں زندگی عطا کی گئی اُسپر اُن لوگوں نے وہاں تو اقرار کر لیا - لیکن جب قوم میں واپس آئے تو کہنے لگے کہ بیشک تورات مقدس کلام ہے مگر اس کے ساتھ ایک اور حکم بھی ہے جسکو ہم نے اچھی طرح سُنا اور سمجھا ہے - وہ یہ ہے ان استطعتم ان تفعلوا ھٰذہ الاشیاء فافعلوا وان شئتم فلا تفعلوا

قلاباس) یعنی اگر تم میں ان باتوں کے برداشت کی طاقت ہے تو بجالاؤ۔ ورنہ عدم تعمیل میں چنداں خوف نہیں۔ الغرض انہوں نے احکام مفروضہ کو تخییر سے بدلدیا۔

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ

وبعضے از ایشاں ناخواندگان اند نمیدانند کتاب را لیکن میدانند آرزوہای باطل

اور بعضے ان میں سے ان پڑھ ہیں نہیں جانتے کتاب کو مگر آرزوئیں

وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ

و نیستند مگر گمان کنندہ پس وائے آنکساں را کہ می نویسند

نہیں وہ مگر گمان کرتے ہیں پس وائے ہے واسطے ان لوگوں کی کہ لکھتے ہیں

الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ

نوشتہ بدستہائے خود باز میگویند ایں از نزدیک خدا است

کتاب ساتھ ہاتھوں اپنے کے پھر کہتے ہیں یہ نزدیک اللہ کی سے ہے

اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۚ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا

تا بستانند عوض وے بہائے اندک را پس وائے ایشاں را

تو کہ لیویں بدلے اسکے مول تھوڑا پس وائے ہے واسطے انکے

كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝

بسبب نوشتن دستہائے ایشاں و وائے ایشاں را بسبب پیشہ گرفتن ایشاں

اس سے کہ لکھتے ہیں ہاتھ ان کے اور وائے ہے انکو اس چیز سے کہ کماتے ہیں

وبعضے از جہودان ناخواندگانند	اور بعض لوگ اُن میں سے ان پڑھ ہیں

منهم۔ من البعضیہ ومرجع ضمیر (بنی اسرائیل)

اُمیّون، جمع اُمی ناخواندہ۔ بے علم اور وہ جو لکھ پڑھ نہ سکے۔ منسوب باُمّ اسے کما ولدته امه۔

لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ

(اُمی واند کتاب را۔ نہیں جانتے کتاب اللہ کو)

لا یعلمون، ج ع مضارع منفی۔

الکتاب، ال عہدی یا بعوض مضاف الیہ ومراد توراۃ مقدس وانجیل وفرقان۔

إِلَّا أَمَانِيَّ

(مگر آرزوہائے باطلہ خود۔ مگر اپنی باندھ لی ہوئی آرزوئیں)

اِلَّا، حرف استثنا منقطع بمعنی لکن

امانی، جمع اُمنیۃ اصل امنویۃ افعولۃ ہے منی بمعنی قَدَّرَ سے مشتق ہے کیونکہ امانی یعنی انکے تراشیدہ خیالات ومجموعہ اکاذیب کتاب اللہ سے ہیں۔

پس اس کے اصلی معنی ہر چیز کے ہیں جسکو آدمی اپنے خیال میں اندازہ کرلیتا ہے یعنی خواہشیں وآرزوئیں وغیرہ خیالات اور اس کا استعمال عرب میں تین معنوں پر ہوتا ہے کذب۔ قرارت بلا عمل۔ اُمید وشہوت۔

ف۔ امانی جمع اُمنیۃ قال المظہری۔ امانی جمع امنیۃ وھی فی الاصل مایقدرہ الانسان فی نفسه من منی والمراد الاکاذیب التی افتروھا احبارھم قال الفراء الامانی الاحادیث المنفعلة ومنه قول عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنه ما تمنیت منذ اسلمت ای ماکذبت او المراد الاما تمناہ انفسھم من غیر حجة مثل قولھم لا یدخل الجنة الا من کان ھوداً او نصاریٰ او المراد ما یقرؤن الکتاب بالسنتھم غیر عارفین بمعانی الکتاب وھم مقلدون ومنه قوله تعالیٰ الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته ای فی قرأته والامانی بمعنی الشهوة کما قال یعدھم ویمنیھم ای یوقعھم فی المنیة۔

إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ (نیستند ایشان مگر گمان میبرند - یا گمان کنندگان - نہیں وہ مگر محض خیال کرنے والے)

اِنْ ، بمعنی ماے نافیہ غیر عاملہ -

ھُمْ ، ضمیر جمع مذکر راجع باُمّیون -

اِلّاَ ، حرف استثنائے مفرغ اور مستثنیٰ منہ محذوف ہے صفت اسکی -

یظنّون ، بمقام موصوف مستثنیٰ منہ

اے قوم یظنون اے ماھم الّا قوم نصارٰی امرھم الظن من غیر ان یصلوا الیٰ مرتبۃ العلم فانّی یرجیٰ منھم الایمان الموسس علی

قواعد الیقین -

مصدر ج ع الظَّنُّ - گمان کرنا مصدر ف ض - ظَنَّ - يَظُنُّ - ظَآنٍ مَظْنُونٌ اُظْنُنْ - لَا تَظْنُنْ -

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ (پس ویل مر ایشان راست - پس وائے ان لوگوں کے لئے ہے)

ویل ، عذاب یا اسکی سختی و تکلیف ورنج و فضیحت و حسرت - اور دوزخ کی ایک وادی یا چاہ آتشیں کا نام بھی ہے - اور اہل محاورہ بددعا یا حسرت و ہلاکت کے وقت اسے استعمال کرتے ہیں - اور یہ مصدر ہے

لہ ان ھم الا یظنون جاھل اور مقلدین جہود کو قوم ظان سے اسلئے تعبیر کیا ہے کہ وہ محض مقلد ہیں انکا جزم اور یقین تابع غیر ہے اور اگرچہ وہ اپنے خیال پر ثابت قدم ہیں تاہم اس لئے کہ وہ غلطی پر ہیں - انکا جزم و یقین قابل اعتماد نہیں - لغت میں کسی خبر کے سچ یا جھوٹ ہونے میں ترددی حالت کو شک کہتے ہیں اور اس میں کسی ایک طرف پر متوجہ اعتماد کرنے اور مائل ہونے کو ظن اور پورا اعتماد ہو جانے کو یقین کہتے ہیں - لیکن اصطلاحاً ایسے جزم اور یقین کو بھی ظن کہتے ہیں - جو فی الواقع اوہام باطلہ میں ۱۲

لیکن کوئی فعل اس کے لفظ سے نہیں آیا مثل ویح۔ دویب۔ دویس۔ جمع دیلات۔ اضافت کیوقت منصوب ہوتا ہے اور افراد کیحالت میں مرفوع

ل، بیانیہ۔ الّذین، موصول عہدی یا جنسی۔

یکتبون الکتاب (بنویسند کتاب را۔ جو لکھتے ہیں کتاب کو) اے یکتبونہ محرّفاً و مغیّراً۔

یکتبون، مضـ ج ع۔ الکتابۃ و الکتاب۔ والکتب لکھنا۔ مصدر ف۔ ض کتب۔ یکتب۔ کاتب مکتوب۔ اکتب۔ لا تکتب

الکتاب، اے التوراۃ محرّفاً او الکتاب من عند انفسہم

بایدیہم (بدستہائے خود۔ اپنے ہاتھوں سے)

بایدی۔ ب، بمعنی استعانۃ۔ ایدی جمع قلت ید۔ اصل ید۔ یدی کفلس ہے جمع ایدی بضم دال

(باز میگویند۔ پھر کہتے ہیں۔

ثم یقولون

ثمّ، حرف عطف مظہر انفصال زمانی بین الطرفین۔ یا مظہر تراخی رتبی کیونکہ محرف تاویلات باطلہ کو واجب سبحانہ کیطرف منسوب کرنا بہت ہی برا ہے بہ نسبت نفس تحریف و تاویل کے۔

یقولون، ج ع مضـ مصدر القول ف۔ ض اجوف

هذا من عند الله (این از نزدیک خداست۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے)

من، ابتدائیہ یا بیانیہ۔

لیشتروا بہ (تا بستانند بآن۔ تاکہ لیویں اسکے بدلے)

ل، بمعنی کے سببیہ و تعلیلیہ۔

لیشتروا، ج ع مضـ منصوب بان مقدرہ۔

بہ۔ ب بمعنی عوض و بدل و مقابلہ۔ و مرجع ضمیر کتاب

(بہائے اندک - مول تھوڑا)
ثمن، عوض مبیع - قیمت -
قلیل، صفت مشبہ
(پس ویل مر ایشاں راست پس
انکے لئے ویل ہے - یا انپر وائے
ف، تعقیبیہ - یا تفصیل اجمال
قول فویل للذین الخ کیونکہ وہاں پر
ثبوت ویل بنابر تعلیق بالوصف ہے
لیکن اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ ویل

کے لئے مجموع ماخذ علت ہے یا ہر واحد -
ل، بیانیہ یا زائد -
(بسبب نوشتن دستہائے ایشاں
اس چیز سے کہ لکھتے ہیں ہاتھ انکے
مِمَّا، من تعلیلیہ، ما، موصولہ یا مصدریہ
کَتَبَتْ لکھا ماضی واحد مؤنث ایدی
دستہا -
(وویل ایشاں راست بآں کہ کسب کردہ اند
اور وائے ہے اُن پر اُس چیز سے

۵۱ - ویل نام وادی دوزخ اور اہل محاورہ اسے بد دعا یا حسرت و ہلاکت کیوقت استعمال کرتے ہیں - اور کہنے والے کا اس سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ مصیبت زدہ موجودہ حالت سے زیادہ رنج و مصیبت مین گرفتار ہو اور کلمۂ ویب بھی اسکے معنی ہیں اور موقع میں استعمال ہوتا ہے لیکن اس کے برخلاف کلمہ ویحہ وویس ترحم اور استدعائے خلاصیٔ مصیبت زدہ میں استعمال کئے جاتے ہیں - اور اس کلمۂ ویل کا تین مرتبہ مکرر ذکر ہونا اہل ویل کی تین حرکتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو ہر ایک ویل کیلئے کامل علت ہو سکتی ہے (۱) پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت مذکورہ کتب الٰہیہ کو متغیر کر دینا - (۲) خداوند عالم پر افترا و بہتان یعنی اپنے من گھڑت خیالات کو خداوند کے احکام بتانا (۳) رشوت کا لینا اور حق کو نہ ظاہر کرنا بہر حال ویل اگر علم ہے تو اس کا مبتدا ہونا ظاہر ہے اور اگر یہ کلمۂ دعا ہے تو تقدیر عبارت یہ ہے دعائی علیہم بالہلک ثابت لہم - گویا داعی کی طرف سے نکرہ میں تخصیص واقع ہوئی مثل سلام علیک اے سلامی علیک - ۵۲ الکسب جو افعال قدرۃ محدثہ یا بواسطہ آلہ کئے جاتے ہیں

کہ کمائی ہیں۔)

مِمَّا، من تعلیلیہ، ما، موصولہ یا مصدریہ

یَکْسِبُوْنَ، مضارع مصدر الکسب

وَمِنْهُمْ، متعلق کائنون۔ خبر مقدم

اُمِّیُّوْنَ، ..... موصوف

لَا یَعْلَمُوْنَ، فعل مع الفاعل

الْکِتٰبَ مستثنیٰ منہ

اِلَّا اَمَانِیَّ مستثنیٰ

اِنْ، نافیہ غیر عامل۔ هُمْ، مبتدا

اِلَّا، حرف استثنائے مفرغ

یَظُنُّوْنَ، جملہ فعلیہ صفت

قوم، محذوف موصوف

فَ۔ وَیْلٌ، ..... مبتدا

لِ، .... جار

الَّذِیْنَ، مجرور۔ موصول

یَکْتُبُوْنَ، فعل مع الفاعل

الْکِتٰبَ، ... مفعول

بِاَیْدِیْهِمْ، ظرف لغو

یا۔ بایدیھم متعلق کائنا وحال ضمیر یکتبون (جل)

ثُمَّ۔ یَقُوْلُوْنَ، فعل مع الفاعل

هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الخ

مقولہ۔۔

هٰذَا، ...... مبتدا

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ متعلق کائن۔ خبر

لِ، جار۔ یَشْتَرُوْا، فعل مع الفاعل

بِهٖ، جار مجرور۔ ظرف لغو

ثَمَنًا قَلِیْلًا، موصوف صفت مفعول

فَ، وَیْلٌ، ..... مبتدا

لَهُمْ متعلق ثابت ... خبر

انہیں کسب کہتے ہیں۔ اور جن کا تعلق قدرت قدیمہ سے ہے انہیں افعال کہتے ہیں۔ نہ کسب۔ اسلئے کہتے ہیں کسب کی اضافت باری تعالیٰ کی طرف جائز نہیں اور فعل کو اسکی طرف مضاف کرسکتے ہیں فاضافت الفعل الی العبد یکون مجازًا۔ لا حقیقۃً۔

لہ۔ ھذا من عند اللہ اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ احبار یہود توریت مقدس کی تحریف کے سوائے اپنے خیالات کو بھی اپنی طرف سے کتاب اللہ کے نام سے ملا دیتے۔

وَوَیْلٌ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ، ؔجملہ فعلیہ مقرر جملہ اول۔ اسے یکتبونہ	مِنْ، جار۔ مَا، ... موصولہ کَتَبَتْ اَیْدِیْھِمْ، جملہ فعلیہ بحذف عائد صلہ

ف۱۔ ومنھم الخ علمائے بنی اسرائیل اور انکے دینی پیشواؤں کی حالت بیان کرنے کے بعد ان آیات میں عوام کی حالت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ انکے عوام کی یہ حالت ہے کہ انہیں نہ کتاب کے الفاظ کی سمجھ ہے نہ معانی کا درک اور نہ اس کے مضامین کو پا سکتے ہیں بلکہ وہ محض مقلد ہی ہیں۔ اور اپنے علماؤں کے سمجھائے ہوئے چند اصولوں ہی کے ماننے والے ہیں اور انہیں پر انکے ایمان و اعمال کا مدار ہے۔

(۱) ہمارے اسلاف اپنی رسوخیت اور تقرب کی وجہ سے ہمیں عذاب الٰہی سے بچا لینگے۔ (۲) فرقہ یہود اگر کافر بھی ہو۔ تاہم چالیس یا سات دن سے زیادہ عذاب میں نہیں رہیگا۔ (۳) موسوی شریعت ہمیشہ قایم رہیگی۔ (۴) نبوت و رسالت کی استعداد اور اسکی حقیقت یہود ہی میں ہے۔ اور غیر یہود نبی نہیں ہو سکتا الغرض علماء و فضلاء اور جہال دونوں گمراہی اور اخروی وبال میں مساوی ہیں ان سے اسلام اور ایمان لانے کی امید نہیں کیونکہ انکے احبار جو کتاب کو سمجھ سکتے ہیں وہ تکبر اور حسد سے ایمان نہیں لاتے اور عوام اپنی چال چلن میں انہیں کے مقلد ہیں۔

ف۲۔ فویل للذین الخ یہ آیتین عموماً حاسد علماؤں اور خصوصاً احبار یہود کے وعید میں ہیں۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف

فرما ہوئے اور آپ کی تشریف آوری سے لوگوں کے دلوں میں اسلامی جوش
پیدا ہو گیا۔ تو اسلامی دائرے کی وسعت اور روزافزون ترقی کو دیکھ کر احبار یہود
کو ریاست کے زوال اور بنی ہوئی عزت کے مٹ جانیکا خوف پیدا ہوا۔
پس انہوں نے جاہلوں کے بہکانے اور رئیسوں کو اپنی اطاعت میں قائم
رکھنے کے لئے توراۃ مقدس کی ان آیات کو بدل ڈالا جن میں نبی آخرالزمان
صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی چند وصف اور حلیہ مبارک درج تھا اور ان کی جگہ
اپنے تراشے ہوئے جملوں کو لکھدیا۔ مثلاً توریت مقدس میں لکھا تھا۔ کہ پیغمبر
آخرالزماں۔ زیبا صورت خوشنما گھونگریالے بالوں والا۔ گندم گوں۔ سرمگین
چشم۔ میانہ قد ہوگا۔ انہوں نے ان کلمات کے بجائے لکھدیا کہ وہ دراز قد
نیلی آنکھ سیدھی بالوں والا شخص ہے عن ابن عباس قال نزلت فی
احبار الیہود وجدوا صفۃ النبی صلی اللہ علیہ والسلم مکتوبۃ فی التوراۃ
اکحل العینین ربعۃ جعد الشعر۔ حسن الوجہ فمحوہ حسداً وبغضاً
وقالو نجدہ طویلاً ازرق سبط الشعر (اسباب)
بنابریں ارشاد ہوتا ہے کہ دنیاوی حرص یا حسد وبغض سے جو لوگ کتاب اللہ
کی تحریف کے علاوہ اپنی طبیعت کے موافق اپنے ہاتھوں سے کچھ لیتے ہیں
اور پھر اس لکھے ہوئے کو آیات کتاب اللہ اور تنزیل من اللہ ظاہر کرتے ہیں
انکے لئے جہنم کی سخت آگ کا عذاب معین کیا گیا۔ لکھا ہے کہ علمائے
یہود دو طرح سے کتاب اللہ کی تحریف کرتے تھے۔ (۱) کلام کی تاویل یا
تفسیر کو سوائے کسی خاص نشان ممیز کے کتاب اللہ میں لکھ دیتے تھے۔

ف۔ رجلون شعرہ لا الجعد ولا السبط

جس سے ناواقف شخص اس تمام مجموعہ کو کلام اللہ سمجھ لیتا تھا گو انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ کلام منجملہ آیات کتاب سے ہے - اور یہ کبیرہ گناہ ہے اسلیئے علماۓ احناف نے تاکید کی ہے کہ قرآن شریف کی تفسیر - ترجمہ - عدد آیات - محل نزول سور - علامات وقف و ربع و نصف و عشر و خمس وغیرہ کو اس طرح لکھنا چاہیئے کہ خط کتاب سے ملجائے اور ان میں کچھ تمیز نہ رہے حرام ہے اور گناہ ہے - (۲) کلام محرف کو کتاب میں لکھکر خداوند کیطرف منسوب کرتے تھے اور یہ صریح افترا ہے -

وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً

و گفتند نرسد بما آتش دوزخ مگر چند روز شمرده

اور کہتے ہیں ہرگز نہ لگے گی ہمکو آگ مگر دن گنے ہوئے

قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ

بگو آیا گرفتید از پیش خدا پیمانے تا ہرگز خلاف نکند خدا

کہہ کیا لیا ہے تمنے نزدیک اللہ کے قول پس ہرگز نہ خلاف کرے گا اللہ

عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۷۵﴾

پیمان خود را آیا می گوئید بر خدا آنچہ میدانید

عہد اپنے کو یا کہتے ہو اوپر اللہ کے جو نہیں جانتے ہو تم

بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ

آرے ہر کہ کرد کار بد و بگرد آمده او را گناه او

ہاں جو کوئی کماوے برائی اور گھیر لے اسکو خطا اسکی

فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۶﴾

پس ایشانند باشندگاں دوزخ ایشاں در آنجا جاوید ند

پس یہ لوگ رہنے والے ہیں آگ کے وہ بیچ اسکے ہمیشہ رہنے والے ہیں

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ

وکسانیکہ ایمان آوردند وکردند کارہائے شائستہ ایشانند

اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے یہ لوگ ہیں

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۷﴾

باشندگان بہشت ایشاں در آنجا جاویدند

رہنے والے بہشت کے وہ بیچ اسکے ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

وقالوا (وگفتند۔ اور کہا انہوں نے۔ یا کہتے ہیں۔)

قالوا، ماضی ج ع مصدر القول ف ض ص

لن تمسنا (ہرگز نہ رسد بما آتش۔ کبھی نہ لگے گی ہمکو آگ دوزخ کی)

لن تمس، مضارع ا ع مؤنث موکد

المسّ۔ چھونا یعنی انسان یا حیوان کے بدن پر کسی چیز کا اس طرح متصل ہونا کہ حس بدن اُسکی سختی۔ نرمی اور سرد و گرم کیفیت کو معلوم کر سکے مصدر رف ض۔ ک۔ ف مضاعف

مَسَّ۔ يَمُسُّ۔ مَاسٌّ مَمْسُوْسٌ

اُمْسُسْ۔ لَا تَمْسُسْ۔

لہ۔ لن، حرف نفی اور یہ حرف لا سے زیادہ بلیغ ہے اسواسطے کہ یہ تاکید نفی کے لئے آتا ہے یعنی لن اِنّی افعل کی نفی کرتا ہے نہ فقط افعل کی جیسا کہ لَمْ اور لَمَّا میں ہے اور کہا ہے۔ کہ امر مظنون کی نفی لن کے ساتھ اور امر مشکوک کی نفی لا کے ساتھ ہوتی ہے۔؂

إِلَّآ أَيَّامًا مَّعْدُودَةً

النَّار - اسے نار جہنم -
(مگر چند روز شمردہ - مگر گنتی کے چند دن)

إِلَّا ، استثنائے مفرغ - **أَيَّامًا** منصوب بنزع خافض -

أَيَّام ، جمع یوم - (اصل ایوام)

معدودة ، اسم مفعول یہ قلیل وکثیر دونوں کے معنی دیتا ہے - مراد قلیل - یقال شیٔ معدود ای قلیل -

قُلْ أَتَّخَذْتُمْ

(بگو آیا فرا گرفتید - کہ کیا لیا ہے تمنے)

قُلْ ، امر - **أَتَّخَذْتُمْ** ، ماضی ج -

الاتخاذ ، مصدر - اور اس میں ہمزہ استفہامی ہے اور ہمزہ وصل ساقط ہے -

عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا

(از پیش خداوند عہدے - اللہ کے پاس سے اقرار یا عہد)

عهد ، وہ فعل واقرار جسکا حفظ اور ادا کرنا - اور اسکی رعایت ضروری ہو اور وہ قول واقرار جو قسم وغیرہ پیمان کے موکد کیا جائے -

فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ

(پس ہرگز خلاف نکند - خدا پیمان خود را پس کبھی خلاف نہ کریگا خداوند اپنے عہد کو)

ف ، جواب استفہام یا جزائے شرط محذوف یا سببیہ -

لن يخلف ، مضارع - موکد بلن -

أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ

(یا میگوئید بر خدا - یا کہتے ہو اللہ پر)

أم[1] ، حرف تردید بمعنی بل قطعیہ والتقدیر بل اتقولون و یا متصلہ معادلہ بین الشیئین -

---

[1] ام بمعنی بل - ان دونوں میں فرق یہ ہے - کہ بل کا مابعد متیقن ہوتا ہے اور ام کا ظنی ہوتا ہے - ہو سکتا ہے کہ یہ ام متصلہ ہو جس میں تساوی بیں امرین مقصود ہوتی ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے ای ہذین واقع اتخاذکم العہد ام قولکم علی اللہ ما لا تعلمون لیکن یہ استفہام درجہ تردد سے خارج ہے - کیونکہ مستفہم یعنی سرور کائنات علیہ السلام کے نزدیک شق ما لا یعلمون متعین ہے اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ام متصلہ کے بعد بھی کبھی جملہ واقع ہوتا ہے جبکہ تساوی بین الحکمین منظور ہوتی ہے جیسا کہ ایضاح میں ہے لیکن صاحب مفتاح کا کلام اس کے برخلاف ہے - انہوں نے ام کے بعد [illegible]

بمعنی ای ھذین واقع اتخاذکم العھد ام تقولکم علی اللہ ما لا تعلمون۔

تقولون، مض ج ح مصدر القول اجوف۔

۱۹ (آنچہ نمیدانید۔ وہ جو تم نہیں جانتے)

ما، موصولہ۔ **لا تعلمون**، مض ج ح منفی۔

(آرے۔ ہاں) اسے بلی تمسسکم وغیرکم دھراً طویلاً وزماناً مدیداً لا کما تزعمون۔

بلیٰ[ف]، حرفِ جواب۔ اس سے مجیب کو اُس چیز کا ثبوت مدنظر ہوتا ہے جسکی اس سے پہلے نفی کیگئی ہے۔ یہ بسیط ہے اور کہتے ہیں اصل میں بل ہے الف زیادہ کیا گیا ہے۔

مَن كسب سيئة

(ہر کہ بکند کار بد۔ جسنے کمایا گناہ)

مَن، موصولہ یا متضمن معنی شرط

کسب، ماضی ا۔ غ

الکسب، بواسطۂ آلات کام کرنا تحصیل فائدہ کرنا مصدر ف۔ ک

کَسَبَ، یَکسِبُ۔ کَاسِبٌ۔ مَکسُوبٌ۔ اِکسِب۔ لَا تَکسِب

سَیِّئَۃ، ناقص واوی۔ اصل سیوئۃ جمعہا سیات سَاءَ، یَسُوءُ سے مشتق ہے۔ سیئۃ برائی اور گناہ جو قصد اور ارادہ سے کیا جائے اور جو افعال کہ موجب عقاب ہیں۔

واحاطت بہ

(واحاطہ کند بآں۔ اور گھیر لے اسکو)

احاطت، گھیر لیا۔ غالب ہوا۔

ف۔ یہ حرف اس جملے کے ثبوت اور دوام وواقعیت کو ثابت کرتا ہے جسکی انہوں نے نفی کی ہے انکا مقولہ ہے کہ ہمیں دوزخ کی آگ چالیس روز یا کچھ اس سے کم وبیش تکلیف دے سکتی ہے نہ ہمیشہ اور اس حرف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص کی ایسی حالت ہے کہ گناہوں میں ڈوبا ہوا ہو اور برائیوں کا انبوہ اسکے اردگرد موجود ہے ضرور ہے کہ ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیگا۔

احاط - مؤنث اَلْاِحَاطَۃُ - گھیر لینا۔ ا - ع
چھپا لینا مصدر۔ افعال اَحَاطَ۔
یُحِیْطُ۔ مُحِیْطٌ۔ مُحَاطٌ۔ اَحِطْ۔ لَاتُحِطْ
بِہٖ، ب زائد۔ و مرجع ضمیر (من)

خطیئتہ
گناہ او۔ اسکا گناہ
خَطِیْئَۃٌ، گناہ بالقصد و خطا مفرد
و بوجہ اضافت تکثر و تعدد کا فائدہ دیتا ہے
جمعہ خطایا۔

فاولئک
(پس ایشانند۔ پس یہی لوگ ہیں)
ف، تعقیبیہ۔ اولٰئِکَ، اسے
من کسب سیئۃ برعایت معنی من

اصحب النار
(باشندگانِ دوزخ۔ آگ میں رہنے
والے۔ یا آگ والے)
اَصْحٰبُ، ملازمین، مصحباں۔
ہم جلسہ۔
النار۔ اسے نار جہنم۔

ھم فیھا خالدون
(ایشاں در آنجا جاوید مانندگانند۔
وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے
ہیں۔)

ھُم، راجع۔ بمن برعایت معنی
خلود۔ لبث طویل۔ دوامی استقامت
فیھا، اسے فی النار خٰلدون۔
جمع خالد۔

والذین امنوا
(وآنانکہ ایمان آوردند۔ اور جو لوگ
کہ ایمان لائے)
اٰمنوا، ماضی ج - ع الایمان۔ خدا اور
رسول پر اعتماد کرنا۔ رسالت و نبوت
کا مقر ہونا۔ مصدر۔

وعملوا الصلحت
(و کارہائے شایستہ کردند۔ اور اچھے
کام کئے)
عملوا، ماضی ج ع مصدر العمل
الصّٰلحٰت جمع صالح وہ چیز جس میں
کچھ خلل اور خرابی نہو اور وہ کام جسکا
فاعل سچی تعریف کا اہل بن سکے۔

اولئک اصحب الجنۃ
(ایشانند باشندگاں بہشت۔ وے
لوگ ہیں جنت کے رہنے والے)
اولٰئک الخ۔ جواب من ہے اور
اسپر فا داخل نہیں بخلاف آیۃ ماسبق کے

کہ اس پر داخل کیگئی ہے۔ یہ اسلئے
کہ اول وعید ہے اور وعید کریم سے
مظنئہ خلف و معافی میں ہوتا ہے۔
اسلئے اسکو موکد لایا گیا ہے ازالہ مظنہ
کے لئے اور یہ آیت وعدہ ہے اور
کریم سے خلاف وعدگی ممکن نہیں
اِسلئے اس جملہ کو موکد نہیں لایا گیا۔
نحاۃ نے کہا ہے قولک من دخل
داری فاکرمتہ ہر داخل ہونے والے
کے لئے مقتضی اکرام ہے لیکن مع
خطر عدم اکرام کے۔ اور بدون فا
مقتضی اکرام ہے قطعاً اس کے
علاوہ اس آیت میں اشارہ ہے
اس امر کی طرف کہ کفار کا دائماً نار میں
رہنا متفرع ہے انکے کفر و عصیان
پر گویا انکے افعال سیئۃ خلود
فی النار کا سبب ہیں اسلئے اسپر
فا داخل ہوئی ہے۔ بخلاف اسکے
مؤمنین کا جنت میں داخل ہونا اور

وہاں دائماً رہنا محض خداوند عالم
کے لطف و کرم پر موقوف ہے
ایمان و اعمال صالحہ اس کے خلود
کے لئے سبب نہیں کہلا سکتے۔
اور ایمان مع اعمال اس آیۃ میں بمقابل
سیئہ بمعنی کفر و خطیۂ آیت ماسبق کی
ہے۔
الجنۃ۔ سرسبز باغ۔ محل ثواب اعمال
(ایشاں در آنجا جاوید مانند گانند
وے لوگ اس میں ہمیشہ رہنے
والے ہیں۔)
فیہا، اے الجنۃ۔
و۔ قالوا، ... فعل مع الفاعل کی
لن تمس، ... فعل
النار، ... فاعل
نا ضمیر ... مفعول
الّا، زماناً محذوف مستثنیٰ منہ
ایاماً، موصوف
معدودۃ، صفت

هم فيها خالدون

[illegible marginal notes]

قل، ...... فعل با فاعل
اتخذتم، فعل با فاعل
عند اللہ، ... ظرف
عھدہ، .... مفعول
فلن یخلف، .... فعل
اللہ، .... فاعل
عھدا، ..... مفعول

جزائے شرط محذوف اے ان اتخذتم عھدا فلن یخلف اور اگر ماضی کالحاظ کیا جائے تو تقدیر عبارت یہ ہوگی ان کنتم اتخذتم فلن یخلف یا فقد حکم بانہ لن یخلف اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ جملہ دلیل جزا ہے موقع جزا میں اے ان کنتم اتخذتم عھدا فقد نجوتم لانہ لن یخلف عھدہ اور یا فا سببیہ ہے اور کلام میں حذف نہیں۔ گویا عدم خلاف وعدہ اخذ عہد پر مترتب ہے۔

ام، منقطعہ۔ تقولون، فعل با فاعل
علی اللہ، جار مجرور ظرف لغو
ما، ..... موصولہ
لا تعلمون، صلہ
بلیٰ، ..... حرف ایجاب
من، ..... موصولہ یا شرطیہ
کسب، فعل مع الفاعل
سیئۃ، .... مفعول
واحاطت، فعل
بہ، جار مجرور ظرف لغو
خطیئتہ، فاعل
اولئک، ... مبتدا
اصحب النار، .. خبر — جزا
ویا من کسب الخ، مبتدا
اولئک اصحب النار، خبر
ھم فیھا خلدون، جملہ اسمیہ تاکید اول

و۔ الذین، ..... موصول
امنوا، ... جملہ فعلیہ صلہ — مبتدا

وعملوا الصّٰلحٰت، جملہ فعلیہ معطوف اولٰئک، ... مبتدا اصحٰب الجنۃ، .. خبر	ھم، .... مبتدا فیھا متعلق بخالدون، خبر

ف - وقالوا، الخ - یہ آیتیں حکایت مقولہ یہود ہیں - جب پیغمبر علیہ السلام تشریف فرمائے مدینہ منورہ ہوئے اور کفر و شرک کی وعید شریعت حقہ کی پیروی نہ کرنے کی سزا رسم و رواج کی پابندیوں کے بڑے نتائج - مشرکین و کفار اور یہود وغیرہ اہالیان مدینہ منورہ کے گوش زد ہونے لگے - تو یہود کہا کرتے تھے یہ عجب تعلیم ہے جس میں ہمیں برسوں نہیں ابدالاباد تک معذب ہونے کی دھمکی دیجاتی ہے - حالانکہ اخروی عذاب کی کل مدت سات دن ہے - کیونکہ دنیا کی تمام عمر سات ہزار برس ہے اور آخرت میں مجرم کے لئے ایک ہزار برس کے عوض ایک دن کی سزا مقرر ہے - عن ابن عباس قال قدم رسول اللہ المدینۃ ویھود تقول انما مدۃ الدنیا سبعۃ الاف سنۃ وانما یعذب الناس بکل الف سنۃٍ من ایام الدنیا یومًا واحدًا فی النار من ایام الاخرۃ فانما ھی سبعۃ ایامٍ ثم ینقطع العذاب فانزل اللہ فی ذلک (ابن)

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ

و آنگاہ کہ گرفتیم	پیمان	بنی اسرائیل	کہ نہ پرستید
اور جب لیا ہم نے	قول	بنی اسرائیل کا	نہ عبادت کرو تم

إِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّذِي

مگر خدا را | و با والدین | نکوئی کنید | و با اہل

مگر اللہ کی | اور ساتھ ماں باپ کے | احسان کرنا | اور قرابت

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا

قرابت | و یتیماں | و بے نوایاں | و بگوئید

والوں سے | اور یتیموں سے | اور فقیروں سے | اور کہو

لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

بمردماں | سخن نیک | و برپا دارید | نماز را | و بدہید

واسطے لوگوں کے | بھلائی | اور قایم رکھو | نماز کو | اور دو

الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ

زکوۃ را | پس | برگشتید | روگردان شدہ | مگر

زکوۃ | پھر | پھر گئے تم | مگر تھوڑے | تم میں سے

أَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾

اندکے | از شما

اور تم | منہ پھیرنے والے ہو

(واٰں وقت کہ بگرفتیم - اور یاد کرو جب لیا ہمنے)

اَخَذْنَا - ماضی ج م الاَخْذُ مصدر

(پیمان عہد و اقرار)

میثاق، اسم آلہ وہ شے جس سے استحکامی حاصل ہو سکتی ہے لیکن مجازاً اسکا استعمال اُس اقرار اور وعدے پر کیا جاتا ہے جسکی رعایت اور حفاظت

ضروری سمجھی جائے اور اُس کا ادا کرنا واجب ہو۔ (بحجۃ وعدہ)

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (بنی اسرائیل را۔ اولاد یعقوب یا بنی اسرائیل سے)

بنی (بنین) جمع ابن (بنو اسرائیل) لقب حضرت یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم السلام۔

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ (نہ پرستید مگر خدائے را۔ نہ عبادت کروگے مگر اللہ کی)

۱ لَا تَعْبُدُوْنَ۔ مت عبادت کرو یا نہ عبادت کروگے مفرد ج ح منفی خبر بمعنی نہی اصل ان لّا تعبدوا مثل لا یضار کاتب ولا شہید اسے ینبغی ان یکون کذالک

اِلَّا حرف استثناء یہ حرف اپنے مدخول کو ماقبل کے حکم سے خارج کرتا ہے۔

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (وبما در و پدر نیکوئی کنید۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو ۱ اے تحسنون بالوالدین احسانا

ف ۱ لا تعبدون یہ اخبار بمعنی نہی ہے مثل قولہ تعالیٰ لا یضار کاتب ولا شہید تحسن عطف احسنوا قولوا علیہ۔ بنا بریں تقدیر قول ضروری ہو اور تقدیر عبارت یہ ہے اذکروا ما حدث وقت اخذنا میثاقہم قائلین لا تعبدون الا اللہ۔ ویا قلنا ذلک اس تقدیر پر قلنا کلمہ اخذنا کا بدل ہوگا اور لا تعبدون بنون رفع معمول میثاق ہے بواسطہ حرف جر مقدر تقدیر عبارت یہ ہے اخذنا میثاقھم علی ان لا تعبدوا و بان لا تعبدوا پس حرف جر حذف کر دینے کے بعد ان بھی حذف کر دیا گیا ہے جس سے فعل مرفوع رہگیا ہے کیونکہ فعل مضارع ناصب یا جازم کے حذف ہو جانے کے بعد مرفوع ہو جاتا ہے وقال البغوی معناہ ان لا تعبدوا فلما حذف ان صار الفعل مرفوعاً وعلی ھذا بدل من المیثاق او معمول لہ بحذف الجار وقیل انہ جواب قسم دل علیہ المعنی تقدیرہ حلفنا ھم لا تعبدون الا اللہ ۱۲ (شیخ زادہ)

او وصیناھم بالوالدین احسانًا۔
وَالِدَیْن، تثنیہ والد مراد والد و
والدہ تغلیباً کیونکہ اب کا اطلاق والد
ہی پر ہوتا ہے۔
و جد و جدہ۔ اس لفظ میں مذکر و مونث
یکساں ہے۔
اِحْسَان۔ نفع رسانی۔ اطاعت
و فرماں برداری صلہ
رحمی۔

ذی القربیٰ

(وباہل قرابت۔ اور خویشوں سے)
ذِی[1]، بمعنی صاحب و متعلق اصل
ذُوُوْ۔ لفیف مقرون
قُربیٰ۔ قرابت رحمی و صلبی بروزن
رجعی و حُسنیٰ و عقبیٰ مصدر ہے
اور الف تانیث کا ہے۔ بمعنی فاعل
عام قریبی رشتہ دار اور اس سے
مراد جنس ہے اور یا اسلئے کہ اضافت
اسکی طرف مصدر کے متقضی ہے
اندراج کل ذی قرابت کی اور اسمیں
اشارہ ہے کہ ذوی القربیٰ گو کثیر
ہوں مثل شے واحد کے ہیں۔ یہ
طریق نہیں کہ کسی کو احسان سے محروم
کیا جائے۔

والیتٰمٰی

(و یتامیٰ۔ اور یتیموں سے)
یَتٰمٰی، جمع یتیم۔ مثل ندیم و ندامیٰ۔
علیٰ غیر قیاس کیونکہ فعیل کی جمع فعالیٰ
نہیں آتی۔ اور کہتے ہیں یتامیٰ صفت
ہے بحکم اسمائے غالبہ مثل فارس
و صاحب لیکن اصل میں یتائم ہے اور
یتائم جمع یتیم ہے۔ اور یتیم اس ناتواں
اور ضعیف لڑکے کو کہتے ہیں جسکے
سر پر حقیقی پرورش کرنیوالا نہ رہے۔

---

[1] ـ ذی ـ اصل ذُوُو لفیف مقرون ہے واو آخر کو حذف کرکے دوسری واو کو محل اعراب بنائے
ہیں۔ یہ اسم یائے متکلم کے سوائے جب کسی اسم کی طرف مضاف ہوتا ہے تو معرب بالحرف ہوتا ہے
رفع واؤ سے نصب الف سے اور جر ی سے آتی ہے۔ ۱۲

مثلاً وہ لڑکا جسکا باپ مرجائے یا مفقود الخبر ہو جائے اور وہ بچھڑا جسکی ماں نہ رہے - اصل میں یتیم کے معنی انفراد کے ہیں اسی لئے بیش قیمت اور بے نظیر در کو دریتیم کہتے ہیں -

وَالْمَسٰكِيْنِ (وبا بیچارگاں - اور مسکینوں کے ساتھ

مَسَاكِين - جمع مسکین بروزن مفعیل سکون سے مشتق ہے - یہ وہ غیر ممند اور باعزت شخص ہے جسکو فقر و فاقہ نے چلنے پھرنے سے بند کر دیا ہو اور بوجہ غیرت خانہ نشین ہو گیا ہو - شرعاً وہ شخص جسکی آمد اسکے اخراجات کی کفایت نہ کر سکے اسپر نہ وہ سوال کرے اور نہ اپنی حالت سے احتیاج ظاہر کرے اور میم اس کا زائد ہے مثل محضر بمعنی حضور یقال تسکن فلان ای صار مسکینا -

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (و بگوئید بمردماں سخن نیک - اور کہو لوگوں سے نصیحت - یا نیک بات اسے قلنا لھم قولوا للناس حُسنا اسے قولوا لھم قولاً طَیّباً -

قولوا، جمع امر ل زاید صلہ فعل -

الناس، مردم خویش و اغیار صفہ

حُسنا، مصدر مثل رجعیٰ یا صفت مثل حبلیٰ بمعنی کلمہ حسنیٰ اور یہ تفضیل کے لئے ہے اور استعمال اس کا بغیر الف ولام و اضافۃ کے بوجہ معرفہ ہونے کے ہے مگر یہ توجیہ شاذ ہے صحیح یہ ہے کہ یہ صفت ہو اور تفضیلی معنی سے مجرد ہو کر بمعنی حسنہ مستعمل ہوتی ہے حُسن[1] مناسبت کو کہتے ہیں - پس حسن کلام یہ ہے کہ وہ مخاطب کے مناسب

[1] حُسن - دقریب حسن خلق مداہنت است - در تفسیر عزیزی است - فرقے است درمیان حسن خلق و مداہنت باید دانست کہ حسن خلق و مدارات آنست کہ شخصے در حق خود تسامح نماید و ترک نفسانیت کند و خود را صاحب تعظیم نداند و از تقصیر شخصے کہ در حق او رود در گزرد مثلاً اگر شخصے اورا سخت گوید در غضب

حال ہو مع رعایات لفظ ومعنی۔ شرعاً وہ فعل اور کلام جو شرعی پیمانہ کے موافق ہو اور اس طریق سے ادا کیا جائے	کہ دلشکنی اور لحوق عار کا باعث ہو۔ حضرت امام محمد باقرؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے وقولوا للناس

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۲۰

نماید و در پے انتقام او نرود بلکہ با وے سلوک نیک نماید و مداہنت عبارت از تسامح در امر دین است
ہمچو از شنیدن امور نامشروعہ تعصب نکردن مثلاً شخصے کہ حرکتے مخالف شرع شریف کند
یا ترک تعظیم دین نماید با وے موافقت نمودن و اظہار ناخوشی ناکردن الغرض حسن خلق ومدارات
تلف حق خود است برائے رضا مندی و دلداری غیرے و مداہنت تلف حق شرع است برائے
خوشامد شخص پس کسانیکہ در تعریف حسن میگویند کہ قول حسن آنست کہ نزد مخاطب بجمیع وجوہ مستحسن
باشد مقرون بصحت نیست کہ دریں تعریف مداہنت و خوشامد نیز داخل شود حالانکہ آنہا قبیح اند۔
یعنی حسن خلق یہ ہے کہ اپنے نفس کے مقابلہ میں دوسرے کی تعظیم کرنا اور اپنی ذات کو اس کے
سامنے چھوٹا کر دینا۔ اور جو خاص اسکے حق میں دوسرا شخص تقصیر کرے اس سے درگزر کرنا یہ
یہ امر مستحسن ہے اور اسی کا اس آیت میں حکم ہے۔ اور مداہنت کے معنی یہ ہیں کہ امور ممنوعہ کو دیکھنا
اور سننا اور اپنے دین کو سبک کر دینا اور حق شرع سے درگزر کرنا دوسرے شخص کی رعایت
کے لئے یہ مداہنت اور خوشامد ہے۔

۱۵۔ حضرت امام محمد باقرؒ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
کے پوتے ہیں سنہ چھپن ہجری میں پیدا ہوئے معرکہ کربلا میں ساتھ تھے اس وقت آپ کی
عمر تین برس کی تھی۔ اپنے زمانے میں بنی ہاشم کے سردار رہے ہیں۔ حدیث کی روایت ان سے
بہت ہے سنہ ایکسو اٹھارہ میں ملک شام میں بمقام حمیمہ آپکا انتقال ہوا اور آپکا جنازہ وہاں سے
مدینہ منورہ میں لایا گیا اور بمقام بقیع جس قبر میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ دفن تھے اور انکے بعد

انہی کی قبر میں حضرت امام زین العابدین دفن ہوئے اسی قبر میں آپ بھی دفن کئے گئے۔ آپکی کنیت ابو جعفر ہے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپکے بیٹے ہیں ...

حسنا کی تفسیر میں وقولوا للناس
ما تحبون ان یقال لکم کہا ہے
یعنی لوگوں سے اس طرح پر بات چیت
کرو کہ اگر کوئی شخص اس طرح تم سے
کہے تو تم اس سے خوشدل ہو اور برا
نہ مانو۔

الصلوٰۃ

(و بپا دارید نماز را - اور قائم رکھو نماز کو)
اقیموا، ج ح امر اصل اقوموا الاقامۃ
قائم رکھنا بپا کرنا مصدر افعال اجوف
واوی (اقوام)

الصلوٰۃ۔ ال عہدی و مراد عبادت
مخصوصہ و نماز شرعیہ بارکان معینۂ شرعیہ
(و بدہید زکوٰۃ را - اور ادا کرو زکوٰۃ کو)
اٰتوا، ج ح امر الزکوٰۃ پاکیزگی اور
بڑھنے والے مال سے ایک برس
کے بعد اس کا چالیسواں حصہ محتاج
فقیروں کو دینا۔

(پس روئے بگردانید - پھر تم پھر گئے)
ثم، مظہر استبعاد و تولیتم ماضی ج ح
التولیۃ، منہ پھیر لینا، پیٹھ پھیر لینا

ا؎ زکوٰۃ مسئلہ جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو اور ایکسال
تک اس کے پاس رہے تو سال گزرنے پر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ مسئلہ سونا
چاندی سکہ ہو خواہ اس کے برتن ہوں خواہ زیور خواہ کپڑوں پر منڈھی ہوئی ہو اگر اس کا وزن
شرعی وزن زکوٰۃ تک پہنچتا ہے تو زکوٰۃ واجب ہو لیکن دوسرے سامان پر مثل قیمتی کپڑوں
لوہے تانبے پیتل کے برتنوں پر کچھ زکوٰۃ نہیں البتہ سوداگروں کے سامان پر زکوٰۃ ہے۔
ایسے ہی اگر کچھ زمین یا مکان کرایہ پر ہیں تو جائداد پر زکوٰۃ نہیں آمدنی پر زکوٰۃ ہے ۱۲
وہ ملک جسکو مسلمان بادشاہ نے کفار سے لڑکر فتح کیا ہے اسکی زمین اسوقت عشری ہو جاتی ہے
جبکہ وہ فاتحین میں تقسیم ہو جائے اور ایسے ہی اگر کفار سب کے سب خود بخود مسلمان ہو گئے ہیں
اور لڑائی کی ضرورت نہیں پڑی تب بھی اسکی زمین عشری ہو جاتی ہے ایسی زمین کی پیداوار

الا قلیلاً منکم وانتم معرضون

مصدر تفعیل لفیف مفروق۔
(مگر اندکے از شما۔ مگر تھوڑے سے تم میں سے)

الّا، حرف استثنائے متصل۔
قلیل ضد کثیر۔ قلت عدد اشخاص میں ہے اور کہا ہے مراد قلت ایمان ہے۔

منکم، من بیانیہ۔
(وشما اعراض کنندگانید۔ اور تم منہ پھیرنے والوں سے ہو۔)

معرضون، جمع معرض اعراض و تولّی دونوں مترادف لیکن اول مخصوص بقلب ہے۔ اور ثانی جسم کے ساتھ خاص ہے)

اور کہا ہے کہ تولّی ماضی سے متعلق ہے اور اعراض کا تعلق حال سے ہے اسے توکیدھم فی المضے عن المواثیق واعرضھم الاٰن عن

اتباع ھذا النبی۔

اذ، ظرفیہ اخذنا، فعل با فاعل
میثاق، مضاف
بنی اسرائیل، مضاف الیہ
لاتعبدون، فعل با فاعل
الّا اللّٰہ، مفعول
اسے لاتعبدون احداً الّا اللّٰہ۔
یا۔ اخذنا ... مبدل منہ
قلنا، محذوف فعل با فاعل
لاتعبدون الّا اللّٰہ، مقولہ بدل
یا لاتعبدون الخ حال اسے اخذنا میثاقھم قائلین ان لا تعبدون الّا اللّٰہ۔ ویا لا تعبدون، بواسطہ۔ ان مقدر متعلق میثاق۔ اسے اخذنا میثاقھم علیٰ ان لاتعبدون۔

(حاشیہ: جملہ معطوف علیہ — جملہ معطوف — جملہ فعلیہ)

(نفع حاشیہ صفحہ ۴۲۳) اگر فقط بارش پر موقوف ہے یا ندی نالے کا پانی خود بخود اسے سیراب کر دیتا ہے تو پیداوار کا دسواں حصہ خیرات کر دینا واجب ہے اور اگر پانی سینچ کر دیا جاتا ہے تو بیسواں حصہ دینا چاہیئے اناج۔ ساگ۔ ترکاری پھل۔ پھول وغیرہ سب کا یہی حکم ہے۔ ۱۲

و۔ لَا تَعْبُدُوْنَ - جواب قسم محذوف اے حلفنا ھم لا تعبدون الا اللہ۔

و۔ بالوالدین .... متعلق اَحْسِنُوْا
احسنوا، ... فعل محذوف
احسانًا، ... مفعول مطلق
یا مفعول بہ[1] ۔ یا مفعول لہ[2]
اسے قلنا ھم تحسنون او احسنوا بالوالدین احسانًا متعلق بمضمر
اور جائز ہے تعلق اس کا احسانًا کے ساتھ کیونکہ وہ ب والیٰ کے ساتھ متعدی ہوا کرتا ہے۔ کاحسن بی اذ اخرجنی من السجن احسن کما احسن اللہ الیک
اور مصدر پر اسکے معمول کا مقدم ہونا منع نہیں ہے۔
و ذی القربیٰ ۔ والیتمیٰ و المسٰکین معطوف علی الوالدین ۔

(حاشیہ: جملہ فعلیہ معطوف علی ما قبل انشائیہ)

و۔ قولوا، ... فعل با فاعل
للناس، ..... ظرف لغو (قولا)
حسنا، صفت مفعول مطلق
اسے قلنا لھم قولوا قولاً حسنًا۔

(حاشیہ: جملہ فعلیہ معطوف علی جملہ قولوا)

و۔ اقیموا، ... فعل با فاعل
الصلوٰۃ، .... مفعول
(حاشیہ: جملہ فعلیہ)

و اٰتوا، .... فعل با فاعل
الزکوٰۃ، .... مفعول
(حاشیہ: جملہ معطوفہ)

ان تینوں جملوں کا عطف لا تعبدون پر ہے۔

ثُمَّ ۔ تَوَلَّیْتُمْ، ..... فعل
ضمیر ..... مستثنیٰ منہ
اِلَّا، حرف استثنا
قلیلاً، ... ذوالحال
منکم، متعلق کائنًا حال
(حاشیہ: مستثنیٰ، فاعل، جملہ فعلیہ معطوفہ)
اسے قبلتم ما قلنا لکم ثم تولیتم منکم

---

[1] اسے قلنا استوصوا بالوالدین احسانًا ۔

[2] اسے وصّینا ھم بالوالدین لاجل الاحسان الیھم۔

و۔ انتم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مبتدا معرضون ، ۔ ۔ ۔ ۔ خبر ص۱ وانتم قوم عادتکم الاعراض و	التولی عن المواثیق ویا جملہ حال موکدہ ہے اور تولی واعراض بمعنی واحد ہیں اور حال موکدہ کا فصل ساتھ واؤ کی جائز ہے

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ

وآنگاہ کہ گرفتیم پیمان شمارا کہ مریزید خون یکدیگر را

اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا نہ گراؤ اپنے خون

وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ

وبیروں مکنید قوم خویش را از خانہائے خویش پس

اور نہ نکالدو کسی آپس اپنے کو گھروں اپنے سے پھر

أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ۝ ثُمَّ أَنْتُمْ

قبول کردید حاضر آمدہ باز شما

اقرار کیا تم نے اور تم شاہد ہو پھر تم

هٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا

آن گروہید می کشید قوم خویش را و بیروں می کنید گروہے را

وہ لوگ ہو کہ مار ڈالتے ہو آپس اپنے کو اور نکالدیتے ہو ایک فرقے کو

مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ

از قوم خود از خانہائے ایشاں یکے مددگار دیگرے میشوند برستم کردن در حق ایشاں

آپ میں سے گھروں انکے سے مددگاری کرتے ہو تم اوپر انکے ساتھ گناہ کے

وَالْعُدْوَانِ ۚ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسٰرٰى تُفٰدُوهُمْ

بگناہ و تعدی ، و اگر اسیر شدہ بشما می آیند فدیہ میدہید

اور تعدی کے ، اور اگر آتے ہیں تمہارے پاس بندیوان ہوکر بدلا دے

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ

عوض ایشاں وحال آنکہ حرام است برشما بیروں کردن ایشاں آیا ایمان می آرید

چھڑاتے ہو انکو اور وہ حرام ہے اوپر تمہارے نکال دینا انکا کیاپس ایمان لاتے ہو

بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ

ببپارہ از کتاب و کافر می شوید بپارہ

ساتھ بعضے کتاب کے اور کفر کرتے ہو ساتھ بعضے کے

وَإِذْ أَخَذْنَا

(وآں وقت کہ بگرفتیم ۔ اور یاد کرو جسوقت لیا ہمنے)

اِذْ ، ظرفیہ ۔ اَخَذْنَا ، ماضی ج۔م

مِيثَاقَكُمْ

(پیمان شما ۔ تمہارا عہد)

میثاق ، عہد استوار ۔ حلفیہ اقرار

اور یہ چار عہد ہیں ۔ باہم مقابلہ نکرنا مغلوب قوم کو اخراج پرمجبور کرنا ۔ ایک قوم کی بربادی کیلئے دوسری قوم کی مدد نکرنا ۔ قیدی سے فدیہ نہ لینا بلکہ بعوض صلہ رحمی اسکو مفت چھوڑ دینا ۔

لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ

(مریزید خونہائے خود ۔ نہ گراؤ اپنے خون)

لَا تَسْفِكُونَ ، اصل ۔ اَنْ لَّا تَسْفِكُوا ، مضارع ج۔ح

نہی بمعنی خبر بعد حذف آن فعل مرفوع ہوا ہے ۔

اَلسَّفْكُ ، آنسوں اور خون بہانا مصدر ف ک ۔ سَفَكَ ، يَسْفِكُ سَافِكٌ ، مَسْفُوكٌ ، اِسْفِكْ لَا تَسْفِكْ ۔

دِمَآءَ، جمع دم، خون مراد قتل نفس — دم، محذوف اللام اصل دمی ہے اور یا اصل میں دمو بالواو ہے بوزن فعل ۱۲

تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ (بیروں مکنید خویشان خود را۔ اور جلاوطن نکرو اپنوں کو)

لَا تُخْرِجُوْنَ، مضـ ج ح نہی بمعنی خبر اصل ان لا تخرجوا الاخراج۔ اپنی جگہ سے شے کو ہٹا دینا۔ جلاوطن کرنا مصدر افعال صحـ

اَنْفُس، جمع قلت نفس۔ مراد قوم و اقارب۔

مِنْ دِیَارِکُمْ (از خانہائے خود۔ یا از خانمان خود اپنے گھروں سے انکے عیال واقارب سے۔

مِنْ، ابتدائیہ۔ دیار جمع دار (دور) شہر

ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ (پس قبول واقرار کردید شما۔ پھر تمنے قبول کرلیا۔ یا اقرار کرلیا۔)

اَقْرَرْتُمْ، ماضـ ج ح الاقرار۔ اقرار کرنا اور کچھ ٹھہرانا۔ ضد انکار متعدی بالباآتا ہے مصدر افعال مضاعف اَقَرَّ۔ یُقِرُّ مُقِرٌّ۔ اَقِرْ۔ لَا تُقِرْ۔

وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ (وشما شہادت میدہید۔ اور تم شاہد ہو اور تم جانتے ہو تم)

تَشْهَدُوْنَ، مضـ ج ح الشہادۃ گواہی دینا۔ بیان واقعہ کرنا۔ مصدر ک۔ ت شَہِدَ۔ یَشْہَدُ۔ شَاہِدٌ مَشْہُوْدٌ۔ اِشْہَدْ۔ لَا تَشْہَدْ۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ (باز شما آں گروہ ہستید۔ پھر تم وہ لوگ ہو)

ثُمَّ، مظہر انفصال زمانی طرفین بمعنی استبعاد۔

اَنْتُمْ، اَنْ، ضمیر۔ وتم بیان خطاب

هٰٓؤُلَآءِ، اسم اشارہ جمع واحد اسکا ہذا ہے[1]

[1] اور یہ تاکید لغوی ہے ضمیر انتم سے اور بنا بر مذہب کوفیین بمعنی الذین ہے کیونکہ جملہ اسمائے اشارہ کو موصولہ مانتے ہیں عام اس سے کہ وہ بعد ما کے واقع ہو یا نہ لیکن بصریین بالتخصیص مائے استفہامیہ کے بعد واقع

تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ (می کشید قوم خود را۔ آپس کے لوگوں کو مار ڈالتے ہو)

تقتلون، ج ح مضـ انفس جمع قلت بجائے کثرت۔

وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ (و بیروں میکنید گروہے را۔ از قوم خود اور نکال دیتے ہو ایک جماعت کو اُنکے وطنوں سے۔ یا اُن کی قوم سے)

تخرجون، ج ح مضـ فَرِيقٌ اسم جماعت فُرُوق۔ فُرُقٌ، اَفْرِقَاء جمع

مِّنْ دِيَارِهِمْ (از منزل یا از خاندانہائے ایشاں۔ انکے گھروں سے یا انکے وطنوں سے)

مِن، ابتدائیہ۔ دیار۔ جمع وارد دیارھم بضمیر غیبۃ مع جواز دیارکم کے موافق آیت ماسبق کے اسلئے ہے کہ دیارکم کہنے میں یہ وہم ہوسکتا تھا کہ مخاطبین کے دیار سے انکا اخراج مطلوب ہے نہ دیار مخرجین سے۔

تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ (بیکدیگر امداد میناٸید در حق ایشاں مددگاری کرتے ہو اوپر انکے۔ یا اُبھارتے ہو اُن پر۔)

تَظٰهَرُوْنَ، ج ح مضـ التَّظَاهُرُ ہم پشت ہونا۔ ایک دوسرے کا مددگار ہونا۔ مصدر۔ تفاعل۔ تَظَاهَرَ۔ يَتَظَاهَرُ مُتَظَاهِرٌ۔ تَظَاهَرْ۔ لَا تَتَظَاهَرْ

---

۵۱ تقتلون اپنے آپ کو نہ مار ڈالنے یا وطن سے نکالدینے کے یہ معنی ہیں۔ کہ اپنے مذہبی یا نسبی یا باہم حلیف بھائیوں سے معترض نہ ہو۔ کیونکہ تم سب ایک ہی ہیں یعنی اتحاد وصف بمنزلہ اتحاد ذات ہے اور یا یہ کہ قتل ناحق اپنی ذات کا خون ہوتا ہے یعنی قتل غیر موجب قصاص قاتل ہوتا ہے۔ اور یا یہ کہ کسی ایسے کام اور شغل کو نہ کرو جو تمہارے قتل یا اخراج کے باعث ہوں۔

۵۲۔ تظٰھرون۔ اصل تتظاھرون تائے تفاعل کو حذف اور تائے خطاب کو قایم رکھا گیا ہے مثل قولہ ولا تعاونوا وحالکم لا تناصرون اور مظاہرۃ بمعنی معاونت ظہر سے مشتق ہے چونکہ باہم ایک دوسرے کی معاونت اور تقویت کرتا گویا اسکی ظہر اور پشت بنتا ہے اسی وجہ سے اسے ظہر کہتے ہیں ۱۲

علیہم، اسے علیٰ اخراجہم او علیٰ حقہم۔

(بگناہ وبتعدی۔ ساتھ گناہ کے اور ساتھ ظلم کے)

ب، بمعنی ملابستہ۔ اِثم۔ ممنوعات شرعیہ۔ گناہ اور وہ افعال جن کا فاعل ملامت و مذمت کا مستحق سمجھا جاتا ہے وممنوعات طبعیہ وجس پر قلب مطمئن نہو وفی الحدیث الاثم ما حاک فی صدرک

عدوان۔ ظلم وتعدی کرنا۔ حد سے نکلنا مصدر ف۔ ض ناقص۔

(واگر بیایند بشما۔ اور اگر آویں تمہارے پاس)

اِن، حرف شرط یاتوا مضارع جمع مخزوم بہ شرط

اَلاِیتان، آنا۔ لانا مصدر۔ کم۔ ضمیر منصوب۔

(اسیران۔ یا اسیر شدہ۔ قید ہو کر)

اسارٰی، جمع۔ اسیر بمعنی ماسور اصل میں اسیر رسی یا زنجیر سے جکڑے ہوئے

شخص کو کہتے ہیں لیکن اس کا اطلاق مطلق محبوس اور مغلوب بالقہر قیدی پر ہوتا ہے۔ اَسراء اَسارٰی۔ اُسارٰی۔ اَسْرٰی جمع ویا اسارٰی جمع اسریٰ اور وہ جمع اسیر ہے مثل جریح وجرحیٰ اس تقدیر پر اسارٰی جمع الجمع ہے

(فدیہ یا فدا میدہید بعوض ایشان چھڑوائی دیتے ہو ان کی)

اے تخرجوھم من الاسر باعطاء الفداء او تطلقوھم بعد ان تاخذوا منھم شیئاً یعنی اگر وہ تمہارے ہاتھوں میں گرفتار ہو جائیں تو انکو قید سے چھڑا دیتے ہو فدیہ دیکر۔ یا انکو چھوڑتے ہو کچھ ان سے لیکر کیونکہ حقیقت مفاعلہ یہاں پر نہیں ہے قیدی کو قیدی سے بدلنے والے یا قیدی دیکر

قیدی کے چھڑوانے والے کو فادی کہتے ہیں اور قیدی کے عوض میں جو رقم دیجاتی ہے اسکو فدیہ کہتے ہیں۔
تفادوا مضارع مجزوم بہ جزاء المفاداۃ
والفداء کچھ دیکر قیدی کو چھڑا لینا مصدر مفاعلہ ناقص۔ فادا۔ یفادی۔ مُفادٍ۔ فادِ لاتفادِ
(وحالانکہ حرام کردہ شدہ است برشما۔ اور وہ حرام کیا گیا ہے تمہارے اوپر)
ھو، ضمیر شان یا ضمیر مبہم محرمٌ ممنوع حرام کیا گیا اسم مفعول مصدر التحریم۔
(بیرون کردن ایشاں۔ انکا نکالنا) اخراج، جلاوطن کرنا۔ نکالنا مصدر افعال۔
(آیا ایمان می آرید۔ کیا ایمان لاتے ہو۔ کیا مانتے ہو)
أ۔ ہمزۂ استفہام تہدیدی۔
ف۔ فصیحہ و معطوف ہی محذوف

پر اور یا عاطفہ اور اس کا عطف تقتلون پر ہے۔
تؤمنون، مضارع مصدر الایمان
(بپارۂ از کتاب۔ تھوڑے سے حصہ کتاب پر۔ بعض کتاب پر۔)
الکتٰب، اسے کتاب اللہ مصدر بمعنی مفعول۔
(وانکار میکنید بہ بعض دیگر۔ اور نہیں مانتے تم دوسرے حصے سے)
تکفرون، مضارع الکفر احسان فراموشی کرنا۔ انکار کرنا مصدر نصر
ببعض۔ مجموعہ میں سے ہر ایک جزاس کل کا بعض ہوتا ہے۔
و۔ اذ۔ اخذنا، فعل با فاعل میثاقکم ..... مبدل منہ
لا تسفکون فعل با فاعل مفعول
دمائکم، مفعول
و۔ لا تخرجون فعل با فاعل انفسکم، مفعول ذوالحال

جملہ فعلیہ مفعول — جملہ فعلیہ معطوف علیہ ابتدائیہ

ھو محرم — اخراجھم — افتؤمنون — ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض

متظاھرین۔
بالاثم والعدوان، حال
من دیارکم، جار مجرور ظرف لغو
ثم۔ اقررتم، فعل با فاعل
ذوالحال۔
و۔ انتم، ... مبتدا
تشھدون، جملہ خبر
اے اقررتم حال کونکم شاھدین علیہ۔
ویا انتم تشھدون، جملہ اسمیہ تاکید ماقبل۔ اے فقبلتم امر اللہ المؤکد ثم اقررتم بالقول۔
ثم۔ انتم، ... مبدل منہ مبتدا
ھؤلاء، بدل یا تاکید ضمیر، ... یا عطف بیان
تقتلون۔ الخ ... خبر
یا بعد ذلک ھؤلاء ... خبر
ویا۔ انتم، ... مبتدا
ھؤلاء، ... خبر

وجملہ تقتلون وتخرجون بیان انتم۔ اے لما قیل لھم ثم انتم ھؤلاء قالوا کیف نحن فجیء بقولہ تقتلون وتخرجون۔
ویا جملہ تقتلون الخ حال ضمیر انتم
ویا۔ انتم، ... مبتدا
ھؤلاء۔ بمعنی الذین برمذھب کوفیین، موصول خبر
تقتلون، الخ ... صلہ
تقتلون، ... فعل با فاعل
انفسکم، ... مفعول
و۔ تخرجون، فعل با فاعل
فریقا، ... ذوالحال
منکم، متعلق کائنا حال
من دیارھم، ... ظرف لغو
تظٰھرون، فعل با فاعل ذوالحال
علیھم، ... ظرف لغو
بالاثم والعدوان، حال متعلق متلبسین

اسے تخرجون منتظھرین علیہم
اور یا حال ہے مفعول سے اسے
تخرجون فریقا متظاھرا علیہم
و یا تظاھرون، حال ضمیر منصوب
و یا حال ہر دو سے کیونکہ وہ دونوں کی
ضمائر پر شامل ہونے کے باعث دونوں
کی حالت کو ظاہر کرتا ہے اسے تخرجون
واقعا التظاھر منہم علیہم۔

و۔ اِن، حرف شرط ..... } شرط
یأتوا، ... فعل با فاعل ذو الحال
کم، .... مفعول
اساریٰ، اسے ماسورین حال
تفدوا، .... فعل با فاعل } جزا
ھم، .... مفعول

اسے ان اتاکم فریق من اھل
ملتکم ماسورین یطلبون منکم
الفداء فقد یتمو ھو۔ اے استریتموھم

جملہ معترضہ بین الحال و صاحبہ

و۔ ھو، ضمیر شان .... مبتدا
محرّم، اسم مفعول } خبر ۵
علیکم، ظرف لغو
اخراجہم، نائب فاعل

و۔ یا ھو، .... مبتدا
محرّم علیکم، خبر مقدم } خبر
اخراجہم، مبتدا موخر

جملہ حال ضمیر تخرجون یا ضمیر منہم

۵ ھو ضمیر شان۔ یہ ضمیر شان ہے اور مابعد اسکی خبر ہے۔ اور یا ضمیر مبہم ہے اور اخراجہم ضمیر ماقبل سے بدل ہو کر اس کا مفسر ہے۔ یہ اس وقت ہو سکتا ہے کہ ابدل ظاہر ضمیر سے جائز ہو۔ اور اگر وہ ضمیر اخراج ہے تو وہ مبتدا ہے اور محرم علیکم اس کی خبر ہے لیکن اخراجہم اس ضمیر مستتر سے بدل ہوگا جو محرم میں ہے اسے لا تخرجون فریقا منکم من دیارھم و ھو محرم علیکم اخراجہم

۲ محرم خبر و اخراجہم نائب فاعل بنا بر مذہب کوفین کیونکہ انکے نزدیک خبر متحمل ضمیر نوع کا تقدم مبتدا پر جائز نہیں اسلیئے وہ ترکیب قائم زید کو اس بنا پر کہ قائم خبر مقدم ہے۔ جائز نہیں رکھتے۔

و یا ھُوَ ضمیر مبہم ۔ اخراجہم، بدل یا مبتدا
مُحَرَّمٌ علیکم، ...... خبر
وھو محرم الخ حال ضمیر تخرجون
ا۔ ہمزہ استفہامیہ تہدیدیہ
تؤمنون، ...... فعل با فاعل
ببعض الکتٰب، ظرف لغو

اسے تفعلون ذٰلک فتؤمنون
یا اس کا عطف تقتلون پر ہے
و۔ تکفرون، فعل با فاعل
ببعض، ...... ظرف لغو

ف ۔ واذ اخذنا ۔ بیان ما فعلوا بالعھد بحقوق العباد ۔ ان آیات میں بنی اسرائیل کے باہمی تعلقات اور خلاف وعدہ برتاؤ کو بتایا گیا ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے اطراف میں یہود کے دو فرقے بنی قریظہ اور بنی نضیر رہتے تھے ۔ اور ان میں ایک عرصہ سے لڑائی جھگڑے اور باہمی کشت وخون کا سلسلہ چلا آتا تھا ۔ ایسے ہی مدینہ منورہ کے اندر انصار کے دو قبیلے اوس وخزرج آباد تھے ۔ اور فریقین میں سخت عداوت تھی بالآخران چار قبیلوں کے دو گروہ ہو گئے ۔ کہ بنی نضیر نے خزرج کے ساتھ اور بنی قریظہ نے اوسیوں کے ہمراہ اتفاق کر لیا ۔ بحر میں ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے بنی قینقاع بنی نضیر و بنی قریظہ میں یہود سے بنی قینقاع کی قریظیوں سے عداوت تھی اور مدینہ منورہ کے رہنے والوں میں سے اوسی قینقاع کے حلیف تھے اور خزرجی قریظیوں کے نضیر و اوس وخزرج آپس میں بھائی بند ہیں اور ایسے ہی بنی قریظہ و نضیر آپس میں بھائی بھائی ہیں ۔ پھر پھوٹ کر یہ دو فرقے بن گئے ۔ نضیری خزرجیوں سے

ملگئے اور قریظی اوسیوں کے حلیف بنگئے۔
جب کبھی اوس وخزرج مین لڑائی ہوئی تو بنی قریظہ اوس کی مدد اور بنی نضیر خزرجیوں کی کمک پر شریک محاربہ ہوجاتے اور باہم ملکر کشت وخون کی خوب ہی داد دیتے۔ پھر غالب فرقہ مغلوب کے درپے آزار ہوکران کے مکان کھیتی اور باغات وغیرہ املاک کو ویران اور تباہ کر دیتا جس سے انکو چار وناچار جلا وطنی اختیار کرنی پڑتی تھی۔ لیکن میدان جنگ میں بنی قریظہ میں سے اگر کوئی شخص خزرجیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوجاتا تو بنی نضیر یعنی خزرجیوں کے حلیف قومی پاسداری کے باعث کچھ دیکر اُسکو چھڑا لیتے اسی طرح جب کوئی بنی نضیر میں سے اوسیوں کے ہاتھ پکڑا جاتا تو قریظی کچھ دیکر آزاد کرا دیتے تھے۔ اور کہتے اپنے دینی بھائیوں کو قید سے آزاد کرانا ہمپر فرض ہے۔ لہذا الزاماً ان سے کہا جاتا ہے۔ کہ اے یہود جسطرح دینی بھائی کو غیر کی قید سے چھڑا لینا فرض ہے اسی طرح ناحق آپس میں خون ریزی کرنا ایک دوسرے کے گھروں کو ویران اور تباہ کرنا اپنے ہموطنوں کو بیگناہ گھروں سے جلاوطن کرنا بھی حرام ہے۔ جسطرح اس ایک حکم کی تعمیل واجب ہے اسی طرح دوسرے احکام کی پابندی بھی لازم اور ضروری ہے۔ لیکن چونکہ طرز تمہارا بالکل اسکے مخالف ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارا کہنا کہ ہم قیدیونکو مذہبی حکم کی تعمیل میں چھوڑاتے ہیں یہ محض غلط ہے بلکہ یہ ایک رسم ورواج ہے۔ اور اگر بالفرض تم اُنہیں فرض ہی سمجھ کر چھوڑاتے ہو۔ تاہم کتاب کے بعض احکام کا انکار موجب کفر ہے۔ پس ایسے عہد شکن مرتد کی سزا

دنیا میں قید کی ذلت اور قتل کی رسوائی اور آخرت میں ابدی تکلیف اور دائمی عذاب کے سوائے اور کیا ہو سکتی ہے۔ خصوصاً جن لوگوں نے دنیوی زندگی اور نفسانی خواہشوں کو آخرت پر ترجیح دی ہے کبھی اُن سے عذاب کی شدت کم نہ ہوگی اور نہ کوئی اُنکا معاون و مددگار انہیں عذاب سے چھڑا سکیگا۔

فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ

پس چیست آنکہ چنین کند از شما مگر خواری

پس کیا سزا اس شخص کی کہ کرے یہ کام تم میں سے مگر رسوائی

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى

در زندگانی دنیا در روز قیامت گردانیدہ شوند بسوئے

نہیچ زندگانی دنیا کے اور دن قیامت کے پھیرے جاوینگے طرف

اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

سخت ترین عذاب و نیست خدا بے خبر از آنچہ میکنید

سخت عذاب کے اور نہیں ہے اللہ بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ

ایشاں آنکساں اند کہ خریدند زندگانی دنیا را عوض آخرت

یہ لوگ وہ ہیں کہ مول لیا زندگانی دنیا کو بدلے آخرت کے

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۱﴾

پس سبک کردہ نشود از ایشاں عذاب ونہ ایشاں یاری دادہ شوند

پس نہ ہلکا کیا جاوے گا انسے عذاب اور نہ وہ مدد کئے جاوینگے

فما جزاء (پس نیست جزائے - یا چیست سزائے پس کیا سزا ہے - یا کوئی سزا نہیں -
ما، بمعنی لیس یا استفہامیہ -
جزاءٌ پاداش عمل - مزدوری - اصل میں مقابلہ کو کہتے ہیں -
من یفعل ذٰلک (کسیکہ بکند این چنیں - اس شخص کی جو ایسا کرے -
من، وہ جو - یا جو کوئی اسم موصول
یفعل، مضارع ذلک اسے ما ذکر (نقض العہد)
الا خزی (مگر خواری وذلت و رسواری) -
الا، استثنائے مفرغ - خزیٌ ذلت وخواری وعقوبت اور وہ حالت جسکو شرمندگی اور حقارت لازم ہے یقال خزی الرجل خزایۃً اذا استحیٰ وھو خزیان تنکیر لفظ مظہر فخامت -
فی الحیٰوۃ الدنیا (در زندگانی دنیا - دنیا کی زندگی میں)
حیٰوۃ، زندگی - الدّنیا، مؤنث ادنیٰ، صفت وار قائمقام اسم - ماخوذ ہے دنا یدنو سے یا منقلب واؤ سے ہے اسپر سے الف ولام کبھی حذف نہیں ہوتا مگر شاذ ونادر (حیٰوۃ الدنیا، موجودہ زندگی یا وہ اشغال جو آخرت کے فکر سے مانع ہوں -
ویوم القیٰمۃ (و روز قیامت - اور قیامت کے دن) قیامت اٹھنا مصدر ف ض اجوف -
ویوم القیٰمۃ، روز جزائے اعمال دنیاوی زندگی کے اعمال کی جانچ پڑتال کا وقت -
یردون (گردانیدہ شوند - پھیرے جاویں یا پہنچائے جاویں - ای یصیرون کبھی رو سے مراد گزشتہ حالت کیطرف رجوع ہوتا ہے مثل

ثمّ ردد ناہ الی امہ اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے کہ وہ دنیا و برزخ میں عذاب شدید میں گرفتار رہے اور بعد ازاں حشر میں بھی عذاب اشد کی طرف رجوع کئے جائینگے۔ اور مراد اس سے خلود فی النار ہے اور اشدیت اس کی اس کا ختم نہ ہونا۔ یا اس سے خلاصی نہ پانا ہے۔

مض ج رع اَلرَدُّ۔ وَالمَرَدُّ۔ پھیرنا ڈھکیلنا مصدر ف۔ض مضاعف رَدَّ۔ یَرُدُّ۔ رادٍ۔ وَرُدَّ۔ یُرَدُّ مَرْدُودٌ۔ اُرْدُدْ۔ لَا تَرْدُدْ۔

اَشَدِّ الْعَذَابِ (بڑے سخت ترین عذاب نہایت سخت عذاب کی طرف۔ یا سخت سے سخت عذاب میں)

اشد، نہایت سخت صیغہ مبالغ مصدر شد۔

العذاب، رنج وغم و تکلیف اور وہ شے جس سے عذاب دیا جائے

وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ (وخدا بے خبر نیست۔ اور اللہ بے خبر نہیں ہے۔)

مَا، نافیہ۔ ب، زاید۔ یہ حرف اکثر خبر پر تاکید کے لئے لایا جاتا ہے

غافل، اسم فاعل بھولنے والا شخص جسکی قوت حافظہ و ممیزہ معلومات حاصلہ میں تمیز نہ کر سکے۔

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (وآنچہ میکنید۔ اُن چیزوں سے جو تم کرتے ہو یا تمہاری حالت سے)

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا (ایشاں آں کسانند۔ یہ وہ لوگ ہیں یا یہ وہی ہیں۔)

اَلَّذِیْنَ۔ اسم موصول۔ عہدی۔ (کہ خرید کروند۔ جنھوں نے بدل لیا ہی مول لیا ہے)

اے استبدلوھا بالاخرۃ یعنی لے لیا ہے انہوں نے دنیا کو بعوض آخرت اور اعراض کر لیا ہے اس سے باوجود اسپر قادر ہونے کے۔ باض ج ع الاشتراء، خریدنا

الحیوۃ الدنیا بالآخرۃ

دفروخت کرنا۔ مصدر افتعال ناقص (زندگانی دنیارا۔ دنیا کی زندگی کو) حیوۃ الدنیا، موجودہ زندگی عیش عشرت۔ تن آسانی۔
(عوض آخرت۔ آخرت دیگر)
ب۔ بمعنی عوض وبدل۔ آخرت دار ثواب۔ سچی اور دائمی زندگی کا مقام

فلا یخفف
(پس سبک کردہ نشود۔ نہیں ہلکا کیا جاتا۔ یا کم نہ ہوگا)
ف، تعقیبیہ لا یخفف، مضارع مجہول منفی۔ التخفیف ہلکا کرنا کم کرنا مصدر تفعیل مضاعف، خفّف یُخفّفُ، مُخفّفٌ۔ و خُفّفَ یُخفّفُ مُخفّفٌ۔ خفّف، لا تُخفّف

عنہم العذاب
(ازایشاں عذاب۔ انسے عذاب)
ھُو، ضمیر فصل۔ العذاب شکنجہ ودرد

ولا ھم ینصرون
(ونہ ایشاں یاری دادہ شوند۔ اور نہ وہ مدد پہنچائے جائیں گے۔
ینصرون، جمع مضارع مجہول۔ النصرۃ، مصدر۔

الترکیب
ما، بمعنی ...... لیس
جزاء، ... مضاف } اسم
من یفعل ذٰلک، مضاف الیہ
الّا خزیٌ، الخ ..... خبر
یفعل، فعل مع الفاعل ذوالحال
ذٰلک، اسم اشارہ۔ } مفعول
نقض عہد وانکار، مشار الیہ
منکم، متعلق کائنًا ... حال
، یا من نکرہ موصوفہ۔ یفعل ذٰلک جملہ صفت مجرور المحل۔
الّا، حرف استثناء شئ مستثنیٰ منہ
خزیٌ، .... موصوف
فی، جار الحیوۃ، موصوف } صفت
الدنیا، ... صفت

(جملہ فعلیہ ... جملہ اسمیہ)

۱۔ بدل وہ شے جو مبیع کی ملک کا سبب بن سکے نقد ہو خواہ جنس مبیع ہو خواہ منافع مثل مزدوری و ملازمت وغیرہ۔

و۔ یردون، فعل مع الفاعل
یوم القیمۃ، ..... مفعول فیہ
الی اشد العذاب، ظرف لغو

اسے لھم فی الحیوۃ الدنیا خزیٌ
و یوم القیمۃ عذابٌ شدیدٌ۔
و یا لیس لھم جزاءٌ الا ان یخزون
فی الحیوۃ الدنیا و یردون یوم
القیمۃ الی اشد العذاب۔

و یا۔ ما، استفہامیہ ... مبتدا
جزاءُ، ... مبدل منہ
الا خزیٌ، بدل
(خبر)

و ما، نافیہ۔ اللہ، اسم
ب، زاید۔
غافل، اسم فاعل

عن، جار۔ ما، موصولہ
تعملون } جملہ صلہ
اولٰئک، .... مبتدا
الذین، ... موصول
اشتروا، فعل مع الفاعل
الحیوۃ الدنیا، مفعول
بالاخرۃ، ظرف لغو
ف، لا یخفف، ... فعل
عنھم، .... ظرف
العذاب، مفعول مالم یسم فاعلہ
و۔ لا، .... نافیہ
ھم، ...... مبتدا
ینصرون، جملہ فعلیہ بتاویل مفرد } خبر

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ

وبہر آئینہ دادیم موسیٰ را کتاب واز پے در آوردیم بعد از وے

اور البتہ تحقیق دی ہمنے موسیٰ کو کتاب اور پے بچھاڑی لائے ہم پیچھے اسکے

بِالرُّسُلِ ۫ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ

پیغمبر را و دادیم عیسیٰ پسر مریم را نشانہائے روشن

پیغمبر اور دئے ہمنے عیسیٰ بیٹے مریم کو معجزے ظاہر

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ

وقوت دادیم اورا بروح القدس یعنی جبرئیل آیا هرگاه آورد

اور قوت دی ہمنے اسکو ساتھ روح پاک کے کیا پس جب آیا تمہارے پاس

رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ؕ

پیغامبرے نزد شما آنچه دوست ندارد نفسهائے شما سرکشی کردید

پیغمبر ساتھ اس چیز کے کہ نہیں چاہتے جی تمہارے تکبر کیا تم نے

فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا

پس گروہے را دروغ گو داشتید وگروہے را کشتید وگفتند

پس ایک فرقے کو جھٹلایا تمنے اور ایک فرقے کو مار ڈالتے ہو اور کہا انہوں نے

قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا

دلهائے ما درپردہ است بلکہ لعنت کردہ است خدا بسبب کفر ایشاں پس اندکے

دل ہمارے غلاف میں ہیں بلکہ لعنت کی انکو اللہ نے بسبب کفر انکے کے پس تھوڑے سے

مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ

ایمان آرند وآنگاہ کہ آمد بایشاں کتاب از نزدیک

ایمان لاتے ہیں اور جب انکے پاس کتاب نزدیک اللہ کے

اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ

خدا باور کنندہ آنچه بایشاں است وپیش ازین

سے سچا کرنے والی واسطے اس چیز کے کہ ساتھ انکے ہے اور تھے پہلے اس سے

يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ

طلب فتح میکردند بر مشرکان

فتح مانگتے اوپر ان لوگوں کے جو کافر ہوئے

لقد آتینا	
(وہر آیتہ واو یم - البتہ وہی ہے ہمنے) ل، حرف غیر عامل مظہر تاکید - قدؔ، مظہر تکمیل امر متوقع وفعل منتظرہ	اٰتینا، ماضی ج م مصدر الاتیان مراد انزال یا تفہیم معنی نازل کی ہے ہمنے موسیٰ پر کتاب توراۃ یا سمجھایا ہم نے

لہ قد یہ حرف ہے اور ایسے فعل سے خصوصیت رکھتا ہے جوکہ متصرف خبری اور مثبت ہو اور کسی ناصب - جازم عامل کے تحت میں واقع نہو اور حرف تنفیس سے خالی ہو خواہ یہ فعل ماضی ہو خواہ مضارع فعل ماضی کے ساتھ تحقیق کے معنی دیتا ہے مثل قولہ تعالیٰ " قد افلح المؤمنون" اور قد افلح من ذکٰھا، اور یہ اس جملہ فعلیہ میں جوکہ قسم کے جواب میں آیا ہے اسیطرح تاکید کا فائدہ دیتا ہے جیسے کہ " اِنّ اور لام تاکید" جواب قسم میں لائے گئے جملہ اسمیہ میں تاکید کا فائدہ دیتا ہے اور ماضی ہی کے ساتھ تقریب کا بھی نفع دیتا ہے یعنی اسکو زمانہ حال سے نزدیک کر دیتا ہے اس طرح کہ تم " قام زید" کہتے ہو تو اس میں دونوں باتوں کا احتمال ہے زید کا قیام ماضی قریب میں اور ماضی بعید میں بھی لیکن جب تم کہو گے " قد قام" تو اب وہ قیام ماضی قریب کے ساتھ مخصوص ہو جائیگا - لہذا علماء نحو نے اسکو - لیس عسیٰ - نعم - بئس پر داخل ہونے کی ممانعت کی ہے کیونکہ یہ تمام افعال زمانہ حال کے لئے ہیں اور اس کے قریب بنانے کی کچھ حاجت نہیں - کیونکہ وہ موجود اور حاصل ہے - اور یہ وجہ بھی ہے کہ ان افعال سے زمانہ کا فائدہ نہیں حاصل ہوتا اور اس ماضی پر جوکہ حال واقع ہوتا ہے " قد" کا لفظ داخل ہونا واجب ہے خواہ اسکو ظاہری طور پر لائیں جیسے آیت " وما لنا ان لا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا" میں ہے یا مقدر رکھیں مثل قولہ تعالیٰ " ھٰذہ بضاعتنا ردت الینا" بتقدیر (قد ردت)

۱۲ - خلاصہ مطولات -

اسکے شرائع وحدود کو والمراد اٰتینا علم الکتاب وفہمہ۔

مُوسَى الْكِتٰبَ (موسیٰ را کتابے۔ موسیٰ کو کتاب) الکتاب اسے التوراۃ او الشریعۃ مفعول ثانی اسے انزلناھا علیہ

وَقَفَّيْنَا (واز پے در آوردیم۔ اور یکے بعد دیگرے یا ایک پر ایک بھیجا ہمنے) اَلتَّقْفِیَۃُ ترتیب وار چیزیں رکھنا مصدر تفعیل ناقص۔ قَفّٰی۔ یُقَفِّیْ مُقَفٍّ۔ قَفِّ۔ لَا تُقَفِّ۔

مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ (از پس موسیٰ پیغمبراں را۔ موسےٰ کے بعد پیغمبروں کو) مِنْ، بیانیہ۔ من بعد تاکید معنی کفّینا لِتضمّنہ معنی المبعدیۃ۔

رُسُل، جمع رسول بمعنی مرسل۔ اور رسول اُس برگزیدہ خداوند کو کہتے ہیں جو انسان کی روحانی وجسمانی واقعی تربیت کے لئے مقرر کیا جاتا ہے اور اس کی تعلیم اس عالم الغیب کی خاص درگاہ میں کبھی بے حجابانہ و بغیر واسطہ ہوتی ہے اور کبھی بواسطہ صادق الامین یعنی بذریعہ وحی ہوتی ہے۔

وَاٰتَيْنَا (و بداویم۔ اور دیں ہمنے) ماضی ج م

عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ (عیسیٰ پسر مریم را۔ مریم کے بیٹے عیسیٰ کو) عیسیٰ بروزن فعلی اسم عربی عیس[۵۳]

[۵۲]۔ قفینا بعضوں کے نزدیک اس میں ی واؤ سے بدلا ہوا ہے جس سے اصل اس کی قَفَا یَقْفُو قَافٍ۔ مَقْفُوٌّ۔ اُقْفُ۔ لَا تَقْفُ ہے اور یہ قفا بمعنی موخر گردن (گدی)، سے مشتق ہے جسکے معنی ایک دوسرے کے پیچھے آنے اور ردیف ہونے کے ہیں ۱۲

[۵۳] عِیس سے مشتق ہے اور عِیس اس سفیدی کو کہتے ہیں جس میں سرخ زردی رنگ کی آمیزش ہو بعضوں نے کہا ہے کہ یہ اسم عجمی غیر مشتق ہے اور ایشوع سے معرب ہے جسکے معنی سریانی زبان میں سید یا مبارک کے ہیں آپکی ولادت کے وقت حضرت مریم کی عمر دس یا پندرہ سال کی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ۳۳ برس زندگی پائی ۱۲

سے ماخوذ ہے۔ یا اسم عجمی معرب الیشوع۔

مَرْیَمَ، اسم عجمی غیر منصرف والدہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے بمعنی عابدہ وخادمہ۔ کیونکہ آپ کی والدہ صاحبہ نے آپکو (مریم) بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں آپ نے پرورش پائی ہے۔

الْبَیِّنٰتِ (نشانہائے روشن۔ واضح احکام یا معجزات صریحیہ ودلائل قطعیہ)

بَیِّنَات، جمع بیّنۃ۔ معجزات ونشانات

وَاَیَّدْنٰهُ (وتائید نمودیم اورا۔ اور قوت دی ہم نے اُس کو)

اَیَّدْنَا، ماضی ج۔م اَیَّدنا۔ التائید بازور کرنا۔ قوی پشت بنانا مصدر تفعیل مہموز الفا اجوف یائی اَیَّدَ۔ یُؤَیِّدُ۔ مُؤَیِّدٌ۔ اَیِّدْ لَا تُؤَیِّدْ۔

بِرُوْحِ الْقُدُسِ (بروح قدس۔ روح قدس سے)

رُوْحُ الْقُدُس، روح مطہرہ مراد جبرئیل علیہ السلام یا انجیل اصل[1] الروح المقدسۃ۔

اَفَكُلَّمَا (آیا ہر گاہ۔ کیا پس جبوقت) یعطوف علی الجمل السابقۃ ووسطت الھمزۃ بین الفاء وما تعلقت بہ لتعلق السببیۃ بحیث لا یتم الکلام السابق بدونہ کالشرط بدون الجزاء توبیخا لھم علی تعقیبہم ذالک بھذا وتعجیبًا من شانھم ویحتمل ان یکون استینافا والفاءُ للعطف علی مقدر کان السائل یقول فما فعلوا بھم فاجاب

---

[1] اصل الروح المقدسۃ یعنی اصل میں یہ وصفی ترکیب ہے اور اضافی ترکیب (اضافت لامی) میں لانے کا سبب اظہار زیادتی خصوص ہے ١٢

فکفروا بہم وقال توبیخاً اکفرتم بھم فکلما جآءکم الآیۃ

ا۔ ہمزہ مظہر توبیخ یا تعجب یا استینافیہ

ف، فصیحہ وعطف علی مقدر اے أفعلتم ما فعلتم۔ فکلما الخ نحن انعمنا علیکم بانزال الکتب وبعثنا الانبیاء لتشکروا فکلما جآء الخ

کُلَّما، ہر بار ہر وقت اسم ظرف مبہم

(آمد بشما پیغمبرے۔ آیا کوئی رسول)

جَآءَ، ماضی ا ع رسول بمعنی مرسل

(بآنچہ دوست ندارد نفسہائے شما

وہ لیکر جو نہیں چاہتے جی تمہارے

یا جسکی خواہش نہیں رکھتے دل تمہارے

جآءکم رسول بما لا تھوی انفسکم

ب، تعدیہ یا بمعنی مع۔

لَا تَھْوٰی، مضارع ا ع

اَلْھَوٰی، دوست رکھنا۔ پسند رکھنا چاہنا مصدر ک ر ف لفیف مقرون

ھَوِیَ۔ یَھْوٰی۔ ھَاوٍ۔ مَھْوِیٌّ

اِھْوَ۔ لَا تَھْوَ۔

اَنْفُس، جمع نفس بجائے کثرت

ذات۔ روح۔ دل۔ جی۔

(سرکشی کردید۔ تکبر کیا تم نے)

اِسْتَکْبَرْتُمْ، ماضی ج ح الاستکبار

گردن کشی کرنا۔ اپنے کو غیر سے بڑا سمجھنا۔ غیر کو حقیر جاننا۔ مصدر استفعال

اِسْتَکْبَرَ۔ یَسْتَکْبِرُ۔ مُسْتَکْبِرٌ

اِسْتَکْبِرْ۔ لَا تَسْتَکْبِرْ۔

استکبرتم

۱۲۔ ھوی بالکسر بمعنی اَحَبَّ وھَوٰی بالفتح بمعنی سقط یقال ھوی بالکسر اذا احب ومصدرہ ھوی بالقصر وبالفتح اذا سقط ومصدرہ ھوی بالضم یقال ھوت العقاب اذا انقضت لغیر الصید واھوت اذا انقضت للصید اسجگہ ھوی بمعنی محبت ہے اور محبت سے تعبیر کرنیکا یہ فائدہ ہے تاکہ ظاہر ہو کہ انکے نزدیک رد وقبول شئے کا مدار انکی نفسانی خواہشوں کی موافقت وعدم موافقت ہے۔ پس جس چیز کو انکے نفس قبول کر لیتے ہیں اسکو مان لیتے ہیں اور جسے وہ قبول نہیں کرتے یہ اسکو

ابن کثیر بیضاوی ۱۲

(فَفَرِیْقًا كَذَّبْتُمْ) پس گروہے را بدروغ نسبت میکردید یا دروغ گو داشتید۔ پس ایک فرقہ کو جھٹلایا تم نے)

ف[1]، تفصیلیہ یا سببیہ و تعقیبیہ

فَرِیْقٌ، جماعت و گروہ جمع فُرُقٌ اَفْرُقَاءُ۔

كَذَّبْتُمْ، جھٹلایا تم نے ماضی ج ح

التکذیب جھٹلانا مصدر تفعیل۔ كَذَّبَ۔ یُكَذِّبُ۔ مُكَذِّبٌ۔ كَذِّبْ۔ لَا تُكَذِّبْ۔

(وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ) و گروہے را بکشتید۔ اور ایک جماعت کو مار ڈالا تم نے)

تَقْتُلُوْنَ، مضـ ج ح بمعنی ماضی ذکر بلفظ المضارع علی حکایۃ الحال الماضیۃ استحضارًا لها فی النفوس و مُراعاۃً للفواصل۔

(وَقَالُوْا) بگفتند کہ دلہائے ما۔ اور کہا انہوں نے کہ ہمارے دل)

قَالُوْا، مضـ ج غ قلوب جمع قلب۔

(قُلُوْبُنَا غُلْفٌ) در غلاف یا پردہ است غلاف یا پردہ میں ہے)

غُلْفٌ[2]، جمع اغلف مثل حُمْرٌ بسکون میم کہ احمر کی جمع ہے۔ اور وہ اشیاء مراد ہیں جو ڈھپی ہوئی ہیں۔

۱۔ ف۔ اگر تکذیب اور قتل استکبار پر مرتب ہیں یعنی استکبار ان کا سبب اور علت ہے تو فا سببیہ ہے۔ اور اگر یہ دونوں عین استکبار ہیں تو اس وقت یہ فا تفصیل کے لئے ہوگی ۱۲

۲۔ غلف۔ جمع اغلف اسی تقدیر پر قلوب غلف وہ دل ہیں جن پر فطرتًا اس قسم کا پردہ اور حجاب چھایا ہوا ہے کہ جسکی وجہ سے وہ بالکل ڈھپے ہوئے ہیں اور باہر سے وہاں تک کلام کا اثر نہیں پہونچ سکتا۔ اور یا غلف دراصل بضم لام ہے اس تقدیر پر قلوب غُلُف وہ دل ہیں جو دوسری چیز کو اپنے میں نہ لیں خواہ وہ انکے کام نہ آئے خواہ وہ اس سے مستغنی ہوں۔ گویا وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارے قلب علوم معارف توریت سے لبریز ہیں اب اس میں کسی دوسرے علم کی گنجائش نہیں اور ہم مستغنی ہیں۔

ویا غُلُف در اصل بضم لام ہے جمع غلاف بمعنی پردہ وپوشش اور ضمہ لام تخفیف کے لئے ساقط ہوگیا ہے۔

بَل لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ

(بلکہ لعنت کردہ است خدا ایشاں را بلکہ لعنت کی ہے اُن پر خدا نے یا یوں نہیں۔ لعنت کی ہے خدا نے اُنپر۔

بَل[۱]، اضرابیہ۔ یا مظہر ترقی۔

لَعَنَ۔ لعنت کی ہے پھٹکارا ہے اسنے۔ ماضی ا ـ ع۔ اَللَّعْنُ۔ واللَّعْنَۃُ نفرین کرنا۔ ہٹا دینا رحمت اور نیکی سے دور کردینا مصدر۔ ف ف

لَعَنَ۔ یَلْعَنُ۔ لَاعِنٌ۔ مَلْعُوْنٌ۔ اِلْعَنْ۔ لَا تَلْعَنْ۔

بِكُفْرِهِمْ

(بسبب کفر ایشاں۔ اُنکے انکار کرنے کے سبب سے)

ف، سببیہ۔ مظہر سببیت لعن عدم ایمان کے لئے کُفر، انکار و احسان ناماننا۔

فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ

(پس اندکے ایمان می آرند۔ پس تھوڑے ایمان لاتے ہیں۔

قَلِیْلٌ۔ اندک ضد کثیر۔ ما زاید مظہر توشیع عموم۔ یُؤْمِنُوْنَ۔ مضـ ج ـ ع

وَلَمَّا جَاءَهُمْ

(و آنگہ کہ آمد بایشاں۔ اور جب آئی انکے پاس۔ آپہنچی انکو۔

لَمَّا، حرف شرط۔ اصل لم۔ ما) جاء ماضی ا ـ ع

كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللّٰهِ

(کتابے از نزد خداوند۔ اللہ کی طرف سے کوئی کتاب۔ یا اللہ کی کتاب)

کتاب نکرہ یعنی کوئی کتاب۔ یا کتاب معین و نکارت مظہر عظمت و مراد سچی اور واضح کتاب۔ یا مجموعہ احکام۔

مِن، ابتدائیہ۔ یا بیانیہ۔

مُصَدِّقٌ

(باور کنندہ یا باور دارندہ۔ سچّا نے والی۔ سچا کرنے والی۔

مُصَدِّقًا، اسم فاعل

---

[۱] بل اضرابیہ حرف مضمون سابق سے اعراض اور مابعد کی اثبات کے لیے موضوع ہوا ہے ترجمہ یوں نہیں جیسے تم کہتے ہو بلکہ ہم نے تمہاری قوت انفعالی کو سلب کرلیا ہے جسکے باعث تم اس نعمت سے محروم ہو ۱۲

(کہ بایشاں است - اس چیز کی جو اُنکے پاس ہے -)

ل، زائدہ حملہ فعل - مَا، موصولہ - مع اسم ظرف -

(و بودند پیش ازیں - اور تھے وہ پہلے اس سے)

کانوا، ماضی - ج - غ - ناقص اس کا ربط فعل یستفتحون سے ہے -

(اے کانوا یستفتحون - طلب فتح میکردند - فتح مانگتے تھے)

کانوا یستفتحون، ماضی - ج - غ - استمراری

الاستفتاح طلب فتح و نصرت اور مدد مانگنا مصدر استفعال -

اِسْتَفْتَحَ - یَسْتَفْتِحُ

مُسْتَفْتِحٌ - اِسْتَفْتِحْ - لَا تَسْتَفْتِحْ

(برآنانکہ کافراں اند - اُن لوگوں پر کہ کافر ہیں)

کَفَرُوْا، ماضی - ج - غ - کفر کیا اُنہوں نے

ا - ہمزہ استفہام - کلما، شرطیہ

جَاءَ، فعل - رسول - فاعل

یستفتحون - یعنی مصائب وتکالیف کیوقت کہا کرتے تھے اللّٰھم انا نسئلك بحق نبیك المبعوث فی اٰخر الزمان ان تنصرنا الیوم علی عدونا اس صورت میں سین طلب کے لئے ہے اور فتح متضمن معنی نصرۃ ہے بوجہ صلہ علی - یا یستفتحون بمعنی یفتحون علیہم ماخوذ ہے قول عرب فتح علیہ اذا علمہ سے مثل آیت اتحدثونھم بما فتح اللّٰہ علیکم اور معنی یہ ہیں مشرکین خوب جانتے ہیں کہ ایک نبی مبعوث ہونیوالا ہے اور اسکی بعثت کا زمانہ بہت ہی قریب ہے اس تقدیر پر سین زائدہ مبالغہ کے لئے ہے کانھم فتحوا بعد طلبہ من انفسھم والشئ بعد الطلب ابلغ وھو من باب التجرید جردوا من انفسھم اشخاصا وسألوھا الفتح کقولھم استعجل کانہ طلب العجلۃ من نفسہ ویؤل المعنی الی یا نفس عن قریب المشرکین ان نبیاً یبعث منھم وقیل یستفتحون بمعنی یستخبرون عنہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھل لہ مولود وصفتہ

(حاشیہ: یستفتحون - وکانوا من قبل - بما معھم - کانوا یستفتحون علی الذین کفروا)

کُمْ، .... مفعول
ب۔ مَا، .... موصولہ
لَاتَھْوٰی، .... فعل
اَنْفُسُکُمْ، .. فاعل
اِسْتَکْبَرْتُمْ، جملہ فعلیہ جزا
ف۔ فَرِیْقًا، .. مفعول مقدم
منہم محذوف، ... ظرف
کَذَّبْتُمْ، .... فعل با فاعل
و۔ فَرِیْقًا منہم تقتلون، جملہ معطوف علی ما سبق۔
وقالوا، .... فعل مع الفاعل
قُلُوْبُنَا، .... مبتدا
غُلْفٌ، .... خبر
اے قتلتم قائلین قلوبنا غلف
ویا جملہ استینافیہ اور یا عطف ہے۔

استکبرتم پر یا کذبتم پر اور تفسیر ہے اشتکبار کی۔
بل اضرابیہ۔ لَعَنَ، فعل،
اللہ، فاعل، ھم، مفعول
بکفرھم، .... ظرف لغو
ف، قلیلاً، .... حال مقدم
ما، زائد۔ یؤمنون فعل مع الفاعل
اے فیؤمنون حال کونھم اقل قلیل۔ ویا قلیلاً۔ صفت مفعول مطلق محذوف۔
اے لم یؤمنوا الا ایماناً قلیلاً وذٰلک ھو ایمانھم ببعض الکتٰب ویا قلیلاً منصوب بنزع خافض اے یؤمنون بقلیل مما وجب الایمان بہ۔

۵۶ افکلما الخ جملہ شرطیہ یہ مسبب ہے ولقد اٰتینا کا اور ہمزہ درمیان سبب ومسبب کے اظہار توبیخ کے لئے لایا گیا ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے ولقد اٰتینا موسیٰ الکتٰب وانعمنا علیکم کذا وکذا لتشکروا بالتلقی بالقبول فعکستم بان کذبتم اور یا یہ جملہ ابتدائیہ ہے اور حرف فا عطف ہی جملہ مقدر پر کانہ قیل انعلتم ما فعلتم فکلما جاءکم۔

و۔ لما، شرطیہ جاء ... فعل
ھم، مفعول ذو الحال۔ وکانوا الخ حال
کتٰب، ... موصوف
من عند اللہ، متعلق نازل صفت (۱)
مصدق، اسم فاعل صفت (۲)
لما معھم، متعلق ظرف
انکرو وہ محذوف یا لما جاءھم ما عرفوا الخ ... جزا
وکانوا ... فعل ناقص مع اسم
من قبل، جار مجرور ظرف لغو
یستفتحون، فعل مع الفاعل
علی، ... جار
الذین، ... موصول
کفروا، جملہ فعلیہ صلہ
اسے جاءھم وقد کانوا یستفتحون
من قبل ویا کانوا من قبل الخ جملہ معترضہ

میان شرط و جزا۔
لما، شرطیہ۔ جاء، فعل
ھم، ... مفعول
ما، ... موصولہ
عرفوا، ای یعرفونہ صلہ } فاعل } شرط
کفروا بہ، ... جزا
جملہ شرطیہ جواب لما جاءھم کتاب الخ
۲ زجاج کہتے ہیں کہ لما اول کا جواب
محذوف ہے اسے کذبوا اور لما ثانی
مع جواب اور جملہ وکانوا من قبل الخ
معطوف ہیں لما جاءھم کتٰب الخ پر
جملہ اولی دلالت کرتا ہے انکی معاملت
بالکتاب پر اور جملہ ثانی معاملت بالرسول
مستفتح پر۔ ابو البقاء کہتے ہیں کہ جملہ کفروا
ہر دو لما سے جواب ہے اور عبارت میں حذف
نہیں کیونکہ مقتضا دونوں کا ایک ہی ہے
لیکن بعض نے منع کیا ہے

ف۔ وَلَقَدْ اٰتَینَا الخ ان آیات میں اُن سلوک کا بیان ہے جو بنی اسرائیل
اپنے قومی بزرگون کے ساتھ کرتے آئے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
یہ لوگ کبھی نہ کسی مذہب کے چنداں پابند رہے ہیں نہ انھوں نے کسی
پیغمبر کی سچے دل سے اطاعت کی ہے۔ پس ان کا یہ کہنا بالکل لغو ہے کہ ہم

خاندان نبوت کی یادگار ہیں۔ ہمارے آباؤ اجداد جنکی شریعت اور مذہب کے ہم پیرو ہیں۔ یا جن کے ہم نام لینے والے ہیں وہ ہمیں عذاب سے چھڑالیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اے یہود محمد صلعم نہ سہی۔ اسرائیلی پیغمبروں میں سے وہ کونسا پیغمبر ہے جسکے ساتھ تمنے کوئی نیک سلوک کیا ہے۔ جسپر تمھیں شفاعت کا اعتماد ہے۔ خود حضرت موسیٰ جنھیں واضح دلائل کے علاوہ کتاب بھی دیگئی تھی۔ کبھی تم نے اپنی رضا و رغبت سے ان کی اطاعت نہ کی تمہاری بہتری اور صلاحیت کی امید پر گو انہوں نے مصیبتیں سہیں۔ تکلیفیں جھلیں مگر تم اپنی ڈھٹائی سے باز نہ آئے۔ انکے فوت ہو جانے کے بعد اس شریعت حقہ کے زندہ اور قائم رکھنے کے لیئے پھر ہمنے کئی پیغمبر بھیجے۔ حق گو علماء قائم کیئے۔ مگر تم نے کسی کو نہ مانا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ وہ شریعت حقہ اور توریت مقدس کی تعلیم دیتے ہیں۔ شریعت کی پابندی کو لازم ٹھہراتے ہیں۔ کفر و شرک کے رسوم سے منع کرتے ہیں تم انکے دشمن بن گئے۔ جان بوجھ کر جھٹلانے لگے۔ پھر ہم نے ایک عرصہ کے بعد عیسیٰ بن مریم کو نئی شریعت اور کتاب دیکر بھیجا۔ تم نے اسکو بھی نہ مانا انہیں تکلیفیں دیں۔ ملک سے نکالا۔ اور اپنے خیال کیموافق دار پر کھینچا۔ اے یہود گویا یہ تمہاری عادت اور عام دستور ہو چکا ہے۔ کہ جب کوئی پیغمبر ہماری طرف سے احکام لاتا ہے جو تمہاری مرضی کے خلاف ہیں تو اُن سے اعراض کر لیتے ہیں انہیں جھٹلاتے ہیں۔ ناحق قتل کر ڈالتے ہیں۔ پس یہی تمہارے قومی پیغمبر تھے جنکی اطاعت اور اتباع شریعت کا آج تمھیں دعویٰ ہے۔ جو محض غلط اور بے سود ہے۔

ف۲۔ ولما جاءھم کتب الخ اطراف مدینہ منورہ و خیبر کے رہنے والے یہود پر جب کبھی کوئی دشمن چڑھ آتا یا کوئی اور سخت تکلیف انہیں پوہنچتی تو حصول نجات کے لئے تورات مقدس کی اس پیش گوئی پر یقین کرکے جو جو نبی آخرالزماں کی نسبت دی گئی تھی یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔(اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ بِحَقِّ النَّبِی الْاُمِّیِّ الَّذِی وَعَدْتَنَا اَنْ تُخْرِجَہ لَنَا فِی اٰخِرِالزَّمَانِ۔ وَبِکِتَابِکَ الَّذِی تُنَزِّلُ عَلَیْہِ اٰخِرًا یُنَزِّلُ اَنْ تَنْصُرَنَا عَلٰی اَعْدَائِنَا) اے بارخدا ہم اس محترم نبی امّی کا واسطہ دیکر سوال کرتے ہیں جن کی بعثت کا تونے ہمسے وعدہ کیا ہے۔کہ وہ آخرزماں میں ہماری اصلاح کے لئے قایم ہونگے اور منزل کتابوں میں سے اس آخری کتاب کا واسطہ دیتے ہیں جو تو ان پر نازل فرمائیگا ہمیں دشمنوں پر فتحیاب کر۔اور ناگہانی مصائب سے محفوظ رکھ۔چنانچہ روایت میں ہے کہ یہ آیت انصار اور انکے ہمسایہ یہود کے باب میں نازل ہوئی ہے انصار کہتے ہیں کہ یہود سے جب ہمارا مقابلہ ہوتا اور وہ تنگ آجاتے تو کہتے عنقریب آخرزماں ایک پیغمبر مبعوث ہونیوالا ہے۔ہم اسکے ساتھ ملکر تمھیں عاد و ارم کی طرح قتل کریں گے اور اپنا بدلہ لیں گے۔اُن کے کہنے پر ہم منتظر ہی تھے کہ سرور کائنات فخر موجودات نبی آخرالزمان محمّد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ظہور ہوا۔ہم انصار نے تو غنیمت سمجھ کر فوراً آپ کی اطاعت کرلی اور یہود نے جان بوجھ کر انکار کردیا۔جب ہمنے اُن سے ملامت کی تو۔کہنے لگے یہ وہ موعود نبی نہیں ہے۔پس ارشاد ہوتا ہے کہ وہ اس دعوے میں سراسر جھوٹے ہیں

انہیں یقین ہے کہ بیشک یہ وہی موعود نبی ہے جسکے مبارک نام کا واسطہ دیکر ہم دعا مانگا کرتے تھے اور وہ مستجاب ہوتی تھی۔ پس ایسے منکرون پر اللہ کی پھٹکار ہے۔ اور وہ بہت ہی برا کرتے ہیں کہ خواہ مخواہ ہماری بھیجی ہوئی سچی کتاب کو جھٹلاتے ہیں اور شریعت حقہ سے انکار کرتے ہیں۔ اور ان کا انکار کسی شبہہ سے نہیں بلکہ محض اس حسد اور عناد سے ہے۔ کہ خداوند مختار نے ہمیں چھوڑ کر قریش میں سے ایک شخص کو کیوں مشرف کیا ہے۔ اور آخر کار اسی حسد کے مارے وہ راندۂ درگاہ ہوگئے ہیں۔

عن ابن عباس ان یهودًا کانوا یستفتحون علی الاوس[۵] والخزرج۔ بر

۵۔ اوس وخزرج یہ دونوں قبیلے حارثہ بن ثعلبہ العنقاء بن عمرو کی اولاد سے ہیں۔ مورخین لکھتے ہیں کہ قبل از واقعہ سیل عرم وظہور مسیح علیہ السلام عمران بن عامر رئیس قوم سبا کسی ایک معاملہ میں اپنی قوم سے ناراض ہو کر اپنے خاندان سمیت مارب سے نکل آیا اور عمان میں آکر قیام پذیر ہوا۔ اور اس کا بھتیجا ثعلبہ العنقاء بن عمرو بن عامر ماء السماء حجاز میں ثعلبیہ وذی قار کے درمیاں آکر ٹھہرا اور پھر آہستہ آہستہ مدینہ میں آپہونچا۔ جہاں متفرق طور پر یہود آباد تھے آتے ہی اسنے یہود سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی بالآخر لڑ جھگڑ کر مدینہ یہود سے خالی کرالیا اور خود اس کا مالک بن بیٹھا شہر کو چھوٹے چھوٹے قلعوں سے محفوظ اور اطراف کھجور کے باغوں سے آراستہ کرکے فارغبالی سے رہنے سہنے لگا۔ ثعلبہ سے اس کا بیٹا حارثہ اور اس سے اوس و خزرج دو بیٹے پیدا ہوئے۔ تمام انصار مدینہ انہیں دونوں بھائیوں کی اولاد ہیں۔

(خلاصہ تواریخ)

برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل مبعثہ فلما بعثہ اللہ
من العرب کفروا بہ وجحدوا ما کانوا یقولون فیہ فقال معاذ
بن جبل وبشر ابن البراء وداؤد بن سلمۃ یا معشر الیہود اتقوا
اللہ واسلموا فقد کنتم تستفتحون علینا بمحمد ونحن اہل
شرک وتخبرونا بانہ مبعوث وتصفونہ بصفتہ فقال سلام
بن مشکم احد نبی النضیر ما جاءنا بشئ نعرفہ وما ھو بالذی
کنا نذکر لکم فانزل اللہ لما جاءھم کتب الخ (اسباب)

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ

پس ہرگاہ آمد بایشاں آنچہ میدانستند منکر شدند ویرا پس لعنت

پس آیا انکے پاس جو کچھ پہچانا تھا کافر ہوئے ساتھ اسکے پس لعنت ہے

اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ

خدا است بران کافراں بد چیز است آنچہ فروختند عوض وی خویشتن را

اللہ کی اوپر کافروں کے برا ہے جو کچھ بیچا ہے بدلے اسکے جانوں اپنی کو

اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ

کہ کافر شوند بآنچہ فرود آوردہ است خدا بسبب حسد براں کہ فرود آوردہ

یہ کہ کفر کریں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری اللہ نے سرکشی سے اسپر کہ اتاری

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ

خدا برحمت خود بر ہرکہ خواہد از بندگان خود

اللہ فضل اپنے سے اوپر جسکے چاہے بندوں اپنے سے

فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ
پس بازگشتند بخشمے بالائے خشمے و کافراں راست عذاب
پس پھرے ساتھ غصے کے اوپر غصے کے اور واسطے کافروں کے ہے عذاب

مُّهِيْنٌ ﴿۸۵﴾
خوار کننده
رسوا کرنے والا

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا (پس ہرگاہ آمد بایشان آنچہ شناختہ بودند پس جب آیا انکے پاس وہ جسکو کہ جانتے تھے۔
ف، جزائیہ جاء، ماضی ما موصولہ
عَرَفُوْا، ماضی ج ع، اَلْمَعْرِفَةُ وَالْعِرْفَانُ پہچاننا واقف ہونا مصدر ف ک عَرَفَ۔ يَعْرِفُ۔ عَارِفٌ مَعْرُوْفٌ اِعْرِفْ۔ لَا تَعْرِفْ۔
كَفَرُوْا بِهٖ (منکر شدند وے را۔ انکار کیئے اس سے نہ مانا اسکو انہوں نے)
كفروا، ماضی ج ع ب صلہ و مرجع ضمیر کتاب و یا ما

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (پس لعنت خداست بر کافراں۔ پس خدا کی لعنت اور نفرت ہے کافروں پر۔
ف، ترتیبیہ والمعنی حلول لعنت ان پر بسبب انکے کفر کے ہے۔
لعنت، نفرین و بعد و پھٹکار، اصل مصدر مضاف بفاعل۔
الكٰفِرِيْنَ، ال جنسی و مراد جملہ کافر و مشرک یا عہدی و مراد وہ کافر جو مخاطب ہیں۔
بِئْسَمَا (بد چیزے است آنچہ برا ہے وہ جو
بِئْسَ[1]، فعل ذم۔ ما، نکرہ موصوفہ

[1] بئس یہ فعل افعال مدح وذم سے ہے۔ جو ذات کی حقارت و برائی یا تعریف و مدح کو بیان کرتے ہیں

اشتروا بہ

ویا غیر موصوفہ ومنصوب بوجہ تمیز۔
یا موصولہ واسم بئس۔

(کہ بفروختند بعوض وے۔ جسکے عوض انہوں نے بیچ ڈالا۔)[۵]

اشتروا، بمعنی شروا۔ من قبیل مزید بمعنی مجرد ماضی ج ع الاشتراء خرید وفروخت کرنا۔ مصدر۔

بہ، ب، عوضیہ ومرجع ضمیر (کفر)

انفسہم

(خویشتن را۔ اپنی جانوں کو۔) حظ انفسہم الاخروی (بحذف مضاف)

ان یکفروا

(کہ کافر شوند۔ یہ کہ کفر کریں۔

ان یکفروا، مضارع ج ع منصوب

بما انزل اللہ

(بآنچہ نازل فرمودہ است خدا۔ اس شئے کے ساتھ یا اس سے جو اتارا ہے خدا نے)

ما، موصولہ۔ یا نکرہ موصوفہ **انزل** ماضی ا س ع

بغیا

(بحسد۔ حسد یا سرکشی کی وجہ سے)

البغی، طلب کرنا۔ لیکن یہاں پر بمعنی طلب خاص ہے یعنی اس شے

ف ۴ بقیہ صفحہ ۴۵۴ — دوسرے فعلوں کی طرح یہ افعال بھی دو اسم چاہتے ہیں۔ پہلے کو فاعل اور دوسرے کو مخصوص بالمدح یا بالذم کہتے ہیں اور اس کی گردان نہیں ہوتی یعنی اس سے واحد تثنیہ اور جمع وغیرہ نہیں بنتے ۱۲

ف ۵ اشتروا بمعنی شروا من قبیل مزید بمعنی مجرد اے باعوا انفسہم مثل آیت وشروہ بثمن بخس اے باعوہ اس تقدیر انفس مبیع ہے اور کفر وحسد ثمن وقیمت۔ لیکن بعضوں نے کہا ہے کہ اشتراء وابتیاع لغت عرب میں خرید کے ساتھ خاص ہیں جیسے بیع وشراء وفروخت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور مطلب آیت یہ ہوگا۔ کہ یہود سے جو نصرت واتباع دین پیغمبر آخر الزمان کا وعدہ اور عہد لیا گیا تھا گویا ان کی جانیں اس عہد میں گرو تھیں۔ پس انہوں نے جو بعوض کفر وحسد اپنی مرہون جانوں کے خرید کرنیکا ارادہ کیا ہے بہت ہی برا قصد ہے اور درحقیقت مرہون شے کا چھڑانا اس کا خرید ہی کرنا ہوتا ہے ۱۲

کی طلب جسکی وہ مستحق نہیں اور نہ
وہ شے اُنکے حقوق خاصہ سے
ہے۔ لہذا کہا جاتا ہے۔ کہ یہ فعل
ان کا محض حسد سے تھا
(بآں کہ فرود آورد خدا۔ اسپر
کہ اُتارا خدا نے)

اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

اَنْ تینزل، مض ا۔ع معضوب
(از فضل خود۔ اپنی رحمت سے)
مِن، ابتدائیہ یا بیانیہ اے شیأ
کان من فضلہ وھو الوحی و فی
الکشاف من فضلہ الذی ھو
الوحی۔
فضل، وحی۔ کلام۔ نبوت۔ امامت

عَلٰى مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ

(بر ہر کہ میخواہد۔ جسپر کہ چاہے۔)
مَن، نکرہ۔ موصوفہ یا موصولہ۔
یشاء، مض ا۔ع المشئة مصدر لہ
(از بندگان خود۔ اپنے بندوں سے)
مِن، بیانیہ اے من یختارہ
للرسالة۔

فَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ

عباد۔ جمع عبد۔ وہ شخص جسکے
افعال و اقوال کی باز پرس کیجائے
مثل غلام و ملازم و مطیع و فرمانبردار
عبادہ، اضافت عباد بضمیر
واجب تعالی اظہار تشریف کیلئے ہے
(پس بازگشتند بخشمے۔ پس ہو گئے
مستحق غضب اور غصہ کے)
ف، سببیہ۔ باؤا، رجوع ہوئے
یا مستحق ہوئے۔ یا بمعنی صاروا یعنی
ہوگئے ماضی ج۔ غ البوء، والبوء
رجوع ہونا۔ قصاص میں مساوی
اور رہنا ہونا۔ مصدر ف۔ ض اجوف
مھموز اللام۔ باء۔ یبوء۔ باءٍ
مبوء۔ بوء۔ لا تبوء
ب، زائدہ یا حالیہ اے مغضوباً
علیھم۔
غضب، انتقام کے قصد یا
دفع مکروہ کے ارادہ سے دل کے
خون کا جوش میں آنا شرعاً اس سے

صرف انتقام مقصود ہوتا ہے بغیر شرط ثوران خون۔

علیٰ غضبٍ (بر غضب۔ غضب پر) یعنی غضب پر غضب اور غصہ پر غصّہ۔

وللکافرین (ومر ایں کافراں راست۔ اور کافروں کے لئے ہے۔ یا انہیں کے لئے ہے ل، مظہر تخصیص الکافرین۔ جمع کافر۔

عذابٌ مّھینٌ (عذابے خوار کنندہ۔ ذلیل اور خوار کرنے والا عذاب)

مُھین، بمعنی مذل اے عذاب یھانون فیہ۔ مھین

اسم فاعل مصدر الاہانۃ والہون بالضم

الترکیب

بئس، ..... فعل ذمّ

هو، ضمیر مستتر ... ممیز

ما، بمعنی شیٔ۔ موصوف

اشتروا بہٖ انفسہم صفت — تمیز

اَنْ یکفروا، فعل مع الفاعل

بِمَآ اَنْزَلَ اللہُ، ... ظرف لغو

بَغْیًا اَنْ یُنزِلَ اللہُ مفعول

مِنْ فَضْلِہٖ مفعول ینزل

— مخصوص بالذم / جملہ فعلیہ تمیز

ان یکفروا الخ مخصوص بالذم وبصیغہ المضارع لافادۃ الاستمرار علی الکفر

اور یا مخصوص بالذم۔ مخذوف موصوف

اشتروا بہ .... جملہ فعلیہ صفت — تمیز

ان یکفروا بہ، الخ

... بدل

یا بئس، فعل ھو ضمیر مستتر ممیز

ما، بمعنی شیئًا۔ .... تمیز

الَّذِیْ، محذوف ... اسم موصول

اشتروا بہ، ..... صلہ — مخصوص بالذم

اے بئس شیئًا الَّذِیْ اشتروا بہ

ب، جار

۱؎ غضبٍ علیٰ غضبٍ غضب در غضب میں گرفتار ہونے کے یہ معنی ہیں کہ یہود اپنی بداعمالیوں کے باعث مبتلائے غضب الٰہی تو تھے ہی دوسرا غضب یہ ہوا کہ انکی مرضی کے خلاف نبی آخر الزماں پر قرآن نازل ہوتا ہے اور یہ اُسے دیکھ نہیں سکتے۔ اور مارے حسد کے جلے جاتے ہیں ۱۲

ما، ... مجرور ... موصولہ
انزل، ... فعل
اللہ، ... فاعل } صلہ
بَغۡیًا، ... مصدر
ان ینزل، ... فعل
اللہ، ... فاعل
مِن، ... زائدہ
فضلہ، ... مفعول
ویامن فضلہ، متعلق
بکائنًا صفت
شیئًا، محذوف، موصوف

۵یعنی کفران کا محض بوجہ عناد ہے۔ جو نتیجہ حسد کا ہے نہ جہل کا اوریا مصدر ہے فعل محذوف کا اے بغوا بغیًا وان ینزل اللہ مفعول لہ ہے یعنی کیلئے اے حسدًا لاجل تنزیل اللہ و یا منصوب بنزع خافض متعلق بہ بغی اے حسدًا علیٰ ان ینزل اللہ اور کہاہے کہ بغی طلب شخص مالیس لہ

دو مفعول چاہتاہے اور مفعول ثانی کی طرف کبھی بنفسہ اور کبھی بواسطہ لام متعدی ہوتاہے پس اس کا مفعول اول حضرت ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم محذوف ہیں بوجہ تعین آپکے اور بوجہ دلالت کرنے اوپر اس امر کے کہ حسد فی نفسہ مذموم ہے خواہ کوئی ہو اور جملہ ان ینزل مفعول ثانی ہے۔ ۱۲ معانی

عَلیٰ، جار۔ مَن، نکرہ موصوفہ یا موصولہ
یشآءُ، ... فعل مع الفاعل
مِن عبادہ، متعلق کائنًا حال
نزولہ، محذوف ذوالحال

اے بغیًا ان ینزل اللہ علیٰ من یشآء الخ

اشتروا، ... فعل بافاعل
بِہ، ... ظرف لغو
انفسہم، ... مفعول
یا- اشتروا- ... فعل بافاعل
ب، جار-

ہ، ..... مبدل منہ
ان یکفروا بہ، بدل
انفسہم، .... مفعول
بطرز دیگر- بئس، ... فعل ذم
ھو، ...... ضمیر فاعل
ما، بمعنی شئے، موصوف
جملہ اشتروا بہ انفسہم، صفت
ھو، ..... مبتدا محذوف
اَن یکفروا، ... خبر
ویا- ما، نکرہ موصوف
جملہ اشتروا بہ انفسہم- صفت
ان یکفروا } جملہ فعلیہ خبر
ھو، محذوف مبتدا
ویا- مَا، ... موصولہ
اشتروا بہ، صلہ
ان یکفروا، جملہ فعلیہ مخصوص بالذم

ف، باؤا، ... فعل مع الفاعل
ب، .... زائد
غضب، ... موصوف
علیٰ غضب متعلق کائن صفت
اے رجعوا مغضوبین بغضب
علیٰ غضب اے متلبسین بغضب
کائن علیٰ غضب مستحقین لہ
حسبما اقترفوا من الکفر والحسد
ویا صاروا احقاء غضب علی
غضب بسبب اشتراءھم
الکفر بانفسہم-
للکافرین، متعلق ثابت خبر
عذابٌ، موصوف
مہینٌ، ... صفت

ف- بئسما الخ قرآن شریف کی دوسری آیت کل امرءٍ بما کسب رھین
وکل نفس بما کسبت رھینۃ" اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ ہر ایک شخص اپنے
اعمال کے عوض میں گرو ہے جس نے نیک عمل کیئے اسنے اپنے آپ کو خلاصی

دی لیکن یہود کا عمل اسکے برخلاف ہے انہوں نے معاوضہ رہن پیغمبر آخرالزماں کی ساتھ کفر اور شریعت اسلامیہ سے انکار کرنے کو سمجھ رکھا ہے۔ اور یہ انکی سخت غلطی ہے اسلئے کہا گیا۔ کیا ہی برا معاوضہ ہے جسکے بدلے یہود نے اپنے آپکو خرید کیا ہے کہ جب خداوند اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنے فضل سے وحی بھیجے تو یہ لوگ حسد کے مارے اس کتاب سے انکار کرتے ہیں اور اسکے احکام کی تعمیل محض عناد سے نہیں کرتے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا

وچوں گفتہ شود ایشانرا ایمان آرید بآنچہ فرود آوردہ است خدا گویند

اور جب کہا جاتا ہے واسطے انکے ایمان لاؤ ساتھ اسکے کہ اتارا ہے اللہ نے کہتے ہیں

نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ

ایمان می آریم بآنچہ فرود آوردہ شد برما وایشاں کافر می شوند بآنچہ بجز وے است

ایمان لاتے ہیں ہم ساتھ اس چیز کے جو نازل ہوئی اوپر ہمارے اور کفر کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ سوائے اسکے ہے

وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ

واو راست است باور کنندہ آنچہ بایشاں است پس بگو چرا میکشتید

اور وہ سچ ہے سچا کرنے والا اسکو جو ساتھ انکے ہے کہہ پس کیوں مار ڈالتے تھے تم

اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ

پیغمبران خدا را پیش ازیں اگر مومن بودید و

پیغمبروں اللہ کے کو پہلے اس سے اگر ہو تم ایمان والے اور

لَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ

هر آئینه آمد بشما موسیٰ به نشانهاے روشن پس گرفتید گوساله را

البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس موسیٰ ساتھ دلیلوں کے پھر پکڑا تم نے بچھڑے کو معبود

مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا

پس از وے و شما ستمگار بودید و آنگاه که گرفتیم

پیچھے اسکے اور تم ظلم کرنے والے ہو اور جب لیا ہم نے

مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا

پیمان شما و برداشتیم بالاے شما طور را گفتیم بگیرید

عہد تمہارا اور اٹھایا ہمنے اوپر تمہارے پہاڑ کو پکڑو جو کچھ دیا

مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا

آنچه دادیم شمارا بقوت و بشنوید گفتند شنیدیم

ہمنے تمکو زور سے اور سنو کہا انہوں نے سنا ہمنے

وَعَصَيْنَا وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ

و نافرمانی کردیم و در خورد کرده شد در دلہاے ایشان دوستی گوساله را بسبب کافر بودنشان

اور نہ مانا ہمنے اور پلائی گئی بیچ دلوں انکے کے محبت بچھڑے کی بسبب کفر انکے کے

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ (وچوں گفته شود ایشاں را- اور جب کہا جاتا ہے انکو)

قیل، ماضی مجہول بمعنی مضارع بوجہ اِذَا

آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللهُ (ایمان بیارید بآنچه فرستاده است خدا- ایمان لاؤ ان احکام پہ جو معین کیئے ہیں یا نازل فرماتے ہیں خداوند نے)

اٰمنوا، ماضی جمع مذکر غائب، ب، زائد
ما، موصولہ
اُنْزِلَ، ماضی مجہول واحد مذکر غائب مصدر الانزال

قالوا نؤمن (بگویند ایمان می آریم۔ کہتے ہیں ہم مانتے ہیں۔ ایمان لاتے ہیں) لے، تستر علی الایمان بالتوراۃ۔

قالوا، ماضی جمع مذکر غائب، نُؤْمِنُ مضارع جمع متکلم

بما انزل علینا (بآنچہ فرو فرستادہ شدہ است بر ما۔ اسپر جو ہمارے پر نازل کیا گیا ہے)
ب، زائد۔ ما، موصولہ۔
اُنْزِلَ، ماضی مجہول واحد مذکر غائب الانزال، اُتارنا اوپر سے نیچے لانا مصدر۔
اِفعال۔ اَنْزَلَ، یُنْزِلُ۔ مُنْزِلٌ۔ مُنْزَلٌ۔ اَنْزِلْ۔ لَا تُنْزِلْ۔
نا، ضمیر جمع متکلم مجرور۔

ویکفرون بما وراءہ (و ایشاں کافر می شوند بآنچہ سوائے کتاب ایشاں است۔ انکار کرتے ہیں۔ یا کفر کرتے ہیں ساتھ اسکے جو توراۃ کے بعد نازل ہوا ہے)

یکفرون، مضارع جمع مذکر غائب، ب، زائد
ما، موصولہ۔

وراءہ، اصل مصدر ہے کیونکہ مواراۃ و تواری اس سے ماخوذ ہیں اور مزید فرع مجرد ہے مگر مجرد سے کوئی فعل مستعمل نہیں اور اس کا استعمال ظرف مکان میں ہوتا ہے لیکن جب اسکی اضافت فاعل کی طرف ہوتی ہے۔ تو مکان پس پشت فاعل مراد ہوتا ہے جو اُسے ڈھانک لے۔ اور باضافت مفعول مکان پیش روئے مفعول مقصود ہوتا ہے لیکن بعض نے تصریح کی ہے کہ یہ تواراۃ و استتار سے ہے فما استتر عنک فھو وراءٌ خلفًا کان او قدامًا اذا لم تره فاما اذا رأیتہ فلا یکون وراءک۔
و مرجع ضمیر توراۃ بتاویل ما اُنْزِلَ۔

وھو الحق (و آں راست است اور وہ سچ ہے)
ھو، ضمیر راجع (بما وراءہ)

اَلْحَقُّ، سچ امر فی الواقع ضد باطل۔ یقین عدل۔ موجود و ثابت۔ صدق جمع حقوق
(تصدیق کنندہ۔ سچانے والا)
مُصَدِّقًا، اسم فاعل مصدر التصدیق
(بآنچہ با ایشاں ست۔ اس چیز کا یا ان احکام کا یا شریعت کا جوانکے پاس ہے)
ل، زائد۔ ما، موصولہ مع، اسم ظرف
(بگو پس چرا میکشتید۔ کہو کیوں مارڈالتے تھے۔)
قل، امر ح امر ف، جزائیہ جواب شرط مقدر۔
لِمَ۔ اصل (ل۔ ما لام جارہ وما استفہامیہ الف خبر و استفہام میں فرق ظاہر کرنے کے لئے حذف کیا گیا ہی مثل فیم و بم وعم کے
تقتلون، مضارع ج ح بمعنی ماضی حکایۃ
(پیغمبران خدا را۔ اللہ کے بھیجے ہوونکو)

انبیاء، جمع نبی وہ شخص جو بذریعہ الہام یا بذریعہ رویائے صادقہ حشر و نشر و مبدء و معاد وغیرہ امور غائبہ سے خبر دیتا ہے۔ اور شخص صاحب شریعت حقہ
(پیش ازیں۔ اس سے پہلے)
من، وقبلہ۔ قبل اسم ظرف زمان،
(اگر مومن بودید۔ اگر تم ایمان رکھتے تھے)
ان۔ حرف شرط۔ کنتم، ماضی ناقص ج ح
مؤمنین، جمع مومن۔ پیغمبر وقت کی اطاعت کرنے والے شریعت حقہ پر عمل کرنے والے۔
(و ہر آئینہ آمد بشما موسیٰ۔ اور آیا تمہارے پاس موسیٰ۔)
ل، زائد غیر عاملہ یا بمعنی قسم اے واللہ قد جاء
قد، موکد مضمون جملہ جاء، ماضی ا ح
(با دلائل واضحہ۔ دلائل قطعیہ کی ساتھ)
ب، بمعنی ملابستہ یا بمعنی مع یا مصاحبۃ
البینات، جمع بینۃ۔ عام دلائل

واضحہ و معجزات و یا ال عہدی و مراد آیات تسعہ (الطوفان - الجراد - القمل الضفادع - الدم - العصا - الید البیضا - فلق البحر - نتق الطور علی بنی اسرائیل

ثُمَّ (پس فراگرفتید - پھر ٹھہرالیا تم نے)

ثُمَّ، مظہر استبعاد -

اتخذتم، ماضی ج م الاتخاذ مصدر بنانا

الْعِجْلَ (گوسالہ را معبود - بچھڑے کو معبود)

العجل - ال عہدی و مراد گوسالہ مصنوعۂ سامری -

مِنْ بَعْدِهِ (از پس رفتن آں - میقات پر ہوئے کے جانے کے بعد)

اسے بعد مجیئہ او بعد ذھابہ الی میقات اور یا راجع ہے آیات کی طرف بحذف مضاف اے بعد تدبر الآیات اور یا عجل کی طرف اے بعد وجودہ اے عبد تم الحادث الذی حدث بحضرکم -

وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ (و شما ستمگار بودید - اور تم ظالم ہو)

ظالمون، جمع ظالم - حد سے بڑھ جانے والا شخص ظلم وضع الشئی فی غیر محلہ کو کہتے ہیں وفیہا تعریض بانہم صرفوا العبادۃ عن موضعہا الاصلی الی غیر موضعہا -

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ (و آں وقت کہ گرفتیم از شما وعدہ را - اور یاد کرو جب لیا ہم نے تم سے اقرار)

اخذنا، ماضی ج م مصدر الاخذ -

میثاق، اسم آلہ وہ شے جس سے مضبوطی و استحکامی حاصل ہو -

اصل مصدر - و مراد اقرار استوار -

وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ (برداشتیم بر شما طور را - اور اٹھایا ہم نے تمہارے اوپر پہاڑ -

و - رفعنا، ماضی ج م - الطور - کوہ موسیٰ یا نام پہاڑ -

خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ (بگیرید و آنچہ بشما دادہ ایم باحتیاط - اور کہا ہم نے لو جو دیا ہم نے تمکو زور سے

خذوا - امر ج م ما، موصولہ

اٰتَیْنٰا، ماضی ج م
(و بشنوید۔ اور سنو) اسمعوا بسماع القبول اور بعض وقت سمع سے قبول مراد لیجاتی ہے۔ مثل سمع اللّٰہ لمن حمدہ
اسمعوا، امر ج ح مصدر السمع
(بگفتند شنیدیم۔ اُنہوں نے کہا ہم نے سنا)
قَالُوا، ماضی ج غ سَمِعْنَا، ماضی ج م
السَّمْعَ سُننا مصدر ک ف سَمِعَ یَسْمَعُ۔ سَامِعٌ مَسْمُوعٌ، اِسْمَعْ لَا تَسْمَعْ
(و سر باز زدیم۔ اور نہ مانا ہمنے۔ یا چھوڑ دیا ہمنے)
عَصَیْنَا، ماضی ج م العصیانُ۔ وَالمَعْصِیَۃُ نافرمانی کرنا۔ اطاعت نکرنا مصدر ف ک ناقص عَصٰی یَعصِی عاصٍ مَعْصِیٌّ۔ اِعْصِ۔ لَا تَعْصِ
(و آمیختہ شد یا جائے گرفت یا در گرفتہ شد)

رچ رہا۔ جم گیا پلایا گیا اور یا شرب بمعنی شد سے ماخوذ ہے کہ جب اونٹ کی گردن پر زور سے کس کر رسی باندھتے ہیں تو کہتے ہیں اشربت البعیر گویا حب عجل یا صورت عجل انکے دلوں کے ساتھ زور سے پیوست کردی گئی ہے اور یا حقیقۃ شراب سے ماخوذ ہے۔
یہ عرب کی عادت ہے کہ بعض وقت حب و بغض کو شراب سے کنایۃ و استعارۃ ادا کرتے ہیں۔
و۔ عاطفہ یا استینافیہ یا حالیہ اشربوا ماضی مجہول
ماضی ج ع الاِشْرَابُ مخلوط کرنا۔ بھگونا۔ ملانا۔ مصدر افعال اَشْرَبَ، یُشْرِبُ مُشْرِبٌ، اَشْرِبْ، لَا تُشْرِبْ وَاُشْرِبَ، یُشْرَبُ، مُشْرَبٌ
(در دلہائے ایشاں گوسالہ۔ انکے دلوں میں بچھڑا)

ف۔ قالوا سمعنا و عصینا جواب و اسمعوا۔ کہ اسمعوا امر مشتمل دو امر دل پر ہے سماع کلام اللّٰہ اور قبول بالعمل پر پس انہوں نے کہا ہم اس کے ایک امر کی تعمیل کرتے ہیں اور دوسری سے ہمیں انکار ہے۔

قلوب، جمع قلب دل و نفس ناطقہ۔
العجل، اے حُبّ العجل۔ ال
قائمقام۔ مضاف محذوف مراد
گوسالہ سامری اور یا عجل سے مراد صورت
عجل ہے اور حذف نہیں۔
(بسبب کفر ایشاں۔ یا کافر بودن
ایشاں ان کے کفر کے سبب سے)
ب، (بسبب۔ بوجہ۔ بعلت)
یا، بمعنی مع اے مصحوبا بکفرھم
فیکون ذلك كفرا علی کفر۔
و۔ اذا، شرطیہ۔ قیل فعل
لھم، جار مجرور ظرف لغو
اٰمنوا،... فعل مع الفاعل
ب،.... جار
ما،... موصولہ
انزل اللہ، جملہ فعلیہ صلہ

اے اذا قیل لھم قول اٰمنوا بما
انزل اللہ قالوا نؤمن بما انزل علینا الخ
..... جزا
قالوا،... فعل مع الفاعل ذو الحال
نؤمن،.... فعل با فاعل
ب، جار۔ ما،... موصولہ
انزل، فعل ضمیر نائب فاعل
علینا،... ظرف لغو
و۔ یکفرون، فعل مع الفاعل
بما وراءہ وھو الحق الخ ظرف
ھو،....... مبتدا
الحق،...... خبر
۲ وراءہ اور یا حال ہے یکفرون کی
ضمیر فاعل سے اور جملہ حالیہ مقترنہ بالواو
کے لئے ایسی ضمیر کا ہونا لازمی ہے
جو اسکے ذو الحال کی طرف رجوع کرے

لہ ۔اے قالوا ذلك والحال انھم یکفرون بما وراءہ الخ یہ اسوقت ہو کہ مضارع مثبت مع الواو حال
واقع ہوسکتا ہو و یا قالوا ذلك وھم یکفرون بتقدیر مبتداء اور یا جملہ معطوفہ ہے اور اس کا
عطف قالوا پر ہو اور تعبیر بالمضارع حکایۃ حال کے لئے ہے استغرابا لکفر بالشئی بعد العلم بحقیقتہٖ

مثل جاء زید والشمس طالعۃ
اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے - وھو
مقارنون الحقیقۃ اے عالمون بہا
مُصَدِّقًا، ... اسم فاعل
ل، جار - ما، موصولہ
معھم، ... صلہ
اے احقہ مُصَدِّقًا - ویا اس کا
ذوالحال لفظ حق کے مصدری معنی
ہیں - اے ھُوَ الحَقُّ الثابتُ مصدِّقًا
قل، ... فعل با فاعل
ف، مظہر ترتیب - ل، تاکید
ما، ... استفہامیہ
تقتلون، فعل با فاعل
انبیاء اللہ، ... مفعول
من قبل، جار مجرور ظرف لغو
ان کنتم مؤمنین، شرط
موخر بمذہب کوفیین -
اے قل لھم ان کنتم مؤمنین
بالتوراۃ فلای شئ کنتم تقتلون
انبیاء اللہ من قبل وھو فیھا حرامٌ
اور یا قل الخ جواب ہے شرط محذوف
کا اور ان کنتم الخ شرط ہے محذوف
الجزاء کی اور تکریر تشدید وتہویل کے
لئے ہے -
وَلَقَدْ جَاءَ، فعل - موسٰی، فاعل
کم، ... مفعول
بالبیّنات، ... مفعول بہ
یا متعلق بملابسًا ... حال ہے فاعل کی
اے جاء بسبب اقامۃ البینات
ویا جاءکم ملابسًا بالبیّنات ویا ب
بمعنی مع - اے جاءکم ومعۃ البیّنات
یا جاءکم ذا بیّنات وحجّۃ
ثُمَّ اتَّخذتم، فعل با فاعل ذوالحال
العجل، مفعول(۱) الٰھًا، مفعول(۲)
من بعدہ، ... ظرف لغو
وانتم ظالمون، جملہ اسمیہ حال
اے اتخذ لتم ظالمین بعبادتہ او
اعتراضٌ بمعنی وانتم قومٌ عادتکم

الظلم وسیاق الآیۃ تنبیہٌ علی ان طریقتکم مع الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طریقۃ اٰباءکم مع موسیٰ علیہ السلام۔

واذ۔ اخذنا فعل با فاعل ذوالحال
میثاقکم، ...... مفعول
ورفعنا فوقکم الطور جملہ فعلیہ حال
خذوا، فعل با فاعل ذوالحال
مآ اٰتینٰکم، .... مفعول
بقوۃ، اے عازمین علی الجد حال
ویا حال ضمیر محذوف۔ اسے انیناکموہ بقوۃ

جملہ فعلیہ معطوف۔ جملہ مقولہ ای قلنا خذوا

قالوا، فعل مع الفاعل ذوالحال
سمعنا وعصینا، ہر دو جملہ مقولہ
واشربوا، فعل مع الفاعل
فی قلوبھم، ... ظرف
العجل، .... مفعول
بکفرھم، متعلق مختلطاً حال عن عجل۔

جملہ حالیہ مقولہ۔ جملہ فعلیہ مستانفہ

لہ جملہ مستانفہ یا ضمیر فاعل قالوا سے حال ہے
اسے قالوا ذالک وقد اشربوا فی قلوبھم
حب العجل۔ ویا جملہ مستانفہ کا مذ قیل
فماذا قالوا فقیل قالوا سمعنا وعصینا۔

لہ حال یا معطوف ہی سمعنا وعصینا پر

قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهٖٓ إِيْمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

ایشاں را بگو بد چیز است آنچہ میفرماید شمارا ایمان شما اگر ہستید

کہہ بُرا ہے جو حکم کرتا ہے تمکو ساتھ اس کے ایمان تمہارا اگر ہو تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ

از اہل ایمان بگو اگر ہست شمارا سرائے باز پسیں

ایمان والے کہہ اگر ہے واسطے تمہارے گھر آخرت کا

عِنۡدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنۡ دُوۡنِ النَّاسِ

نزدیک خدا بتخصیص بجز از مردمان دیگر

نزدیک اللہ کے خالص سوائے لوگوں کے

فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۸۹ وَ

پس آرزو کنید مرگ را اگر ہستید راست گو و

پس آرزو کرو تم موت کی اگر ہو تم سچے اور

لَنۡ يَّتَمَنَّوۡهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ

ہرگز آرزو نکنند او را ہیچگاہ بسبب آنچہ پیش فرستادہ است دستہائے ایشاں

ہرگز نہ آرزو کرینگے اسکو کبھی بسبب اسکے کہ آگے بھیجا ہاتھوں انکے نے

وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ ۹۰

وخدا دانا است بہ ستمگاران

اور اللہ جانتا ہے ظالموں کو

فَبِئۡسَ (آنگو بد چیزے است آنچہ۔ کہہ وہ برا ہے جو۔ یا برا ہے جو کچھ)

قل، امر ح امر بئس، فعل ذم ما، نکرہ موصوفہ۔

يَاۡمُرُكُمۡ بِهٖۤ اِيۡمَانُكُمۡ (کہ میفرماید بشما ایمان شما۔ جس چیز کا حکم کرتا ہے تمکو تمہارا ایمان)

یامر، امر ع مصدر الامر، بہ لے بالکفر والکذب۔

ایمان، پیغمبر وقت کی شریعت اسکے احکام اور اُس کے منجانب اللہ ہونے کو سچے دل سے یقیناً ماننا اور اسکے مجوزہ قانون کو اپنا دستور العمل

اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۔ قُلۡ اِنۡ کَانَتۡ لَکُمُ الدَّارُ الۡاٰخِرَۃُ عِنۡدَ اللّٰہِ خَالِصَۃً

بنانا۔

(اگر ہستید شما ایمان داراں۔ اگر تم مومنین ہو)

اِن، حرف شرط، کنتم، ماضی ج ح (بگو اگر ہست مر شمارا کہ اگر ہے تمہارے لئے)

قل، امر ح، کانت، ماضی غ

لکم، اسے مخصوص لکم۔

(سرائے آخرت۔ آخرت کا گھر یا آخرت کی آسایش) اسے لغیو دار الاٰخرۃ بحذف مضاف۔

دار، اصل دور (اٹھنے بیٹھنے کی جگہ)

اٰخرۃ، تانیث، اٰخر، صفات غالبہ سے ہے۔

(نزد خداوند بہ تخصیص۔ اللہ کے نزدیک خالص)

عند اللّٰہ۔ اسے فی حکمہ۔

خالصۃً[1]، خاص کر۔ حضوصاً اور خاص اس شے کو کہتے ہیں۔ جو اشتراک غیر سے بالکل پاک اور بری ہوتی ہے اور یا وہ جو ملاوٹ غیر سے پاک صاف کیجائے۔

مِّنۡ دُوۡنِ النَّاسِ

(بجز از مردمان دیگر اور لوگوں سے الگ)

من، بیانیہ، دون، یہ لفظ خصوصیت اور عدم شرکت غیر کے اظہار کیلئے لایا جاتا ہے۔

النّاس، ال، عوض ہمزہ عہدی ومعہود جملہ مردم۔ یا اہل اسلام

فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ

(پس آرزو کنید مرگ را۔ تو موت کی آرزو کرو۔ یا موت کی خواہش کرو)

ف، جزائیہ، تمنّوا، امر ح ج

التّمنّی آرزو کرنا دعا پڑہنا۔ مانگنا مصدر تفعّل ناقص۔ تمنّی۔ یتمنّی متمنٍّ۔ تمنَّ۔ لا تتمنَّ۔

---

[1] خالص مراد یہاں پر گناہ اور عذاب سے خالص ہوتا ہے یعنی دار آخرت اگر تمہارے لئے ہو یعنی نعیم دار ثواب ہے اور دار عذاب نہیں تو اسکی خواہش کرو۔

اِن کُنتُم صٰدِقِین

الموت، انقطاع حیات۔ اتمام عمر

(اگر ہستید شما راست گویاں۔ اگر تم سچ کہتے ہو)

ان، حرف شرط۔ کنتم، ماضی ج۔ح

صادقین، جمع صادق (وہ شخص جسکی بات اس واقع کے مطابق ہو جسکی وہ خبر دیتا ہے۔ وشخص نیک۔

وَلَن یَّتَمَنَّوهُ اَبَدًا

(وہرگز آرزو نکنند اورا ہیچگاہ نہ۔ اور ہرگز اسکی آرزو نہ کرینگے کبھی)

لن یتمنوا کبھی نہیں مانگیں گے

مضں نفی تاکید بولن۔ ج۔ع

اَبَدًا۔ وہ مدت جسکی ختم اور وہ زمانہ جسکا انجام معلوم نہو۔ یعنی آخر عمر تک

بِمَا قَدَّمَت

(بآنچہ پیش فرستادہ است۔ اس برائی سے جسکو وہ پہلے بھیج چکے ہیں۔)

ب، سببیہ۔ ما، موصولہ بحذف عائد یا مصدریہ۔

قدمت، ماضی مؤنث التقدیم ا۔ع

والتقدمة۔ پہلے ہونا یا پہلے کرنا

مصدر تفعیل قَدَّمَ۔ یُقَدِّمُ۔ مُقَدِّمٌ قَدِّمْ۔ لَا تُقَدِّمْ۔

اَیدِیھِم

(دستہائے ایشاں انکے ہاتھوں نے)

ایدی، جمع ید اسے بتقدیھ ایدیھو الشر۔

وَاللّٰهُ عَلِیمٌ بِالظّٰلِمِینَ

(وخدا دانا است۔ اور اللہ جانتا ہے)

علیم، دانا وجاننے والا صفت مشبہ

(بستمگاران۔ ظالموں کو۔)

ب، صلہ فعل

الظالمین، جمع ظالم۔ یعنی اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والا شخص

قُل بِئسَمَا

قل، ... فعل با فاعل

بئس، ... فعل ذم

ما، بمعنی شئ، موصوف

یامر، فعل

کم، .. مفعول

بہ، .. ظرف لغو

ایمانکم، فاعل

ھذا الامر، محذوف مخصوص بالذم

جملہ فعلیہ صفت — بیاں — مفعول ۲ — سمعنا وعصینا — جملہ فعلیہ امر

مثل قتل الانبیاء وغیرہ یا قول مخصوص عصینا۔

ان، شرطیہ کنتم مؤمنین شرط

بئسما یامرکم بہ ایمانکم۔ محذوف جزا

اے لوکنتم مؤمنین لم یامرکم ایمانکم بعبادۃ العجل لکنہ امرکم بہا فلستم بمؤمنین۔

قل، ...... فعل با فاعل

ان کانت الخ ... شرط

فتمنوا الموت، ... جزا

کانت، فعل ناقص، لکم، ظرف

الدار الاٰخرۃ، ذوالحال } اسم

عند اللہ، ... حال

خالصۃ، اسم فاعل } خبر

من دون الناس، ظرف

یا کانت، فعل ناقص، خالصۃ، حال

الدار الاٰخرۃ، .... ذوالحال

لکم و عند اللہ، ہر دو متعلق ثابتۃ .. خبر

و یا الدار الاٰخرۃ، ...... اسم

و عند اللہ خالصۃ، ... خبر

ان کنتم صادقین، شرط ثانی

فتمنوہ، محذوف .. جزا

ولن یتمنوہ، فعل مع الفاعل و مفعول

ابدًا، ظرف۔ ب سببیہ

ما، ...... موصولہ

قدمت أیدیہم } جملہ فعلیہ صلہ

وجملہ بما قدمت ایدیھم بیان علت عدم تمنا ہے۔

و یا ما، ...... مصدریہ

قدمت، ... فعل

ایدیھم، ... فاعل

الشر، محذوف، ... مفعول

اے بتقدیم ایدیھم الشر ۱۲

ل؎ عند اللہ متعلق ثابتۃ خبر و خالصۃ اس ضمیر سے حال ہے جو خبر میں مستتر ہے ۲؎ ان کنتم صادقین شرط ثانی پہلی شرط اس دوسری شرط کی قید ہے۔ ای ان صدقتم فی زعمکم ان الدار الاٰخرۃ لکم فتمنوہ ۱۲

وَاللّٰهُ، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مبتدا عَلِيمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ، خبر جملہ ماقبل اور اس کے مضمون کا مقرر ہے

ای علیہم بھم و بما صدر عنہم من فنون الظلم۔

۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰۰ ۔۔۔۔۔۔۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۛۚ وَ

و ہر آئینہ بیابی ایشاں را　حریص ترین مردم　بر زندگانی　و

اور البتہ پاویگا تو انکو　بہت حرص والا لوگوں سے　اوپر زندگی کے　اور

مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۛۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ

حریص تر از آنکہ　مشرک اند　دوست میدارد یکے از ایشاں

اُن لوگوں سے کہ　شریک لاتے ہیں　آرزو کرتا ہے ہر ایک ان کا

لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ

کاش عمر دادہ شود　ہزار　سال　و نیست آن رہانندہ وے

کاش کے عمر دیا جائے　ہزار برس کی　اور نہیں چھڑانے والا

مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ

از　عذاب　آنکہ عمر دادہ شود　و خدا بینا است

اسکو　عذاب سے　یہ کہ عمر دیا جاوے　اور اللہ دیکھتا ہے

بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۱﴾

بآنچہ　میکنند

جو کچھ　کرتے ہیں

لتجدنھم

(ہر آئینہ بیابی ایشاں را - اور البتہ پائیگا تو اُنکو - یا دیکھے گا تو اُن کو)

ل، قسمیہ اسے وَاللہ -

لَتَجِدَنَّ، مضارع موکد بلام ولنون تاکید ثقیلہ - البتہ البتہ پائیگا ضرور ضرور پالیگا - اَلْوُجُوْدُ - وَالْوِجْدَانُ باطنی حواس یا عقل سے بداہتہً جاننا مصدر ف - ک - وَجَدَ يَجِدُ - وَاجِدٌ - مَوْجُوْدٌ - جِدْ لَا تَجِدْ - لَيَجِدَنَّ - لَيَجِدَانِّ لَيَجِدُنَّ - لَتَجِدَنَّ - لَتَجِدَانِّ لَيَجِدْنَانِّ - لَتَجِدِنَّ - لَتَجِدْنَانِّ لَاَجِدَنَّ - لَنَجِدَنَّ يقال وَجَدَ دَ وَجِدَ - يَجِدُ - وَجْدًا - وَ وَجِدَةً - وُجْدًا - وُ وُجُوْدًا وَ وِجْدَانًا - وَاجِدَ اَنَا المطلوب اے اَصَابه و اذركه - وبمعنی علم اس وقت دو مفعولوں کو چاہتا ہے

ھم، مرجع ضمیر یہود عام -

احرص الناس

(حریص ترین مردم - لوگوں سے زیادہ حرص والا -)

احرص، افعل التفضیل الحرص، آرزومند ہونا حرص کرنا - مصدر ف - ک و ک - ف حَرَصَ - يَحْرِصُ، حَرِيْصٌ مَحْرُوْصٌ - اِحْرِصْ لَا تَحْرِصْ -

علی حیوۃ

(بر زندگانی - جینے پر)

حیوۃ، موجودہ زندگی متطاولہ - کیونکہ تنکیر لفظ افراد حیاۃ سے ایک خاص فرد پر دلالت کرتی ہے اور تنوین تعظیم کے لئے ہے اور یا مظہر تحقیر - اور یا ابہام کے لئے ہے - اے حیوۃ مبھمۃ غیر معلومۃ المقدار -

ومن الذین

(و حریص تر از آنکہ - اور اُن سے خصوصًا)

مِن، مخصصہ - بیانیہ -

اشرکوا

(مشرک اند - شرک کرتے ہیں)

اَشْرَكُوْا، ماضی ج - غ الاشراك

شریک کرنا۔ غیر معبود کو معبود حق کے ساتھ شریک کرنا اوصاف میں یا عبادت میں یا ذات میں اور ہمتا ماننا۔ مصدر افعال۔ اَشْرَكَ یُشْرِكُ۔ مُشْرِكٌ۔ اَشْرِكْ لَا تُشْرِكْ

يَوَدُّ دوست میدارد ہر یک از ایشاں آرزو رکھتا ہے ہر ایک شخص اُن سے یَوَدُّ، مضارع۔ اَلْوُدُّ۔ وَالْوِدَادُ وَالْمَوَدَّةُ دوست رکھنا۔ وَالْوَدُّ

وَالْوَدَادُ بالفتح فیہما آرزو کرنا۔ مصدر ک ف ث۔ وَدَّ۔ یَوَدُّ۔ وَادٍّ وَدُوْدٌ۔ مَوْدُوْدٌ۔ وَدَّ۔ لَا تَوَدَّ۔ یُقَالُ وَدَّهٗ۔ یَوَدُّهٗ وَدًّا وُدًّا وَدًّا۔ وَوَدَادًا وِدَادًا وَوَدَادَةً وَمُوَدَّةً۔ وَمَوَدَّةً وَمَوْدِدَةً۔ وَ مَوْدُوْدَةً اسے اَحَبَّهٗ۔

اَحَدٌ[1]، ایک اکیلا صفت مشبہ اس لفظ کا اطلاق عموماً ذات واجب کے اوصاف پر ہوتا ہے اور اسے اسم ذات

[1] احد، یہ اسم بہ نسبت واحد کے زیادہ کمل ہے اور استعمال میں ذی عقل ہی کے لئے مخصوص ہے اول اور واحد دونوں معنوں میں آتا ہے اور اثبات ونفی دونوں کلاموں میں استعمال کیاجاتا ہے مثلاً قولہ تعالی قل ھو اللہ احد یعنی واحدٌ اور اول اور قولہ تعالی وابعثوا احدکم بورقکم اور واحد واول کے خلاف دوسرے معنی مطلوب ہوں تو صرف منفی کلام میں آتا ہے مثلاً کہاجائے گا ما جاءنی من احدٍ۔ وقولہ تعالی ایحسب ان لن یقدر علیہ احد ،، ان لم یرہ احد،، ولا تصل علی احد۔ ایسے ہی اس کا استعمال افراد اور جمع دونوں صورتوں میں درست ہو مثل قولہ تعالی فما منکم من احد عنہ حاجزین۔ کہ صفت صیغہ جمع کے ساتھ آئی ہے اور یہ خاص اللہ تعالی کی وصف کے لئے مخصوص ہے مثلاً قل ھو اللہ احد کہ اصل میں وحدٌ ہے مگر وحد کا استعمال غیر اللہ کی صفت میں ہوتا ہو (اتقان)

مع اعتبار تعدد صفات و اسماء بھی کہتے ہیں۔ اصل وحد۔

لو یعمر کاش عمر دادہ شود۔ یہ کہ زندگانی پاوے

لو، بمعنی لیت حکایت وداد۔ (آرزوئے تمتع عمر) ویا بمنزلہ ان مصدریہ

یعمر، مضارع مجہول بجائے لعمر النعیم زندگانی دنیا۔ دراز عمر کرنا دہونا۔ مصدر تفعیل۔ عَمَّرَ۔ یُعَمِّرُ۔ مُعَمَّرٌ عَمِّرْ۔ لَا تُعَمِّرْ۔

الف سنۃ (ہزار برس) الف اسم عدد ذاتی مبہم۔

سنۃ، سال و مدت یک دورہ آفتاب اصل سنوۃ سنھۃ مثل جبھۃ لقولھم سانھت۔ وتسنھت النخلۃ جب اسپر چند سال گزر جائیں جمع سنوات۔ سنون۔ سنھات۔

بمزحزحہ نیست آں رہانندہ وے۔ اور نہیں وہ اسکو چھڑا دینے والا۔ علیحدہ کر دینے والا)

ما ھو، ما نافیہ۔ ھو راجع بطول عمر ب، زائد۔ مزحزح۔ اچھوڑ دینے والا۔ فصل کنندہ اسم فاعل دنی صیغہ

لہ لَو، اگر بمعنی لیت مانا جائے تو یہ حکایۃ وداد ہے اور یود کا مفعول محذوف ہوگا (طول حیاۃ) التقدیر عبارت یہ ہے یود احدھم طول حیاتہ قائلاً لو اعمر الف سنۃ اور اعمر کا بصیغہ متکلم بجائے غائب لانا برعایت یود ہے قال البیضاوی لو بمعنی لیت دکان اصلہ لو اعمر فاجری علی الغیبۃ لقولہ یود کقولک حلف باللہ لیفعلن فحینئذٍ کلمۃ التمنی حکایۃ لوداد ھم فحذف مفعول یود لما یدل علیہ ما بعدہ کانہ قیل یود احدھو طول حیاتہ قائلاً ولو اعمر الف سنۃ ویحتمل ان یکون یود صفۃ لمبتدء محذوف والظرف المستقر یعنی من الذین اشرکوا خبرہ وتقدیرہ ومن الذین اشرکوا یود احدھم لو یعمر الف سنۃ۔ والمراد من الذین اشرکوا المجوس وقیل لو مصدریۃ بمنزلۃ ان الا انہا لا تنصب فھو مع فعلہ فی تاویل مصدر مفعول لیود۔ ۱۲

مبالغة النفي۔
الزحزحة، دور کرنا علیحدہ کرنا۔
مصدر فَعْلَلَةٌ رباعی مضاعف
من زح یزح زحًا بمعنی الدفع۔
زَحْزَحَ۔ یُزَحْزِحُ۔ مُزَحْزِحٌ۔ زَحْزِحْ
لَا تُزَحْزِحْ
(از عذاب۔ عذاب دوزخ سے)
مِن، صلہ فعل۔ یا بیانیہ۔
العذاب، اے عذاب النار
او عذاب غضب۔
(آنکہ عمر دادہ شود۔ یہ کہ عمر دیا جاوے)
اَن، مصدریہ یعمر، مضارع مجہول
(وخدا بینا است بآنچہ میکنند۔ اور اللہ دیکھنے والا ہے جو کچھ کرتے ہیں)
اے وَاللہ اعلم بکنہ الشی وعوارضہ وخواصہ۔

مِنَ الْعَذَابِ　اَنْ یُّعَمَّرَ　وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

بَصِيْرٌ۔ بینندہ خبر واز صفت مشبہ۔
وَلَتَجِدَنَّ، ..... فعل با فاعل۔
هُمْ، ..... مفعول اوّل
اَحْرَصَ، ... مضاف } مفعول دوم
النَّاسِ، مضاف الیہ
عَلٰى حَيٰوةٍ، ..... ظرف لغو
وَمِن، جار الَّذِيْنَ، ... موصول
اَشْرَكُوْا، جملہ فعلیہ بتاویل مفرد صلہ
وتقدیر عبارتہ (احرص من الناس الذین فی زمانھم واحرص للذین اشرکوا اے المجوس اور یا یہ علیحدہ جملہ ہے
يَوَدُّ، ..... فعل
اَحَدُهُمْ، ..... فاعل
لَوْ يُعَمَّرُ، فعل مع الفاعل
اَلْفَ، تمیز مضاف
سَنَةٍ، تمیز مضاف الیہ

(حاشیہ: جملہ فعلیہ خبریہ ۔ جملہ فعلیہ معطوف علی احرص الناس ۔ جملہ فعلیہ حالیہ ۔ جملہ یعمر ۔ مفعول)

تجدنے نفی اصل وردت ونا انفی نہ نفی مدنی لرزوانی کرنا ہے لوب ارم ولات کرنے ولاء لکا ہے۔ لفظ امر

ل؎ لو یعمر۔ مفعول۔ لو بمعنی ان مصدریہ ہے اور جملہ بتاویل مصدر مفعول یود ہے اے یود احد تعمیرہ الف سنة اس وقت جواب کی ضرورت نہیں ویا مفعول یود محذوف ہو اے طول الحیاۃ اور جواب لو بھی محذوف۔ اے لو یعمر الف سنة سر بذلك اور کہا ہو کہ لو مشابہ لیت ہے اشعار تمنی میں مثل لو تاتینی

وھی حالٌ عن ضمیر لتجدنّ او اشرکوا

و - ما، نافیہ - ھوَ، ..... مبتدا
ب، زائد - مزحزحہ، اسم فاعل
من العذاب، ظرف لغو
ان یعمّر، جملہ بنفسہ یا بواسطہ ظرف (۲)

کانہٗ قیل فما بالٗ وداد ھو فاجیب
وما ھو بمزحزحہ ویا حالٌ عن ضمیر
یود المنصوب - اے انھم یودون
العمر والحال ما ھو بمزحزحہ من
العذاب -

ویا - ھو اے احدھم، مبتدا
مُزحزحہ، .... اسم فاعل
ان یعمّر، .... فاعل } خبر

اے وما احدھم بمن یزحزحہ من
العذاب، تعمیرہ ویا مرجع ضمیر
وہ مصدر ہے جسپر تعمیر دلالت کرتا ہے
(التعمیر)
اور ان یعمّر اس سے بدل ہے - اور
یا وہ ضمیر مبہم ہے اور ان یعمّر اسکی
تفسیر -

ھو، اے التعمیر، مبدل منہ
ان یعمّر، .... بدل
ویا ھو، مبہم ان یعمّر، تفسیر
بمزحزحہ من العذاب .... خبر

و - اللّٰہ بصیرٌ بما یعملون } جملہ اسمیہ مستانفہ

ف - ولتجدنھم الخ مطلب یہ ہے کہ یہود دنیوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں - حالانکہ یہ وتیرہ مشرکین کا ہے جو قیامت کو نہیں مانتے ان کا دنیا پر حریص ہونا کوئی تعجب خیز امر نہیں - کیونکہ وہ اسی زندگی کو غنیمت سمجھتے ہیں - اور فی الواقع اسکے لئے حیات دنیا ہی غیر مترقب نعمت ہے مگر افسوس ہے یہود اور ان لوگوں پر جو قیام قیامت کے قائل ہیں اور اس کے وجود پر یقین رکھتے ہیں اور پھر چندروزہ حیات کے لئے کتاب اللہ کی تحریف اور اسکے سچے اور

واضح احکام کی غیر شرعی تاویل پر جراءت کرتے ہیں اور اس زندگی پر حرص کرتی ہیں

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى

بگو ہر کہ باشد دشمن جبریل را چہ زیاں میکند پس بتحقیق جبریل فرود آوردہ است

کہو جو کوئی دشمن ہے واسطے جبریل کے پس تحقیق اسنے اُتارا ہے اسکو اوپر

قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

بر دل تو بحکم خدا باور دارندہ آنچہ پیش وے است

دل تیرے کے ساتھ حکم اللہ کے سچا کرنے والا واسطے اس چیز کے کہ آگے اسکے ہے

وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٢﴾ مَنْ كَانَ

در رہنما و مژدہ دہندہ اہل ایمان را ہر کہ باشد

اور ہدایت اور خوشخبری واسطے ایمان والوں کے جو کوئی ہے

عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ

دشمن خدا را و فرشتگان ویرا و پیغامبران ویرا و جبریل

دشمن واسطے اللہ کے اور فرشتوں اسکے کے اور پیغمبروں اسکے کے اور جبریل

وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٩٣﴾ وَلَقَدْ

و میکال را پس ہر آئینہ خدا دشمن است آن کافراں را و ہر آئینہ فرود

اور میکائیل کے پس تحقیق اللہ دشمن ہے واسطے کافروں کے اور البتہ تحقیق

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ

آوردیم بسوئے تو نشانہائے روشن و کافر نمیشوند بآنہا

اتاری ہمنے طرف تیرے نشانیاں ظاہر اور نہیں کفر کرتے ساتھ اسکے

اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾

مگر بدکاران

مگر بد کار

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ

(بگو ہر کہ باشد۔ کہہ جو شخص ہے)

قل، امر ح من، شرطیہ

کان، ماضی غ

(دشمن جبریل را۔ دشمن جبریل کا)

عدو، دشمن جو بدلہ لینے اور ضرر پہنچانے کے لئے آمادہ اور مصر ہو

ل، مقویہ تعدیہ عدو (جمل)

جبریل، اسم عجمی غیر منصرف اسم فرشتہ حامل وحی و پیغام پہنچانے والا فرشتہ۔

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ

(پس بہ تحقیق آن فرود آوردہ است قرآن را۔ پس تحقیق اس نے قرآن کو پہنچایا ہے۔)

(جبریل)
فَاِنَّهٗ، ف، تعلیلیہ۔ و مرجع ضمیر

نَزَّلَهٗ۔ نازل کیا۔ اُتارا۔ ماضی ا ح و مرجع ضمیر قرآن ہے بوجہ کثرت شہرت

سلہ نَزَّلَ۔ قطب رازی کشاف کے حواشی میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ انزال (نازل کرنا) لغت میں ایواء (پناہ دینا) کے معنی رکھتا ہے اور اس معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے کہ ایک شے کو بلندی سے پستی کی طرف حرکت دیجائے اور یہ دونوں معنی کلام مجید میں چسپاں نہیں ہوتے۔ اسلیئے ماننا پڑتا ہے کہ یہاں لفظ (انزال) کا استعمال مجازی معنوں میں کیا گیا ہے نہ حقیقی معنوں میں لہذا جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ قرآن مجید الیسی معنی ہیں جو ذات الٰہی کے ساتھ قائم ہیں۔ تو اس کے نازل کرنے کی یہ شکل ہو گی کہ خداوند پاک ان معنوں پر دلالت کرنے والے حروف اور کلمات کو ایجاد کر کے انہیں لوح محفوظ میں ثبت کر دے اور جو شخص قرآن مجید کے الفاظ ہونے کی قائل ہے اسکے نزدیک قرآن کو نازل کرنے کے یہ معنی قرار دیئے جائینگے کہ خداوند نے صرف اسکو لوح محفوظ پر ثبت کر دیا اور یہ معنی لغوی معنی کے نہایت مناسب ہیں۔ پس رسولوں پر کتاب نازل کئے جانے سے مراد یہ ہے کہ پہلے فرشتہ اسکو خداوند جل علا سے روحانی طور پر سیکھتا یا لوح محفوظ میں سے یاد کر لیتا ہے اور پھر اسکو لے کر رسولوں کے پاس آتا اور انہیں بتاتا ہے۔ (اتقان)

علیٰ قلبک لفظاً اسکے تقدمِ ذکر کی ضرورت نہیں (نزول تو تیرے قلب پر۔ **قلب**، مراد دل یا ذہن۔ **باذن اللہ** (بفرمانِ خدا۔ خدا کے حکم سے)	**ب**، زاید۔ **اِذن**، دستوری واجازت **مصدقاً لما بین یدیہ** (تصدیق کنندہ آنچہ پیش وے است) سچانے والا اُس کلام یا اُن احکام کو جو اس سے آگے نازل ہوئی ہیں

ف۱ تقدم ذکر کی ضرورت نہیں۔ ایسے موقع پر ضمائر کو اسمائے اشارہ کا حکم دیا جاتا ہے جس میں صرف حضور ذات مشارٌ الیہ کافی ہوتی ہے اور لفظاً اس میں تقدم ذکر کی حاجت نہیں ہوتی۔ اور تلاوت قرآن کے وقت حضور ذات قرآن بلاشبہ متحقق ہے اور کہتے ہیں کہ چند اشیاء میں ضمائر قبل الذکر جائز ہے مثلاً آسمان وزمین روز وشب وغیرہ وہ اشیا مرجوعاً اذہان میں حاضر رہتی ہیں۔ ۱۲

ف۲ علیٰ قلبک یہ خاصہ پیغمبر و اولیائے کرام ہے کیونکہ استفادہ کلام دو طریق سے ہوسکتا ہے۔ اول یہ کہ ہوا خارج سے متکیف ہوکر کانوں پر گزرتی ہے اور پھر وہاں سے دل پر وارد ہوتی ہے یہ عام طریق ہے اور متعارف ہے۔ دوم یہ کہ اولاً وابتداءً قلب ہی پر کلام کا ورود ہوتا ہے اور الفاظ مترتبہ بدون توسط ہوا وگوش خیال میں حاضر ہوتے ہیں۔ یہ طریق خاص اہل کمال کا ہے اسی طریق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف بواسطۂ حضرت جبرئیل علیہ السلام پہنچا ہے اور اسی لیے آنحضرتؐ کلام طویل قرآنی کے یاد رکھنے میں تکرار کرنے یا اسکے بار بار پڑھنے کے محتاج نہوتے تھے۔ اور نہ اسے بولتے تھے اور کہا ہے فانہ نزلہ علیٰ قلبک کے معنی یہ ہیں کہ تیرے قلب کو آداب قرآن سے متصف کیا ہے اور اسے اسکے اخلاق سے مزین فرمایا ہے جیسے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کان خلقہ القرآن یرضا لرضاہ ویغضب لغضبہ

وھُدًی وبشرٰی للمؤمنین

یا پہلی شریعت کو)
مُصَدِّقًا، باور دارندہ اسم فاعل۔
بین، روبرو۔ سامنے۔ اسم ظرف
یدی، تثنیہ ید۔ اصل (یدین)
(وراہ نمایندہ است اور رہنما یا ہدایت ہے)
ھُدًی، مصدر بمعنی فاعل (ہادی)
(و مژدہ دہندہ مر اہل ایمان را۔ اور خوشخبری پہنچانے والا ایمان والونکو
بُشْرٰی، مصدر بمعنی اسم فاعل (مبشر)
ل، مظہر تخصیص۔ المؤمنین، جمع مومن۔ شریعت اسلام کی پابندی کرنیوالا۔
یا مستعد باسلام و انصاف پسند۔

من کان عدوًا للّٰہ وملٰئکتہ ورسلہ

(ہر کہ باشد دشمن۔ جو شخص دشمن ہے)
من، شرطیہ۔ کان، ماضی ناقص
(مر خدا را و فرشتگان او را و رسولان او را۔ خدا کا اور اسکے فرشتوں کا اور اسکے رسولوں کا)
ملائکۃ، جمع ملک۔
رسل، جمع رسول۔

وجبریل ومیکٰل

(جبرئیل و میکائیل را۔ اور دشمن ہے جبریل و میکائیل کا)
جبریل، اسم غیر منصرف بوجہ عجمی و علمیت بمعنی بندہ خدا و عبد اللہ۔
میکٰل۔ اسم فرشتہ مقرب بارگاہ الٰہیہ

فان اللّٰہ عدوٌّ للکٰفرین

(پس بدرستی خدا دشمن است مر کافراں را۔ البتہ ضرور اللہ تمام کافروں کا دشمن ہے۔ یا اُن کافروں کا دشمن ہے) وضع الظاہر موضع المضمر لدلالتہ علی ان اللہ تعالیٰ عاداھم لکفرھم و علی ان عداوۃ الملائکۃ والرسل کفر (مظ)
ل، مظہر تخصیص۔ ال، عہدی یا جنسی

ولقد انزلنا الیک اٰیٰتٍ بیّنٰتٍ

(و ہر آئینہ نازل فرمودیم بسوئے تو۔ اور البتہ اتاریں ہمنے تیری طرف)
لقد، مظہر تاکید۔ انزلنا، مضـ ج۔م
(نشانہائے روشن۔ واضح آیتیں)
آیات، جمع آیۃ۔ دلائل یا احکام یا جملے کتاب ویا کتاب جملہ
بینات، جمع

بالفسق — الا الفاسقون

بینة ظاہر و واضح و بمعنی دلیل۔
(و انکار آن نمیکنند۔ یا کافر نمیشوند بآن)
ان سے انکار نہیں کرتے۔ یا انکے
ساتھ کافر نہ ہوں گے۔
مایکفرُ، مضارع منفی بہا، اے
بالآیات۔
(مگر فاسقان۔ مگر بدکاران)
الفاسِقون، جمع فاسق واللام
للجنس او العہد واشارۃ الی الیہود۔

ترکیب

قُل، ...... فعل با فاعل
مَن، ...... شرطیہ
کان، فعل مع اسم
عدوًّا، موصوف
لجبریل، متعلق کائنا صفت — خبر
فلیمت غیظًا، محذوف — جزا
ویا فقد کفر بما معہ من الکتب یا — جزا
استحق اشد العذاب
وَالمعنیٰ من کان عدو الجبریل فانہ

ل۱ والمعنی۔ ودر عزیزی نوشتہ باید دانست کہ مفسرین را درمیان ربط این شرط و جزا دو طریقہ است اول آنکہ جزائے این شرط را محذوف دارند۔ و دلیل آن جزائے محذوف را کہ فانہ نزلہ الخ است قائمقام جزا بشمارند دوم آنکہ گفتہ جزائے این شرط محذوف نیست بلکہ فانہ نزلہ الخ جزا واقع شدہ است اما در کلام بلغاء جزائے شرط بدو وجہ می آید۔ یکے آنچہ متفرع و مترتب شود بر شرط و مسبب باشد از شرط آنرا مذکور کنند چنانچہ درینجا می گفتند۔ کہ من کان عدوًا لجبریل استحق اشد العذاب یا فقد کفر یا فلیمت غیظًا۔ دیگر آنچہ شرط بر آن متفرع و مترتب شدہ و سبب حصول شرط گشتہ است آنرا مذکور کنند چنانکہ بگویند ان عاداك زید نقد اذیتہ واسأت الیہ درین مقام ہمین طریق سلوک داشتہ اند زیرا کہ بر یہودیاں درین عداوتے کہ با جبریل دارند بدو طریق عتاب منظور است اول بیان خبث سبب این عداوت۔ دوم بیان شناعت و قبح ثمرہ و نتیجہ آن پس معنی کلام برین طریقہ چنیں است۔ کہ ہر کہ دشمن جبریل علیہ السلام باشد پس سبب این عداوت آنست کہ او قرآن را بر دل

بتو القا میکند نہ بر دل کسے از بنی اسرائیل (عزیزی)

خلع عن عنقه ربقة الانصاف
وكفر بما معه من الكتب فحذف
الجواب واقيم علته مقامه اے
من عاداه فالسبب فی عداوته
انه نزل عليك وجواب الشرط
محذوف اسے فليمت غيظًا او فهو
عدوٌلی وانا عدوٌله يدل عليه
ما بعده (منظ)

إِنَّهُ، مشبہ بفعل مع الاسم
نَزَّلَه، فعل مع الفاعل والحال
بِاِذْنِ اللهِ، متعلق کائنًا حال
ہ، ضمیر واحد... مفعول
نزله باذن الله اسے نزل و
معه الاذن او نزل وهو ماذون له
مُصَدِّقًا، ... اسم فاعل
ل، جار۔ ما مجرور موصوله
بين، ... مضاف
يَدَيْهِ، ... مضاف اليه
۲ اگر مرجع اس کا قرآن ہے۔

وَ۔ هُدًى، ... معطوف عليه
وَ۔ بُشْرٰى، .... مصدر
لِلْمُؤْمِنِيْنَ، .... ظرف لغو
۲ ہر واحد حال۔

عَلٰى قَلْبِكَ، جار مجرور ظرف متعلق نزله
مَنْ كَانَ، .. فعل مع الاسم
عَدُوًّا، مصدر یا اسم فاعل
لِلّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ
وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ
وَمِيْكٰلَ
فَ۔ اِنَّ، مشبہ بفعل۔ اللهَ، اسم
عَدُوٌّ، ... اسم فاعل
لِلْكٰفِرِيْنَ، ظرف لغو
وَ۔ لَقَدْ اَنْزَلْنَا، فعل با فاعل
اِلَيْكَ، .... ظرف
اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ، مفعول
وَ۔ مَا يَكْفُرُ، ... فعل
بِهَا، جار مجرور ... ظرف لغو
۲ یا صفت آیات۔

اِلَّا، حرف استثنا، - احدٌ - محذوف مستثنیٰ منه	فاعل
الفاسقون، .... مستثنیٰ	

ف۱ - قل من کان الخ یہود کے منجملہ فاسد خیالات سے ایک یہ بھی ہے - کہ وہ حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنا دشمن سمجھتے تھے - اس خیال سے کہ گزشتہ زمانہ میں بنی اسرائیل پر جو مصائب و تکالیف اور عذاب نازل ہوئے ہیں وہ سب جبریل کے واسطے اور اُسکی دشمنی سے ہوئے ہیں - اور اب بھی بنی اسرائیل کے خاندان سے نبوت کا منقطع ہونا اسی کی عداوت کا باعث ہے چنانچہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے آ رہے تھے کہ راستہ میں ایک یہودی ملا اور کہنے لگا جبریل جو تمہارے صاحب کو قرآن یاد دلاتا ہے اور ہر وقت اُن کی مدد کرتا ہے وہ ہمارا سخت دشمن ہے - سُنتے ہی آپ نے فرمایا - جو شخص خداوند عالم اور اسکے فرشتوں خصوصاً حضرت جبریل علیہ السلام و حضرت میکائیل اور اسکے پیغمبروں علیہم السلام اجمعین سے عداوت رکھتا ہے خداوند تعالیٰ اُس کا پکا دشمن ہے -

عن عبد الرحمن بن لیلیٰ ان یہودیا لقی عمر بن الخطاب فقال ان جبریل الذی یذکر صاحبکم عدو لنا فقال عمر من کان عدو اللہ وملائکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو ہ - قال فنزلت علی لسان عمر وقد نقل ابن جریر الاجماع ان سبب نزول الاٰیۃ ذٰلک - (اسباب)

—— ۱۰۱ ——

أَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ

آیا ہر گاہ بستند پیمانے را برانداخت آنرا گروہے از ایشان

آیا جب باندھا انہوں نے عہد پھینک دیتا ہے اسکو ایک فرقہ ان میں سے

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٩٥﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ

بلکہ اکثر ایشاں باور نمی دارند و ہر گاہ کہ آمد بایشاں

بلکہ اکثر انکے نہیں ایمان لاتے اور جب آیا انکے پاس

رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ

پیغامبرے از نزد خدا باور دارندہ آنچہ بایشاں است

پیغمبر نزدیک اللہ کے سے سچا کرنے والا واسطے اسکے جو پاس انکے ہے

نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ

افگند گروہے ازاں قوم کہ دادہ شدہ اند کتاب آن کتاب

پھینکدی ایک جماعت نے ان میں سے جو دیئے گئے ہیں کتاب کتاب

اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾

خدارا پس پشت خویش گویا نمیدانند

اللہ کی کو پیچھے پیٹھوں اپنے کے گویا کہ وہ نہیں جانتے

(آیا ہر گاہ - کیا اور جس بار -)

ا ہمزہ استفہام انکار کہ انکے لائق نہ تھا

یا انہیں نہ کرنا چاہیئے تھا۔

و فصیحہ عطف علی المحذوف تقدیرا

اکفروا بالآیات و کلما عطف فعلیہ

بر فعلیہ

کُلَّمَا ، ہر بار ہر وقت اسم ظرف متعلق

نبذ اور کلما مرکب ہے کل اور ما

مصدر یہ ہے اور یہ ما مع اپنے صلہ کل کے اسی طرح ظرف زماں کا نائب ہوتا ہے جسطرح پر کہ مصدر صریح اسکا نائب ہوتا ہے اور کلما کے معنی کُلَّ وَقتٍ - جب جبکہ جس جس وقت کے ہیں - اسیواسطے اس ما کو مصدریہ ظرفیہ کہتے ہیں یعنی ظرف کا نائب نہ کہ خود ظرف اور اس میں لفظ کل ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اسلئے کہ وہ ایسی شئے کی طرف مضاف ہے جو ظرف کے قائمقام ہے اور کل کا نائب وہ فعل ہے جو کہ معنی میں جواب واقع ہوا ہے فقہاء اور اصولیون نے بیان کیا ہے کہ کلما تکرار کے واسطے آتا ہے اور ابو حیان نے بیان کیا ہے کہ یہ بات صرف لفظ ما کے عموم کی وجہ سے ہے - کیونکہ ظرفیت سے عموم مراد ہوتا ہے اور کل نے اسکی تاکید کردی ہے -

عهدًا (عہد کیا انہوں نے) (ابستند پیمانے را - کوئی عہد کیا انہوں نے)

عٰهَدُوا، عہد یا معاہدہ کیا انہوں نے ماضی جمع المعاهدة آپس میں قول وقرار کرنا - قسمیہ ٹھہراؤ کرنا - مصدر مفاعلہ عَاهَدَ، يُعَاهِدُ - مُعَاهِدٌ عَاهِدْ - لَا تُعَاهِد

عهدًا، قول وقرار اور وعدہ جسکا ادا کرنا اور اسکی حفاظت ضروری سمجھی جائے

نبذه فريق منهم (بشکند آنرا گروہے ازایشاں - پھینک دیتا ہے اسکو ایک فریق ان میں سے)

نَبَذَ، ماضی بمعنی مضارع بوجہ کلما النبذ ڈالدینا پھینکنا اور عہد کے پورا نکرنے پر مجازًا استعمال ہوا ہے یعنی نقض عہد و ترک عمل بمقتضائے عہد - مصدر - ف ک نَبَذَ - يَنْبِذُ - نَابِذٌ - مَنبُوذٌ - اِنْبِذْ لَا تَنْبِذْ -

وَلَمَّا جَآءَهُمْ

فَرِیقٌ، جماعت و گروہ اسم جنس ہے اسکے لئے واحد نہیں ہے قلیل و کثیر پر بولا جاتا ہے۔ جمعہ فُرُوق، اَفْرِقَاءُ

بَلْ أَكْثَرُهُمْ (بلکہ بسیارے از ینہا۔ بلکہ بہت لوگ

بَل، اضرابیہ ۔ یا ترقی ۔

لَا يُؤْمِنُونَ (ایمان نمی آرند۔ ایمان نہیں للتے

لَا يُؤمِنُونَ، مضارع منفی مصدر الایمان

وَلَمَّا جَآءَهُمْ (وہر گاہ کہ آمد بایشاں ۔ یا بیاورد بایشاں

اور جب آیا اُنکے پاس یا لایا انکے پاس۔

لما، اسم ظرف متضمن شرط ۔

جَآءَ، ماضی از ع

رَسُولٌ مِّنْ عِنْدِ اللهِ (فرستادہ از نزد خدا ۔ رسول اللہ کی طرف سے)

رسول، شخص صاحب شریعت

مِنْ، ابتدائیہ ۔

عِنْدَ،[^1] اسم ظرف مکان ۔

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ (باور دارندہ آنچہ بایشان است ۔ تصدیق کنندہ ہے اسکو جو ان کے پاس ہے ۔

مُصَدِّقًا، اسم فاعل ۔ مع اسم ظرف

نَبَذَ فَرِيقٌ (بینداخت یک جماعت ۔ پھینکدیا ایک گروہ نے)

[^1]: عند ظرف مکان ہے اور قرب و حضور علو مرتبت کے موقعوں پر استعمال کیا جاتا ہے عام اس سے کہ یہ دونوں امور معنوی ہوں جیسے کہ اس آیت مذکورہ میں ہے ۔ اور جیسے آیت الذی عندہ علم من الکتب " و انھم عندنا لمن المصطفین الاخیار" اور فی مقعد صدق عند ملیک میں کہ ان آیات میں تشریف قرب اور بلندی مرتبہ مراد ہے ۔ اور یا امور حسی ہوں مثل قولہ تعالی ۔ فلما راٰہ مستقرا عندہ عند سدرۃ المنتھی و عندھا جنۃ الماوی "میں ہے عند کا استعمال بجز اس کے اور کسی طرح نہیں ہوتا کہ وہ ظرف ہو یا خاصکر حرف من کے ساتھ مجرور ہو ۱۲

فَبَذَ، ماضی ۔ غ ۔ فریق جماعت وگروہ
یقال نبذ الشئ نبذاً ای طرحه ودعه
بدقلّة الاعتداد به اسے ڈالدیا
اسے پھینکدیا بے پرواہی سے ۔
ونبذ الامر اے اهمله والعهد نقضه ۔
(ازآنکه داده شده اند کتاب ۔ اُن لوگوں
سے جو دئے گئے ہیں کتاب ۔ یا
اُن سے جو کتاب رکھتے ہیں)
مِن، بیانیہ ۔ اوتوا ماضی ج غ مجہول
الکتاب، اے التوراۃ او بمعنی
کتاب اللہ ای الانجیل والتوراۃ
والزبور وغیرھو من الصحائف ۔
(کتاب خدارا پس پشتہائے خود ۔
اللہ کی کتاب اپنی پیٹھوں کے پیچھے
کِتٰبَ اللّٰهِ، باضافت عهدی مراد
توراۃ یا انجیل یا فرقان ویا اضافت
جنسی ومراد مطلق کتاب منزلہ ۔
ونبذ وراء ظهورهم کنایہ ہے عدم
التفات سے وترک عمل سے ۔

مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۱۰۱ أَوَكُلَّمَا

وراء، اسم ظرف دراصل مصدر ہے
جب اسکی نسبت فاعل کی طرف ہوتی
ہے تو اس سے وہ مکان مراد ہوتا
ہے جو فاعل کے پشت ہو اور اسکو
ڈہانک لے ۔
(گویا ایشاں نمیدانند ۔ گویا کہ وہ نہیں
جانتے)
کانّ، حرف مشبہ بفعل تشبیہ
کے لئے لایا جاتا ہے ۔
لایعلمون، مضارع ج غ منفی مصدر العلم
۱۔ و ۔ کُلَّمَا، ظرف متضمن معنی شرط
عٰهَدُوا، فعل مع الفاعل
عهداً، مفعول مطلق یا بہ
اللّٰہ، یا کم محذوف مفعول(۲)
نبذ، فعل فریق فاعل والجملۃ
ہ، ضمیر ... مفعول
منهم، متعلق کائنا ۔ حال عن الفاعل

(شرط ۔ جزا ۔ کلما عاهدوا عهدا)

۱۔ عهداً مفعول بہ اے اعطوا عهداً
۲۔ اے عاهدوا اللہ یا عاهدوکم

بل، اضرابیہ اکثر، مضاف } مبتدا
ھم، ... مضاف الیہ
لایؤمنون، جملہ فعلیہ } خبر
جملہ اسمیہ تقریر اول
یا اکثرھم، معطوف ہے فریق پر اور جملہ لایؤمنون حال ہے اکثرھم سے اور عامل اس میں نبذ ہے اے نبذہ فریق بل اکثرھم حال کونھم غیر مومنین

لمّا، ... اسم ظرف متعلق نبذ
جاء ... فعل
ھم، ... مفعول
رسُولٌ، موصوف
کائن من عند اللہ، صفت } فاعل
جملہ فعلیہ شرط
نبذ فریق الخ ... جزا
مصدّق، ... اسم فاعل
ل، جار ما مجرور موصولہ
معھم، ... صلہ
جملہ ظرفیہ معطوف ہے اولیٰ ... صفت دوم رسول

نبذ، ... فعل
کتٰب اللہ، ... مفعول
فریق، ... موصوف
من، ... جار
الذین، ... موصول
اوتوا الکتٰب، جملہ صلہ
متعلق کائن صفت
ورآء، ... مضاف
ظھورھم، مضاف الیہ } ظرف
کانّ، ... حرف مشبہ بالفعل
ھُو، ضمیر ... اسم
لایعلمون، فعل مع الفاعل } خبر
ہ ضمیر محذوف ... مفعول
جملہ صفت ... حال
ص عامل اس کا نبذ ہے تقدیر عبارت یہ ہے نبذ وہ مشتبہین للجھال

ف اوکلما الخ قرآن شریف میں یہود کو اکثر فاسق اور ظالم سے خطاب کیا گیا ہے اس پر وہ کہا کرتے تھے ہم فاسق یا ظالم کیوں ہوئے۔ اپنی شریعت کے پابند ہیں ہماری کوئی حرکت عقل و نقل کے خلاف نہیں۔ قرآن شریف کی تصدیق سے

انکار کرنے پر بھی ہم فاسق نہیں ہو سکتے کیونکہ اس کے کتاب اللہ ہونے میں
ابھی تک ہمین تحقیق نہیں ہوئی پس ایسے الفاظ سے ہم اہل کتاب کو یاد کرنا
ایک لغو اور بیہودہ حرکت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ایک محض اُمی شخص کا ایسی
جامع کتاب (جو تمام پہلی آسمانی کتابون کے اصول کے موافق اور انکی اغراض
کے مصدق ہے) کا پیش کرنا اس کی صداقت کے لئے واضح اور ظاہر دلیل
ہے۔ پس جان بوجھ کر اسکی تکذیب کے لئے پہلی آسمانی کتابوں کی کھلی اور
مشرح آیات کو تاویل اور تحریف سے بدل دینا اگر ظلم نہیں تو اور کیا ہے
یہ بھی نہ سہی جزیرہ عرب میں عہد شکنی اور خلاف وعدگی نہایت معیوب سمجھی
جاتی۔ اور فی الواقع اس سے بڑے بڑے فساد پیدا ہوتے ہیں عقل ونقل
اسکی قباحت پر متفق ہیں۔ مگر جب کبھی تم نے خدا اور رسول کے ساتھ یا خلق خدا
کے ساتھ عہد کیا ہے۔ کبھی اُسکو پورا نہین کیا۔ عہد باندھنے اور اقرار کر لینے
کے بعد عہد ناموں کو پس پشت ڈالدینا اور بالکل بھول جانا تمہارا کام ہے۔
کیا اس سے بڑھکر بھی فسق اور ظلم کا کوئی اور درجہ ہے؟ تمہیں یاد ہے۔
جب ہمارے سچے پیغمبر برگزیدہ انام نے مدینہ منورہ کو اپنا مقام ٹھہرایا۔
اور اے یہود تم اپنی ریاست کے خوف سے اسکے معترض ہوئے تھے
اور آخر کار تم نے یہ اقرار کر لیا تھا کہ اے پیغمبر ہم آپ کے بدخواہ نہونگے اگر
کوئی دشمن مدینہ منورہ پر چڑھ آیا تو ہم مسلمانوں کی مدد کریں گے۔ مخالفوں سے
ہرگز نہ ملیں گے۔ مگر جبکہ مسلمان بدر کی لڑائی سے فتحیاب ہو کر آئے تو تم نے
اس خیال سے کہ مسلمان زور پکڑ کر کہیں ہماری ریاست نہ چھین لیں اُن کے

چھیڑ چھاڑ کرنی شروع کر دی اور یہاں تک نوبت پہنچائی کہ رسول اللہ ﷺ سے جو تم نے معاہدہ کیا تھا توڑ ڈالا اور بالآخر اسکی سزا میں ہمارے رسول نے شوال سنہ ۲ھ میں تم پر چڑھائی کی اور تم سب کو گرفتار کرکے جلاوطن کر دیا۔

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ

وپیروی کردند | آنچہ میخواندند | شیطاناں | درسلطنت

اور پیروی کرتے ہیں | اس چیز کی کہ پڑھتے تھے شیطان | بیچ وقت

سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ

سلیمان | وکافر نہ شد سلیمان | ولیکن شیطانان

سلیمان کے | اور نہیں کفر کیا تھا سلیمان نے | اور لیکن شیطانوں نے

كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ

کافر شدند | می آموختند | مردمان را جادو | وپیروی کردند بآنچہ فرود

کفر کیا تھا | سکھاتے تھے | لوگوں کو جادو | اور پیروی کی تھی اس چیز کی کہ اتاری گئی

عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ

آوردہ شد بدو فرشتہ | در بابل | ہاروت | وماروت

اوپر دو فرشتوں کے | بیچ بابل کے | ہاروت | اور ماروت کے تئیں

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ

ونمی آموزند | ہیچکس را | تا آنکہ | گویند | جز ایں نیست

اور نہیں سکھاتے | وہ دونوں کسیکو | یہاں تک کہ کہتے ہیں | سوائے اسکے نہیں

فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ

کہ ما بلائیم پس تو کافر مشو پس یاد میگیرند از ایشاں افسونے کہ جدائی می افگند

کہ ہم ازمائش ہیں پس مت کافر ہو پس سیکھتے ہیں ان دونوں سے وہ چیز کہ جدائی ڈالتے ہیں

بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ

بسبب وے درمیان مرد و زن او ونیستند ایشان زیان رسانندہ بسحر

ساتھ اسکے درمیان مرد اور جورو اسکی کے اور نہیں وہ ضرر پہونچانے والے ساتھ اسکے

مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا

ہیچکس را مگر بارادہ خدا وایشاں یاد میگیرند آنچہ

کسی کو مگر ساتھ حکم اللہ کے اور سیکھتے ہیں وہ چیز کہ

يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ

زیان میرساند ایشان را وسود ندہد ایشانرا وہر آئینہ دانستہ اند ہر کہ

ضرر دیتی ہے انکو اور نہ نفع دیتی ہے انکو اور البتہ تحقیق جانتے ہیں جو کوئی

اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ

بستاند جادو نیست اورا در آخرۃ ہیچ بہرہ وہر آئینہ بد چیز است آنچہ

مول لیوے اسکو نہیں واسطے اسکے بیچ آخرۃ کے کچھ حصہ اور البتہ بُرا ہے جو کچھ

مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۹۷﴾

فروختند عوض وے خویشتن را کاش میدانستند

بیچا ہے بدلے اسکے جانوں اپنی کو اگر ہوتے جانتے

نتبعوا (وپیروی کردند۔ اور اتباع کی انہوں نے	یا پیروی کی انہوں نے۔ یا کرتے ہیں

اتبعوا، مراد اتباع سے توغل واقبال علی الشئ بالکلیہ ہے بمعنی اقتداء ماضی جمع الاتباع پیچھے چلنا۔ پیروی کرنا مصدر افتعال۔ اِتَّبَعَ یَتَّبِعُ۔ مُتَّبِعٌ۔ اِتَّبِعْ۔ لَا تَتَّبِعْ۔

مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ (آنچہ میخواندند شیاطین۔ پڑھتے تھے جو کچھ شیاطین ۔)

ما، موصولہ، تتلوا بمعنی تلت پڑھتی تھی جماعت شیاطین کی۔ یا پیروی کی انہوں نے جسکی پیروی کرتے تھے شیاطین یا بمعنی کانت تتلوا۔ قال المظہری تتلوا ھی مشتق من التلاوۃ بمعنی القراۃ او من التلو بمعنی التبعۃ اے تبعوا کتب السحر التی کانت تقرأھا الشیاطین من الجن والانس او اتبعوا ما کانوا ھو یتبعون الشیاطین جمع شیطان وسرکش ونافرمان۔

عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ (درزمان سلطنت سلیمان سلیمان کی حکومت کے زمانے میں)

علی، متعلق تتلوا علی تضمن معنی الافتراء اے تتلوا الشیاطین مفترین علی ملک سلیمان قائلین بان ملکہ کان بہ فردبما کفر سلیمان یا بمعنی فی اے فی وقت سلطنتہ ملک، بادشاہت۔ وحکومت۔ وعہد حکومت۔

سلیمان، اسم عجمی غیر منصرف والف ولنون زائدتان۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ (وہرگز کافر نشد سلیمان۔ اور کفر نہیں کیا سلیمان نے)

یعنی ما سحر سلیمان فیکفر عبر عن السحر بالکفر لیدل علی ان السحر کفر وان من کان نبیا کان معصوما۔

مَا كَفَرَ، ماضی منفی

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ (لیکن شیطانوں نے کفر کیا۔ لیکن شیاطین نے کفر کیا۔ یا کافر ہوئے

شیطان)
وَلٰکِنَّ، حرف مشبہ بفعل۔
الشَّیٰطِیْنَ، جمع شیطان بروزن فیعال شَطَنَ سے ماخوذ ہے جسکے معنی اصلاح اور بھلائی سے دور ہونے اور دوسرے کو اس کے قصد اور ارادہ سے برگشتہ کرنے کے ہیں اور اس کا نون اصلی ہے اور یا بوزن فعلان شاط سے لیا گیا ہے جسکے معنی اپنے مرتبہ سے تجاوز کرنے۔ ہلاک ہونے اور باطل ہونے کے ہیں اور نون زائد ہے۔
کَفَرُوْا، ماضی ج ع مصدر الکفر
(می آموختند مردمان را جادو۔ سکھاتی تھے لوگوں کو جادو۔)
یُعَلِّمُوْنَ، مضارع ج ع حکایت ماضی التعلیم، سیکھنا۔ سکھانا مصدر تفعیل عَلَّمَ یُعَلِّمُ۔ مُعَلِّمٌ عَلِّمْ لَا تُعَلِّمْ۔
السِّحْرَ[۱]، جادو یہ اس قوت اور قدرت اور ملکہ کا نام ہے جو شیاطین اور دیوں کی عبادت اُن کی پرستش

[۱] السحر، یہ ایسے الفاظ اور اعمال کا علم ہے جن سے انسان شیاطین کا تقرب حاصل کرتا ہے اور شیاطین اس کے مسخر ہو کر اسکی تائید اور اعانت کرتے ہیں۔ تقرب الی الشیاطین کے تین طریقے ہیں (۱)، صرف قولاً مثلاً ایسے منتر یا اس عبارت کا پڑھنا جس میں شرک کے الفاظ اور شیاطین کی مدح ہو (۲) قولاً وعملاً مثلاً منتر مداحیہ پڑھنے کے علاوہ ان کی عبادت کرنا۔ مراسم عظمت بجالانا اور ان سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے فسق وفجور میں مبتلا ہونا اور خباثت وشرارت کا بہم پہونچانا (۳)، اعتقاداً مثلاً ان امور کو اچھا جاننا جن سے تقرب شیاطین حاصل ہو اس قسم کے تمام سحر حرام ہیں اور ان کا مرتکب بحسب مراتب دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، البتہ قسم اول کا عامل جب تک اس کا معتقد نہیں ہوتا۔ گنہگار یا فاسق مسلمان کہلا سکتا ہے۔

اوران کے ساتھ شرارت وخباثت میں تناسب پیدا کرنے سے پیدا ہوتی ہے جسکے ذریعہ سے سخت اور مشکل کام آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔ شرعاً یہ فعل حرام ہے اور اسکا مرتکب دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ کام اور عجائبات جو بعض

خفیہ اسباب یا ادویہ اور خواص اشیاء یا اور اور قسم کے حیلوں اور وسائط سے حل ہو جاتے ہیں۔ یا ظاہر ہوتے ہیں وہ سحر نہیں ہیں مجازاً انکو سحر یا جادو کہا جاتا ہے اس ثانی قسم کے حیلے شرعاً ممنوع نہیں اگر وہ کسی کے ضرر اور نقصان دینے کے لئے عمل میں نہ لائی جائیں۔

لیکن دوام اور ہمیشگی باعث کفر وضلال ہے ضرور اس سے پرہیز چاہیئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ لکھتے ہیں کہ سحر کے منجملہ شرائط سے پہلی یہ شرط ہے۔ کہ ساحر کو اس امر پر یقین لانا چاہیے کہ روحانیات جن کی وہ دعوت دیتا ہے وہ مخلوق کے دلوں کے بھید سے واقف ہیں اور انکو ہر ایک کام اور ہر ایک مطلب کے پورا کر دینے پر بالذات پوری قدرت ہے اور ان کی نسبت ہرگز عجز وجہل کا گمان نکرے ورنہ وہ ارواح اسکی اجابت نہیں کرتے اور اسکی مطلب برآری میں اعانت ومدد نہیں کرتے۔ مثلاً روحانیات کواکب میں سے دعوت قمر کے لئے وہ یہ لکھتے اور پڑھتے ہیں (ایہا الملک الکریم والسید الرحیم موسل الرحمۃ ومنزل النعمۃ" اور دعوت عطارد میں کہتے ہیں۔ کل ما حصل لی من الخیر فھو منک ایہا السید لفاضل الناطق العالم بخفیات الامور المطلع علی السرائر" (عزیزی) اور مظہری میں ہے۔ والسحر علم بالفاظ واعمال تقرب بہا الانسان الی الشیاطین وتصیر بہا الشیاطین مسخرات له فیعینونه علی ما یرید وتوثر تلک الالفاظ والاعمال فی النفوس والابدان بالامراض والموت والجنون وتخیل فی الاسماع والابصار کما سمعت فی سحرۃ فرعون انہم القوا حبالهم

(ترجمہ دیکھو صفحہ ۵۹۵)

و عصیہم تخیل الیہ من سحرهم انہا تسعی ۱۲

فارسی (و پیروی کردند بآنچہ فرود آوردہ شد - اور اسکی جو اُتارا گیا ہے - و یا نہیں اُتارا گیا)

وَ - مَا، موصولہ - یا نافیہ - ۱

اُنزِلَ، ماضی

علی الملکین (بر دو فرشتہ - دو فرشتوں پر)

مَلَکَین، تثنیہٗ ملک - دو فرشتے - اور مجازاً اُس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کسی صفت حسن میں دوسروں پر کمال فوقیت رکھتا ہو جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی عورتوں نے ملک کہا ہے -

ببابل (بشہر بابل - بابل میں)

ب، بمعنی فی - بابل، ۲ اسم عجمی غیر منصرف اطراف عراق میں یہ ایک مشہور شہر تھا - نمرود کا دار الخلافت رہا ہے -

ھاروت (بر ہاروت و ماروت - ہاروت و

۱ - ما - نافیہ اس تقدیر جملہ ما انزل ساحریں اور یہود کے اعتقاد کا رد ہوگا وہ کہا کرتے تھے کہ خداوند عالم نے سحر کو ہاروت و ماروت پر شہر بابل میں نازل کیا ہے اور اسی کو حضرت سلیمان علیہ السلام کیطرف بھی منسوب کرتے تھے لہذا انکے رد میں کہا گیا کہ ما انزل الخ اور اس کا عطف (ما کفر سلیمان) پر ہے کانہ قیل لم یکفر سلیمان و لم ینزل اللّٰہ السحر علی الملکین یعنی نہ تو حضرت سلیمان نے کفر کیا ہے اور نہ خداوند نے بابل میں ملکین پر سحر اتارا ہے - اور اسی طرح ما یعلمان میں بھی مَا نافیہ ہوگا اے لا یعلمان احدا السحر بل ینھیان عنہ و یبالغان فی نھیہ (کہ وہ کسی کو سحر نہیں سکھلاتے تھے بلکہ اس سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے لا تکفر یعنی سحر کو مت اختیار کرو - یہ کفر ہے (شیخ زادہ)

۲ بابل یہ تبلبل بمعنی تفریق سے مشتق ہے کہا گیا ہے کہ چونکہ نمرود کی عمارت گرنے کے بعد یہاں کی زبانیں مختلف ہوگئی تھیں اسوجہ سے اس شہر کو بابل کہتے ہیں مگر یہ وجہ صحیح نہیں کیونکہ نمرود کی عہد حکومت میں یہ شہر نہایت ہی آباد اور اسی نام سے موسوم تھا غالباً جسطرح شاہ جہان کے عہد حکومت

ماروت پر - یا ان دونوں پر)

ھاروت وماروت، ہر دو اسم عجمی غیر منصرف وجمعہا ھواریت دھواریہ ومواریت ومواریہ۔

(ومی آموزند ہیچکس را اور نہیں سکھلاتے کسی شخص کو)

مایُعَلِّمَانِ، مضارع منفی مِن موکد استغراق وشیع نکرہ۔

احدٍ، کوئی ایک۔ کوئی شخص (نکرہ)

(تا آنکہ گویند۔ یہاں تک کہ کہتے۔)

حَتّٰی، مظہر غایت امر بمعنی (الیٰ)

یقولا، مضارع

(جز ایں نیست کہ ما بلائیم یا فتنہ ایم۔ سوائے اسکے نہیں کہ ہم فتنہ ہیں)

اِنَّمَا، کلمۂ حصر مدعا کے ثبوت پر زور ڈالنے کے لئے لایا جاتا ہے۔

(موکد مضمون جملہ)

فتنۃ، آزمایش وامتحان اور وہ حالت جس سے انسان کی بھلائی وبرائی معلوم ہوسکتی ہے اور اسکی

وماروت | وما یعلمان من احد | حتی یقولا انما نحن فتنۃ

میں مختلف اقوام کے ملنے سے اردو زبان قائم ہوگئی ہے اسی طرح کسی بادشاہ کے زمانے میں مختلف ملکوں کے لوگ وہاں جمع ہوئے ہیں جن کی اختلاف زبان سے اس محلہ یا اس جگہ کا نام بابل مشہور ہوا ہے اور پھر آہستہ آہستہ تمام شہر کا یہ نام ہوگیا ہے - یا دراصل یہ فوجی چھاونی کا نام ہے اور بعد میں نمرود کا دارالخلافت بنا ہے یہ توجیہات اس وقت مفید ہوسکتی ہیں کہ بابل کو اسم عربی مانا جائے اور اگر عجمی ہے تو اس کے مشتق ماننے کی کوئی ضرورت نہیں صاحب تفسیر روح المعانی لکھتے ہیں - بعض لغات عجمیہ قدیمہ میں بابل کو اسم نہر کبیر لکھا ہے چونکہ یہ شہر بھی نہر فرات کے قریب قریب آباد ہوا تھا اسی مناسبت سے اس کا نام بھی بابل مشہور ہوگیا - (انتہیٰ) جیسا کہ بغداد کا ایک نام دارالسلام ہے نہ اسوجہ سے کہ شاہان اسلام نے اسکو بسایا تھا بلکہ اس مناسبت سے کہ وہ دجلہ کے کنارے پر واقع ہے اور دجلہ کا نام السلام ہے ۱۲

تفسیر حاشیہ صفحہ ۴۹۶

ایمانی قوت اور ضعف کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ والمعنی مصیبت و بلا۔

(پس تو کافر مشو۔ پس تو کافر نہ بن)

ف فصیحہ۔ لا تکفر مضارع نہی الکفر احسان نہ ماننا۔ شریعت حقہ کی اطاعت وتعمیل سے انکار کرنا مصدر ف ض۔ کَفَرَ۔ یَکْفُرُ۔ کَافِرٌ۔ مَکْفُورٌ۔ اُکْفُرْ۔ لَا تَکْفُرْ۔

(پس یاد میگیرند از ان ہر دو۔ پس سیکھتے ہیں ان دونوں سے۔)

ف، یتعلمون، مضارع ج غ ای فیتعلم الناس ای الیہود منہما ای من الملکین علی التقدیر ان یکون ھاروت وماروت ملکین انزل علیہما السحر ابتلاءً من اللہ۔ التعلم سیکھنا حاصل کرنا مصدر تَفَعُّلٌ۔ تَعَلَّمَ۔ یَتَعَلَّمُ۔ مُتَعَلِّمٌ۔ تَعَلَّمْ لَا تَتَعَلَّمْ۔

منہما، من، ابتدائیہ مرجع ضمیر تثنیہ ملکین یا ھاروت وماروت یا سحر و منزل علی الملکین (جمل)

(چیزے را کہ جدائی می افگنند بآن

فیتعلمون: فیتعلم

ف [1] فیتعلم۔ یعنی فیتعلمون کی ضمیر جمع کا مرجع اَحَدٌ ہے بوجہ نکارت جس کا ترجمہ دوسرے لفظوں میں فیتعلم الناس ہوسکتا ہے۔ اگر خداوند نے دو فرشتوں ہاروت وماروت پر ابتلائً سحر نازل کیا ہے تو یہ معنی ہونگے کہ یہود ان دو فرشتوں سے سیکھا کرتے تھے اور اگر ملکین نازل نہیں ہوئے تو ہاروت وماروت بدل بعض شیاطین سے ہوکر عبارت کے یہ معنی ہونگے کہ یہود شیاطین زمانہ سلیمان علیہ السلام میں سے ہاروت وماروت سے سحر اور اس عمل کو سیکھا کرتے تھے جس سے زوجین میں تفریق اور جدائی ہوسکتی ہے۔ (شیخ زادہ)

—— ۱۰۷ ——

وہ چیز کہ جدائی ڈالتے ہیں اس کے سبب سے)
ما، موصولہ۔ یُفَرِّقُوْنَ، مضـ ج ـ غ
اَلتَّفْرِیْقُ ۔ وَالتَّفْرِقَۃُ۔ جدا جدا کرنا بکھیرنا مصدر تفعیل۔ فَرَّقَ۔ یُفَرِّقُ ۔ مُفَرِّقٌ ۔ فَرِّقْ۔ لَاتُفَرِّقْ
بِہٖ، ب، سببیہ و مرجع ضمیر (ما)
(درمیان مرد و زن ۔ مرد و عورت میں)
بَیْنَ، اسم ظرف متوسط میان حدود گویا یہ نقطہ حدّ فاصل اور جامع ہوتا ہے
مرء، مرد و زوج ۔ جمع اسکی اسکے لفظ سے نہیں آتی۔
زوج، عورت منکوحہ ہم صحبت جوڑا
(و نیستند ایشاں زیاں رسانندہ باں سحر اور ضرر نہیں پہنچا سکتے یا نہیں پہنچانے والے اس سحر سے)
ما، نافیہ بمعنی لیس۔ ب، زائد
ضارّین، جمع ضارّ اسم فاعل نقصان پہنچانے والے ۔ ضرر دینے والے
اَلضَّرُّ وَالْمَضَرَّۃُ ۔ تکلیف دینا۔ ضرر پہونچانا۔
بِہٖ۔ ب، سببیہ و مرجع ضمیر (سحر)
(ہیچکس را۔ کسی شخص کو)
مِنْ، زائد موکدّ استغراق۔
اَحَدٍ، بمعنی کوئی شخص
(مگر بفرمان خدا۔ خدا کے حکم یا اس کی قدرت سے)
اِلَّا، حرف استثنا متصل۔
ب، سببیہ و علت۔
اِذْنٌ، اجازت و دستوری۔
(و یاد میگیرند۔ اور حاصل کرتے ہیں سیکھتے ہیں) مضـ ج ـ غ
(آنچہ زیان می رساند ایشانرا۔ جو ضرر یا نقصان دیتا ہے انکو)
ما، موصولہ۔ یَضُرُّ، مضـ ا ـ ع اَلضَّرُّ وَالْمَضَرَّۃُ نقصان و ضرر پہنچانا۔

بِہٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِہٖ ؕ وَمَا ھُمْ بِضَآرِّیْنَ بِہٖ
مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ؕ وَیَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّھُمْ

ف ۱ - اذن اللہ یعنی بحکم خدا جو علت افعال ہے وہی اسباب میں اثر و تاثیر پیدا کرتا ہے ۱۲

ضَرَّ

مصدر ف ۔ ض
ضَرَّ ۔ یَضُرُّ ۔ ضَارٍ ۔ مَضْرُوْرٌ ۔
اُضْرُرْ ۔ لَا تَضْرُرْ

وَلَا یَنْفَعُهُمْ

(وسود ندہد ایشانرا ۔ اور انکو سود و نفع نہیں کرتا) لَا یَنْفَعُ، مضارع م ا ع

وَلَقَدْ عَلِمُوْا

(وہر آئینہ دانستہ اند ۔ اور جان چکے ہیں ۔ اور اچھی طرح جانتے ہیں)
لَقَدْ، موکد مضمون جملہ عَلِمُوْا ماضی ج م غ

لَمَنِ اشْتَرٰہُ

(کہ ہر کہ خریداری کند جادو را ۔ کہ جو شخص مول لیوے جادو کو)
اسے استبدل ماتتلوا الشیاطین بکتاب اللہ ۔
لَ١، ابتدائیہ یا جواب قسم محذوف ۔
مَنْ، موصولہ یا شرطیہ ۔
اشترا ۔ مول لیا یا مول لیوے ماضی ا ع بمعنی مضارع ۔

مَا لَہٗ

(نیست او را ۔ اسکے لئے کچھ حصہ نہیں) مَا نافیہ ۔ لِ بمعنی انتفاع وتملیک و مرجع ضمیر (مَن)

فِی الْاٰخِرَةِ

(در آخرۃ ۔ آخرت میں)
فِی، ظرفیہ ۔ الْاٰخِرَة، مونث آخر در اصل صفت دار ہے ۔ اسے الدار الاٰخرۃ ۔

مِنْ خَلَاقٍ

(ہیچ بہرہ ۔ کچھ حصہ)
مِنْ، زائد ۔ تاکید استغراق شیع عمومیت نکرہ ۔
خلاق ۔ حصۂ خیر ۔ نصیبہ نافع ۔

وَلَبِئْسَ

(وہر آئینہ بد چیز است ۔ اور البتہ برا ہے)
لَ، ابتدائیہ یا جواب قسم محذوف ۔
بِئْسَ، فعل ذمّ ۔

مَا شَرَوْا بِہٖ

(آنچہ بفروختند عوض دے جو کچھ بیچا ہے انہوں نے اسکے عوض

لے ۔ لِ، ابتدائیہ یہ لام مبتدا پر داخل ہوتا ہے اور مضارع پر اور ماضی پر مع قد اور بدون اسکے ممتنع ہے اور خبر پر جبکہ وہ مقدم ہو مبتدا پر اور ایسے ہی معمول خبر پر داخل ہوتا ہے جبکہ وہ موقع مبتدا میں واقع ہو ۔ لیکن کوفی جمیع اقسام میں اسکو جواب قسم مقدر مانتے ہیں اور اُن کے پاس لام

لو کانوا یعلمون

مَا، نکرہ موصوفہ یا موصولہ

شروا بہ، ماضی ج م غ

(جانہائے خود را۔ اپنی جانوں کو)

انفس، جمع نفس وجود وذات

(اگر میدانستند۔ یا کاش کہ میدانستند

اگر وہ جانتے۔ کاش کہ وہ جانتے)

لو۔ شرطیہ یا بمعنی لیت

کانوا یعلمون، میدانستند۔ جانتے

ہوتے۔ ماضی ج م غ استمراری بمعنی تمنی

الترکیب

و۔ اتبعوا، .... فعل با فاعل

ما، ...... موصولہ

تتلوا، .... فعل

الشیطین، .. فاعل

علی بمعنی فی عہد، مضاف

ملک سلیمان و الیہ مضاف الیہ

م جمیع ما تقدم پر از قبیل عطف القصہ علی القصہ

اسے ما تتلوا الشیاطین فی عہد ملک

سلیمان ویا علی تضمین الفعل معنٰی

الافتراء اسے تتلوا الشیاطین علٰی

ملک سلیمان قائلین بان ملکہ

کان بہ۔

و۔ مَا کفر، فعل۔

سلیمان، فاعل } جملہ معطوفہ

لکن، ...... مشبہ بفعل

الشیطین، .... اسم

کفروا، فعل مع الفاعل ذو الحال

یعلمون، فعل مع الفاعل

الناس، ... مفعول (۱)

السحر، ... مفعول (۲)

ویا کفروا، خبر و یعلمون، خبر دوم

یا جملہ یعلمون الناس السحر بدل

ہے کفروا سے یا جملہ مستانفہ۔

و۔ ما، .... موصولہ

انزل، .... فعل مع الفاعل

علی، جار

الملکین، ذو الحال

ببابل، متعلق کائنین حال

ھاروت وماروت، عطف بیان ہے

(حاشیہ: جملہ فعلیہ حال — جملہ فعلیہ خبر — جملہ معطوفہ — مفعول — جملہ فعلیہ صلہ — جملہ فعلیہ معطوف علی نبذ — معطوف علی ما تتلوا یا السحر)

الملکین سے۔
اے ما انزل علیہما حال کونہما ببابل
ویا ببابل حال انزل کی ضمیر سے
اے ما انزل السحر علیہما حال
کونہ ببابل۔ ویا ببابل ظرف لغو اے
ویعلمون ما انزل فی بابل علے
الملکین اما الباء علے جمیع التقادیر
بمعنی فی۔

و۔ یا ما نافیہ۔ لکن، مشبہ بالفعل
الشیطین، مبدل منہ
ھاروت وماروت، بدل بعض
کفروا، جملہ فعلیہ .... خبر

وفی الکلام تقدیم وتاخیر والتقدیر
وما کفر سلیمان وما انزل علی الملکین
ولکن الشیطین ھاروت وماروت
کفروا یعلمون الناس السحر ببابل
ویعلمان السحر احدا حتی یقولا انا
مفتونان بہ فلا تکن مثلنا فی ذلک
فتکفر۔ قیل ان القول علی سبیل

الاستہزاء لا علی سبیل النصح۔

و۔ ما یعلمان، فعل مع الفاعل
من، زائد۔ احد، مفعول
حتیٰ، بمعنی الّا، حرف استثناء
ان یقولا، فعل مع الفاعل
انما نحن، .... مبتدا
فتنۃ، .... خبر
و۔ لا تکفر، جملہ فعلیہ مقولہ

و۔ یتعلمون، فعل مع الفاعل
منہما، .... ظرف لغو
ما، .... موصولہ
یفرقون، فعل مع الفاعل
بہ، .... ظرف لغو
بین المرء وزوجہ، ظرف دوم

اے فیتعلم احد اے الیھود منہما الخ

ما، بمعنی لیس۔ ھم، ... اسم
بضارین بہ من احد، .. خبر
باء، زائد۔
ضارین، اسم فاعل

بہ، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ظرف لغو
من، زائد۔ احد، مفعول
اِلَّا باذن اللہ۔ حال ضمیر جمع اے
ماذوناً یا معھم الاذن۔

و یتعلمون، فعل مع الفاعل
ما، ۔ ۔ ۔ موصولہ
یضرھم، جملہ فعلیہ۔ صلہ
و۔ لا ینفعھم، جملہ فعلیہ معطوف
علی یضرھم۔

و۔ لقد علموا، فعل مع الفاعل
من، ۔ ۔ ۔ موصولہ مبتدا
اشتراہ، جملہ فعلیہ صلہ
ما، نافیہ، لہ متعلق ثابتاً خبر
فی الاٰخرۃ، متعلق کائن صفت
من، زائد، خلاق، موصوف اسم مؤخر

۴ یا متعلق ہے لما جاءھم سے اور
قصہ سحر مستطرد فی البین ہے۔
ل، قسمیہ
یا۔ من، شرطیہ ۔ ۔ ۔ مبتدا
اشتراہ، جملہ فعلیہ۔ خبر
مالہ، فی الاٰخرۃ الخ، جواب قسم
اور جواب شرط محذوف ہے اور جواب قسم دال
بر جواب کیونکہ قسم و شرط جمع ہو جانے کی
صورت میں جواب پر سابق ہوتا ہے
مذکور فی العبارت اسی کا جواب
سمجھا جاتا ہے۔
و یا لقد علموا، فعل مع الفاعل
جملہ و انہ یضرھم ولا ینفعھم
محذوف مفعول
و علی ھذا لام کلمۃ لمن قسمیۃ

۵۔ لقد علموا، مرجع ضمیر یا یہود ان زمانہ ختم نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہیں و یا یہود ان زمانہ حضرت سلیمان علیہ السلام و یا شیاطین یا ملکین۔

و۔ ل، موکد بئس، فعل ذم
ما، ... نکرہ موصوفہ یا موصولہ[ف]
شروا، فعل مع الفاعل
بہ، جار مجرور ظرف لغو
انفسہم، مفعول
مخصوص بالذم محذوف ہے۔

صفت یا صلہ — جملہ — معطوف علیہ لمن اشتراہ و جملہ قسمیہ

اسے[ف۲] مقول فی حقہم لبئس ما شروا بہ انفسہم ویا اس کا عطف جملہ لقد علموا پر ہے کہ جملہ قسمیہ انشائیہ ہے اسوقت تاویل کی ضرورت نہیں۔
لو کانوا یعلمون، جملہ فعلیہ شرط
لامتنعوا من السحر جزا
جواب محذوف

ف۱۔ جملہ وما انزل، منصوب المحل ہے اور اس کا عطف یا ما تتلوا پر ہے جو اتبعوا کا مفعول ہے اس تقدیر پر وصف یہود میں کلام ہوگا کہ یہود نے توریت مقدس کو چھوڑکر اس کلام کی اتباع اختیار کرلی ہے جسکو شیاطین حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت اور زمانہ نبوت میں پڑھا کرتے تھے۔ اور اس سحر کو اختیار کیا ہے جو ملکین پر حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ

ف۱۔ ما، نکرہ موصوفہ ممیز ضمیر مبہم جو بئس میں ہے اور مخصوص محذوف ہے اسے ولبئس شیئاً شروا بہ حظوظ انفسہم اسے باعوھا او شروھا۔

ف۲۔ مقول فی حقہم جملہ لبئس ما شروا بہ انفسہم جملہ انشائیہ ہے مُصدّر بفعل ذمّ کہتے ہیں کہ جملہ معطوف ہے لمن اشتراہ پر اور جبکہ جملہ معطوف علیہ خبریہ ہے لہٰذا اس جملہ معطوفہ کو بتاویل خبر بنائے ہیں تاکہ عطف صحیح ہو۔ وقالوا۔ مقول فی حقہم ولبئس ما شروا بہ انفسہم بجرس ہے بئسما باعوا انفسہم السحر او الکفر اور کہتے ہیں کہ اس کا عطف لقد علموا پر ہے اور وہ جملہ قسمیہ ہے اسلئے جملہ لبئس الخ میں تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا معطوف علیہ بھی جملہ انشائیہ ہے۔

رسالت میں نازل ہوا تھا اور یا اس جملے کا عطف السحر پر ہے اس تقدیر پر
بھی جملہ منصوب المحل ہے کیونکہ السحر یعلمون کا مفعول ہے۔ مگر اس وقت
وصف شیاطین میں کلام ہوگا یعنی شیاطین نے کفر کیا اس طرح یا اس حالت
میں کہ وہ لوگوں کو علم سحر اور اس کے عمل کی کیفیت سکھاتے تھے اور اس کی
بھی تعلیم دیتے تھے جو ملکین پر نازل ہوا تھا اور اگر ما انزل اور سحر ایک ہی
شئے ہے تو ان دونوں کا عطف ایک دوسرے پر عطف صفت علی الصفت
کے طریق پر ہے اور اگر ما انزل سے ایک نوع خاص مراد ہے تو عطف خاص
علی العام ہے ۱۲ (شیخ زادہ)

ف ۲۰ - واتبعوا الخ بعض عقائد یہود سے ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام خدا
کے بھیجے ہوئے پیغمبر نہیں بلکہ ساحر کامل ہیں اور اسی سحر کی بدولت انہوں نے
روئے زمین کی بادشاہی کی ہے۔ اور درحقیقت یہ مقولہ ساحرین کذوب کا
ہے جنہوں نے سحر کی عظمت کے لئے یہ ظاہر کیا ہوا تھا کہ حضرت سلیمان
علیہ السلام چند منتروں اور دعاؤں کی بدولت جن وانس اور ہوا پر حکومت
کرتے تھے۔ جب یہود میں جادو۔ ٹونے اور عملیات ونقش ولتعویذ وغیرہ کا
رواج عام ہوگیا اور کتاب اللہ کی تعلیم کے بجائے ان میں سحر وعملیات کی
تدریس ہونی لگی تو انہوں نے اپنے اساتذہ سحر کے اعتقاد کے موافق حضرت
سلیمان علیہ السلام کی نبوت سے انکار کردیا۔ لہذا مخبر صادق نے جب صحیح
واقعات کو ظاہر فرمایا تو یہودی کہنے لگے دیکھو یہ شخص (محمد) پیغمبری کا دعوے
کرتا ہے اور حق وباطل میں تمیز نہیں کرسکتا۔ یہ کہتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام

پیغمبر تھے۔ نہیں بلکہ وہ کامل ساحر تھے فانزل اللہ ردًا لعقید تھم عن شھر بن حوشب قال قالت الیھود انظروا الی محمد یخلط الحق با لباطل یذکر سلیمان مع الانبیاء انما کان ساحرًا یرکب الریح فانزل اللہ تعالیٰ واتبعوا ما الخ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ

واگر ایشاں ایمان می آوردند و تقوی میکردند ہر آئینہ ثواب از نزدیک

اور اگر تحقیق وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے البتہ ایک ثواب تھا نزدیک

اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۸﴾

خدا بہتر بودے کاش میدانستند

اللہ کے بہتر اگر ہوتے جانتے۔

ولو انھم امنوا (و اگر ایں جہوداں ایمان می آوردند اور اگر تحقیق وے لوگ ایمان لائے ہوتے)

لو، شرطیہ۔ اٰمنوا، ماضی ج ع

واتقوا (تقوے کروندے اور پرہیزگاری کرتے۔ شریعت کے پابند ہوتے)

اتقوا، ماضی ج ع مصدر الاتقاء صف

لمثوبۃ (البتہ پاداش یافتندے از نزد خدا بہتر۔ ضرور بدلا پاتے اللہ کے نزدیک سے بہتر)

ل، جواب لو یا جواب شرط محذوف مثوبۃ۔ مفعلۃ بضم عین ثواب سے ماخوذ ہی ضمہ اپنے ماقبل کیطرف منتقل ہوا ہے اور وہ مصدر میمی ہے اور یا مفعولۃ ہے اور اصل اسکی مثوبۃ ضمہ واؤ اپنے ماقبل کی طرف منتقل ہوا ہے اور

واو التقائے ساکنین کے باعث ساقط ہوئی ہے پس یہ مصدر ہے بروزن مفعولۃ مثل مصدوقۃ اور مراد اس سے جزا و اجر ہے۔ اسے لَاُثِیْبُوا مثوبۃً لے مصدر فعل محذوف فی الاصل او المرفوعۃ بالابتداء خیر افعل التفضیل۔ مفضل علیہ ما شروا بہ انفسہم ہے اور مفضل مثوبۃ وحذف المفضل علیہ لاظہار فخامت المفضل۔

(اگر میدانستند۔ اگر وہ جانتے)

لو، شرطیہ۔ یا بمعنی لیت کانوا یعلمون ماضی ج ع غ۔

لو، انّ مشبہ بفعل۔ ھم، اسم اٰمنوا، جملہ فعلیہ ... خبر انّ

و۔ اتقوا، جملہ فعلیہ معطوف علی اٰمنوا

اسے لو وقع منھم انھم اٰمنوا اسے ایمانھم۔

وقع، ... فعل

انھم اٰمنوا، بتاویل مصدر فاعل

لَاُثِیْبُوا، جملہ فعلیہ مؤکدہ ... جزا

یا مثوبۃ، بلحاظ اصل ... جزا

---

۱ جملہ فاعل فعل محذوف۔ یہ جملہ فعل محذوف کا فاعل اس وجہ سے مانا گیا ہے کہ لو اپنے ما بعد فعل کے وقوع کو مقتضی ہوتا ہے تقدیر عبارت یہ ہے (لو وقع منھم انھم اٰمنوا اسے لو وقع منھم ایمانھم)

۲۔ مثوبۃ بلحاظ اصل۔ کیونکہ در اصل یہ فعل محذوف لاثیبوا کا مفعول مطلق ہے تقدیر عبارت یہ ہے لاثیبوا مثوبۃً من اللہ خیرا مما شروا بہ انفسہم۔ پس فعل کو حذف کرکے دوام اور ثبات کے لئے اسے جملہ اسمیہ بنائے ہیں اور مفضل علیہ کو عظمت و جلال مفضل کے لئے حذف کردئے ہیں۔ و در ع. یزی نوشتہ لمثوبۃ عند اللہ جزائے لو انھم اٰمنوا واتقوا جزائے نظر بثبوت علمی است و بداند کہ ترتب جزا بر شرط گاہے نظر بثبوت واقعی باشد مانند ان جاءک زید فاکرمہ وگاہے نظر بثبوت علمی و حکم بآن میباشد مانند ما بکم من نعمۃ فمن اللہ۔

مثوبۃ، .... مبتدا مِن عند اللہِ، ظرف لغو خیر، افعل التفضیل و یا لمثوبۃ، موصوف خبر جملہ اسمیہ	مبتدا من عند اللہِ متعلق کائنۃً صفت - خیرٌ - .... خبر لو کانوا یعلمون[۲]، جملہ فعلیہ شرط لو آمنوا، محذوف، ... جزا جملہ شرطیہ

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا

اے مومناں مگوئید راعنا و بگوئید

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت کہو راعنا اور کہو تم

انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۹۹)

انظرنا و نیک بشنوید و کافراں راست عذاب درد دہندہ

انظرنا یعنی انتظار کرو ہمارا اور سنو اور واسطے کافروں کے عذاب ہے درد دینے والا

مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا

دوست نمیدارند آنانکہ کافر شدند از اہل کتاب و نہ

نہیں دوست رکھتے وہ لوگ جو کافر ہیں اہل کتاب سے اور

(تفسیر) وان یکذبوک فقد کذبت رسل من قبلک ودراینجا ازہمیں قبیل اخبر است یعنی حکم بخیریت وثواب وذکر قرآن نزد ایشاں موقوف بر ثبوت ایمان و تقوی ایشاں نیست ۱۲ (عزیزی)

ف۱ لمثوبۃ مبتدا اس تقدیر پر لو بمعنی لیت ہوگا اور جملہ حاول ہوگا تمنی عباد کی طرف کیونکہ تمنی واجب جل شانہ سے محال ہے یعنی جو شخص انکی سرکشی عناد اور حسد کو دیکھتا ہے آرزو کرتا ہے کہ کاش وہ ایمان لاتے اور اللہ کے ہاں سے بہتر ثواب حاصل کرتے -

ف۲ یعلمون کا مفعول محذوف ہے۔ اے یعلمون ان ثواب اللہ خیر-۱۲

الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ

مشرکاں | کہ فرود آوردہ شود | برشما | ہیچ نیکی | از پروردگار

مشرکوں سے | یہ کہ اتاری جاوے | اوپر تمہارے | کچھ بھلائی | پروردگار

رَّبِّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ

شما | وخدا مخصوص میکند بخشایش خود | ہر کرا خواہد

تمہارے سے | اور اللہ خاص کرتا ہے ساتھ رحمت اپنی کے | جسکو چاہتا ہے

وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۱۰۰﴾

وخدا | خداوند فضل بزرگ | است

اور خدا صاحب | فضل | بڑے کا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

(اے جماعت ایمانداراں۔ اے ایمان والو)

یا، حرفِ ندا۔ ایّھا۔ ایّ، اسم منادی۔

وھا۔ کلمہ تنبیہ مخاطب۔ اٰمنوا، ماضی ج ع

لَا تَقُولُوا رَاعِنَا

(مگوئید بتخاطب پیغمبر لفظ۔ راعنا۔ پیغمبر سے بذریعہ لفظ راعنا تخاطب نکرو)

لَا تقولوا، نہی ج ح۔ راعنا، ہماری طرف ہو جیئے۔ ہمیں ارشاد فرمائیے۔ راع، امر ع۔ الراعی، حفظ غیر کی مصلحت کے لئے والمراعاۃ، کسی کے حق کی مراعت کرنا۔ خیال رکھنا۔ حقوق کی حفاظت کرنا مصدر مفاعلہ۔ ناقص۔ راعی یراعی۔ مراعٍ۔ راعِ۔ لا تراعِ

وَقُولُوا انظُرْنَا

(وبگوئید نظر فرما بین مارا۔ اور کہو ہمیں دیکھیئے۔ ہمارا انتظار فرمائیے)

انظر الینا واسمع کلامنا او انتظرنا وتانّ بنا حتی نفہم کلامك۔ یا بمعنی نظر بصیرۃ بمعنی تفکر

وتدبرا ے تفکر فی امرنا۔

قولوا، ہـ امر ج ح ا ح النظر، ہـ امر

النظر والنظران دیکھنا شفقت

کرنا مہربانی کرنا خیال کرنا یہ مصدر

کبھی بذریعہ حرف لام متعدی ہوتا ہے

مصدر ف ض نَظَرَ۔ یَنظُرُ۔ ناظِرٌ

منظورٌ۔ اُنظُرْ۔ لَا تَنظُرْ۔

اسمعوا (وبشنوید سخن خدا را۔ یا نیک بشنوید

اور اچھی طرح خیال سے سُنو۔)

اسے احسنوا الاستماع مع جمع

حتی لا تحتاجوا الی طلب المراعاۃ

و۔ اسمعوا، ہـ امر ج ح مصدر الاسماع

وللکافرین (ومر کافراں راست۔ اور منکرین

کے لئے اور کافروں کے لئے

ال۔عہدی، والمراد ھم الذین

یسبون الرسول علیہ السلام

بلفظ راعنا۔ ویا مراد عام کفار ومشرکین

عذاب الیم (عذابے دردناک۔ سخت تکلیف

دینے والا عذاب۔)

ما یود (دوست نمی دارند۔ نہیں چاہتے

پسند نہیں کرتے) مضـ منفی ا ـ ع

اَلوُدُّ۔ وَالوِدَادُ، وَالمَوَدَّۃُ۔

بمعنی محبت و تمنی شئے تمنی کی صورت

میں مفعول اسکا جمع واقع ہوتا ہے

اور جب محبت میں استعمال ہوتا ہے

تو مفعول اس کا مفرد آتا ہے مثال

تمنی وددت لو تفعل کذا و مثال ثانی

وددت الرجل۔ پسند رکھنا دوست

رکھنا مصدر ک۔ ف

مضاعف مثال وَدَّ۔ یَوَدُّ۔ وَادٌّ

وَدُودٌ۔ مَودُودٌ۔ وَدَّ۔ لَا تَوَدَّ۔

الذین کفروا (آنانکہ کافر شدند۔ جو لوگ کافر ہوئے

کفروا، کافر ہوئے۔ حق کو چھپائے

ہیں۔ ماضـ ج ـ ع مصدر الکفر

من اهل الکتاب (از اہل کتاب۔ کتاب والوں سے)

من، بیانیہ یا تبعیضیہ

اہل، مالک و صاحب۔ اہلون

اہالی۔ اہال۔ جمع

وَلَا الْمُشْرِكِينَ

اهل کتاب، مراد۔ یہود۔ نصاریٰ
(ونہ مشرکان اور نہ مشرک۔)
لا، زائد۔ المشرکین، مراد مشرکان
زمانۂ نبوت سرور کائنات ویا جملہ غیر
اہل کتاب مشرکان بت پرستاں

اَنْ يُّنَزَّلَ

(کہ نازل کردہ شود۔ بھیجی جاسے)
ان ینزل، مضـ ا۔ع منصوب

عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ

(ہرشا ہیچ نیکی۔ تمہارے اوپر بھلائی)
من، تاکید استغراق۔ مشیع عمومیت
نکرہ۔
خیر، افعل ومراد وحی وکلام۔ علم ونصرۃ

مِّنْ رَّبِّكُمْ

(از پروردگار شما۔ تمہارے رب سے)
من، ابتدائیہ۔ ربّ، صفت مشبہ یا
مصدر بمعنی تربیت قائم مقام فاعل۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ

(وخدا خاص میکند یا مخصوص نماید اور
اللہ خاص کرتا ہے)
یختص، مضـ ا۔ع الاختصاص۔
الگ کرنا۔ متفرد بنانا چن لینا مصدر۔
افتعال۔ اِختصّ۔ یَختصّ مُختصّ

اِختصّ۔ لَا تختصّ۔

بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

(برحمت خود ہر کرا کہ میخواہد۔ اپنی رحمت
سے جسکو چاہتا ہے)
ب۔ صلہ، مقصور پر داخل ہے۔ آ
یوتی رحمتہ۔
(رحمت، عنایت ومہربانی ووحی۔
من، موصولہ یا نکرہ موصوفہ۔
یَشَآءُ مضـ ا۔ع

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

(وخداوند۔ خداوند فضل بزرگ است
اور اللہ فضل عظیم رکھتا ہے۔ اور اللہ
بڑے فضل والا ہے)
ذوالفضل۔ ذو، اسم مکبر
بمعنی صاحب۔
فضل، احسان بلا علت وبزرگی۔
وذوالفضل، بہت احسان کرنیوالا
عظیم، صفت مشبہ جمع عظماء

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

یا، حرف ندا ایہا کلمۂ فصل
الّذین، ۔ ۔ ۔ ۔ موصول
امنوا، جملہ فعلیہ صلہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

امنوا

لَا تَقُولُوا، فعل با فاعل
رَاعِنَا، جملہ فعلیہ، مفعول بہٖ
راعنا صفت مصدر محذوف اسے
قولاً راعنا۔
وَقُولُوا، ..... فعل مع الفاعل
انْظُرْنَا، جملہ فعلیہ مفعول بہٖ
وَاسْمَعُوا، فعل با فاعل، جملہ معطوفہ
لِلْكَافِرِينَ، متعلق ثابت خبر مقدم
عَذَابٌ، موصوف
أَلِيمٌ، ... صفت
مَا يَوَدُّ، ...... فعل
الَّذِينَ كَفَرُوا۔ صلہ موصول فاعل
مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، ظرف لغو
وَ۔لَا۔ زائد۔

الْمُشْرِكِينَ، معطوف علی اھل الکتب
أَنْ يُنَزَّلَ، ...... فعل
عَلَيْكُمْ، ... ظرف لغو
مِنْ، زائد۔ خیر موصوف
مِنْ رَبِّكُمْ، متعلق کائن صفت
وَ۔ اللّٰهُ، ...... مبتدا
يَخْتَصُّ، فعل مع الفاعل
بِرَحْمَتِهِ ... ظرف لغو
مَنْ يَشَاءُ ... مفعول بہٖ
ویا يَخْتَصُّ، ... فعل لازم
مَنْ يَشَاءُ الخ .... فاعل
اسے مَنْ يَشَاءُهٗ۔
وَ۔ اللّٰهُ، .... مبتدا
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ... خبر

ف۔ لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا۔ پیغمبر علیہ السلام کی مجلس مذاکرت میں مسلمان۔ یہود۔ نصاریٰ۔ مشرک اور کفار بت پرست ہر قسم اور ہر ملت و مذہب کے لوگ اکثر ہوا کرتے تھے۔ جسطرح مجلس وعظ میں جب کوئی بات کسی شخص کو اچھی طرح سنائی نہیں دیتی تو وہ کہتا ہے۔ صاحب اس مسئلہ کو دوبارہ فرمائیے یا ہماری خاطر اس مضمون کو مکرر فرمائیے ایسے موقعہ کے لئے یہود نے

(راعنا) کا لفظ جو ذومعنی ہے قرار دے رکھا تھا۔ اس لفظ کے ایک تو یہ معنی ہیں کہ ہم نہیں سمجھے ہماری خاطر مکرر فرمائیے یعنی ہماری رعایت کیجئے اور مطلب یہ ہوا کہ جو کچھ ارشاد فرمائیں آہستہ آہستہ اور وضاحت کے ساتھ فرمائیں کہ ہم اچھی طرح سمجھ لیں۔ اور دوسرے معنی ہوتے تھے اے متکبر احمق یا ہمارے چرواہے گڈریئے مسلمان چونکہ نفاق سے پاک تھے اور انکے دلوں میں کسی طرح کا کھوٹ نہ تھا وہ بھی یہود کی دیکھا دیکھی اسی لفظ کا استعمال کرنے لگ گئے تھے اور اُن کے ذہن اس معیوب معنی کی طرف ہرگز مائل نہ ہوتے تھے۔ جس سے یہود کو آپس میں ہنسی مسخری اور اشارہ وکنایہ کا موقع مل جاتا تھا لہذا مسلمانوں کو اس سے منع کیا گیا لفظ راعنا ذومعنی ہے اور دو مادوں سے مشتق مانا جاسکتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اسے مراعاۃ سے مشتق سمجھ کر آپکو خطاب کرتے تھے راعنا اے ارعنا سمعك اے فرغ سمعك لکلامنا یقال ارعیٰ الی الشی و راعاہ اذا اصغیٰ الیہ واستمعہ۔ اوالمعنی راعنا اے راقبنا وتانّ بنافیما تلقّینا حتّیٰ نفھمہ اور یہود اسے رَعَن بفتحتین بمعنی حمق وتکبر اسم رعونت سے ماخوذ مان کر حقارت سے خطاب کرتے تھے یا یہ لفظ عبرانی ہے جس سے یہود سبّ وشتم کیا کرتے تھے (اصل راعینا) اور راعی چرواہے کو بھی کہتے ہیں۔ لہذا اس التباس کے دفعیہ کے لئے مومنین کو حکم دیا گیا کہ وہ اس لفظ کے عوض دوسرا کلمہ جو اس سے زیادہ فصیح اور انکے مطلب کا مفید اور غیر ملتبس ہے استعمال کیا کریں۔ پس بجائے راعنا۔ انظرنا کہا کریں واسمعوا اس سے یا

مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر اس طرح غور سے سنا کرو کہ تمہیں آنجناب کو اپنی طرف بالتخصیص متوجہ کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے یا یہ مراد ہے کہ یہ جو اللہ کا حکم ہے کہ بجائے راعنا کے انظرنا کہا کرو اسکو خوب سن لو اور قبول کرو اور اسپر عمل کرو۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ

ہرچہ نسخ میکنیم از آیتے یا فراموش میگردانیم آنرا می آریم بہتر ازوے

جو موقوف کرتے ہیں ہم آیتوں سے یا بھلا دیتے ہیں ہم انکو لاتے ہیں بہتر اُن سے

اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۱﴾

یا مانند وے آیا ندانستہ کہ خدا بر ہمہ چیز تواناست

یا مانند انکے کیا نہ جانا تونے کہ اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

آیا ندانستہ درستیکہ خدا راست پادشاہی آسمانہا و زمین

کیا نہیں جانا تونے یہ کہ اللہ واسطے اسکے ہے پادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۲﴾

و نیست شمارا بجز وے ہیچ دوست و یاری دہندہ

اور نہیں واسطے تمہارے سوائے اللہ کے کوئی دوست اور نہ مددگار

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ

آیا میخواہید کہ سوال کنید پیغامبر خودرا چنانکہ سوال کردہ شد

کیا ارادہ کرتے ہو تم یہ کہ سوال کرو پیغمبر اپنے سے جیساکہ سوال کیا گیا تھا

مُوسٰی مِن قَبلُ ؕ وَمَن یَّتَبَدَّلِ الکُفرَ

موسیٰ | پیش ازیں | وہر کہ بستاند | کفر را

موسیٰ | پہلے اس سے | اور جوکوئی بدل ڈالے | کفر کو

بِالاِیمَانِ فَقَد ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیلِ ﴿۱۰۸﴾

عوض ایمان | پس ہر آئینہ | گم کرد | راہ میانہ را

بدلے ایمان کے | پس تحقیق گمراہ ہوا | راہ سیدھی سے

مَا نَنسَخ مِن اٰیَۃٍ

(ہر چہ نسخ میکنیم از آیتے - جو ہم موقوف کرتے ہیں کوئی آیت)

ما شرطیہ - ننسخ ج م مضـ

نسخ لغت میں کسی شے کو دور کر دینے زائل کر دینے اور متغیر کر دینے کو کہتے ہیں خواہ شئے اوّل کی جگہ دوسری شئے قائم ہو۔ جیسے آفتاب کی روشنی اندھیرے کو زائل کر کے خود اسکی جگہ قائم ہو جاتی ہے۔ یقال نسخت الشمس الظلّ اور خواہ شئے اول کی جگہ دوسری شئے قائم نہو جیسے ہوا اثر کو مٹا دیتی ہے اور خود وہاں قائم نہیں رہتی یقال نسخت الریح الاثر اور جیسے ایک شئے کو دوسری جگہ نقل کرتے ہیں۔ مثلاً کتاب وغیرہ یقال کنا نستنسخ لیکن اصطلاح شرع میں ایک شرعی حکم دوسرے شرعی حکم سے زائل ہونے کا نام نسخ ہے۔ فی الواقع حکم اول کی عملی مدت ایک خاص حد تک محدود ہوتی ہے لیکن وہ اپنی اطلاقیت اور عدم قرینہ تعیین مدت کے باعث دوامی اور استمراری سمجھا جاتا ہے اور شریعت کے دوسرے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوامی نہ تھا بلکہ اسکی تکمیل کی

مدت ایک خاص حد تک محدود تھی اس دوسرے حکم کو ناسخ اور پہلے کو منسوخ کہتے ہیں۔ اس کے تین قسم ہیں (۱) کلمات آیات کا پڑھنا فرض نہ رہے۔ اور فرضیت حکم قائم رہے۔ (۲) تعمیل حکم فرض نہ رہے اور کلمات آیات کا پڑھنا فرض رہے (۳) پڑھنا اور تعمیل حکم دونوں فرض نہ رہیں۔

مِنْ اٰیَةٍ (از آیتے۔ کوئی آیت۔)

مِن، تبعضیہ یا بیانیہ متعلق بمحذوف آیت، قرآن کا ایک جملہ یا حکم منصوصہ

اَوْ نُنْسِهَا (یا فراموش میگردانیم اورا۔ یا بھلا دیتے ہیں ہم اسکو)

نُنْسِ، مضـ ج م۔ دل سے مٹاتے ہیں الانساء والنسیان۔ بھلانا محو کر دینا صورت کا ذہن سے مصدر افعال ناقص۔ اَنْسیٰ یُنْسِی مُنْسٍ۔ اَنْسِ۔ لَا تُنْسِ۔

نَأْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا (بیاریم بہتر از وے۔ لاتے ہیں ہم اس سے بہتر۔)

نَأْتِ، مضـ ج م مصدر الاتیان۔ ب، زائد۔ خَیْرٍ، بہتر و النفع افعل التفضیل اسے بخیر فی الثواب والنفع للعباد۔

مِنْهَا، اسے من اٰیۃ المنسوخۃ۔

اَوْ مِثْلِهَا (یا مانند وے۔ یا اسکے برابر) اسے مثل آیۃ المنسوخۃ۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ (آیا ندانستہ بہ تحقیق خدا تراست کیا نہیں جانتا تو البتہ اللہ ہی کے لئے ہے)

أ، ہمزہ استفہام توبیخی وعتابی۔ لم تعلم، مضـ ا ح مجزوم۔ اَنَّ، موکد مضمون جملہ۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

لہ۔ لام بمعنی تخصیص وتملیک۔ (بادشاہی آسمانہا وزمینہا۔ آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت تمام مخلوق کی حکومت)

ملك، تمام مخلوق - جملہ ماسوی اللہ

السمٰوٰت، جمع سماء - عالم مجردات

الارض، عالم شہادت - عالم عناصر

(ونیست شمارا - اور کوئی تمہارے لئے

نہیں - مَا، نافیہ - ل، تاکید خبر -

(از غیر خدا - خداوند کے سوائے)

من، زائد دون، ضد فوق ادنیٰ -

(ہیچ دوست و نہ مددگارے - کوئی دوست

اور نہ مدد کرنے والا -)

من، زائد موکد استغراق -

ولی، مالک و صاحب فعیل بمعنی فاعل

(وَلِیٌّ)

لَا، زائد - نصیر، اسم فاعل مددگار -

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ مالک

وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر

ام تریدون

کبھی نصرت پر قادر نہیں ہوتا اور کبھی

باوجود قدرت کے مددگاری نہیں کرتا

اور معین کبھی مالک ہوتا ہے کبھی اجنبی

پس جب کوئی شخص جان لیتا ہے - کہ

اس حقیقی مالک کے بغیر کوئی اس کا ولی

و مددگار نہیں اور اس کی عنایت

و مہربانی کے سوائے کوئی اس کی

دست گیری نہیں کرسکتا تو اسے

یہ بھی یقین ہوجاتا ہے کہ ایسے سچے

مالک کے جمیع افعال حکمت اور

مصلحت سے بھرے ہوئی ہیں اس وقت

وہ اپنے تمام امور کو اسکے تفویض کردیتا ہے

(آیا میخواہید - کیا تم چاہتے ہو -)

امْ، متصلہ بقرینہ - الم تعلم - کہ

۱- ام، حرف عطف یہ حرف دو مبہم امروں میں سے ایک کے اثبات کو ظاہر کرتا ہے اس کے دو قسم ہیں متصلہ و منقطعہ - ام متصلہ اکثر متناسب اموریں واقع ہوتا ہے - فعلوں میں جب کہ وہ باہم متناسب ہوں اور ایک فاعل میں مشترک ہوں جیسے کہا جائے (اقمت ام قعدت) اور منقطعہ غیر متناسب امور میں لایا جاتا ہے جیسے کہا جائے (ازید ھذا ام شاۃ) پس دلالت سیاق سے اگر تریدون کے قبل تعلمون کو مقدر مانا جائے تو یہ متصلہ ہے - کیونکہ ماسبق

خطاب نبی علیہ السلام ہے۔ و یا منقطعہ اضراب کے لئے ہے۔
وقیل ام، بمعنی ھمزۃ والمیم زائد
تریدون، مضح ج ح مصدر الارادۃ (کہ سوال بکنید۔ یہ کہ سوال شروع کرو۔ پوچھنے لگ جاؤ۔)
ان، مصدریہ تسئلوا، مضح ج ح (پیغمبر خود را۔ اپنے رسول سے)
رسول، صاحب شریعت مراد پیغمبر آخر الزمان۔

(چنانکہ سوال کردہ شد موسیٰ۔ جیسے یا جسطرح سوال کیا گیا ہے موسیٰ)
ک، بمعنی مثل صفت مصدر محذوف اے تسئلوا سوالاً مثل ما سئل موسیٰ۔ ما، موصوفہ یا زائد
سُئِلَ، ماضی ا ع مجہول مصدر۔ السوال ف۔ ف مھموز العین سَئَلَ یَسْئَلُ۔ سَائِلٌ۔ وَ سُئِلَ یُسْئَلُ مَسْئُوْلٌ۔ اِسْئَلْ۔ لَا تَسْئَلْ۔
(پیش ازین۔ اس سے پہلے۔

میں معلوم ہو چکا ہے کہ الم تعلم کا خطاب آں سرور کائنات سے ہے اور اس سے آپکی ذات اور آپکی امت مراد ہے کا نہ قیل (الم تعلموا انہ قادر علی الاشیاء الخ او تعلمون و تریدون ان تسئلوا) اس صورت میں استفہام انکاری ہوگا۔
اور اگر تعلمون کو تریدون کے قبل مقدر نہ مانا جائے تو ام منقطعہ ہے اور انکے عدم علم سے اضراب ہے اور یہ معنی ہونگے لا ینبغی ان یقع عنکم سوالاً الحاصل دونوں وجہوں کا مآل قریباً ایک ہی ہے اور آیت کے یہ معنی ہیں۔ ہر بات میں شکوک اور شبہات کو دخل ندو ورنہ شریعت حقہ یعنی وسط طریق سے گمراہ ہو جاؤ گے اور یہی شکوک تمہیں اپنے اصلی مقصد سے دور کر دیں گے۔ اور تمہارے ایمان کفر سے متبدل ہو جائیں گے۔ ۱۲ خلاصہ مطولات۔

ومن یتبدل

من، بیانیہ، قبل اسم ظرف -
(وہرکہ بدل کند - یا بستاند - اور جو کوئی
بدل ڈالے یا بدل لیوے)
من، نکرہ متضمن معنی شرط - یتبدل
مضارع - التَّبَدُّلُ، بدل لینا مصدر
تَفَعُّل - تَبَدَّلَ - یَتَبَدَّلُ، مُتَبَدِّلٌ
تَبَدُّلٌ - لَا تَتَبَدَّلْ -

الکفر بالایمان

(کفر را عوض ایمان - کفر کو بدل ایمان کے
ب، عوضیہ و یا سببیہ الایمان
شریعت حقہ کی پیروی کرنا - اور پیغمبر
وقت کو سچا جاننا -

فقد ضل سواء السبیل

(پس ہر آئینہ او گم شدہ است یا گم کردہ است
ف، رابطہ جزائیہ، ضَلَّ ماضی
(راہ راست - طریق میانہ - سیدھی
راہ - درمیانی راستہ)
سواء، اسم بمعنی مصدر (استواء)
بمقام فاعل اسے مستو (راست و یکساں)
السبیل، واسطہ ایصال بمطلوب
وراستہ و اضافت از قبیل اضافت

وصف بموصوف بقصد مبالغہ -

آیۃ

ما، بمعنی ای شئ، ممیز
من، زائد آیۃ، تمیز
ننسخ، ... فعل با فاعل
ویا من، بیانیہ وآیۃ بیان ما
اسے ای شئ ننسخ من آیۃ -
ویا من آیۃ مفعول محذوف سے
حال ہے اسے ای شئ ننسخہ
قلیلا او کثیرا -
او ننس، ... فعل با فاعل
ھا، ضمیر، ... مفعول
نأت، ... فعل با فاعل
ب، زائد -
خیر ... معطوف علیہ
منھا، ... ظرف لغو
او مثلھا، ... معطوف
اسے نأت بشئ ھو خیر للعباد منھا
او مثلھا -
وھذہ معطوف علی یا ایھا الذین

اٰمنوا وحذف العطف لشدۃ الارتباط بینہما - او جملۃ مستانفۃ

ا، ہمزۃ استفہام - لم تعلم، فعل با فاعل
ان، مشبہ بفعل، اللہ، اسم
علی کل شیء، ظرف، قدیر، صفت، خبر
ا-لم- تعلم، ... فعل با فاعل
انّ، مشبہ بفعل - اللہ، اسم
لہ، متعلق ثابت خبر مقدم
ملک، مضاف
السمٰوٰت والارض
مضاف الیہ

دلیل قول ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ اسے یفعل ما یشاء یحکم ما یرید اسی لیئے عاطف ترک کیا گیا ہے۔

و- ما، نافیہ غیر عامل یا مشابہ بلیس
لکم، متعلق ثابت ... خبر مقدم
من، زائد - ولی، مبتدا یا اسم

و- لا، زائد نصیر، معطوف علی ما قبل
من[1]، ... حرف جار
دون اللہ، ... مجرور
من ولی و لا نصیر سے۔

ام- تریدون، فعل با فاعل
ان تسئلوا، فعل با فاعل
رسولکم، ... مفعول
کما سئل موسٰی
سوالا، محذوف موصوف
ک، بمعنی مثل ... مضاف
ما، ... موصوفہ
سئل، ... فعل
موسٰی، ... فاعل
من قبل، ظرف لغو
ومن[2]، ... مبتدا المتضمن معنی شرط-
یتبدل، ... فعل مع الفاعل

[1] من دون اللہ اصل میں صفت ہے ولی کی لیکن بوجہ تقدم حال ہے

[2] من یتبدل الکفر بالایمان فقد ضل ف، رابطہ ہے اور اس کا مابعد جزائے شرط نہیں ہوسکتا کیونکہ

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّنْ

دوست داشتند بسیارے از اہل کتاب کہ کافر گردانند شمارا

دوست رکھتے ہیں بہت اہل کتاب میں سے کاش کے پھیر دیویں تمکو

ضلال طریق مستقیم استبدال اور ارتداد پر مقدم ہے اسپر مترتب نہیں اور اسلئے کہ جزا جب ماضی مع قد واقع ہوتی ہے تو وہ اپنے معنی پر باقی رہتی ہے اسلئے کہ حرف قد تحقیق و تثبیت کے لئے ہے اور موکد منقلب نہیں ہوتا اور نہ ماضی مستقبل پر مترتب ہوتی ہے اور اس لئے کہ ہونا شرط کا مضارع اور جزا کا ماضی صورۃً ضعیف ہے کلام بلیغ کے لائق نہیں جیسے کہ رضی وغیرہ نے تصریح کی ہے لہذا تقدیر محذوف ضروری ہے۔ اسے ومن یتبدل الکفر بالایمان فالسبب فیہ انہ ترکہ ویؤل المعنی الی ان ضلال الطریق المستقیم وھو الکفر الصریح فی الآیات سبب للتبدیل والارتداد

بعضوں نے تبدیل مذکور کی تفسیر آیات بینہ منزلہ کی ترک ثقاہت سے کی ہے اس تقدیر پر حاصل آیت یہ ہے من ترک الثقۃ بالآیات المبنیۃ المنزلۃ بحسب المصالح التی ھی خیر محض ومن جملتھا الآیات الناسخۃ التی ھی حق بحت فقد عدل وجاد من حیث لا یدری عن الطریق المستقیم الموصل الی معالم الحق والھدیٰ وتاہ فی تیہ الھویٰ وتردیٰ فی وھاد الردیٰ۔

بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ کُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ

بعد از ایمان شما بسبب حسد از نزد دیگر نفوس خود

پیچھے ایمان تمہارے کے کافر حسد سے پاس جی اپنے کے سے

مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا

پس از آنکہ واضح شد بر ایشان حق پس در گذرانید و بگر دانید

پیچھے اسکے کہ ظاہر ہوا واسطے انکے حق پس معاف کرو اور درگزر کرو

حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (۱۰۹)

تا آنکہ آرد خدا فرمان خود را ہر آئینہ خدا بر ہمہ چیز توانا است

یہاں تک کہ لاوے اللہ حکم اپنا تحقیق اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

ودّ (دوست داشتند بسیارے چاہتے ہیں بہت - یا انکا دل چاہتا ہے -) وَدَّ ، باب سمع الوُدُّ - والوِدَادُ - والمَوَدَّةُ - چاہنا - پسند رکھنا - خواہش کرنا والوُدّ - وَالوَدَادُ وَالوَدَادَةُ - بالفتح آرزو کرنا - دل سے چاہنا - راغب ہونا مصدر ک - ف

من (از اہل کتاب - کتاب والوں سے

من ، بیانیہ ۔ اهل الکتٰب - مراد یہود و نصاریٰ -

لو یردونکم (کہ باز گردانند شمارا - یا آنکہ بگردانند کہ پھیر لیویں تمکو)

لو ، بمعنی اَنْ مصدریہ (کہ - یہ کہ) یا بمعنی لَیْتَ و حکایت وداد - قال المظهری ان لو قائم مقام ان فی المعنی دون العمل فی اللفظ و یا بمعنی لیت وحکایۃ وداد یَرُدُّوْنَ مضارع ج الرَّدُّ والمَرَدُّ لوٹانا پھرانا مصدر ف ض مضاعف رَدَّ یَرُدُّ رَادٍّ - مَرْدُوْدٌ - اُرْدُدْ - لَا تَرْدُدْ

کُمْ، خوطب بہ النبیؐ و اصحابہ رضہ

مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ

(بعد از ایمان شما - پیچھے ایمان تمہارے کے - یا مسلمان ہوئے بعد)

مِن، زائد یا ابتدائیہ

کُفَّارًا حَسَدًا

اے یردونکم کفارًا حسدًا - باز گروانند شمارا کافر از روئے حسد - کافر کردیں تمکو حسد سے)

کُفَّار، جمع کافر - حسدًا - حسد، آرزو رکھنا کہ محسود سے فضل و دولت زائل ہوکر حاسد میں قائم ہو - لیکن یہاں پر مطلق زوال نعمت اسلام مراد ہے

مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ

(از نزدیک ذاتہائے ایشاں - اپنے جی سے - اپنے دل سے)

مِن، ابتدائیہ - عند، ظرف مکان

انفس، جمع نفس بجائے کثرت

مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ

(پس از انکہ واضح شد - بعد اسکے کہ ظاہر ہو چکا ہے)

مِن، بیانیہ - ما، مصدریہ -

تَبَیَّنَ، ماضی التَّبَیُّنُ وَالتِّبْیَانُ ظاہر ہونا - واضح کرنا - مصدر تفعل مضاعف اجوف یائی - تَبَیَّنَ یَتَبَیَّنُ - مُتَبَیِّنٌ - تَبَیَّنْ - لَا تَتَبَیَّنْ -

لَهُمُ الْحَقُّ

(برایشاں حق - ان پر حق)

ل، صلہ - الحق، امر واقعی

فَاعْفُوْا

(پس درگزر کنید - پس معاف کرو)

ف، ابتدائیہ استینافیہ -

اعفوا، امر حاضر جمع

العفو، مجرم کے گناہ اور اسکی سزا سے درگذر کرنا - اپنا حق معاف کردینا مصدر ف ن - عفیٰ - یعفو - عافٍ مَعْفُوٌّ اعفُ لَا تَعْفُ -

وَاصْفَحُوْا

(وروسے بگردانید - خیال میں نہ لاؤ - منہ پھیرلو)

اصفحوا، امر حاضر جمع الصفح روگردانی کرنا - جرم معاف کرنا - مصدر ف ف صَفَحَ یَصْفَحُ - صَافِحٌ - مَصْفُوحٌ - اِصْفَحْ - لَا تَصْفَحْ

حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ

حتی: (تا آنکہ بیارد خدا - جب لائے یا بھیجے اللہ)

-

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

حَتّٰی، مظہر غایت امر یعنی مظہر انتہائی انتظار و آمد حکم۔ یَاْتِیَ، مضارع (فرمان خود را۔ اپنے حکم کو)

ب، تعدیہ۔ امر، وہ حکم جس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ حکم قطعی و بمعنی امداد و نصرت۔

(بدرستیکہ خداوند برہمہ چیز قادر است تحقیق۔ البتہ خداوند ہر چیز پر قادر ہے)

قدیر، خالق و مظہر یعنی ممکنات کو اپنے اپنے وقت پر ظاہر کرنیوالا اور متغیر کرنے والا یا ممکنات کو حسب ترتیب قضا یعنی لوح محفوظ وجود میں لانے والا۔

وَدَّ، .... فعل
کَثِیْرٌ، .... فاعل
مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ متعلق کثیر

لَوْ۔ یَرُدُّوْنَ، فعل مع الفاعل
کُمْ، .... ذوالحال
کُفَّارًا، امو مرتدین حال
(مفعول بہ، مفعول بہ اول و ثانی)

یا۔ کم مفعول (۱) کفارا مفعول (۲)
حَسَدًا، مفعول مطلق یا لہ
ویا کفارا حال ہے فاعل ودّ سے

مِنْ، ...... حرف جار
بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ، .... مجرور
(متعلق یردونکم)

اے یردونکم من بعد ایمانکم ویا متعلق بہ وَدَّ ای وَدُّوا من بعد ایمانکم ان یردونکم علی حالۃ الکفر۔ ای ارادوا کفر ۱۲

مِنْ، ...... حرف جار
عِنْدِ اَنْفُسِھِمْ، .. مجرور
(متعلق بہ ودّ)

اے تمنوا ذلک من خبث انفسھم لا بامرھم اللہ تعالیٰ بذلک یا متعلق ہے حسدا کے ساتھ اور صفت ہے اے حسدا کائنا من عند انفسھم

لہ مفعول مطلق اے یحسدونکم حسدًا۔ ویا مفعول لہ۔ ای لاجل الحسد ویا حسدًا حال ہو ضمیر وَدُّ سے ای ودّ حاسدا ۱۲

گویا حسد ان کی ذاتی وصف ہے۔
یا متعلق بمصدر اسے ودوہ
وداً کائناً من عند انفسہم۔
ما، ... موصولہ یا مصدریہ
تبین، فعل۔ الحق فاعل
لھم، ... ظرف لغو
فاعفوا، جملہ فعلیہ معطوف علیہ
و۔ اصفحوا، جملہ فعلیہ معطوف
حتی۔ یاتی، فعل۔ اللہ۔ فاعل
ب، زائد۔ امرہ، ... مفعول

ان، ... حرف مشبہ بفعل
اللہ ... اسم
علی کل شئ
متعلق بہ قدیر } خبر

ف۱۔ ما ننسخ۔ اگر ایک حکم ایک آیت کے ذریعہ سے نازل ہوا اور دوسری آیت کے ذریعہ سے دوسرا حکم برخلاف پہلے حکم نازل ہوا ہو تو اس طرح کی دو آیتوں کو ناسخ اور منسوخ کہتے ہیں جس پر عمل موقوف ہو گیا ہو وہ منسوخ کہلائی جاتی ہے اور جس کا عمل جاری ہے اسے ناسخ کہتے ہیں۔ جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان فی علوم القرآن میں ایک طویل بحث کے بعد بیس آیتیں منسوخ قرار دی ہیں۔ مگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فوز الکبیر میں ان بیس آیتوں کو نقل کر کے کہا ہے کہ ان میں سے فقط پانچ آیتیں منسوخ ہیں اور بس اور وہ حسب ذیل ہیں۔

نمبر	نام سورہ	آیت ناسخ	نمبر	نام سورہ	آیت منسوخ
۱	بقرہ	وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔	۱	بقرہ	وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ۔
۲	نساء	يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ	۲	بقرہ	كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا اِلْوَصِيَّةُ۔
۳	انفال	اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ			اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ الآیہ
۴	مجادلہ	فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ	۴	مجادلہ	اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً۔
۵	المزمل	عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ۔	۵	مزمل	يَا اَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ

قرآن شریف کے سیاق کے موافق ان پانچ آیتوں کے سوائے اور کوئی آیت منسوخ نہیں شریعت سابقہ کے احکام کو منسوخ قرار دینے کی غرض سے رمضان کے روزوں کے حکم سے عاشورہ کے روزہ کے حکم کو اور کعبہ

کی سمت قبلہ قرار پانے کے حکم سے بیت المقدس کے قبلہ کے حکم کو جو بعض علماء نے منسوخ کہا ہے وہ کلام مجید کے سیاق کے مطابق صحیح نہیں۔ اتقان سیوطی میں ہے" اور ایسے ہی تمام وہ آیتیں جن سے زمانہ جاہلیت یا ہماری شریعت سے اگلی شریعتوں اور یا آغاز اسلام کے وہ احکام مرفوع ہوئے ہیں جن کا نزول قرآن میں نہیں ہوا تھا مثلاً باپ کی بیویوں سے نکاح کرنیکا ابطال قصاص اور دیت (خون بہا) کی مشروعیت طلاق کا تین بار طلاق دینے میں انحصار وغیرہ گو اس طرح کی آیتوں کا ناسخ کے قسم میں داخل کرنا مناسب ہے مگر ان کا ناسخ کے تحت میں نہ لانا زیادہ قریب بصواب ہے اس بات کو مکی وغیرہ نے ترجیح دی ہے اِسلئے کہ اگر ان کو ناسخ قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ تمام قرآن شریف ہی کو ناسخ مانیں کیونکہ قرآن مجید کا کل یا بڑا حصہ ان امور کا رافع ہے جن پر کفار یا اہل کتاب عامل تھے۔ مکی وغیرہ کا قول ہے کہ ناسخ اور منسوخ کا حق یہ ہے کہ ایک آیت نے دوسری آیت کو نسخ کیا ہو" انتہی وتوضیحہ فی المقدمۃ

ف ۲۰۔ ام تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا الخ۔ مفسدین یہود سادہ لوح صحابہؓ کے بہکانے کے لئے بعض وقت کہا کرتے تھے۔ کہ توریت مقدس سے بڑھ کر کوئی سچی کتاب نہیں ہوسکتی اور نہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام سے بڑھ کر کوئی اکمل واشرف پیغمبر ہوسکتا ہے کیونکہ تورات مقدس خود لکھی لکھائی نازل ہوئی ہے جس میں کسی طرح کے شبہ کی گنجائش نہیں ہوسکتی۔ اسپر بھی حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے اکابرین قوم کو اپنے ساتھ طور پر لیجا کر ایک غیبی آواز کے ذریعہ سے تصدیق کرادی

تھی۔ اس بہکاوے سے بعض صحابہؓ کہنے لگے اے پیغمبر صادق بہتر ہے کہ آپ ہمارے لئے کوئی لکھی لکھائی کتاب لائیں جو ہم سب کے سامنے نازل ہو اور ہم سب اسکو پڑھیں۔ یا آپکے حکم سے زمین پر نہریں جاری ہوں یہ چیزیں ہیں جن سے ہمارے ایمان کو تقویت پہونچے گی اور کفار ایمان لانے میں تردد نہ کریں گے۔ اور ایسے ہی بعض مشرکین بھی کہا کرتے تھے۔ حین قالوا لن نؤمن لرقیك حتی تنزل علینا کتابًا نقرؤہ۔ عن ابن عباسؓ قال قال رافع بن حرملۃ ووھب ابن زید لرسول اللہ یا محمد ائتنا بکتابٍ تنزلہ علینا من السماء نقرؤہ اوفجر لنا انہارًا نتبعك ونصدقك فانزل اللہ تعالیٰ ام تسئلوا الخ (اسباب)

بنا بریں ارشاد ہوتا ہے اے اہالیان مدینہ کیا تم اس نبی صادق کو حضرت موسےٰ علیہ السلام کی طرح تنگ کرنا چاہتے ہیں محض لغو اور بیہودہ گفتگو سے ایسے مکرم و معظم پیغمبر کو دق کرنا تمھیں مناسب نہیں تصدیق نبوت کے لئے ہزارہا واضح دلائل اور روشن علامات کے ہوتے ہوئے آسمانوں سے لکھی لکھائی کتاب کے اتارنے اور پتھروں سے نہریں جاری کرنے کی کچھ ضرورت نہیں اور یاد رہے جان بوجھکر سخن چینی کرنے اور امر حق کو چھپانے اور دیکھ بھال کر حق سے اعراض کرنے والا شخص اپنے ہاتھوں گمراہی اور ہلاکت کے گڑھے میں گرتا ہے۔

ف ۳۰۔ ودّ کثیر۔ الخ جنگ احد میں جب مسلمان پسپا ہوئے اور بظاہر کفار کا غلبہ رہا۔ تو مشرکین کفار خصوصًا یہود کی بن آئی وہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے

ملتے اور کہتے۔ اسلامی مذہب دین حق نہیں اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانی تائید تھی - بالفرض اگر اس نے کچھ ترقی بھی کی تو ہماری قومی تعداد۔عزت وجاہت کے سامنے ہیچ ہے - اے مومنین دیکھو ہم خیر خواہی سے تمہیں جتاتے ہیں کہ ایسے شخص کا ساتھ دینے سے کچھ فائدہ نہوگا مناسب ہے کہ تم اس ہمارے قدیم مذہب میں آجاؤ چنانچہ جب حضرت عمار بن یاسر[۵] اور حضرت حذیفہ بن الیمان

[۵] عمار بن یاسر-آپ جلیل القدر صحابی سابقین اولین میں شامل ہیں۔ غزوہ بدر میں شریک رہے ہیں۔مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت جبکہ صحابہؓ اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے تو ہر ایک شخص ایک ایک اینٹ لاتا تھا اور حضرت عمار بن یاسر دو دو لاتے تھے اسوقت رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھکو دونا اجر ملیگا - اور یاد رہے تجھکو ایک گروہ باغیون کا قتل کریگا تو اس کو جنت کی طرف بلاتا ہوگا اور وہ تجھکو آگ کی طرف بلاتے ہونگے - اور دنیا میں سب سے آخر خوراک تیری دودھ ہوگی چنانچہ جب حضرت علی اور معاویہؓ کی مقام صفین میں لڑائی ہوئی اسوقت عمار حضرت علیؓ کی طرف سے لڑتے تھے اور شہید ہو گئے دم نکلتے وقت انہوں نے اپنے لڑکے سے پانی مانگا وہ فوراً دودھ کا پیالہ لائے اسکو پی کرانہون نے فرمایا سچ فرمایا تھا رسول اللہ نے صلی اللہ علیہ وسلم - اب میں اپنے دوستون سے یعنی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور آپکے صحابہ کرامؓ سے ملنے والا ہوں - پھر یہ بھی کہا کہ اگر بالفرض معاویہؓ فتح بھی پاویں تب بھی معاملہ معلوم ہو گیا کہ وہ باطل پر ہیں اور ہم حق پر ہیں اس قصہ کے بعد تمام صحابہ کو معاویہؓ کی خطا کا یقین ہو گیا تھا اسیوجہ سے معاویہؓ نے صلح کی تحریک کو قبول کر لیا تھا۔ مگر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے طرفداروں نے فیصلہ حکم پر ناراضگی ظاہر کی اور اسے نہ مانا تو معاویہؓ کو اشتعالک کا یہ ایک دوسرا حیلہ ہاتھ آگیا اور اس حیلہ سے اس نے ہٹے ہوئے لوگوں کو پھر اپنے ساتھ شریک کر لیا - حضرت عمار بن یاسر کی

رضی اللہ عنہما سے اس قسم کی خواہش کی گئی تو حضرت عمارؓ نے فرمایا اے احبار نقض عہد میں کیا حکم ہے۔ وہ کہنے لگے سخت وعید ہے آپ نے کہا پھر میں تو اللہ سے عہد کر چکا ہوں کہ مرتے دم تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری میں ثابت قدم اور قائم رہونگا۔ کبھی آپ سے اعراض نہ کرونگا۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے احبار رضیت باللہ ربًّا و بالاسلام دینًا وبالقرآن امامًا و بالکعبۃ قبلۃ وبالمومنین اخوانًا۔ چنانچہ جب دونوں حضرات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آں سرور کائنات نے فرمایا اصبتما الخیر و افلحتما اور اس آیت ”ودّ کثیرٌ من اھل الکتب“ الخ کو پڑھ سنایا۔ اور فرمایا اے مومنین تمھیں کفار کی ایسی چھیڑ چھاڑ سے رنجیدہ خاطر نہونا چاہیئے وہ حقیقت اسلام سے ناواقف اور اس کے برکات سے بے نصیب ہیں اور اگرچہ انہیں یقین ہے کہ بالآخر اسلام ہی کو غلبہ رہیگا۔ لیکن مارے حسد کے دیکھ نہیں سکتے پس اے مومنین صبر ہی بہتر ہے کیونکہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱۰

شہادت ۳۷ھ ہجری میں واقع ہوئی ہے اس وقت ان کی عمر ترانوے برس کی تھی۔ انکی شہادت کے بعد جب یہ قصہ اور قول رسول علیہ السلام معاویہؓ کے پیش کیا گیا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ علیؓ نے عمارؓ کو بھیجا تھا نہ وہ بھیجتے اور نہ وہ شہید ہوتے پس اصل میں قاتل عمار علیؓ ہیں۔ مگر جب انہیں جواب میں کہا گیا۔ کہ حضرت امیر حمزہؓ کو رسول اللہؐ نے جنگ میں بھیجا تھا پس کیا قاتل حمزہؓ رسول اللہؐ سمجھے جاسکتے ہیں۔ تو معاویہؓ نے دوسری تاویل کی کہ یہ باغی بمعنی طالب ہے اسلئے کہ بغا طلب کو کہتے ہیں۔ پس ہم طالب خون عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ۔ ۱۲

عنقریب اس امر کا پورا پورا اور قطعی فیصلہ ہونے والا ہے۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَآتُوا الزَّكَوٰةَ ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا

و برپا دارید نماز را و بدہید زکوٰۃ را و آنچہ پیش بفرستید

اور قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ اور جو کچھ آگے بھیجو گے تم

لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ ۗ إِنَّ

برائے خویشتن از نیکو کاری خواہید یافت آنرا نزد خدا ہر آئینہ

واسطے جانوں اپنی کے بھلائی سے پاؤ گے اسکو نزدیک اللہ کے تحقیق

اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١٠٥﴾

خدا بآنچہ می کنید بینا است

اللہ ساتھ اس چیز کے کہ تم کرتے ہو تم دیکھنے والا ہے

وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ (و برپا دارید نماز را - اور قائم رکھو نماز کو)

واقیموا، ج ح امر مصدر الاقامۃ افعال اجوف۔

الصلوٰۃ - مصدر بمعنی دعا مخصوص اقامۃ الصلوٰۃ سے نماز مفروض مراد ہے جو برعایت آداب و بپابندی شرائط دائمی شوق اور محبت سے ادا کیجائے۔

وَآتُوا الزَّكَوٰةَ (و بدہید زکوٰۃ را اور زکوٰۃ ادا کرو)

اٰتوا، ج ح امر الزکوٰۃ، حصہ مفروضہ مال جو ہر ایک مسلمان عاقل بالغ صاحب نصاب پر معین ہے۔

وَمَا تُقَدِّمُوا (و آنچہ پیش فرستید - اور جو کچھ پہلے بھیجو گے)

ما، شرطیہ - تقدموا، مض ج ح

مجزوم بشرط۔
(لِاَنْفُسِكُمْ)۔ (برائے ذاتہائے خود۔ اپنے لئے)
ل، بمعنی انتفاع و تملیک۔ انفس۔
جمع نفس۔
مِنْ خَيْرٍ۔ (از نیکوی۔ بھلائی سے)
مِنْ، زائد۔ موکد عمومیت نکرہ۔
خیر، نیکی و بھلائی۔
صدقہ نفس وغیرہ۔ اے ای خیرٍ کان۔
(تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ) (بیابید یا خواہید یافت آنرا نزد خدا۔ پاؤ گے اسکو نزدیک خدا کے)
ا ے تجدوہ ثوابہ من عند اللہ
او فی علمہ۔
تجدوا، مضـ ج ح مجزوم بجواب شرط
(اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ) (بدرستی کہ خداوند بآنچہ کہ میکنید بیناست۔ البتہ خداوند اس عمل کو جو تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔)

اِنَّ، موکد مضمون جملہ۔ ب، زائد۔
ما۔ موصولہ۔
تَعْمَلُوْنَ، مضـ ج ح۔ بصیر صفت مشبہ۔
(اَقِيْمُوا)
و۔ اقیموا، ... فعل با فاعل
الصلوٰۃ، ... مفعول
(معطوف علیہ) (معطوف)
و۔ اٰتوا، .... فعل با فاعل
الزکوٰۃ، .... مفعول
و۔ ما، شرطیہ۔ تقدموا، فعل با فاعل
لِاَنْفُسِكُمْ، .. جار مجرور ظرف لغو
من، زائد۔ خیر، ... مفعول
(جملہ فعلیہ شرط)
تجدوا، ... فعل با فاعل
ہ، ضمیر مفعول۔ عند اللہ، ظرف
(جزا)
اِنَّ، مشبہ بفعل۔ اللہ، اسم
ب، جار۔ ما، مجرور موصول
تعملون، جملہ فعلیہ.. صلہ
(متعلق بصیر خبر) (جملہ اسمیہ اسمیہ اوّل)
اے وھو بصیر بما تعملونہ۔

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ

وگفتند ہرگز بہ بہشت در نیاید مگر آنکہ

اور کہا انہوں نے ہرگز نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر جو کوئی ہووے گا

هُودًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا

یہود باشد یا ترسا باشد ایں آرزوہائے باطلۂ ایشانست بگو آرید

یہودی اور عیسائی یہ ہیں آرزوئیں انکی کہہ لاؤ

بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۚ مَنْ

دلیل خودرا اگر ہستید راست گو بلے ہرکہ

دلیل اپنی اگر ہو تم سچے بلکہ جو شخص

اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ

منقاد کرد روئے خودرا برائے خدا واو نیکوکار باشد پس او راست مزداو نزد

سونپ دے منہ اپنا واسطے اللہ کے اور وہ ہو نیکی کرنے والا پس واسطے اسکے ثواب اسکا ہے

رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

پروردگار خویش ونیست ترس بر ایشاں ونہ ایشاں اندوہگیں شوند

نزدیک پروردگار اسکے کے اور نہیں ڈر اوپر انکے اور نہ وہ غمگیں ہونگے

قَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ (وگفتند ہرگز درنیاید۔ اور انہوں نے کہا ہرگز نہ داخل ہوگا۔)

قالوا، ماضی ج ۔ ع ۔ لن یدخل، مضارع موکد۔ الدخول والمدخل ۔ داخل ہونا اندر گھسنا مصدر ف ۔ ض ۔

الْجَنَّةَ (در بہشت ۔ بہشت میں)

جنت، دار ثواب آخرت ۔ اور وہ سرسبز و گنجان باغیچہ جسکے درختوں کے گھنے پتوں کی انبوہی اور کثرت کی وجہ سے دکھائی نہ دیں۔

اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى (مگر آنکہ باشد یہود یا ترسا۔ مگر وہ جو ہوگا یہودی یا عیسائی ۔)

الّا، حرف استثنائے مفرغ۔ من، موصولہ۔

ھُود، جمع ہائد۔ مثل عُوذ جمع عائذ اور ہائد توبہ کرنے والے گناہوں سے شرمندہ ہونے والے کو کہتے ہیں۔ اس میں واحد وغیرہ مساوی ہے۔ مراد قوم یہود اور کہا گیا ہے کہ ھوداً اصل میں یہوداً ہے یائے زائد حذف ہوئی ہے۔

نصارٰی، جمع نصران ونصرانہ مراد متبعان حضرت مسیح علیہ السلام۔

لف بین قولی الفریقین اعتماداً بفهم السامع ای قالت الیهود لن یدخل الجنة الا من کان هوداً وقالت النصارٰی لن یدخل الجنة الا من کان نصارٰی ووحد ضمیر اسم کان وجمع الخبر نظراً الی اللفظ والمعنی۔

(ایں آرزوئے باطلہ ایشاں است۔ یہ انکی باندھی ہوئی آرزوئیں ہیں)

تِلْكَ، اسم اشارہ مشیر الی ما تقدم ذکرہ۔

اَمَانِیُّ۔ جمع اُمنویہ بروزن افعولۃ اُمنیہ آرزو دلی خواہش تمنّے سے ماخوذ ہے مثل اعجو بہ واضحوکہ تضحیک وتعجیب سے ماخوذ ہیں۔

(بگو بیارید۔ کہدو کہ لاؤ)

قُلْ امر **ھَاتُوا**، امر ح جمع واحد ہات اصل اٰتی یاتی ہے ا۔ ھ سے بدل ہے اور کہا ہے۔ ھاتوا بمعنی احضروا فعل امر ہے اسم فعل یا صوت بمنزلہ ھا بمعنی احضر ہے۔ ھا اسکی اصل ہے ہمزہ سے بدل نہیں ہے اور نہ تنبیہ کے لئے ہے۔ اس مادہ کی ماضی ومضارع ومصدر میں اختلاف ہے۔ ابوحیان کہتے ہیں۔ یقال ھاتی یہاتی مہاتاۃ۔

(دلیل خود را۔ سند اپنی)

برھان، دلیل حجت۔ سند۔ گواہ

اصطلاحاً ایک خاص ڈھب پر چند
معلومات[۱] تصدیقیہ کے ترتیب دینے
کو برہان کہتے ہیں جس سے مجہول
تصدیقی حاصل ہوسکتا ہے اگر اس کا
نون اصلی ہے تو بَرهَنَ - یُبرهِنُ
سے مشتق ہے از برھنتہ اَلبیان
اور اگر نون زائد ہے بَرَہَ - یَبْرَہُ
بمعنی قطع سے ماخوذ ہے الحاصل برہان
اس قاطع دلیل اور سند کو کہتے ہیں
جس سے سامع کو پورا اطمینان اور
یقین حاصل ہوجاتا ہے اور وہ صحت
دعوی کی دلیل ہوتی ہے -

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

(اگر ہستید شما راست گویاں - اگر تم سچے
یا صادق ہو)

اِنْ، شرطیہ - کُنْتُمْ، ماضی ناقص ج - ح
صٰدِقِیْنَ، جمع صادق - وہ شخص
جسکی بات واقع کے مطابق اور جسکا فعل
قول کے مطابق ہو - سچا شخص -

بَلٰی

(آرے ہر کہ منقاد گردد یا تسلیم کند
ہاں کیوں نہیں جس نے خالص کیا)
اے لیس کما قلتم بلٰی من اسلم
وجہہ -

بَلٰی، حرف ایجاب نفی - یہ حرف اپنے
ماقبل کی نفی کو رد کرتا ہے - اور مابعد
کو ثابت کرتا ہے -
مَنْ، جو شخص جو کوئی شرطیہ -
اَسْلَمَ، خالص اور صاف کیا اُس نے
ماضی ج - ا - ع الاسلام مطیع و فرمانبردار ہونا

[۱] معلومات اور ضرور ہے کہ حد اوسط افراد اصغر کی علت ہو جیسے وہ اکبر کے افراد کی علت ہوتی ہے -
جیسے کہیں یہ شخص بخار کا بیمار ہے اور ثبوت دعوی میں کہا جائے - اس شخص کی بلغمی یا دموی
خلط متعفن ہے اور جب اس قسم کے اخلاط متعفن ہو جاتے ہیں تو بخار پیدا کرتے
ہیں - اب مخاطب کو انکار کی گنجائش نہیں کیونکہ وہ شخص تعفن اخلاط سے بخار آجانے پر
واقف ہے - ۱۲

خالص و بے عیب ہونا مصدر افعال
اَسْلَمَ - یُسْلِمُ - مُسْلِمٌ - اَسْلِمْ
لَاتُسْلِمْ -

وَجْهَهٗ لِلّٰهِ (روئے خود را برائے خدا اپنا منہ یا اپنے کو اللہ سے یا واسطے اللہ کے)
وجہ، روئے و چہرہ - و ذات و شخص و قصد -
لِلّٰهِ - ل مظہر تخصیص -

وَهُوَ مُحْسِنٌ (واو نیکو کار باشد - اور وہ نیکی پر ہے)
مُحْسِنٌ، احتیاط کنندہ شرعی تعلیم کے موافق عمل کرنیوالا - نیک خلق والا - اور خالصاً عبادت کرنے والا

فَلَهٗ اَجْرُهٗ (پس او راست مزد او - اس کے لئے ہے بدلہ یا مزدوری -)
ف - جزائیہ - ل مخصصہ ای خصوصاً
اجر، پاداش عمل - مزدوری و بدلہ

عِنْدَ رَبِّهٖ (نزد پروردگار او - اس کے پروردگار کے پاس)

وَلَا خَوْفٌ (و نیست ہیچ ترسے بر ایشاں - ان پر کچھ یا کسی طرح کا ڈر نہیں ہے)
لَا، حرف نفی - خوفٌ، وہ ڈر اور ہیبت ہے جو مکروہ کے پہونچنے یا مطلوب کے فوت ہو جانے کے خیال سے دل پر اثر کرتا ہے -
هُمْ، ضمیر مَن باعتبار معنی -

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (و نہ ایشاں غمگیں شوند - اور نہ وہ غمگین ہونگے)
یحزنون، مض ج غ حزن وہ غم ہے جو فوت شدہ مطلوب کے تذکرے سے دل پر اثر کرتا ہے -

اَلْآيَة
قالوا، ...... فعل مع افاعل
لَنْ يَدْخُلَ ... فعل
الجنۃ ... مفعول
اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا الخ مقولہ
فـاعـل

(ادوار ... [illegible])

م فاعفوا واصفحوا یا معترضہ ہیں اور یا ان کا عطف بھی ودّ پر ہے اور عطف انشا ر اخبار پر جبکہ اسکے لئے اعراب سے

کوئی محل نہیں سوائے واؤ کے جار ہے

مَنْ، .... موصولہ

کَانَ، فعل ناقص مع اسم

هُودًا اَوْ نَصَارٰی، ...خبر

تِلْكَ، .... اسم اشارہ

مقولہ لن یدخل الجنة وان یردون مبتدا

مشارٌ الیہ۔

امانیہم خبر وجملہ معترضہ موکدہ

قُلْ، .... فعل با فاعل

هَاتُوا، ... فعل با فاعل

بُرْهَانَكُمْ، مفعول بہ } مقولہ

اِنْ، شرطیہ۔ کنتم، فعل مع الاسم

صَادِقِيْنَ، .... خبر

ھاتوا برھانکم.. محذوف ... جزا

بَلٰی، حرف ایجاب، مَنْ، شرطیہ۔

أَسْلَمَ، ... فعل مع الفاعل

وَجْهَهٗ، ...... مفعول

لِلّٰهِ، .... جار مجرور ظرف لغو

وَهُوَ، ...... مبتدا

مُحْسِنٌ، .... خبر

فلہ، متعلق ثابت۔ خبر مقدم

اجرہ، ترکیب اضافی ذو الحال

عند ربہ ظرف مستقر حال

ویا مَنْ، .... نکرہ مبہم

اسلم الخ، جملہ فعلیہ تمیز } مبتدا

فلہ اجرہ الخ ...... خبر

ویا مَنْ، موصولہ۔ وَاَسْلَمَ، صلہ فاعل

یدخل الجنۃ۔ محذوف، فعل مع المفعول

---

۱ فلہ اجرہ الخ جملہ جواب من اگر وہ شرطیہ ہے اور اگر وہ موصولہ ہے تو اس کی خبر ہے اور فا بوجہ تضمن معنی شرط اور یا من موصولہ فاعل ہے فعل محذوف لیدخلہا کا اور بلی مع مابعد خود انکے قول کا رد ہے اور فلہ اجرہ الخ جملہ موصوف ہے معطوف پر عطف جملہ اسمیہ بر فعلیہ کیونکہ مراد اول سے تجدد ہے اور ثانی سے ثبوت ہے سکاکی نے تصریح کی ہے کہ جملتیں جب تجدد و ثبوت میں مختلف ہوں تو معنی کا اعتبار کیا جائیگا اور اس کا عطف صحیح ہوتا ہے۔

اسے لیس کما قلتم بل یدخل الجنۃ من اسلم الخ و فلہ اجرہ عند ربہ، جملۂ اسمیہ معطوف علی ما قبل۔

لا خوف، ... مبتدا
علیہم، متعلق ثابت خبر

و۔ لا، حرف نفی۔
ھم، ... مبتدا
یحزنون، جملہ فعلیہ خبر

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّ

وگفتند یہود نیستند ترسایاں بر ہیچ چیز و

اور کہا یہودنے نہیں نصاری اوپر کسی چیز کے اور

قَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّ

گفتند ترسایان نیستند یہود بر ہیچ چیز و

کہا نصاری نے نہیں یہودی اوپر کسی چیز کے اور

هُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ

ایشاں ہمہ میخوانند کتاب را ہمچنیں گفتند آنانکہ

وہ پڑھتے ہیں کتاب اسی طرح کہا ان لوگوں نے

لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

نمیدانند مانند قول ایشاں پس خدا حکم کند میان ایشاں

کہ نہیں جانتے مانند بات انکی کے پس اللہ حکم کرے گا درمیاں انکے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

روز قیامت در آنچہ اختلاف میکنند دراں

دن قیامت کے بیچ اس چیز کے کہ تھے بیچ اسکے اختلاف کرتے

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ

(وبگفتند یہود اور یہودیوں نے کہا)

قالت، ماضی ا-ع مونث تانیث باعتبار جماعت۔

الیھود۔ اے احبار الیہود وعلماءہم

(نیستند ترسایاں۔ نہیں ہیں عیسائی)

لیست، ماضی ا-ع مونث تانیث لفظ باعتبار جماعت۔

النصاری۔ ال جنسی ومراد جملہ عیسائی

(برہیچ چیز۔ کسی چیز پر۔ راہ پر)

شیٔ۔ اس کا اطلاق ہر موجود پر کیا جا سکتا ہے اور یا اس پر کہ عارض یا معروض بن سکے۔

وَقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ

(وگفتند نصاری نیستند یہود۔ بر چیزے اور کہا عیسائیوں نے نہیں ہیں یہودی راہ پر)

وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ

(وایشان میخوانند کتاب را۔ اور وے سب پڑھتے ہیں کتاب کو) اے عالمون بالکتب الناطق بہ توبیخ ہے یہود ونصاری کے لئے اور ارشاد ہے مومنین سے کہ عالم بالقرآن کو ایسی گفتگو نہ کرنی چاہیئے جو کہ مضامین کلام الٰہی کے خلاف ہے۔

الکتب۔ ال عہدی ومراد توراۃ یا انجیل ویا جنسی ومراد عام کتب منزلہ

یتلون، مضارع ج-ع الکتاب توراۃ وانجیل

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

(ہمچنین گفتند۔ اسی طرح کہا ہے)

کذٰلک بمعنی مثل منصوب المحل یا مرفوع

قال، ماضی ا-ع مصدر القول

(آنانکہ ہیچ نمے دانند۔ ان لوگوں نے جو کچھ نہیں جانتے)

یعنی جن کی پاس آسمانی کتاب نہیں یا ان پڑھ مقلد جو محض سنی سنائی باتوں پر رہتے ہیں۔

لا یعلمون، مضارع ج-ع منفی۔

مِثْلَ قَوْلِهِمْ

(مانند قول ایشاں۔ انہیں کی طرح بات۔ یا ان کی بات کی مانند۔

لیست۔ لیس سے مشتق ہے اور لیس اصل میں لیس بکسر العین ہے تصریف اس فعل کی ماضی کے سوائے نہیں آتی۔ ۱۲

مثل، مشابہ و مانند ایک جیسی چیزیں۔
قول، بات چیت جمع اقوال۔
ھُم، اے النصاریٰ والیہود۔
فاللّٰہ یحکم (پس خداوند حکم کند۔ پس اللہ حکم کریگا)
ف۔ فصیحہ و استینافیہ۔
یحکم، مضارع الحکم بات کہنا۔ فیصلہ کرنا۔ مصدر ف۔ ض حَکَمَ یَحْکُمُ
حَاکِمٌ۔ مَحْکُومٌ۔ اُحْکُمْ۔ لَا تَحْکُمْ
بینھم (میان ایشاں۔ ان میں)
بین۔ حد مشترک۔ مختلف حدود کے ملنے اور الگ الگ ہونیکی جگہ۔
یوم القیامۃ (بروز قیامت۔ قیامت میں۔)
یوم۔ مقدار معینہ زمانہ جمع ایام (ایوام)
ویوم القیامۃ۔ روز حساب اعمال دنیا و روز دیوان جزا۔
فیما کانوا فیہ یختلفون (در آنچہ کہ دراں اختلاف میکروند۔ اس چیز میں کہ جس میں جھگڑتے ہیں)
ما، نکرہ موصوفہ یا موصولہ

کانوا یختلفون۔ ماضی استمراری ج ع الاختلاف۔ باہم جھگڑنا۔ اختلاف کرنا۔ مصدر افتعال۔

جملہ فعلیہ معطوفہ:
وقالت، فعل۔ الیہود فاعل
جملہ اسمیہ:
لیست، ... فعل ناقص
النصاریٰ، ... اسم
علی الشیٔ متعلق ثابتۃ خبر

جملہ فعلیہ معطوف علیہا:
و۔ قالت، فعل۔ النصاریٰ، فاعل
جملہ اسمیہ:
لیست ... فعل ناقص
الیہود ...... اسم
علی الشیٔ، متعلق ثابتۃ خبر

جملہ اسمیہ:
وھم، .... مبتدا
جملہ فعلیہ خبر:
یتلون، فعل مع الفاعل
الکتٰب، .... مفعول

یہ جملہ اسمیہ ہر دو قالت کے فاعل سے حال ہے۔

کذٰلک قال الذین لا یعلمون مثل قولھم
اسے قالوا ذٰلک وھم عالمون بما فی کتبھم۔

قال، ...... فعل
الذین ... اسم موصول

لَایعلمون، جملہ فعلیہ صلہ
کذٰلک، ای مثل ذالک، صفت
قولاً، محذوف، موصوف
یاکذٰلک، ای مثل ذٰلک، مبتدا
قَالَ الَّذِیْنَ الخ جملہ فعلیہ خبر
مثل، ... مضاف
قولھم، ... مضاف الیہ

مفعول مطلق، بیان معنی فذالک، کرر للتاکید والتقریر، جملہ اسمیہ، جملہ فعلیہ بیان، شنا عت

سے کذٰلک کہا ہے کہ یہ اس جگہ بمعنی تشبیہ نہیں ہے بلکہ بمعنی تثبیت و تاکید ہے مثل کذٰلک نسلکہ فی قلوب المجرمین

سے مثل قولھم یا منصوب بہ یعلمون ہے اور یا مفعول بہ ہے قال سے۔ یا بدل ہے محل کاف سے۔

اور یا کذٰلک مفعول بہ ہے
اور مثل قولھم مفعول مطلق
یاکذٰلک الخ مبتدا
قال الذین، ... خبر
مثل، صفت
قولاً، محذوف موصوف

مفعول مطلق، جملہ اسمیہ

اے قال الذین لایعلمون الکتاب قولاً مثل قول الیھود والنصارٰی ۔ یا مثل قول الیھود والنصارٰی قَالَ الذین لَا یعلمون اعتقاد الیھود و النصارٰی ۔۱۲

اللّٰہُ، ... مبتدا
یحکم، فعل مع الفاعل
بینھم، ... ظرف
یَوْمَ القِیٰمۃ، مفعول فیہ

جملہ فعلیہ، خبر، جملہ اسمیہ

اے اعرض عنھم یا محمد اللّٰہ یحکم بینھم

فی، جار۔ ما، موصوفہ یا موصولہ
کانوا، فعل ضمیر۔ اسم
فیہ یختلفون۔ جملہ خبر
یختلفون، فعل مع الفاعل
فیہ، جار مجرور ظرف لغو

جملہ فعلیہ، صلہ، ظرف متعلق بیحکم

اے فیما یختلفون ھؤلاء
اے فی دخول الجنۃ و فی استحقاق ثواب الاٰخرۃ۔

ف۔ وقالت الیھود الخ ابن اسحاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نجران[۵۱] کے نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے جب پیغمبر علیہ السلام نے جہاد کرنا شروع کیا اور ہر طرف اسکی خبریں مشتہر ہوگئیں تو نجران جو نواح یمن میں واقع ہے اور قدیم سے وہاں نصاریٰ آباد تھے وہاں کے لوگوں میں یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں مسلمان اس طرف حملہ آور نہو جائیں اسلئے انہوں نے اپنی قوم کے ساٹھ آدمی بطور سفارت سرور کائنات علیہ التحیہ والتسلیمات کی خدمت میں بھیجے۔ جن میں چوبیس آدمی اشراف اور سردار تھے انہیں نصاریٰ سے یہود مدینہ کے آکر ملے اور دونوں فریق میں مذہبی بحث شروع ہوگئی ہر ایک فریق دوسرے فریق کی تکفیر کرنے لگا اور ایک دوسرے کو ناملائم الفاظ سے تخاطب کرنے لگ گئے آنجناب علیہ السلام کو یہ بحث انکی بہت ناگوار ہوئی۔ بعدازاں اس آیت کا نزول ہوا۔

۵۱۔ نجران عرب کے ایک ملک کا نام ہے جو مکہ سے سات منزل یمن کی جانب ہے وہاں قدیم سے نصاریٰ رہتے تھے اس ملک میں تہتر بستیاں ہیں اخدود بھی اسی ملک کی ایک بستی ہے جسکا ذکر سورۂ بروج میں ہے۔ جب یہاں کے لوگ مدینہ منورہ میں آئے تو آنجناب نے ان پر اسلام پیش کیا اور قرآن سنایا مگر انہوں نے قبول نہ کیا پھر آنجناب نے ان سے کہا کہ مباہلہ کرلو اسپر راضی نہ ہوے۔ آخر انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا اور صلح کرلی۔ صاحب شرح مواہب لکھتے ہیں کہ اب وہ بستیاں ویران پڑی ہوئی ہیں۔ وہاں صرف اب وہ مسجد باقی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنوائی تھی۔ ۱۲ اکسیر

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ

وکیست ستمگار تر ازانکہ منع کرد مسجد ہائے خدارا ازانکہ یاد کردہ

اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ منع کرتا ہے مسجدوں اللہ کی کو یہ کہ ذکر کیا جاوے

فِیْہَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِہَا ؕ اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ

شود نام خدا وردے وکوشش کرد درویرانی آنہا ایں گروہ نے سزد

بیچ انکے نام اس کا اور سعی کرتا ہے بیچ ویران کرنے انکے کے یہ لوگ ہیں

لَہُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْہَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ ۬ؕ لَہُمْ فِی

ایشاں را کہ در آیند بمسجد ہا مگر ہراساں ایشاں راست

لائق تھا واسطے انکے یہ کہ داخل ہوں انمیں مگر ڈرتے ہوئے واسطے انکے ہے

(۱۰۹)

الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

در دنیا خواری وایشاں راست در آخرت عذاب بزرگ

بیچ دنیا کے رسوائی اور واسطے انکے بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا

اَظْلَمُ، افعل (الظلم، وضع الشئی فی غیر موضعہ۔

(۱۳) (ازانکہ منع کرد۔ یا بازداشت۔ اس سے کہ روکتا ہے یا جس نے منع کیا۔

مِنْ۔ بیانیہ۔ مَن، موصولہ یا موصوفہ

مَنَعَ، ماضی۔ اَلْمَنْعُ کام سے روکنا نہ دنیا شے کا مصدر ف۔ مَنَعَ

(وکیست ستمگار تر۔ ویا نیست ستمگار تر۔ کون ہے ظالم زیادہ۔ یا نہیں زیادہ تر ظالم)

اے لا احدٌ اظلمُ۔ مَنْ

استفہامیہ بمعنی لائے نفی غرض مبالغہ تہدید وزجر ہے مع قطع نظر نفی مساوات وزیادۃ کے۔

یَمْنَعُ ۔ مَانِعٌ ۔ مَمْنُوْعٌ ۔ اِمْنَعْ

لَا تَمْنَعْ ۔

(مسجد ہائے خدارا ۔ خدا کی عبادت گاہوں کو ۔ اللہ کی مسجدونکو ۔)

مَسَاجِدَ، جمع مسجد ۔ عام عبادت خانہائے اہل کتاب وخصوصًا مسجد بیت المقدس ومسجد الحرام ۔

(ازآنکہ ذکر کردہ شود دراں ۔ اس سے کہ پڑھا جاوے اس میں یا عبادت کیجائے اس میں ۔

ان یذکر ۔ یاد کیا جاوے ۔ مضارع منصوب ۔

فِیْہَا ۔ اسے فی المساجد ۔

ذکر ۔ یہ لفظ کلام مجید میں بیس وجوہ پر آیا ہے

(۱) زبان کا ذکر ۔ فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم ۔

(۲) طلب کا ذکر ۔ اذکر اللہ فاستغفروا لذنوبھم ۔

(۳) حفظ ۔ واذکروا ما فیہ ۔

(۴) طاعت اور جزا ۔ فاذکرونی اذکرکم ۔

(۵) نماز پنجگانہ ۔ فاذا امنتم فاذکروا اللہ ۔

(۶) پندونصیحت کرنا ۔ فلما نسوا ما ذکروا بہ و ذکر فان الذکری

(۷) بیان ۔ او عجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم ۔

(۸) بات کرنا ۔ واذکرنی عند ربک اسے حدثہ بحالی یعنی اس سے میرا حال کہنا بر سبیل تذکرہ ۔

(۹) قرآن ۔ ومن اعرض عن ذکری ما یاتیھم من ذکر ۔

(۱۰) توراۃ ۔ فاسئلوا اھل الذکر ۔

(۱۱) خبر ۔ ساتلوا علیکم منہ ذکرًا

(۱۲) شرف ۔ وانہ لذکر لک ۔

(۱۳) عیب ۔ ھذا الذی یذکر الھتکم

(۱۴) لوح محفوظ ۔ من بعد الذکر

(۱۵) اذکر اللہ کثیرًا ۔

مساجد اللہ ۔ ان یذکر فیہا

(۱۶) وحی فالتالیات ذکراً

(۱۷) رسول ذکراً رسولاً

(۱۸) نماز ولذکر اللہ اکبر

(۱۹) نماز جمعہ فاسعوا الی ذکر اللہ

(۲۰) نماز عصر عن ذکر ربی (اتقان)

اسمہ (نام آن - اسکا نام خدا کا ذکر)

اسم، علامت معینہ جس سے ذات مبہم متمیز اور پہچانی جاسکے۔

وسعیٰ فی خرابہا (وسعی وکوشش نمود در خرابی آنہا -) اور کوشش کیا انکے برباد کرنے اور اُجڑ جانے میں۔

سعی، ماضی ا - ع السعی والتعایۃ کوشش کرنا - دوڑنا مصدر ف ف ناقص سعی - یسعی - ساع مَسْعِیٌّ اِسْعَ - لَا تَسْعَ ۔

خراب، اسم مصدر بمعنی تخریب مثل سلام وتسلیم بمعنی ھلام وتعطیل۔

اولٰئک (این گروہ - یہ لوگ یا ایسوں کو!) اولئک اسے الملاعون وسعیون

ما کان لھم (نہ سزد اینہارا - نہیں لائق تھا انکے) ماکان، نبود - نہ تھا ماضی منفی لَھُمْ، اسے لٰھوٗ لاؤ - ا ی ع ل بمعنی لیاقت

ان یدخلوھا (آنکہ در آیند بمساجد - یہ کہ داخل ہوں ان میں - یا اس میں)

ل لہم - لام بمعنی اختصاص بروجہ لیاقت ہی جیسے الجل للفرس میں ہے اور خوف سے خوف من اللہ مراد ہے استقدیر پر یہ جملہ مستانفہ ہے اور اس سوال کا جواب ہے جو قولہ تعالیٰ وسعیٰ فی خرابہا سے پیدا ہوا ہے کانہ قیل فما اللائق بھم - اور ظلم سے مراد وضع الشی فی غیر موضعہ ہے۔

اور یا لام بمعنی استحقاق ہے مثل الجنۃ للمومن میں اور مراد خوف سے خوف من المومنین ہے اس تقدیر پر یہ جملہ جواب ہے اس سوال سے کہ ناشی ہے قولہ تعالیٰ فمن اظلم ممن منع سے کانہ قیل فما کان حقھم اور مراد ظلم سے تصرف فی حق الغیر ہے ۲

۲ اور یا مجرد ارتباط بالحصول کے لئے ہے لے ما کان لھم فی علم اللہ تعالیٰ و قضائہ ان یدخلوھا فیسیجی الا خائفین استقدیر پر جملہ معترض کلامین متصلین یعنی میں اور اسمیں مومنین کو نصرت اور تخلیص مساجد کا وعدہ دیا گیا ہے ۱۲

اَنْ یدخلوھا مفعول منصوب و مرجع ضمیر مساجد۔

اِلَّا خَائِفِيْنَ (مگر ترسندگاں۔ مگر ڈرتے ہوئے) خائفین۔ جمع خائف اسم فاعل خبر بمعنی ام

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا (ایشاں راست در دنیا۔ اور ان کے لئے ہے دنیا میں)

لھم۔ ل بمعنی تخصیص فی الدنیا اسے فی الدار الدنیا۔

خِزْيٌ (رسوائی و حقارت و ذلت) اسے خزی عظیم مصدر بمعنی اسم یا حاصل بالمصدر۔

وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ (و برائے ایشانست در آخرت۔ اور آخرت میں انکے لئے ہے۔) فی الآخرۃ اسے فی دار الآخرۃ۔

عَذَابٌ عَظِيْمٌ (عذاب بزرگ۔ عذاب سخت) عذاب اشکنجہ و تکلیف۔

التركيب

مَنْ، استفہامیہ ...... مبتدا
اظلم، فعل ھو ضمیر فاعل
من، جار من، موصولہ
منع مساجد اللہ الخ صلہ

جار مجرور متعلق اظلم
خبر
جملہ فعلیہ

اسے لا احدٌ اظلم ممن منع مساجد اللہ الخ اس کا عطف وقالت النصارٰی پر ہے قبیل عطف قصہ ہے اوپر قصہ کے اور یا جملہ معترضہ ہے درمیان معطوف یعنی قالوا اتخذ و معطوف علیہ قالت الیھود میں بغرض بیان حالت مشرکین لیکن ظاہر آیت مقتضی عموم ہے اور خصوص سبب اس سے مانع نہیں۔

مَنَعَ، ...... فعل مع الفاعل
مساجد اللہِ، ... مبدل منہ
اَن یذکر، ... فعل مجہول
فیہا، ...... ظرف لغو
اسمہٗ، نائب فاعل

جملہ فعلیہ بتاویل اسم
بدل اشتمال
مفعول اول
عمارتہا۔ او العبادۃ فیہا مقدر .... بتقدیر مضاف (مفعول ثانی)

جملہ فعلیہ ہوا صلہ

یا مساجد اللہ، مفعول اول ان یذکر فیہا الخ بتقدیر حرف جر مفعول ثانی

وان یذکر الخ ... مفعول لہ اسے منعہا کراھیۃ ان یذکر فیہا اور ممکن ہے کہ یہ جملہ موضع خبر میں ہو۔ اور خافض محذوف ہو۔ اسے من

ان یذکر فیہا۔
و۔ سعٰی ...... فعل مع الفاعل
فِی .... حرف جار } ظرف لغو
خرابہا .... مجرور }
اور یہ عطف تفسیر ہے۔
اولٰئک ..... اسم اشارہ } مبتدا
مَن باعتبار معنی یا یا نعوں مشار الیہ
مَاکَان .... فعل ناقص
لَھُم متعلق ثابتًا ... خبر
ان یدخلوا فعل مع الفاعل ذوالحال
ھا ضمیر ..... مفعول
اِلَّا حرف استثناء
خائفین حال ضمیر فاعل سے
کانہ قیل وماکان لھم فقیل کان

الیق بھم الدخول متواضعًا خشعًا۔
وکان لھم ان یعظموا شعائر اللہ۔
ویا ان یدخلوھا اِلَّا خائفین
خبر بمعنی امر ہے۔ اے اخیفوھم
بالجہاد فلا یدخلھا احدٌ اِلَّا
خائفین (جلالین) ویا قاتلوھم
حتی لا یدخلھا احدٌ منھم اِلَّا
خائفًا من القتل او السبی۔
لھم، متعلق ثابت } ...خبر مقدم
فی الدنیا، ظرف لغو }
خزیٌ ...... مبتدا
وَ فی الاٰخرۃ، ظرف مستقر خبر
عذابٌ عظیمٌ ... مبتدا

ف۔ ومن اظلم الخ ان آیات میں آن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بشارت اور تسلی دی گئی ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔ کہ بیت اللہ شریف کو چھوڑکر مدینہ منورہ کی طرف مجبوراً ہجرت کرنے سے مسلمانوں کے دل دُکھے ہوئے تو تھی ہی۔ اسپر حدیبیہ کے سال میں جبکہ آنجناب مع صحابہ کعبۃ اللہ کی زیارت اور

ادائے مراسم حج سے روک دے گئے۔ اور انہیں حج ادا کرنے کے بغیر مکہ معظمہ کے قریب سے مدینہ منورہ کی طرف واپس جانا پڑا) تو انکے دل نہایت غمگین اور پژمردہ ہو گئے تھے جس سے ایک ایک قدم اٹھانا انکے لئے سخت مشکل اور بھاری ہو رہا تھا۔ وہ جیتے جی واپس ہونا نہیں چاہتے تھے۔ مگر اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دم بخود تھے اور کوئی حرف زبان پر نہ لا سکتے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے اے ہمارے شکر گزار بندو ہماری اطاعت و فرمانبرداری میں تکالیف اور مصائب پر صبر و شکر کرنیوالو ہم وعدہ کرتے ہیں اور تمھیں بشارت دیتے ہیں کہ آیندہ کے لئے ابد الآباد تک مشرکین وغیرہ کفار بیت اللہ کی ہمسائگی سے محروم کروئے گئے ہیں۔ اور بہت ہی جلد ہم تمھیں مسجد الحرام اور دوسری تمام مساجد پر غالب کردیں گے۔ اب ان کی یہ حالت ہو گی کہ کوئی مشرک بیت اللہ میں داخل نہ ہو گا کہ اسے قید یا قتل ہو جانیکا ڈر نہ رہے (کبیر)

خلاصہ واقعہ حدیبیہ ۶ھ میں جب آنجناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہزار چار سو صحابہؓ کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کا قصد فرمایا۔ تو ادھر قریش نے (جو کہ بدر کی لڑائی ۲ھ میں شکست کھانے کے بعد جوش انتقام میں بھرے ہوئے تھے) آنجناب کی آمد سنکر لڑائی کی تیاریاں شروع کردیں اور آپس میں عہد کر لیا کہ مسلمان مکہ میں نہ آنے پائیں۔ جب آنجناب علیہ الصلوٰۃ کو مشورہ قریش سے اطلاع ہوئی تو مکہ سے دو منزل دور آپ نے قیام فرمایا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو

سرداران قریش کے پاس بھیجکر یہ ظاہر کیا کہ ہمیں لڑنا منظور نہیں نہ ہمارا یہ قصد ہے - ہم زیارت کے لئے آئے ہیں - حج ادا کر کے واپس چلے جائیں گے - مگر قریش نے کچھ جواب نہ دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا - جس سے عام طور پر یہ مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں - اسپر آنجناب نے اصحاب کرامؓ سے ایک درخت کے نیچے جہاد پر بیعت لینی شروع کر دی - کہ اسی اثنا میں حضرت عثمانؓ تشریف لائے اور چند سرداران قریش بھی آ پہونچے آخر کار بڑی ردو کد کے بعد یہ معاہدہ ہوا - کہ مسلمان اس سال یہیں سے واپس جائیں اور اگلے سال حج کے لئے آئیں - دس برس تک لڑائی موقوف رہے ہماری درخواست پر ہماری قوم کے گرفتار شدہ لوگ مسلمان واپس کر دیں گے - مگر ہم واپس نہیں کرینگے یہ معاہدہ کیا تھا محض اظہار زبردستی اور مسلمانوں کو لڑائی پر مجبور کرنا مطلوب تھا - مگر چونکہ مسلمان صرف حج اور زیارت بیت اللہ کیلئے آئے تھے لہذا آنجناب نے حسب قرارداد واپس مدینہ منورہ کا قصد کر لیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خون ہر چند جوش میں آتے تھے مگر برضائے سرور کائنات علیہ التحیہ والتسلیمات دم بخود ہو کر رہجاتے تھے - کہ راستہ میں سورۃ فتح نازل ہوئی - ادھر مکہ معظمہ میں بنو بکر نے عہد توڑ کر خزاعیوں سے (جو کہ آنجناب علیہ السلام کے سایہ امن میں ایک عرصہ سے آئے تھے) لڑائی شروع کر دی - اور انہوں نے حسب دستور وعہد آں حضرت علیہ السلام سے استغاثہ کیا لہذا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے ہم حلیفوں کی اعانت کفار کی سرکوبی اور فتح مکہ کے قصد پر ۸ھ
میں دس ہزار فوج کے ساتھ مدینہ منورہ سے کوچ فرمایا۔ اور بفضلہ بلا روک
ٹوک کعبۃ اللہ میں داخل ہو گئے۔ آتے ہی بہت سے مشرک حلقہ اسلام
میں آ گئے اور بہتوں نے اطاعت قبول کر لی ۹ھ میں آپ نے میدان
منٰے ایں حج کے روز کھلم کھلا یہ اعلان کر دیا کہ اب سے کوئی مشرک مسجد الحرام
میں داخل نہ ہوگا۔ اور بعد ازاں تھوڑے ہی دنوں میں تمام جزیرۂ عرب کے
یہود کے اخراج کا حکم دیدیا اور وہ خارج کر دئے گئے۔ (طبری)

اسی طرح مسجد بیت المقدس جسکو نصاریٰ نے مزبلہ نجاسات بنا رکھا تھا
حضرت امیر عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوئی ہے
اور اس متبرک مکان سے نصاریٰ بیدخل کر دئے گئے ہیں مسجد بیت المقدس
کو بلا شبہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کی بنائی
ہوئی تھی۔ اور ہمیشہ سے انبیائے بنی اسرائیل علیہم السلام کی عبادت گاہ
اور قبلہ بنی رہی تھی ۔۔ یہود نے چونکہ حضرت مسیح کو اپنے خیال کے موافق
قتل کر دیا تھا۔ اسلئے نصاریٰ نے بعد رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام طیطوس بادشاہ
رومی یا بخت نصر کی مدد سے اسکو فتح[۱] کرکے اس تعصب سے اسے ویران
کر دیا تھا کہ اسپر یہود قابض رہے ہیں اور اس میں وہ عبادت کیا کرتے

[۱] - فتح بیت المقدس۔ بعد رفع حضرت مسیح علیہ السلام بخت نصر نے بیت المقدس اور تمام ملک
شام کو فتح کیا ہے اور اسکے بعد طیطوس رومی نے اسکو فتح کرکے یہود کو سخت تکلیف دی ہے
اور اسکے بعد مجوسی شاہان فارس نے اسکو فتح کیا ہے ۱۲

تھے۔ اور اس متبرک مکان کے عوض مکان شرقی مسجد کو (جس میں حضرت عیسٰے علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں) عبادت گاہ مقرر کر لیا تھا جس سے بیت المقدس شیوع اسلام تک نصاریٰ کے قبضہ میں رہی اور مزبلہ نجاسات بنی رہی۔ جب حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس شہر کو فتح کیا اور مسجد کو ویران دیکھا تو آپ نے بذات خود معہ اپنے ہمراہیوں کے اسے پاک و صاف کیا اور از سر نو تعمیر کر کے اسلامی خطبہ و نماز سے اس کی افتتاح فرمائی اور نصاریٰ کو اس سے بیدخل کر دیا۔

ممن منع مساجد الخ مساجد سے ظاہراً خاص مسجد بیت الحرام کی روکاوٹ معلوم ہوتی ہے اور لفظ جمع تعمیم حکم کے لئے لایا گیا ہے۔ قال المظہری منع مساجد اللہ انما اورد لفظ الجمع وان کان المنع واقعًا علی مسجد واحد لان الحکم عام وان کان المورد خاصًا۔

و در عزیز آوردہ۔ اولٰئک ماکان لھم الخ یعنی ایں فرقہا را نیز در مذہب شان جائز نبود کہ در مسجد ہائے خدا بے ادبانہ داخل شوند بلکہ ہراساں و ترساں کہ مبادا در ادائے حق و تعظیم ایں مکان تقصیرے رود بہد کہ پیش صاحب خانہ شرمندہ شویم چہ جائے کہ ایں قدر ہتک حرمت کنند کہ مساجد را مزبلہ و کناس نجاسات قرار دہند و از ذکر اللہ و عبادت کردن منع نمایند پس ایں قسم اشخاص اگر مشرک اند بہر اہ شرک ایں بی ادبی را نیز مرتکب شدہ اند اظلم الناس گشتند و اگر مدعی توحید و اتباع ملت اند پس کار شان مخالف گفتار ایشاں شد و نفاق بر ایشاں ثابت شد در مکافات ایں ظلم

برائے ایشاں دریں عالم ذلت و رسوائی و قتل و اخراج و جزیہ است و در آخرت عذابے مہیب و بلائے عظیم مہیا کردہ شدہ است۔ ابن جریر لکھتے ہیں کہ مشرکین عرب اس آیت کے نازل ہونیکا سبب نہیں ہو سکتے کیونکہ انہوں نے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبۃ اللہ میں داخل ہونے سے منع کیا ہے مگر اسکے خراب کرنے میں انہوں نے سعی نہیں کی بلکہ اپنے اعتقاد کے موافق وہ اسکی تعظیم و تکریم کرتے رہے ہیں۔ پس ظاہر یہی ہے کہ اس آیت کی نزول کا باعث نصاریٰ ہیں۔ جنھوں نے بیت المقدس کو خراب کیا تھا اور ایک قرینہ اس کا یہ بھی ہے کہ پہلی آیات میں بھی نصاریٰ نجران کا قصہ ہے۔

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ

وخدا راست مشرق و مغرب پس ہر سو کہ رو آرید

اور واسطے اللہ کے ہے مشرق اور مغرب پس جدھر کو منہ کرو

وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوا

ہمانجاست روئے خدا ہر آئینہ خدا فراخ نعمت داناست وگفتند

پس وہیں ہے منہ اللہ کا تحقیق اللہ سمائی والا جاننے والا ہے اور کہا

اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

بگرفت خدا فرزند را پاکی اوراست بلکہ اوراست آنچہ در آسمانہا

انہوں نے کہ پکڑی اللہ نے اولاد پاکی ہے اسکو بلکہ واسطے اسکے جو کچھ بیچ آسمانوں کے

وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ

وزمین است هر کسے برائے وے فرمانبردارند آفریننده آسمانها

اور زمین کے ہے ہرایک واسطے اسکے فرمانبردار ہیں پیدا کرنے والا آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ

وزمین است و چون مقرر میکند کارے پس جز این نیست که میگوید اورا بشو

اور زمین کا اور جب مقرر کرتا ہے کچھ کام پس سوا اسکے نہیں کہ کہتا ہی واسطے اسکے ہو

كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا

پس میشود وگفتند آنانکه هیچ نمی دانند یعنی مشرکان

پس ہوجاتا ہے اور کہا ان لوگوں نے جو نہیں جانتے کیوں نہیں کلام

يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ

چرا با ما سخن نگوید خدا یا نمی آید بما نشانه همچنین گفتند کسانیکه پیش

کرتا ہے ہمسے الله یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس نشانی اسیطرح کہا تھا ان لوگوں نے

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ

از ایشاں بودند مانند قول ایشاں ایکدیگر مشابهت دارند دلهائے ایشاں

جو پہلے ان سے تھے مانند بات انکی کے یکساں ہوئے دل انکے

قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

هر آئینه بیان کردیم نشانها را برائے گروهے یقین میکنند

تحقیق بیان کیں ہمنے نشانیاں واسطے اس قوم کے کہ یقین لاتے ہیں۔

ترجمہ: (وہ) خدا کیلئے ہی یا خدا ہی کی ہی مشرق و مغرب	ولله المشرق: (وم) خدائراست مشرق و مغرب خداہی ۹

ل، بمعنی تخصیص و تملیک۔
المشرق، اسم ظرف سورج اور اسکے نور کے نکلنے کی جگہ۔
مغرب۔ سورج کے ڈوبنے کی جگہ ویا ہر دو مصدر میمی بمعنی اشراق و اغراب۔
(پس ہر سوکہ روے آرید۔ پس جس طرف منہ کرو۔ متوجہ ہو)
ف تعقیبیہ وتفریعیہ۔
اینما، ای جہۃ کان۔ اسم ظرف متضمن معنی شرط۔ و لازم الظرفیت۔
تولوا، التولیۃ بمعنی الصرف منزل منزلۃ الازم۔

پھر و تم بمضارع مجزوم بشرط اسے الی ای جہۃ تولوا وجوھکم ویا ولی یولی۔ وجہ یوجہ وا بمعنی فی ای مکان فعلتم التولیۃ شطر القبلۃ۔
(پس ہمانجا روئے خداست۔ پس وہیں وجہ خدا ہے۔ وہاں ہی خدا متوجہ ہے)
ف، جواب شرط۔ ثم، وہاں ظرف مکان یہ حرف مکان بعید کی طرف اشارہ کرنے کے لئے موضوع ہوا ہے بمعنی ھناك مبنی بر فتح۔
وجہ، بمعنی جہۃ مثل وزن و وعد

ف۱ وجہ بمعنی جہۃ مثل وزن بمعنی زنۃ و وعد بمعنی عدۃ (اسے فی ای بقعۃ من بقاء الارض)
اور آیت کے معنی یہ ہیں۔ اسے مومنیں عبادت کے مخصوصہ مقام یعنی مساجد میں عبادت کرنے سے اگر روکے جاتے ہو تو ہم عام اجازت دیتے ہیں جہاں چاہو نماز پڑھو اور جس جگہ قبلہ کی طرف متوجہ ہو گے یا جسطرف متوجہ ہو کر نماز پڑھو گے ہم منظور کرینگے۔ کیونکہ مشرق مغرب شمال جنوب سب خدا ہی کی ملک ہے اور اسیکے بنائے ہوئے ہیں۔ اور اگر وجہ بمعنی ذات ہے۔ تو یہ معنی ہونگے جس مکان میں تم قبلہ کی طرف متوجہ ہو گے وہیں وہ ذات موجود ہے۔ ۱۲

بمعنی زنۃ و عدۃ (اسے ففی اتی
بقعۃ من بقاء الارض) ویا وجہ بمعنی
ذات - اسے فثم ذات المعبود -

إن الله واسع عليم

(ہر آئینہ خدا فراخ نعمت بخشش کنندہ
داناست - البتہ خداوند بہت فراخ
بخشش کرنے والا دانا ہے)
ان، موکد مضمون جملہ - واسع، وسعت
دینے والا - وسعت رکھنے والا - اور
وہ شخص جو اپنے متعلقین کو دین میں
وسعت دے اور طاقت سے
زیادہ تکلیف نہ دے - بقول فرا -
وہ ذات جسکی سخاوت اور جود ہر چیز
پر محیط ہو -
علیم، کامل علم جسکے سامنے چھپی
چیزیں ظاہر منکشف اور عیاں ہوں

وقالوا اتخذ الله ولدا

(وبگفتند بگرفت خدا اور کہتے ہیں خدا
رکھتا ہے - پکڑی ہے خدا نے)
قالوا، اتخذ، ماضی لازم
بمعنی صنع یا متعدی بمعنی صیر اختیار کیا
رکھا - لیا -
(فرزندرا - اولاد - بیٹا -)
ولد، فرزند صلبی مذکر ہو خواہ مونث

سبحانه

(پاکی اوراست - وہ ہر عیب سے بری اور
پاک ہے)
سُبحان، اسم مصدر پاک اور منزہ ان
تعلقات سے جو محدثات و ممکنات
آپسمیں رکھتے ہیں - مثلاً تعلق فرزندوں

بل له

(بلکہ اوراست - بلکہ اسیکا ملک ہے)
بل، حرف عطف - پہلے امر سے
اعراض اور ما بعد کے اثبات کے لئے
لایا جاتا ہے -
ل، مظہر تخصیص و تملیک - یا مفید
نسبت اثر بہ موثر مثل قولک لزید ضرب

ما في السموات والارض

(آنچہ در آسمانہاست و آنچہ در زمین است
جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین
میں ہے)
اسے ما فی السموات والارض ملکا
وخلقا وھو الخالق القیوم المتاصل

بوجودہ فلیس الارض کما افتروا بل ھو خالق جمیع الموجودات التی من جملتہا مازعموہ ولدًا والخالق لکل موجود لاحاجۃ لہ الی الولد اذھو یوجد ما یشاء منزھا عن الاحتیاج الی التوالد

ما، اسم موصول اور غیر ذوی العقول تغلیبًا داخل ہیں۔ یا نکرہ موصوفہ

السمٰوٰتِ، جمع سماء۔ عالم بالا۔ عالم مجردات۔

والارض۔ عالم مرکبات۔ وعالم سفلی

(ہر یکے برائے او فرماں بردارند سب اسکے لئے موقوب۔ فرمانبردار ہیں

کلّ۔ ہر ایک مراد کل افرادی۔ اسکی تنوین عوض مضاف الیہ ہے۔ اسے کل مافیہما کائنا ماکان من اولی العلم وغیرھو لہ منقادون۔

قانتون[1]، جمع قانت۔ القنوت، اطاعت کرنا۔ اپنے حقیقی مالک کے سامنے باادب نہایت عجز و انکسار سے دیر تک کھڑے رہنا مصدر ف ض

قال واصل القنوت القیام۔

قال علیہ السلام افضل الصلوٰۃ طول القنوت والمعنی انھم مطیعون (منظ)

(آفرینندہ آسمانہا و زمین است۔ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا۔)

[1] قانتون۔ چونکہ کلام حضرت عزیر و مسیح و ملائکہ میں ہے اور یہ تمام عقلا ہیں لہذا بلحاظ ظاہر کلام قانتون کے ساتھ کلمۂ من کا لانا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ سوق کلام کے موافق ہو۔ لیکن کلمۂ ما (جو غیر اولی العلم کے لئے مختص ہے) کے ساتھ لانا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ جنکو انہوں نے اپنی سمجھ میں نہایت متبرک و عظیم سمجھا ہے اورانہیں ولد اللہ کہتے ہیں اور انکے سوائے جمیع مخلوقات اس صاحب عظمت کے مقابل میں غیر اولی العلم کیا مجاورت کے درجہ میں ہیں کیا ایسی مخلوق پر ولد اللہ کا اطلاق ہوسکتا ہے ہرگز نہیں

بدیع بمعنی مبدع۔ ایجاد کرنیوالا۔ عدم سے بلا مادہ اشیاء کو پیدا کرنیوالا اور کہتے ہیں۔ بدیع اصل میں بدیؔع ہے۔ بدع یبدع۔ بادیٔ وبدیٔ
اَلْبَدْعُ۔ نو اختراع کرنا انوکھی چیز پیدا کرنا۔ مصدر ف۔ بَدَعَ یَبْدَعُ۔ بَادِعٌ۔ وبَدِیْعٌ۔ مَبْدُوْعٌ اِبْدَعْ۔ لَا تَبْدَعْ۔

(وہر گاہ عزم کارے نمود۔ اور جب کام معین کرتا ہے۔ یا جب کام کے لئے حکم کرتا ہے)
قضٰی، مقرر کیا۔ حکم کیا۔ قصد کیا ماضی اسے القضاء حکم کرنا۔ تمام کرنا اور متعلق ہونا ارادہ الٰہیہ کا ساتھ وجود شے کے والاصل القضاء والفراغ

ومنہ اطلاقہ علی انمامرا لشی قولاً کقولہ تعالیٰ وقضیٰ ربک۔ وفعلاً کقولہ فقضٰھن سبع سمٰوٰت
ویطلق علی تعلق الارادۃ الالٰھیۃ بوجود شیٔ من حیث انہ یوجب اور تمام موجودات کا اجمالاً لوح محفوظ میں جمع ہونا۔ حکم کرنا مصدر ف ک ناقص۔ قضٰی۔ یقضی۔ قاضٍ۔ مقضِیٌّ۔ اقضِ لَا تقضِ۔
امر۔ کام۔ شیٔ بمعنی مراد۔

(پس جز این نیست کہ سگوید آنرا بس اسکے سوائے نہیں کہ کہتا ہے اسکو۔
ف۔ جزائیہ۔ انما کلمہ حصر یہ کلمہ اثبات امر کے مخالف تمام اوہام کو دفع کرنے کے لئے لایا جاتا ہے۔)

۱ بدیع۔ المبدع والخالق کہ بدیع معدول ہے مبدع سے۔ جیسے الیم وبصیر مولم ومبصر سے معدول ہیں اور کہتے ہیں بدیع اصل بادیٔ ہے یعنی عین اس کا ہمزہ سے بدل ہے والمعنی بدیع سمٰوٰتہ وارضہ من غیر مثال سبق بدیع فعیل بمعنی مفعل مثل مسخن وسخین ومقعد وقعید وموصی ووصی ومحکم وحکیم ومبرم وبریم وموفق وانیق۔

یقول، مضارع لَہٗ، اسے للامر کُن[۱] امر حاضر تامہ بمعنی (بشو- ہو) احدث- اسے یقول لہ احدث	فیکون (پس میشود- پس ہوجاتا ہے) ویا ناقصہ بمعنی کن کذا- اسے یقول لہ احدث فیحدث

[۱] کن تامہ بمعنی احدث- اس سے یہ مراد نہیں کہ واجب تعالیٰ جس شئے کے وجود کا ارادہ کرتا ہے اسے موجود ہونے کے لئے بذریعہ لفظ کن امر کرتا ہے اور وہ موجود ہوجاتی ہے- بلکہ اس جگہ کلمہ کن کا کہنا فعل ایجاد سے کنایہ ہے اور لفظ فیکون تعلق ایجاد کے بعد اظہار سرعت وجود مقدور پر دلالت کرتا ہے- کیونکہ ہر ایک مقدور کو واجب تعالےٰ کے ارادہ وجود سے متعلق ہوجانے کے بعد اپنے وجود اور ظہور میں کسی قسم کی انتظاری نہیں رہتی پس حاصل کلام یہ ہوا اذا تقضی امراً فلا یحتاج الی شئی الا الایجاد فیوجدہ فیوجد بلا مھلۃ پس وجود اشیاء کا تعلق فعل ایجاد سے ہے نہ کلمہ کن کے ساتھ اور اس فعل کو کلمہ کن سے تعبیر کرنا بطریق تمثیل ہے- گویا امر متکون ایک مطیع وفرمانبردار بندہ ہے جو خداوند عالم کے فرمان کی تعمیل میں ایک ذرا توقف روا نہیں رکھتا اور بمجرد حکم تعمیل ارشاد میں کمربستہ ہوجاتا ہے اس کلام میں یہ تاکیداً ظاہر کیا گیا ہے کہ جس ذات کو اس مرتبہ کی قدرت حاصل ہے اُسے زن وفرزند اور اولاد پکڑنے کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے- لہٰذا وہ ذات اس قسم کے عیوب سے بالکل پاک صاف اور بری ہے- واعلم ان کان لا یفید الا الحصول والحدوث والوجود وھذا علی قسمین (۱) ما یفید حدوث الشئی فی نفسہ ولفظ کان یتم باسنادہ الی ذلک الشئی الواحد لانہ یفید ان ذلک الشئی قد حدث وحصل (۲) ما یفید موصوفیۃ شئی بشئی آخر ولفظ کان لا یتم فائدۃ الا بذکر الاسمین فانہ اذا ذکر کان معناہ حصول موصوفیۃ زید بالعلم ولا یمکن ذکر موصوفیتہ فعلا بنا علی ان الاعتناد ذکرھما جمیعا فلا بد ان یتم المقصود الا بذکرھما نحو قولنا کان زید عالما معناہ حصل وحدث موصوفیۃ زید بالعلم (خلاصہ تفسیر مطولات)

یا فیکون موجودًا۔

(وگفتند آنانکہ ہیچ نمیدانند۔ اور کہا ان لوگوں نے جو آسمانی کتابوں سے بے علم ہیں۔

قَالَ، ماضی ا ر ع۔ **الَّذِیْنَ**، اسم موصول عہدی یا جنسی۔

لَا یَعْلَمُوْنَ، مضارع ج ع منفی مصدر العلم

(چرا با ما سخن نمی گوید خدا۔ اللہ ہم سے کیوں کلام نہیں کرتا۔)

اے کما یکلم الملائکۃ۔ وکلم موسیٰ فلا یحتاج الی رسول او یکلمنا بانک رسولہ۔

لَوْلَا، حرف تخصیص ومظہر تحریض وترغیب بمعنی ہلّا۔ اور مضارع کو امر کے معنی میں کر دیتا ہے۔ اے لولم یکن۔

یُکَلِّمُ، مضارع ا ر ع۔ التکلیم والکلام بالفتح وبالکسر۔ بات کرنا مصدر تفعیل کَلَّمَ۔ یُکَلِّمُ۔ مُکَلِّمٌ۔ کَلِّمْ۔

لَا تُکَلِّمُ۔

(ویا نمی آید بما نشانے۔ یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی علامت)

تَاْتِیْ، مضارع مؤنث ا ر ع۔ آیۃ علامت حکم

(ہمچنین سخنے گفتند آنانکہ۔ اسی طرح کی بات کہی اُن لوگوں نے)

كَ بمعنی مثل۔ اے قولا مثل ذلک۔

(پیش از ایشاں گفتند۔ ان پہلے۔ یا جو پہلے ہو چکے ہیں)

مِنْ، بیانیہ۔ **قَبْل**، اسم ظرف۔

(بیکدیگر مشابہت دارند دلہائے ایشاں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں دل انکے)

تَشَابَهَتْ، ماضی ا ر ع

قُلُوْبُ، جمع قلب مراد عقل اے تشابہت قلوب الاخلاف بالاسلاف فی العمی والعناد۔

(ہر آئینہ بیان کردیم نشانہا را۔ اور تحقیق بیان کر دیں ہم نے علامات)

وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ لَوْلَا یُکَلِّمُنَا اللّٰہُ

اَوْ تَاْتِیْنَآ اٰیَةٌ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ

بَيَّنَّا، ماضی — التَّبْيِيْنُ ظاہر کرنا مصدر تفعیل اجوف یائی۔

اٰيٰتِ، احکام و معجزات۔

(برائے آنگروہے۔ کہ یقین میکنند)

لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ان لوگوں کے لئے کہ یقین لاتے ہیں یا یقین رکھتے ہیں۔ لِاَنَّ منفعتہ راجعۃ الیھم لا الی المجادلین۔

ل، مظہر تخصیص۔ قوم۔ قبیلہ و جماعت

یوقنون، ج م مضارع الایقان، یقین کرنا۔ ماننا۔ شک سے نکلنا مصدر افعال معتل یائی۔

وَلِلّٰهِ، جار مجرور ظرف مستقر، خبر مقدم

اَلْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ مبتدا مؤخر

جملہ مستانفہ من الاسم

ف، تعقیبیہ۔ اینما، شرطیہ ظرف

تولوا، ... فعل با فاعل — شرط

ف، جزائیہ۔ ثمّ، ... مبتدا

وَجْهُ اللّٰهِ، ... خبر — جزا

جملہ شرطیہ معلول جملہ اول۔

اِنَّ، حرف مشبہ بفعل۔ اللہ، اسم

واسع، ... موصوف

علیم، ... صفت — خبر

جملہ ان تمیل ہیں لللّٰہ المشرق والمغرب

جملہ معلومات کو تذییل فاینما تولوا

وَ۔ قالوا، ... فعل مع الفاعل

اتخذ بمعنی صنع، فعل

اللّٰہ، ... فاعل

ولدا، ... مفعول — مقول

جملہ معطوف علیہ منع یا قالت

واتخذ بمعنی صیر، فعل

اللّٰہ، ... فاعل

ف۱ اس جملہ کا عطف قالت پر ہے اور قالوا کی ضمیر کا مرجع مشرکین عرب ہیں۔ یعنی یہود نے نصاریٰ کی تکذیب کی اور نصاریٰ نے یہود کو جھٹلایا۔ اور مشرکین عرب اس مقولہ کے قائل ہوئے۔ اور یا اس جملے کا عطف منع پر ہے اسوقت مرجع ضمیر (من) باعتبار معنی ہے یعنی مساجد کی تعمیر سے منع کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں۔ اور یا اسکا عطف مفہوم من اظلم پر ہے یعنی کوئی شخص اس سے زیادہ ظالم نہیں ہو سکتا جو مواضع عبادت سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خداوند عالم نے

(اور کو اختیار کیا ہے)

لبعض مخلوقہ، مفعول (۱)
وَلَدًا، ...... مفعول (۲) } جملہ فعلیہ
سبحانہ، مفعول مطلق ای اُسَبِّحُہٗ
سبحانا وانزھہ تنزیھا۔ } جملہ معترضہ
بل، اضرابیہ۔ لہ، متعلق ثابت خبر مقدم
ما، نکرہ موصوفہ یا ... موصولہ
فی السموٰت والارض، ظرف
مستقر اے موجودٌ } صلہ یا صفت } مبتدا موخر
کُلٌّ، .... مبتدا
لہٗ، .... ظرف لغو
قانتون، ... اسم فاعل } خبر
منقادون علیٰ مشیتہ وتکوینہ ایجادًا
واعدامًا وتغیرًا من حال الیٰ حال۔
} جملہ اسمیہ ای کل ما فیہما لہ
بدیع، .... مضاف
السموٰت والارض، مضاف الیہ } خبر
ھو، محذوف .... مبتدا } جملہ اسمیہ
واذا، شرطیہ ... ظرف
قضیٰ، ... فعل مع الفاعل
امرًا، .... مفعول } شرط

ف، ..... جزائیہ
انما، ... کلمہ مفید حصر
یقول، ... فعل مع الفاعل
لہٗ، ... جار مجرور ظرف لغو
کن، فعل ناقص ضمیر اسم
کذا، ...... خبر } جملہ مقولہ } جزا
ف، .... جواب امر
یکونُ، ..... فعل ناقص
ھو، ... ضمیر مستتر اسم۔
موجودًا، .... خبر } جواب امر
ویا یقول، فعل مع الفاعل۔ لہ، ظرف
کن | جملہ مقولہ۔ فیکون، مفعولہ } جملہ فعلیہ
ویا۔ جملہ فیکون۔ جملہ مستانفہ بتقدیر
ھو۔ اے فھو یکون۔ ویا معطوف
علیٰ یقول۔
وقال، .... فعل
الذین، .... موصول
لا یعلمون، } جملہ فعلیہ صلہ } فاعل
لولا، یکلمنا، فعل مع المفعول
اللہ، ...... فاعل } مقولہ
} جملہ فعلیہ معطوف علیٰ قالوا

اوتاتینا، ... فعل مع المفعول
اٰیۃ، .... فاعل
اے قال الذین لا یعلمون الکتب
ھلا یکلمنا اللّٰہ انہ رسول او بانک
رسولہ۔

کذلک اسے مثل ذلک، مبدا منہ
مثل قولھم، بدل یا عطف بیان
قولا، محذوف، موصوف مفعول مطلق
قال، .... فعل

الذین، ..... موصول
من قبلھم، .. ظرف
مروا، فعل مع الفاعل محذوف
تشابھت قلوبھم جملہ فعلیہ مستانفہ
بینا، ..... فعل با فاعل
الاٰیات ..... مفعول
لقوم، ... مجرور موصوف
یوقنون، جملہ فعلیہ صفت

ف۱۔ وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ الخ یہ آیات تحویل قبلہ کے متعلق ہیں کہ جب سرور کائنات علیہ التحیہ والتسلیمات نے مدینہ منورہ میں استقبال بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف توجہ کی اور مسلمانوں کے لئے بجائے بیت المقدس کعبۃ اللہ قبلہ ٹھہرایا گیا تو اکثر معاندین اسلام خصوصاً یہود کہنے لگے کیا خوب؟ مسلمانوں کو ابھی تک اپنا قبلہ ہی معلوم نہیں ہوا۔ آج تک تو قبلہ اہل کتاب (بیت المقدس) کی طرف متوجہ رہے ہیں۔ لیکن اب مشرکین عرب اور قریش کی خوشامد کے لئے بیت اللہ کو اپنا قبلہ ٹھہرا لیتے ہیں۔ بنا بریں ارشاد ہوا۔ کہ بیت المقدس ہو یا بیت اللہ شام کے سرسبز پہاڑ ہوں یا حجاز کی پتھریلی زمیں ہر ایک جگہ ہماری پیدا کی ہوئی ہے۔ مشرق و مغرب شمال و جنوب کے ہم مالک ہیں۔ ہماری عبادت کے لئے کسی خاص جگہ کی خصوصیت کو دخل

نہیں بلکہ ہمارے فرمانبردار بندوں کو ہمارے حکم کی اطاعت پر رہنا چاہیئے۔ اور انکا یہی فرض ہے کہ ہماری ہدایت کے موافق عمل کریں پس اے مومنین ہم تمھیں عام اجازت دیتے ہیں۔ جہاں چاہو نماز پڑھو اور جس جگہ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھو گے ہم منظور کرینگے۔ ہماری علیم ذات ہر ایک جگہ پر محیط ہے۔

عن ابن عباسؓ نزلت هذه الآية حين تحولت القبلة وقالوا ما ولّٰهم عن قبلتهم التی کانوا علیها۔ وقال اتخذ الله الخ نزلت فی یهود المدینة قالوا عزیر ابن اللهِ وفی نصاریٰ نجران قالوا المسیح ابن اللهِ وفی مشرکین العرب قالوا الملائکة بنات الله۔ (مظهری)

ف ۲۔ کذلك قال الذین لا یعلمون الخ اکثر مفسرین کا اتفاق ہے کہ موصول سے مراد جہال مشرکین ہیں جو اکثر وقت بطور طنز و تشنیع کہا کرتے تھے۔ قوله تعالیٰ لن نومن لك حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا وقالوا لولا تاتینا بآیة کما ارسل الاولون۔ وقالوا لولا انزل علینا الملائکة او نریٰ ربنا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن رافع بن خزیمہ یہودی نے سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کے دربار میں آکر کہا۔ ان کنت رسولاً من عند الله تعالیٰ فقل لله یکلمنا حتی نسمع کلامه۔ پس یہ آیت نازل ہوئی انکے جواب شبہات میں کہا جاتا ہے کذلك قال الذین من قبلهم مثل قولهم کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہر زمانہ کے جہلا کا انبیاء وقت سے

یہی سلوک رہا ہے۔ حضرت موسیٰ سے سوال کیا گیا تھا۔ ارنا اللہ جھرۃً ھل یَسْتَطِیعُ ربک ان ینزل علینا مائدۃ۔ اجعل لنا الٰھًا وغیرہ وغیرہ گویا ان دونوں گروہوں کے قلب بغض عناد جہالت اور ڈھٹائی میں بالکل ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ اے پیغمبران سے کہدے۔ کہ خدائے وحدہ لاشریک لہ کی معرفت اور تصدیق نبوت تمہارے مسئولہ لغویات پر موقوف نہیں ہزارہا واضح دلائل ہیں جن کا ظہور صبح وشام ہوتا رہتا ہے ہاں مگر ہر ایک کور باطن تنگ چشم ان سے مستفید نہیں ہوسکتا البتہ اہل بصیرت کی چشم بینا انکے حسن حسین وجمال جمیل سے محظوظ ہوسکتی ہے۔ اے پیغمبران بیوقوں کے اصرار اور بے سود اعتراضات سے آپ کشیدہ خاطر نہوں ان کو اپنے اپنے حال پر چھوڑ دو اور آپ اپنا کام کئے جاؤ جو شخص خدا اور اسکے احکامات کی اطاعت قبول کرتا ہے اسے آپ بشارت دیدیں اور جو منکر ہے اور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہے اسے عذاب الٰہی سنادیں۔ یہ ایک سلسلہ کائنات ہے جس میں ہر قسم کی مخلوق ہونی چاہیے۔ گذشتہ امتوں کے حالات آپ سن چکے ہیں جس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نوع انسانکے حالات قدیم سے ایسے ہی ہیں۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلَا

ہر آئینہ ما فرستادیم	ترا براستی	مژدہ دہندہ	وبیم کنندہ	وپرسیدہ
تحقیق بھیجا ہمنے	تجھکو ساتھ حق کے	خوشخبری دینے والا		اور ڈرانے والا

تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ

نخواہد شد ترا از اہل دوزخ وہرگز خوشنود نشوند

اور نہیں پوچھا جاویگا تو رہنے والوں دوزخ کے سے اور ہرگز نہ راضی ہونگے

الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ

از تو جہوداں ونہ ترسایاں تا آنکہ پیروی کنی کیش ایشا نرا بگو

تجھ سے یہود اور نہ نصارے یہانتک کہ پیروی کرے تو دین انکے کی کہہ

اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ

ہر آئینہ ہدایت خدا ہمانست ہدایت و اگر پیروی کردی

تحقیق ہدایت اللہ کی وہی ہے ہدایت اور اگر پیروی کرے گا

اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ

آرزوہائے باطلہ ایشانرا پس از آنچہ آمدہ است بتو از دانش نباشد

تو خواہشوں انکی کے پیچھے اس چیز کے کہ آئی تیرے پاس علم سے نہیں

مَا لَکَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۱۱۵﴾

برائے خلاص از عذاب خدا ہیچ دوستے ونہ یاری دہندہ

واسطے تیرے اللہ سے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ (ہر آئینہ ما فرستادیم ترا۔ تحقیق ہمنے بھیجا ہے تجکو)

اِنَّا، (اِنْ۔نا) اَرْسَلْنَا مضـ ج ۔م۔

بِالْحَقِّ (براستی۔ یا بحق۔ ساتھ حق کے) اسے موئدًا بالحق او معہ الحق او متلبسًا بہ الحق امر متحقق۔ قرآن۔ وقال ابن عباسؓ المراد

بالحق القرآن قال اللہ تعالےٰ
بل کذبوا بالحق لما جاءھم۔
یا مراد اسلام۔ اور عموم اولیٰ ہے

بشیرًا و نذیرًا (مژدہ دہندہ وبیم کنندہ۔ خوشخبری دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔)
اسے بشیرًا لاھل الطاعۃ و نذیرًا لاھل المعصیۃ۔
بشیر، فعیل بمعنی فاعل بشارت وہ خبر ہے جسکے سننے سے چہرہ پر خوشی کے آثار نمایاں ہوجائیں۔ وخبر خوش کن۔
نذیر، ڈرانے والا فعیل بمعنی اسم فاعل نُذُرٌ جمع۔

ولا تسئل (و پرسیدہ نخواہد شد ترا یا پرسیدہ نخواہی شد۔ اور نہیں پوچھا جائیگا تجھ سے)
لا تسئل، مضارع منفی مصدر السوال

عن اصحٰب الجحیم (از اہل دوزخ۔ دوزخ میں رہنے والوں سے۔ یا دوزخ کے مستحقوں سے)

اسے ولا تسئل انھم لم لم یؤمنوا انما علیک البلاغ وعلینا الحساب۔
عن، بیانیہ۔ **اصحٰب** جمع صاحب
الجحیم، سخت آگ اور اس کا شعلہ۔ ونام پنجم طبقہ دوزخ۔

ولن ترضٰی (و ہرگز خوشنود نشوند۔ اور ہرگز راضی نہ ہونگے)
لن ترضٰی، مضارع مؤکد الرضیٰ والرضوان۔ خوشنود ہونا۔ ویعدیٰ بعلی ان تجعلہ من باب اجراء الشیٔ مجراہی نظیرہ وبعن ان تجعلہ من باب اجراء الشیٔ مجری نقیضہ مصدر ک۔ ف۔ رَضِیَ یرضٰی۔ رَاضٍ۔ مَرضیٌّ۔ اِرضَ۔ لَا ترضَ۔

عنک الیھود والنصارٰی (از تو جہوداں و نہ ترسایاں۔ تجھ سے یہودی اور نہ عیسائی۔)
عن، صلہ فعل۔ **یھود،** جمع ہائد

لاَ، زائدہ۔ النصاریٰ، جمع نصران یا نصریٰ۔

(تا آنکہ پیروی کنی۔ یہاں تک کہ پیروی کرے تو۔

حتیٰ۔ مظہر غایت امر۔ تتبع، مضارع منصوب)

(کیش ایشانرا۔ انکے دین کی)

مِلّت، طریقہ شرعیہ جو انبیاورسل کے وساطت سے قائم ہوا ہو۔ قال المظہری الملۃ ماشرع اللہ لعبادہ علیٰ لسان انبیائہ من اَمْلَلْتُ الکتاب بمعنی اَمْلَیْتُہٗ و منہ طریق ملول ای مسلوک معلوم اصول شرائع کو اس اعتبار سے کہ نبی لکھتا ہے ملت کہتے ہیں کبھی اس کا اطلاق باطل پر بھی ہوتا ہے مثل الکفر ملۃ واحدۃ اور ملۃ اللہ نہیں کہا جاتا۔ کبھی دین کے مترادف معنی میں مستعمل ہوتا ہے کما قال دینا قیما ملۃ ابراھیم۔ ملۃ واحدۃ بمقام ملتان اس لئے ہے کہ گویا وہ دونوں ایک ملت یعنی کفر کے پیرو ہیں یا ملۃ باطلہ کے تابع ہیں۔

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى (بگو ہر آئینہ ہدایت خدا ہمانست از راہ نمودنی بحق۔ کہ اللہ کی ہدایت وہی ہے سچی ہدایت۔ یا اللہ کی راہنمائی وہی ہے سچی راہ) بطریق قصر قلبی آے ان ھدی اللہ الذی ھو الاسلام ھوالھدی ای الحق لا مایدعون الیہ وان دین اللہ تعالےٰ ھوالحق ودینکم ھوالباطل۔

قل، امر، ح۔ ان موکد مضمون جملہ ھدی، راہ راست۔ اور چلنے راہ راست پر واضافت مفید عہد ہے مراد اسلام۔

ھو، ضمیر فصل مظہر تاکید۔ الھدیٰ الحق۔ یعنی اسلام ہی کا طریقہ حق ہے اور یہی سیدھی راہ ہے۔ نہ وہ راہ جسکی طرف تم بلاتے ہو)

(واگر پیروی کردی - اور اگر تابع ہوا تو یا اگر متابعت کی تو نے)

ل، جواب قسم مقدر - اتبعت، ماضی

الاتباع - قدم بقدم چلنا - متابعت کرنا مصدر افتعال - اِتَّبَعَ یَتَّبِعُ مُتَّبِعٌ - اِتَّبِعْ - لَا تَتَّبِعْ -

(آرزوہائے باطلۂ ایشاں را - انکی واہی خواہشوں کی)

والظاہر ان اتبعتہا اے اتبعت ملتہم وضع ظاہر بمقام مضمر اس کے غیر لفظ سے اس امر کے اظہار کے لئے ہے کہ ان کا موجودہ طرز تعبد ملۃ شرعیہ نہیں ہے - بلکہ ان کا بنایا ہوا اور ان کی خواہشوں کا بھرا ہوا دفتر ہے اور صیغہ جمع ان کی کثرت اختلاف کو ظاہر کرتا ہے -

اھواء، جمع ہوی نفسانی خیالات

اور دنیاوی خواہشیں و مرجع ضمیر (یہود و نصاریٰ)

(پس از انکہ آمد بتو - پیچھے اس چیز کے جو تیرے پاس آئی ہے -)

جاءَ، ماضی - خوطب بہ النبی علیہ السلام -

(از علم حکمت - کتاب سے)

اے العلوم الصحیحۃ او الدین القویم -

من، بعضیہ - العلم - الکتاب او الوحی والدین -

(نیست ترا خلاصی دہندہ - از عذاب خدا ہیچ دوستے نہیں ہے تیرے لئے خدا کے ہاتھ سے بچانے والا کوئی دوست)

ما، نافیہ - ل، قسمیہ - من، ابتدائیہ من، ثانی مشیع نکرہ و تاکید -

ولئن اتبعت اھواءھم بعد الذی جاءک من العلم ما لک من اللہ من ولی

ف ۱ علم سے مراد معلوم ہے یعنی وحی یا دین کیونکہ وہ مجیئت سے متصف ہو سکتے ہیں - اور یا مجی سے مراد حصول ہے اور علم بمعنی ظاہر -

ولی، حمایتی ودوست خالص۔
اصل وَلِیُیٌ۔
(ونہ مددگار ہے۔ اور نہ کوئی مددگار)

إِنَّ، مشبہ بفعل نا۔، اسم
اَرْسَلْنَا، فعل با فاعل
كَ، مفعول ذوالحال
بالحق، جار مجرور ظرف لغو
یا بالحق، بمعنی ومعک الحق ویا
بالحق، متعلق مؤیدایا متلبساً حال
بَشِيرًا، معطوف علیہ
وَنَذِيرًا، معطوف
ویا بشیراً ونذیراً، حالان من الحق
وَلَا تُسْئَلُ، فعل با فاعل
عَنْ، ... حرف جار
اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ، مجرور
ومعطوف برمقدر اے بلغ۔
اے غیر مسئول عن اصحٰب الجحیم
مالهم لم یومنوا بعد ان بلغت
ما ارسلت بہ۔

وَلَنْ تَرْضٰى، فعل عَنْكَ ظرف
الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى، ... فاعل
حَتّٰى، ..... جار
تَتَّبِعَ، ... فعل با فاعل
مِلَّتَهُمْ، ... مفعول
قُلْ، ..... فعل با فاعل
إِنَّ، ... مشبہ بفعل
هُدَى اللّٰهِ، ... اسم
هُوَ الْهُدٰى، جملہ اسمیہ خبر
وَلَ قسمیہ۔ اِنْ، حرف شرط
اتَّبَعْتَ، ... فعل با فاعل
اَهْوَآءَهُمْ، ... مفعول
بَعْدَ، ... مضاف
الَّذِیْ، ... موصول
جَآءَ، فعل مع الفاعل
كَ، ضمیر ... مفعول
مِنَ الْعِلْمِ، حال ضمیر فاعل
مَا، ..... نافیہ
لَكَ، ... ظرف مستقر

مِنَ اللّٰہِ، متعلق کائناً حال ۔مِن، زائد ۔وَلِیّ، ذوالحال } مبتدا } جملہ جواب قسم ودال بر جزا ۔اسے فساالک ۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ

آنانکہ دادیم ایشانرا کتاب یعنی توراۃ آنانکہ میخوانند آنرا حق خواندن آن

جو لوگ کہ دی ہمنے انکو کتاب پڑھتے ہیں اسکو حق پڑھنے اسکے کا

اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ

ایشان باور میدارند ہدایت خدا را وہر کہ منکر وے باشد

یہ لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اسکے اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اسکے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع

پس ایشانند زیانکاران

پس یہ لوگ وہ ہیں زیاں پانے والے

منزل ۱ ع ۱۴ / ۹

اَلَّذِیْنَ (آنانکہ دادیم ایشانرا کتاب ۔جو لوگ کہ دی ہمنے ان کو کتاب) اَلَّذِیْنَ، موصول جنسی والمراد عامۃ المؤمنین ویا عہد خارجی ومراد اہل سفینہ[1]

[1]-اہل سفینہ یہ وہ لوگ ہیں جو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کشتیوں میں بیٹھ کر حبشہ سے مدینہ منورہ آئے تھے ۔ان میں سے بتیس آدمی حبشہ کے تھے جو پہلے نصاریٰ تھے اور آٹھ ملک شام کے رہبان تھے ۔حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بھائی ہیں ۔ابتدائے اسلام میں آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی ہے پھر وہاں سے جب آپنے واپسی کا ارادہ کیا تو آپکے ساتھ بہت سے لوگ تیار ہو گئے اس لئے نجاشی حاکم حبشہ نے آپکو دو کشتیاں دیں جس میں یہ سارے سوار ہو کر مدینہ منورہ آپہونچے ۔ان دنوں حضرت سرور کائنات خیبر میں تشریف

اوالذین اٰمنوا من الیہود۔ قال ابن عباس نزلت فی اہل السفینۃ الذین قدموا مع جعفر ابن ابی طالب وکانوا اربعین رجلاً اثنان وثلثون من اہل الحبشۃ وثمانیۃ من رہبان الشام منہم بحیرا۔ وقال الضحاک ہم الذین اٰمنوا من الیہود۔ منہم عبداللہ بن سلام وسعید بن عمرو وتمام بن یہودا وابنا کعب بن یامین و عبداللہ بن صوریا۔

اٰتینا، مضــ ج ـم الکتٰب اسے التوراۃ والانجیل ویا مراد علم و عقل ودانش۔

(میخوانند اورا۔ پڑھتے ہیں کتابکو) یتلون، مضــ ج ع التلاوۃ پڑھنا سمجھنا۔

(چنانکہ حق تلاوت است۔ جیسے اسکے)

اسے یتلون الکتٰب بمراعاۃ اللفظ عن التحریف والتدبر فی معناہ او الضمیرُ راجع الی حضرت النبی علیہ السلام والمعنیٰ ای یصفونہ فی کتبہم حق صفتہ لمن سالہم من الناس۔

یعنی اسے کامل غور کے ساتھ برعایت خط لفظ پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں اور اسپر عمل کرتے ہیں۔ اور یا یہ معنی ہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۱

وناتھے یہ لوگ وہیں جاکر مشرف بملاقات ہوئے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سنہ ۸ ہجری میں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے ہیں آپ لشکر کے سردار اور علم بردار تھے اور آپ کی عمر تینتیس ۳۳ برس کی تھی آپ کی پشت پر کوئی زخم نہ تھا اور سامنے لونے سے زیادہ زخم تھے اور آپ کے دونوں بازو بھی کٹ گئے تھے۔ بعد شہادت سرور کائنات نے فرمایا کہ جعفر ملائکہ کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں اور اللہ نے انکو دونوں ہاتھوں کے عوض دو بازو عنایت فرمائے ہیں۔ اسیوجہ سے آپکو ذوالجناحین اور جعفر طیار بھی کہتے ہیں۔ ۱۲ (روح)

کہ وے اپنی کتابوں میں آنجناب سرور کائنات کی تعریف کو پورا پورا اظاہر کرتے ہیں اور پوچھنے والے پر کوئی چیز چھپا نہیں رکھتے

اولٰئک یؤمنون به

(ایشاں ایمان میدارند بآں۔ یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں اسپر)

یؤمنون، مضارع جمع، به اے بالکتب المنزل۔

ومن یکفر به

(و آنانکہ منکر وے است یا ہر کہ بگرویدہ بآں اور جو منکر ہوا اس کا یا کفر کرے اسکے ساتھ)

یکفر، مضارع، به - اے بالکتب او بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بسبب التحریف او یکفر بما یصدقہ۔

فاولٰئک هم الخاسرون

(پس ایشانند زیاکاراں۔ پس یہ لوگ سارے ہیں زیاں پانے والے)

ف، جزائیہ.. اولٰئک، اے من کفر به

الخاسرون، جمع خاسر اسم فاعل۔

الذین ...... موصول

اٰتینا،... فعل با فاعل

هم،... مفعول (۱)

الکتٰب، ذوالحال

یتلونه } جملہ فعلیہ حال

اولٰئک، اے الذین مبتدا

یؤمنون، فعل مع الفاعل

به، جار مجرور ظرف لغو

[۱] بعد ذکر احوال کفر اور ترک عطف تنبیہاً اور اظہار کمال تباین بین الفریقین ہے۔

یا الذین الخ مبتدا۔ و یتلونه الخ خبر } جملہ اسمیہ

[۲] - اور جائز ہے کہ یتلونه الخ جملہ حال ہو بلکہ وہ خبر ہے اور اولٰئک الخ خبر بعد خبر۔ اس تقدیر پر موصول جنسی ہے۔ اور یا اولٰئک الخ جملہ مستانفہ ہے اور موصول عہدی اور یؤمنون سے مراد مومنین اہل کتاب ہیں۔ اور تقدیم مسند الیہ مسند فعل پر اظہار حصر کے لئے ہے اور مرجع ضمیر کتاب ہے۔ اسے اولٰئک یؤمنون بکتابهم دون المحرفین اور کہا ہے کہ موصول سے مراد اصحاب

جملہ اسمیہ مستانفہ ... اتباع ... مفعول ... مبتدا ... خبر

[۳] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... اور کتاب سے قرآن مراد ہے۔

واولئک الخ جملہ مستانفہ یا خبر بعد خبر الذین۔

یتلون، .... فعل مع الفاعل
ہ، ضمیر (کتاب)، مفعول
حق، مضاف | صفت
تلاوتہ، مضاف الیہ | مفعول مطلق
(جملہ فعلیہ حالیہ معترضہ ہوا)

۱۴ اے اٰتیناھم الکتٰب مقدرا تلاوتھم کیونکہ وہ لوگ وہ ایتاسے کتاب وصف تلاوت سے متصف نہ تھے اور یہ حال مخصصہ ہے کہ ہر ایک شخص جسکو کتاب دیگئی ہے وہ اس صفت سے موصوف نہیں ہوسکتا۔

ویا حقّ صفت مصدر المحذوف لے یتلونہ تلاوۃً حقا ویا تلاوۃً حق تلاوتہ یعنی منصوب بمصدریۃ بوجہ مضاف ہونے طرف مصدر کے اور یا حال ہے اسے محققین۔

و۔من، ... شرطیہ
یکفر، .. فعل مع الفاعل
بہ، ... جار مجرور ظرف لغو
(جملہ فعلیہ شرط)
اولئک، .... مبتدا
ھم، .... ضمیر فصل
الخٰسرون، .. خبر
(جزا)
(جملہ شرطیہ انشائیہ)

یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ

اے بنی اسرائیل | یاد کنید | آں نعمت مرا | کہ انعام کردہ ام

اے بیٹو یعقوب کے | یاد کرو | نعمت میری | جو انعام کی ہیں نے

عَلَیۡکُمۡ وَاَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۱۷﴾ وَاتَّقُوۡا

برشما | و آنکہ | فضل دادم | شمارا | برہمہ عالمہا | وحذر کنید

اوپر تمہارے | اور یہ کہ | بزرگی دی ہیں نے | تمکو | اوپر عالموں کے | اور ڈرو

يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ

ازاں روز کہ کفایت نکند کسے از کسے چیزیرا و پذیرفتہ نشود

اسدن سے کہ نہ کفایت کرے گا کوئی جی کسی جی سے کچھ اور نہ قبول کیا جاویگا

مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ (۱۱۸)

از کسے بدل و سود ندہد او را شفاعت و نہ ایشاں یاری دادہ شوند

اس سے بدلا اور نہ فائدہ دیگی اسکو شفاعت اور نہ وہ مدد دے جاویں گے

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي (اے فرزندان یعقوب یاد کنید آن نعمت مرا کہ انعام کردہ ام برشما و آنکہ فضل نہادم شمارا برہمہ عالمیاں

لے یعقوب کے بیٹو یاد کرو میرا احسان جو میں نے تمپر کیا ہے اور یہ کہ عزت اور بڑائی دی ہیں نے تمکو سارے جہاں پر)

یہ عبارت مکرر لائی گئی ہے اتمام حجت اور مبالغۂ نصیحت کے لئے اور اس امر کو جتانے کے لئے کہ تمہاری یہ حالت اور قصّہ ہے۔

(و بترسید از وقتیکہ کفایت نکند ہیچ کسے از شخصے چیزے را و پذیرفتہ نشود از ہیچ کسے عوضے و سود نکند نفسے را شفاعتے و نہ ایشاں یاری دادہ شوند۔

اور ڈرو اسدن سے کہ نہ کام آوے کوئی شخص کسی شخص سے ایک ذرہ اور نہ لیا جاوے اسکی طرف سے بدلا اور نہ فائدہ دے اسکو سفارش اور نہ انکو مدد پہونچے۔)

نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ اس تمام عبارت کی لفظی تشریح اوپر گزرچکی ہے۔

يَا، حرف ندا۔ بنی اسرائیل منادی

الجز ۵ یا، ندائے بعید کا حرف ہو وہ ندا حقیقۃً ہو یا حکماً

اذکروا، ..... فعل مع الفاعل
نعمتی، ..... موصوف
التی انعمت علیکم، صفت
و۔انی، .... حرف مشبہ بفعل مع اسم
فضلتکم علی العٰلمین، .. خبر
و۔اتقوا، ..... فعل با فاعل
یوما، ..... موصوف
لا تجزی، ... فعل
نفس، ... فاعل
عن نفس، ظرف لغو
شیئا، مفعول بہ

ویا۔ شیئا، ... ذوالحال
عن نفس، متعلق کائنا حال — مفعول بہ
اے لا تجزی فیہ نفس شیئا کائنا
عن نفس ویا شیئا من الجزاء اے
منصوب علی المصدریۃ۔
ولا یقبل منہا عدل۔ جملہ فعلیہ
ولا تنفع، ..... فعل
ھا، ..... مفعول بہ
شفاعۃ، ..... فاعل
و۔لا، مشبہ بلیس ھم، .. اسم
ینصرون، جملہ فعلیہ ... خبر

اور حروف ندا میں سے کثرت سے اسی حرف کا استعمال ہوتا ہے لہذا حذف کرنے کے وقت اسکے سوائے کوئی اور حرف مقدر نہیں کیا جاتا مثلاً "رب اغفرلی۔ اور یوسف اعرض عن ھذا" زمخشری کہتا ہے کہ یہ حرف تاکید کا فائدہ دیتا ہے یعنی اسبات کو واضح کرتا ہے کہ جو خطاب اس کے بعد آیا ہے وہ نہایت قابل لحاظ ہے اور اس کا ورود تنبیہ کے واسطے بھی ہوا کرتا ہے اس حالت میں یہ فعل اور حرف پر داخل ہوتا ہے مثلاً الا یسجدوا یا لیت قومی یعلمون" (خلاصہ مطولات)

۵ل معطوف ہے علے قبل۔ اس کا عطف نعمتی پر ہے من قبیل عطف الخاص علی العام۔ اور جملہ لا تجزی ولا یقبل ولا ھم ینصرون ان تینوں جملوں میں عائد محذوف ہے اور یہ تینوں جملے یوم کی صفت واقع ہیں۔

ف- یہود یعنی اولاد یعقوب علیہ السلام کو یا بنی اسرائیل کہکر مخاطب بنایا گیا ہے اور یا بنی یعقوب کے ساتھ انکو خطاب نہیں کیا گیا اس میں یہ مصلحت ہے کہ وہ لوگ خدائیتعالیٰ کی عبادت کرنے کے ساتھ مخاطب بنائے گئے اور ان کو پند ونصیحت کرنے غفلت سے چونکانے کے لیئے انہیں انکے اسلاف کا دین یاد دلایا گیا- لہذا وہ ایسے اسم سے موسوم کیئے گئے جس میں خدائے تعالیٰ کی یاددہانی موجود ہے- کیونکہ اسرائیل ایسا اسم ہے جو کہ تاویل میں اللہ تعالیٰ کی طرف مضاف ہے اور جبکہ پروردگار عالم نے ابراہیم علیہ السلام سے انکے عطا فرمانے اور انہیں انکی بشارت دینے کا ذکر فرمایا ہے وہاں انکا نام یعقوب ہی لیا ہے اور اس موقعہ پر یعقوبؑ کا کہنا بہ نسبت اسرائیل کے ظاہراً اولیٰ معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک ایسی موہبت تھے جو دوسرے بعد میں آنے والے کے بعد تھے اسلیئے ایسے اسم کا ذکر زیادہ مناسب ہوا جو تعقیب (بعد میں آنے والے) پر دلالت کرے- (اتقان)

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ

و یاد کن چوں بیازمود ابراہیم را پروردگار او بسخنے چند پس ابراہیم بانجام رسانید آنہارا

اور جبوقت آزمایا ابراہیم کو رب اسکے نے ساتھ کئی باتوں کے پس پورا کیا اسکو

قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ

گفت خدا ہر آئینہ من میگردانم ترا پیشوائے مردمان گفت ابراہیم و از

کہا تحقیق میں کرنے والا ہوں تجھکو واسطے لوگوں کے امام کہا اور اولاد میری

ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِينَ (۱۱۹)

اولاد من — نیز پیشوایان پیدا کن فرمود نرسد وحی من بظالمان

سے — کہا نہیں پہونچیگا عہد میرا ظالموں کو

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا ط

و آنگاہ کہ ساختیم کعبہ را مرجع مردمان و محل امن

اور جب کیا ہمنے کعبہ کو جائے ثواب واسطے لوگوں کے اور امن والا

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهِيمَ مُصَلًّى ط

و بگیرید نماز گاہ از جائے قدم ابراھیم

اور پکڑو تم مقام ابراھیم کو جائے نماز

وَاِذِ ابْتَلٰى (اور یاد کنید کہ بیازمود- اور جسوقت کہ آزمایا یا جس وقت کہ مبتلا کیا)

اِبْتَلٰى، ماضی ع الابتلاء آزمانا مشکل اور سخت کام پر معین کرنا- اصل میں اسکے معنی امتحان سے کے ہیں- لیکن یہاں پر مجازاً بمعنی تکلیف مستعمل ہوا ہے مصدر افتعال اِبْتَلٰى- يَبْتَلِي- مُبْتَلٍ- اِبْتَلِ- لَا تَبْتَلِ-

اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ (ابراھیم را پروردگار او- ابراھیم کو اس کے پروردگار نے)

اِبْرَاهِيْمَ، اسم عجمی غیر منصرف اور کہا ہے کہ قبل از نقل معنی اس کا اب رحیم ہے اور مفعول مقدم ہے کیونکہ اس کا فاعل اسکی ضمیر کیطرف مضاف ہے

بِكَلِمٰتٍ (بسخنے چند- کئی باتوں میں) اسے بالاوامر والنواہی- کلمات [۵] جمع

۵- کلمات جمع کلمہ حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کلمات سے وہ سات چیزیں مراد ہیں جن میں ان کا امتحان لیا گیا اور وہ قائم رہے- اول ستاروں میں- دوسرے چاند میں- تیسرے سورج

کلمہ۔ اصل میں لفظ مفرد کو کہتے ہیں اور جملۂ مفیدۃ المعنی میں استعمال ہوتا ہے اور اُنکے معانی پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے بوجہ شدۃ اتصال معانی والفاظ کے۔ مُراد حکم وامر۔
والباء۔ بمعنی الاستعانۃ۔

فَاَتَمَّهُنَّ (پس با تمام رسانید۔ پس پورا کیا انکو۔ یا اس نے پوری کیں)
ف۔ اتم، ماضی ع الاتمام پورا کرنا تمام کرنا مصدر افعال اَتَمَّ۔ یُتِمُّ مُتِمٌّ۔ اَتِمَّ۔ لَاتُتِمَّ۔
هُنَّ، راجع بکلمات

قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ (بگفت خدا ہر آئینہ من سیگر دانم ترا۔ فرمایا خدا نے البتہ میں بنانا ہوں تجھے
اِنِّیْ۔ ان، حرف مشبہ بفعل مضاف بیائے متکلم۔
جاعل، اسم فاعل مصدر الجعل۔
كَ، ضمیر راجع بابراہیم۔

لِلنَّاسِ اِمَامًا (برائے مردمان پیشوائے۔ تمام لوگوں کے لئے پیشوا)
الناس۔ مراد جملہ مردم یا مردمان حق پسند
اماما، امام مقتدائے خلق۔ احکام حقہ کی تعلیم دینے والا۔ امام دراصل غیر نبی پیشوائے جماعت کو کہتے ہیں لیکن یہاں پر بمعنی نبوت ہے یا اس سے عام معنی میں استعمال ہوا ہے
المعنی ما یوتم به ویجب اطاعته ومنه قیل لخیط البناء امام اور یہ مفرد اسم ہے وزن فعال پر اور یا اسم آلہ ہے کیونکہ اوزان آلہ میں سے ایک وزن

ذبیح میں جنکو دیکھ کر انہوں نے کہا کہ سب فنا ہونے والے ہیں اور رب ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ چوتھے جب انکو قوم نے آگ میں ڈالا تو مستقل رہے (۵) اللہ نے انکو ہجرت کا حکم دیا تو اس کی تعمیل میں بیدریغ مستعد رہے (۶) ذبح فرزند میں راضی رہے (۷) ختنہ کا حکم ہوا۔ تو اسکو بھی انہوں نے ادا کیا۔ ۱۲۔

فعال بھی ہو مثل ازار بعض نے کہا کہ یہ اسم آلہ نہیں کیونکہ
امام ما یؤتم بہ اور ازار ما یوتزر بہ
کو کہتے ہیں اور یہ دونوں مفعول ہیں
اور مفعول فعل آلہ نہیں ہو سکتا۔
کیونکہ آلہ فاعل و مفعول کے درمیان
واسطہ ہوتا ہے اثر فاعل فعل کو اسکے
معمول کی طرف پونچانے کے لئے
لہذا امام اسم آلہ نہیں ہے۔ اور یا امام
جمع آم اسم فاعل ہے ام یؤم سے
مثل جائع وجیاع وقائم وقیام اور یہ اسم
عام ہے نبی و خلیفہ و امام صلوٰۃ بلکہ
ہر ایک مقتدائے قوم کے لئے۔
(گفت ابراہیم از اولاد من نیز۔ کہا اور
میری اولاد سے بھی)
قَالَ، ماضی مِنْ، البعضیہ
ذُرِّیت، بروزن فُعْلِيَّةٌ اصل
فعولۃ ذُرُّوَةٌ (ذردۃ) یا ذریرۃ
ذر مشدد بمعنی تفریق ہے۔ تیسری
را حرف یا سے بدل ہوئی ہے ثقل

تکریر سے بچنے کے لئے جیسے
تظننت کو تظنیت اور تقضضت
کو تقضیت پڑھتے ہیں۔ ویا فعیلۃ
ذریئۃ ہے ذرء بمعنی خلق سے ہمیں
ہمزہ یا سے بدل ہے۔ اور یا اصل
اس کی ذرووۃ یا ذرویۃ ہے اول
میں دو واؤ زائد و اصلیہ جمع ہیں۔ پھر
اصل واو یا سے منقلب ہوئی ہے۔
پھر دوسری واو کو بھی یا بنا کر ایک کو دوسرے
میں ادغام کئے ہیں۔ فصارت ذریت
اور کہا ہے کہ اصل ذریوۃ واؤ کو یا بنا کر
ایک کو دوسرے میں ادغام کئے ہیں
ذُرِّیت، نسل و اولاد۔ اصل میں اولاد
صغار کو کہتے ہیں۔ لیکن استعمال میں عام
کبار و صغار و احد وغیرہ کے لئے مضاف
بیائے متکلم (فرمود نرسد۔ خداوند نے
فرمایا نہیں پونچیگا۔ یا نہیں پونچ سکتا۔
لَا يَنَالُ، مضارع منفی النیل پانا۔ پونچنا
مصدر ک۔ ف اجوف یائی۔

نَالَ۔ یَنَالُ۔ نائل۔ مَنُوۡلُ۔ نَلۡ لَا تَنَلۡ۔

عَھۡدِیۡ

(عہد من۔ یا وحی من۔ میرا اقرار یا وحی یا عطیۂ امانت)

عھد۔ سے متبادر عہد امامت ہے مراد نبوت سے عہد کے ساتھ تعبیر کرنے میں اشارہ ہے کہ وہ اللہ کی امانت ہے اور اس کا عہد ہے ہر ایک شخص اس کا مستحق نہیں مگر جسکو وہ اپنے بندوں میں سے خاص کرے اور جَعَل کے بعد لفظ نَیل لانے سے اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ ایک نسل کے انبیاؤں کی امامت جَعل مستقل سے نہیں بلکہ وہ حاصل ہے یک امامت کے ضمن میں جیسے اس کا ہر ایک مستحق اپنے مقدر وقت میں اسکو حاصل کرتا رہے گا۔

الظّٰلمین

(بستمگاراں۔ بے انصافوں کو)

اَلظّٰلِمِیۡنَ، جمع ظالم۔ امامت سے اگر مراد نبوت ہے تو ظالمین سے فاسق مراد ہیں۔ کیونکہ نبوت میں عدم معصیت شرط ہے۔ اور اگر وہ بمعنی اعم ہے تو ظالمین سے کافر مراد ہیں۔ کیونکہ کافر کو امیر اور مطاع اختیار کرنا جائز نہیں حَیۡثُ قَالَ وَلَا تُطِعۡ مِنۡہُمۡ اٰثِمًا اَوۡ کَفُوۡرًا و لن یجعل اللّٰہُ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً۔

وَاِذۡ جَعَلۡنَا

(وآنوقت کہ ساختیم۔ اور جب ٹھہرایا ہمنے)

جعلنا، باب ف ج م الجعل ٹھہرانا۔ بنانا مصدر ف۔ ف۔ جَعَلَ۔ یَجۡعَلُ۔ جَاعِلٌ۔ مَجۡعُوۡلٌ۔ اِجۡعَلۡ۔ لَا تَجۡعَلۡ۔

البیت

(خانہ کعبہ را۔ کعبے کو۔)

البیت۔ خانہ کعبہ لغت میں بیت ہر اس گھر کو کہتے ہیں جس میں رات کو آرام کیا جائے لیکن استعمالاً بیت اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے نجم سے ثریا مراد ہوتا ہے

مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ

(جائے ثواب برائے مردم یا مرجع مردمان

لوگوں کے لئے ثواب کی جگہ - یا لوگوں
کے جمع ہونیکی جگہ)

مثابۃ، مرجع یا موضع ثواب اے
مرجعًا یثوبون الیہ ویرجعون الیہ
اے یحق ان یرجع الیہ - او موضع ثواب
لھم بحج وعمرۃ وصلوۃ فیھا - اصل میں
مصدر ہے بروزن مفعلۃ بمعنی ظرف مکان
اخفش کے نزدیک تا زائد مبالغہ کے
لئے ہے مثل نسابۃ وعلامۃ
اور دوسروں نے تائے تانیث بقعۃ
قرار دی ہے مثل مقام ومقامۃ -

للناس - ل، بمعنی اجل الناس
مراد زائرین -

(ومقام امن - اور پناہ کی جگہ)
اے مامنا من ایذاء المشرکین
فانھم کانوا لا یعترضون لاھل
مکۃ ومعناہ **امنا للناس** اور یا عدم
ذکر ناس تعمیم کے لئے ہے -
اے انہ امن لکل شیٔ کائنا ما کان
حتی الطیر والوحش -

امن - مصدر بمعنی موضع امن وجائے
آرام -

(بگیرید - اور بناؤ - اختیار کرو)

اتخذوا، ہے ج امر مصدر الاتخاذ
(از جائے قدم حضرت ابراہیم جائے نماز
خواندن - ابراہیم کے کھڑے رہنے کی جگہ
یا مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے یا دعا مانگنے
کی جگہ)

من، بمعنی بعضیہ یا بمعنی فی - یا زائد
بیان موہوب متخذ اور اس کی تمیز کے
لئے ہے - مثل اتخذت من فلان
صدیقًا واعطانی اللہ من فلان
اخا صالحًا -

مقام، مصدر میمی من قام یقوم یا مفعل
اسم موضع قیام یا جائے قدم ابراہیم
علیہ السلام مراد وہ جگہ جہاں کھڑے
ہوکر آپ لوگوں کو مناسک حج وغیرہ
احکام دین کی تلقین کرتے تھے - اور

یا وہ پتھر جس پر آپ کھڑے رہکر بیت اللہ کی دیوار اُٹھاتے تھے اور وہ پتھر جس میں آپکے قدم مبارک کے نشان ہیں اور وہ جگہ جہاں آپ عبادت کرتے تھے۔

مُصَلًّى، نماز پڑھنے کی جگہ۔ اور دعا مانگنے کا مقام اسم ظرف اس کے آخر کا الف واؤ سے بدلا ہوا ہے۔ یا مصدر بحذف مضاف اسے مکان

مصلے اسے مکان صلوٰۃ۔ اَلتَّصْلِیَۃُ وَالصلوٰۃ نماز ادا کرنا۔ درود اور دعا کا پڑھنا مصدر تفعیل ناقص وادی۔

ترکیب

جملہ فعلیہ اذکروا اذا ابتلی [illegible]
- وَ۔ اِذْ۔ اِبْتَلٰی، .... فعل
- اِبْرَاهِيْمَ، ...... مفعول
- رَبُّهٗ، مضاف و مضاف الیہ فاعل
- بِكَلِمٰتٍ، جار مجرور ظرف لغو

جملہ معطوفہ
- فَ۔ اَتَمَّ، ... فعل مع الفاعل
- هُنَّ، ...... مفعول

۵ظرف فعل مقدر تقدیرہ اذکر او اذکروا وقت کذا اس تقدیر پر جملہ اپنے ماقبل جملہ پر معطوف ہے از قبیل عطف قصہ علی القصہ اور جامع طرفین اتحاد مقصد ہے۔ مثل اتباع حق و ترک تعصب وغیرہ اور کہا ہے کہ عطف اسکا نعمتی پر ہے۔ کہ اے بنی اسرائیل عہد ابتدائے ابراہیم علیہ السلام کو یاد کرو اس میں وہ عبرتناک واقعات ہیں۔ جس کے مطالعہ سے تمہیں بہت کچھ نفع ہوگا اور تمہارے فاسد اعتقادات کی اصلاح اس سے ممکن ہے۔ تمہارا یہ اعتقاد ہے کہ ہمارے اسلاف ہماری شفاعت کرکے حشر میں عذاب الٰہی سے چھڑالینگے حالانکہ ابراہیم علیہ اسلام نے جب اپنی آل کے لئے دعا کی تھی اس وقت ان سے یہ کہا گیا تھا۔ کہ مدار نجات دعا نہیں بلکہ اعمال صالحہ ہیں پس تیری امت کے ظالم و گناہگار اور اتباع حق سے اعراض کرنے والے ہماری رحمت اور انعام کے مستحق نہیں ہوسکتے وقال فی جوابہ لاینال عہدی الظالمین۔

[illegible]

قَالَ، ... فعل مع الفاعل

اِنِّیْ، مشبہ بفعل مع الاسم

جَاعِلُکَ، الخ، خبر

جَاعِلُ - بمعنی مصیر اسم فاعل کی مفعول

اِمَامًا، ... ذو الحال مفعول دوم

لِلنَّاسِ، حال اصل میں نعت ہے بوجہ تقدم منصوب بحالیت ہے۔ ای اماما کائنا لہم

ظرف لغو

و یا اِنِّی جَاعِلُکَ الخ متعلق باذکر واہے اور جملہ استینافیہ ہے۔ کانہ قیل فماذا قال ربہ حین اتمہن فلجیب بذلک اور یا یہ جملہ بیان ہے ابتلیٰ

کا اور کلمات سے مراد ہے امامت - تطہیر بیت - رفع قواعد و اسلام اور جاعل بمعنی جعل ہے جو دو مفعولوں کو چاہتا ہے۔

قَالَ، ... فعل مع الفاعل

اجعلنی، جملہ فعلیہ محذوف معطوف علیہ

وَمِنْ - اے بعض ذریتی معطوف

و یا من ذریتی معطوف علی کاف جَاعِلُکَ[۵]۔

اجْعَلْ، ... فعل بافاعل

[۵] علی کاف جاعلک - تقدیر کلام یہ ہے، انی جاعلک و جاعل بعض ذریتی ظاہراً یہ مخالف کتاب ہے کیونکہ ومن ذریتی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقولہ ہے نہ خداوند عالم کا - صاحب کشاف کہتے ہیں کہ اس جگہ حکایت عطف ہے نہ ایقاع عطف اور حکایت ومن ذریتی میں واؤ سے عطف واقع ہوا ہے - لیکن درحقیقت یہ بروجہ تلقین ہے جیسے کہا کرتے ہیں ساکرمک اور مخاطب کہے و زیداً بروجہ تلقین گویا مخاطب متکلم کو تلقین کرتا ہے کہ یہ کہ ساکرمک و زیداً اس صورت میں عامل زیداً وہی فعل مذکور ہے (اکرمک) جو کلام قائل میں ہے - لیکن وہ ساتھ تغیر کیفیت کلام کے ہے - کیونکہ کلام قائل بروجہ اختیار تھا اور کلام مخاطب بروجہ طلب - اور معطوف علیہ و معطوف میں استصحاب عمل عامل میں تعلق اصل عامل شرط ہے نہ بقائے کیفیت جیسے کلام قامت ہند و زید میں اور قام زید لا عمرو میں کہ اول میں کیفیت تانیث عامل اور دوسرے میں کیفیت اثبات عامل قائم نہیں رہتی اور جیسے آیت میں ہے یا آدم اسکن انت و زوجک اے اسکن انت و تسکن زوجک تقدیر کلام ومن ذریتی

نی، ... معطوف علیہ مِنْ ذُرِّيَّتِي، ... متعلق فریقا، معطوف اماما، محذوف ... مفعول ۲ (مفعول) (جملہ فعلیہ معطوفہ) اے رب اجعلنی اماما و بعضا من ذریتی ائمۃ یا اجعل فریقا من ذریتی اماما۔	قَالَ، ... فعل مع الفاعل لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ... مقولہ لَا يَنَالُ، ... فعل عَهْدِي، ... فاعل الظّٰلِمِيْنَ، ... مفعول (جملہ فعلیہ) (جملہ فعلیہ مقولہ)

ف۔ واذ ابتلیٰ الخ ان آیات میں یہود اور کفار عرب کے بعض فاسد خیالات کا رد ہے۔ یہود اس بات پر فخر کرتے تھے۔ کہ ہم برگزیدۂ خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور انکی برگزیدہ سنت اور مذہب پر قائم ہیں

(بقیہ تتمہ صفحہ ۵۷۸) وجاعل بعض ذریتی و یا رب اجعلنی اماما و اجعل فریقا من ذریتی ائمۃ از قبیل عطف تلقین اور یہ خبر ہے معنی طلب میں۔ گویا قائل نے اپنے آپکو نائب متکلم قرار دیکر اس مقولہ کو تتمہ کلام متکلم سے گردانا ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ معطوف مثل معطوف علیہ کے مستحق ہے اور نظیر اس آیت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کہا آن جناب نے اللھم ارحم المحلقین قالوا و المقصرین یا رسول اللہ قال اللھم ارحم المحلقین قالوا والمقصرین یا رسول قال والمقصرین۔ اس تقدیر پر ذریت کی عام امامت کا ثبوت لازم آتا ہے جمیع ناس کے لئے مثل عموم امامت حضرت ابراہیم علیہ السلام لیکن کہہ سکتے ہیں کہ عطف صرف اصل معنی کے اشتراک کو چاہتا ہے اور وہ ضمن میں بعض کے متحقق ہے۔

مشرکین عرب اس پر اتراتے تھے کہ ہم حضرت ابراہیم کی یادگار ہیں اور
اسکے بنائے ہوئے بیت اللہ کے محافظ اور خادم ہیں۔ اسکی شریعت
یعنی مناسک حج اور تعظیم بیت اللہ پر ثابت قدم ہیں لہذا ارشاد ہوتا ہے
کہ اے حضرت ابراہیم کی نسبت پر فخر کرنے والو۔ تمھیں حضرت ابراہیم کے
شرف اور انکی بزرگی کے اسباب پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اور یہ دیکھنا چاہیئے
کہ ہماری مقدس جناب میں شرف تقرب اور عزت معیت حاصل کرنے
کے لئے اُس نے کون سے وسائل اور کس قسم کے ذرائع کا استعمال کیا ہے
لہذا تمہاری ہدایت کے لئے ہم ان کی ابتدائی حالت کو بیان کرتے ہیں
یہ وہ حق پسند موحد شخص ہے جس نے اتباع حق اور ہماری خوشنودی رضا
کے لئے آبائی رسم ورواج کو چھوڑ دیا۔ بادشاہ وقت اور ساری قوم سے
دشمنی کر لی۔ آگ میں جلنا پسند کر لیا۔ اپنے ماں باپ عزیز واقارب سے
حرّان اور شام وفلسطین کی طرف ہجرت کی۔ ہماری اطاعت اور فرمانبرداری
میں اپنی ہاجرہ بیوی اور پیارے ننھے بیٹے حضرت اسمٰعیل کو عرب کے چٹیل
میدان اور بے آب ریگستان میں چھوڑا۔ اپنی خلوص اور محبت کے اظہار میں
اپنے نوخیز چاہتے فرزند کی ذبح پر آمادہ ہوئے۔ دین حق کی اشاعت اور شعائر
اسلام کی ترویج میں حد سے زیادہ کوشش کی الغرض جب انہوں نے اپنے
سارے کام ہماری مرضی اور خوشی کے تابع کر دیئے۔ سب آزمائشوں اور
اور تکلیفوں میں ثابت قدم رہے تو ہمنے بھی اسے عزت دی اور اپنا مقرّب
دوست بنایا تمام مخلوق اور سارے جہاں کا امام وپیشوا کیا ہر ایک عاقل سمجھدار

شخص پر انکی اطاعت فرض کردی اور کہہ دیا اے ابراہیم تیری فرماں برداری
مخلوق کے لئے دلیل ہدایت اور تیری مخالفت انکی گمراہی کی علامت ہوگی
اور حضرت ابراہیم نے اس تشریف سے مشرف ہونے کے بعد اپنے
اولاد کے لئے دعا کی اور یہ ظاہر کیا کہ مجھ سے اس نعمت کا سلسلہ منقطع نہو۔
اور ہمنے کہا بعض وقت تیری نسل سے ظالم پیدا ہونگے جو اس خدمت نیابت
اور منصب امامت کے لائق نہ ہونگے۔ اس وقت تیری نسل میں امامت نہ رہیگی
پس اس برگزیدہ پیغمبر کی نسبت یا اولاد ہونے پر وہی شخص فخر کرسکتا ہے۔ جو
اسکے طریق اسکی عادت اور خصلت پر قائم ہے۔ نہ مشرک بیدین اور ظالم فاسق

ف ۲۔ انی جاعلك للناس اماما۔ صیغہ اسم فاعل کہ استمرار پر دلالت کرتا ہے
اور تعریف ناس مقتضی ہے کہ امامت سے مراد امامت مؤبدہ ہے یہ ظاہر اشکل
ہے کیونکہ ایک شخص کو جسکی عمر معدودے چند ایام ہے اسکو جمیع افراد انسانی
کا ہمیشہ کے لئے امام کہنا ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا ہے۔ ہاں مگر یہ کہہ سکتے ہیں
کہ آپ کے بعد تمام چونکہ انبیاء علیہم السلام آپ ہی کی نسل اور آپ کی ذریت
ہی سے ہوئے ہیں اور اکثر انہوں نے آپ ہی کے اصول شرائع کی پابندی
کی ہے۔ لہذا آپکو امام کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے کہ تمام انبیاؤں نے آپکی
شریعت کی پیروی کی ہے اور اس اعتبار سے بھی کہ آپکی ذرّیت میں امامت
قائم اور محفوظ ہے گویا امامت ذرّیت سے آپکی امامت قائم ہے۔ اس تقریر
سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ حضرت ابراہیم سے پہلے کے تمام انبیاء مقطوع
الامامت ہیں اور انکے شرائع منسوخ ہوگئے ہیں۔ نہیں بلکہ جمیع انبیاء

ایک ہی شریعت کے قائم کرنے والے ہیں اور ایک ہی کلمہ توحید ہے
جسکی اشاعت ان کا منصبی فرض ہے قال اللہ تعالیٰ اولئك الذين
هدى الله فبهداهم اقتده۔ وقال ولن تجد لسنۃ اللہ تبديلا اس
لحاظ سے تمام انبیاء گویا ایک دوسرے کے مصدق و تابع و متبوع ہوتے
ہیں۔ لیکن یہاں پر خصوصیت سے حضرت ابراہیمؑ کی عام امامت کا اسلئے
اظہار کیا گیا ہے کہ مخاطب کلام یہود و نصاریٰ تھے۔ جو حضرت ابراہیم کی نسل
اور ان کی اولاد سے ہیں اور ان کا یہ اعتقاد تھا کہ خواہ ہم کیسے ہی ہیں لیکن
چونکہ ہمارے اسلاف برگزیدۂ خلائق و مقربان درگاہ جل و علا ہیں۔ لہذا وہ
ضرور ہمیں بخشوا لینگے۔

اس آیت میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ اگر مدار نجات دعا ہوتی تو جیسے ابراہیم
علیہ السلام نے اپنی ذرّیت کے لئے شرف امامت کی دعا کی تھی وہ بلفظہ
منظور ہو جاتی۔ لیکن چونکہ ہماری عادل بارگاہ میں بے عمل خاندانی شرافت اور
اور آبادی کرامت کچھ چیز نہیں۔ اس لئے ہمنے ان کی دعا کے جواب میں
بہ تصریح کہہ دیا کہ نہیں تمہاری تمام ذریت اس منصب کے قابل نہیں البتہ
محسن اور نیک عمل والا شخص اسے حاصل کر سکتا ہے اور ظالم و فاسق کو سوائے
محرومی اور خسران کے اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

و۔ اذ، ظرفیہ متعلق بفعل محذوف
اذکروا۔
جعلنا، ۔۔۔۔ فعل با فاعل

البیتَ، ۔۔ ذو الحال
مثابۃً، ۔۔ موصوف
للناس، ظرف مستقر صفت
مفعول
معطوف علیہ
واذ جعلنا

وامنًا، معطوف علیٰ مثابۃ
و یا - جعلنا، ... فعل با فاعل
البیت، ... مفعول اول
مثابۃ وامنًا، ... مفعول دوم
للناس، ... جار مجرور ظرف لغو
اسے لاجل الناس یعنی لاجل مناسکہم
جملہ فعلیہ

وَ - اتخذوا، ... فعل با فاعل
من، العضیہ - حرف جار
مقام ابراھیم، .. مجرور
ظرف لغو
مُصَلّٰی، ... مفعول
جملہ فعلیہ معطوف علیہ امر

المقدر اسے اذکروا - ویا مقولہ قول اے وقلنا اتخذوا من مقام ابراھیم مُصَلّٰی اور یا حال ہے فاعل سے اسے قائلین لهم اتخذوا وکلمۃ من للتبعیض انکان المراد بمقام ابراھیم الحرم کلہ او المسجد او مشاھد الحج کلھا - عرفۃ ومزدلفۃ وغیرھما کما قیل او للابتداء بہ الحجر الذی فی المسجد الذی قام علیہ ابراھیم عند بناء البیت وکان اثر اصابع رجلیہ علیہ بینا

ف - واذ جعلنا الخ یہود اگرچہ اس امر کے معتقد تھے - کہ بیت اللہ حضرت ابراہیم کا بنایا ہوا نہایت متبرک اور معظم مکان ہے - لیکن اس کے گرد طواف کرنے حج کے لئے احرام باندھنے عرفات پر ٹھہرنے وغیرہ مناسک حج پر اور اس بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کرنے پر معترض ہوتے تھے اور کہتے تھے یہ مشرکین عرب کی ایجاد کی ہوئی رسم ہے - ابراہیمی طریقہ نہیں - لہذا ارشاد ہوتا ہے - اے یہود مناسک حج اور استقبال قبلہ مشرکین کی ایجاد کی ہوئی رسم نہیں - بلکہ ہمارے برگزیدہ مخلوق امام الناس حضرت ابراہیم کا طریقہ مختار اور ہماری پسندیدہ شریعت ہے - ہمنے اس متبرک مکان کو لوگوں کے ثواب حاصل کرنے کی جگہ اور انکے اطمینان اور امن پانے کے لئے بنایا ہے

اور ابراہیمی ملت پر چلنے والوں کو حکم کیا ہے کہ مقام ابراہیم کو محل نماز بناؤ۔ اسے مشرکین عرب صرف مناسک حج اور طواف کر لینے ہی کا نام ابراہیمی ملت نہیں بلکہ اس کا اعلیٰ رکن بت پرستی اور کفر و شرک وغیرہ رسوم خلاف شرعیہ سے علیحدہ اور متنفر ہو کر تنہا بے مثل ذات پر یقین کرنا ہے یاد کرو جبکہ ہمنے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل سے کہا تھا کہ ہمارے گھر کو بتوں کی نجاست سے پاک صاف کر دو۔ کہ میرے خاص عبادت گزار بندے فراغت اور اطمینان سے عبادت کریں۔ اور انہوں نے فوراً اسکی تعمیل کی تھی۔

ف۲۔ امنًا، اے مَاْمَنًا۔ فان المشرکین لا یتعرضون لسکّانِ الحرم ویقولون البیت بیت اللہ وسکانہ اھل اللہِ وھٰذا الشیٔ یوارثون من دین اسمعیل فبقوا علیہ الی ایام رسول اللہ۔ یعنی مشرکین مکہ حرم وخطۂ عرب میں رہنے والے سے کسی قسم کی چھیڑ نکرتے تھے اور کہتے تھے یہ خانہ خانہ خدا ہے اور اسکے رہنے والے اہل اللہ ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اپنے باپ کا قاتل حرم میں دیکھ لیتا تاہم اس کا متعرض نہوتا یہ ایک رسم ہے جسپر لوگ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے زمانے سے پیرو چلے آتے ہیں اور آجتک اسپر عامل ہیں۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شہر کو اللہ نے روز ازل سے حرمت دی ہے وہ اسی دن سے حرام ہے اور قیامت تک حرام رہیگا۔ اس میں کسی وقت قتال جائز نہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے خاص میرے لئے حلال ہوا ہے۔ اب پھر قیامت تک حرام ہے۔ ملخصًا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے کہ اگر کوئی گنہگار مثلاً

خونی بھاگ کر خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے تو وہاں سے اسکو نہ پکڑنا چاہیئے۔ جب تک کہ وہ وہاں سے باہر نہ آجائے ۔ عن جابر رضی اللہ عنہ لما وقف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکۃ عند مقام[۵۱] ابراهیم قال له عمر یا رسول اللہ

۵۱۔ مقام ابراھیم بعض کے نزدیک مقام ابراہیم سے مراد کل حرام ہے۔ اور اکثر مفسرین کے نزدیک وہی پتھر مراد ہے۔ جسپر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے رہکر تعمیر کعبۃ اللہ کی ہے۔ روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ یہ مقام ابراہیم ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب آپ اسکو مصلی کیوں نہیں بناتے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو اس امر کا حکم نہیں ہوا اس دن کا سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ اور روایت میں ہے کہ ایک دن آنجناب نے طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پہ دو رکعت نماز پڑہی اور واتخذ وامن مقام ابراهیم مصلے کو تلاوت فرمایا۔ اور یہ جو فرمایا کہ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ اس نماز سے مراد وہ دو رکعتیں ہیں جو سات طواف پورا کرنے کے بعد پڑہی جاتی ہیں یہ دونوں رکعتیں امام اعظم اور امام مالک علیہما الرضوان اللہ کے نزدیک واجب ہیں۔ اور امام شافعی کے نزدیک ایک روایت میں واجب اور دوسری میں مستحب ہیں اور امام احمد کے نزدیک مستحب ہیں۔ یہ نماز تمام حرم میں بلکہ خارج حرم میں بھی جائز ہے مگر اکثر لوگ وہیں پڑہتے ہیں۔ کہ یہ نماز ساتویں طواف کے بعد پڑہی جاتی ہے اور ساتوان طواف حجر اسود کے پاس تمام ہوتا ہے اور وہیں مقام ابراہیم ہے۔ بیہقی نے سنن میں روایت کی ہے کہ وہ پتھر جو مقام ابراہیم کے نام سے مشہور ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خانہ کعبہ سے متصل تھا۔ حضرت عمر کے زمانہ میں پانی کی رَو کثرت سے آئی اور اس حادثہ میں اس پتھر کی جگہ بدل گئی اور خانہ کعبہ سے ذرا دور ہو گیا پھر حضرت عمر نے خود تشریف لاکر اسکو ایک مناسب مقام پر نہایت استحکامی سے نصب فرمایا۔

[illegible] ۱۲۰۶

هذا مقام ابراهیم مصلیٰ قال نعم۔ وقیل المراد بالمصلی رکعتان بعد الطواف

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا

و وحی فرستادیم بسوئے ابراہیم و اسمٰعیل کہ پاک سازید

اور عہد کیا ہمنے طرف ابراہیم کے اور اسمٰعیل کے یہ کہ پاک کرو

بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۰﴾

خانہ مرا برائے طواف کنندگاں و اعتکاف کنندگاں و رکوع سجدہ کنندگان

گھر میرے کو واسطے طواف کرنے والوں کے اور اعتکاف کرنے والوں کے اور رکوع سجود کرنے والوں کے

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا

و آنگاہ کہ گفت ابراہیم اے پروردگار من بساز ایں مکان را شہر با امن

اور جب کہا ابراہیم نے اے رب میرے کر اس جگہ کو شہر امن والا

وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ

و روزی دہ ساکناں وے را از میوہا ہر کہ ایمان آورد از ایشاں

اور رزق دے رہنے والوں اسکے کو میووں سے جو کوئی ایمان لاوے ان میں سے

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ

بخدا و روز باز پسیں فرمود خدا و کسیکہ کافر شود بہرہ مند گردانمش

ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے کہا اور جو کوئی کفر کرے پس فائدہ دونگا اسکو

قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۱﴾

اندکے پس بہ بیچارگی برانم اورا بسوئے عذاب آتش و وے بد جائے است

تھوڑا پھر بے بس کرونگا اسکو طرف عذاب آتش کے اور بری ہے جگہ پھر جانے کی

وَعَهِدْنَا

(و وحی فرستادیم - یا بگفتیم حکم بھیجا ہمنے
یا کہا ہمنے)
و - عَهِدْنَا، ماضی - ج - یم - العہد تاکید سے
بات کہنا - اقرار کرنا - اور جب متعدی
ساتھ الیٰ کے ہوتا ہے تو بمعنی وصیت
کرنے کے آتا ہے - بمعنی امر کیونکہ
خداوند کی بھی وصیت ہے - مصدر
ک - ف عَهِدَ يَعْهَدُ عَاهِدٌ
مَعْهُوْدٌ - اِعْهَدْ - لَا تَعْهَدْ -

اِلٰى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

(بسوئے ابراہیم واسمعیل - اسمعیل
اور ابراہیم کی طرف)
اِلٰی، صلہ فعل - اسمٰعیل فرزند حضرت
ابراہیم علیہ السلام وجد اعلیٰ حضرت
خاتم نبوۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - اسم
عجمی بمعنی مطیع اللہ -

اَنْ طَهِّرَا

(آنکہ پاک سازید - یہ کہ پاک کرو دونو
اَنْ مصدریہ یا مفسرہ -
طَهِّرَا، ہے - ح - امر التطہیر پاک وصاف
کرنا - مصدر تفعیل - طَهَّرَ - يُطَهِّرُ
مُطَهِّرٌ - طَهِّرْ - لَا تُطَهِّرْ -

بَيْتِيَ

(خانہ مرا - گھر میرا)
بیتِ، مراد بیت اللہ - اضافت مظہر
تفضیل -

لِلطَّآئِفِيْنَ

(برائے طواف کنندگاں - طواف
والوں کے لئے - عبادت کرنے
والوں کے لئے)
ل - صلہ فعل یا بمعنی اجل طَائِفِيْنَ
طائف اسم فاعل من طاف بہ اذا دار
حولہ - الطَّوْف، گرد گھومنا - کعبۃ
اللہ کے آس پاس پھرنا - بار بار آنا -

وَالْعٰكِفِيْنَ

(و برائے اعتکاف کنندگاں - اور
اعتکاف میں بیٹھنے والوں کیلئے)
عَاكِفِيْنَ - جمع عاکف اعتکاف خاص
ایک نفلیہ عبادت کا نام ہے و یا عام
مقیمین -

وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ

(برائے رکوع وسجدہ کنندگان - اور
رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے
ترک عطف مظہر انضمام ہر دو فعل ہے

اور تخصیص رکوع وسجود اس لئے ہے
کہ یہ دونوں خاصہ نماز ہیں اور ہر دو رکن
ہیں۔
الرُّکَّع، جمع تکسیر راکع سجود، جمع تکسیر
مساجد ویا مصدر اے ذوی السجود

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا

(و در آں وقت کہ بگفت ابراہیم اور
جب کہا ابراہیم نے)
اذ، ظرف فعل محذوف اے اذکر
اذ۔ قال۔ ماضی
(اے پروردگار من بگرداں۔ اے
میرے رب بنا)
رب، اصل ربی۔ اجعل، امر
(ایں مکاں را شہرے با امن۔ اس جگہ
کو امن و آسائش والا)
ھذا۔ ھا، کلمہ تنبیہ۔ ذا، اسم اشارہ
بلد، جائے بود وباش۔ پیشہ ور لوگوں
کے رہنے کا شہر مراد کعبۃ اللہ۔ اور یا
وادی مذکور بقولہ تعالٰی رَبَّنا انی اسکنت
من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند
بیت المحرم اے اجعل ھذا المکان
القفر بلدا الخ استغفر یدعو بہ بلدۃ
مع الامن ہے۔
اٰمنًا، اے ذا امن کقولہ عیشۃ
راضیۃ اے ذات راضیۃ او اٰمنًا
من فیہ مثل قولک لیل نائم والاصل
اٰمنًا اھلہ کیونکہ امن وخوف ذوی
الادراک کے خواص سے ہیں۔
اٰمن، راحت وآرام پانے والا۔
اسم فاعل۔

وَّارْزُقْ اَھْلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ

(و روزی دہ اہل وے را۔ اور روزی
دے اس میں رہنے والوں کو)
ارزق ....، امر بمعنی دعا۔ الرزق
مفید چیز اور فائدہ اٹھانا مصدر فائض
اھلہ اے سکانہ وما یتعلقون بہ
(از میوہ ہا۔ میووں سے۔)
اے من انواع الثمرات
من، بیانیہ یا تبعیضیہ۔
الثمرات۔ بار درخت پھل پھول

(ہرکہ ایمان آورد از ایشاں - جو کوئی ایمان لائے اُن میں سے)
مَنْ، شرطیہ یا اسم موصول -
اٰمَنَ، ماضی
مِنْ - بیانیہ - ومرجع ضمیر (اہل) ہے مَن اٰمَن من اہل البیت
(بخدا و بروز باز پسیں - اللہ پر اور قیامت پر - یا یوم آخر پر)
بِ، زائد الیوم الاٰخر زمان منتہائے تعلق دنیا - یا روز جزا و سزا -
وخصھم باللہ علکیلا یکون اعانتہ للکفار علی کفرھم -
(فرمود خداوند ہرکہ کافر شود - فرمایا خدا وند نے جو کوئی کفر کرے)
قَالَ، ماضی - کَفَرَ، ماضی
(پس او را ہم بہرہ مند گردانم اندکے اسکو بھی فائدہ دونگا تھوڑے دن)
فَ، جزائیہ جواب مَن - اُمَتِّعُ مضارع اَلتَّمْتِیْعُ فائدہ دینا مصدر

تفعیل - مَتَّعَ - یُمَتِّعُ - مُمَتِّعٌ - مَتِّعْ لَا تُمَتِّعْ - قَلِیْل، وہ شے جو مقابل سے عدد اور افراد میں کم ہو - تھوڑا -
(پس بیچارگی برانم اورا - پھر اسے بے بس کردونگا میں)
اَضْطَرُّهٗ مضارع الاضطرار بے بس کرنا مجبور کرنا مصدر افتعال - مضاعف
اِضْطَرَّ - یَضْطَرُّ - مُضْطَرٌّ - اِضْطَرِرْ لَا تَضْطَرِرْ -
(بسوئے عذاب دوزخ - دوزخ کے عذاب کی طرف)
النَّار، ال عہدی - مراد دوزخ -
(و بد جائے ست مرجع - اور پونہچ کی بہت ہی بری جگہ ہے)
وَ، استینافیہ - بِئْسَ، فعل ذم ومخصوص بالذم محذوف ہے (نار)
اگر مصیر اسم مکان مانا جائے اور اگر وہ مصدر رہے تو تقدیر عبارت یہ ہو گی
المصیر، ٹھکانہ - رجوع کرنے کی جگہ

وَمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ

اسم ظرف مکان الصَّیْرُ - وَالصَّیْرُوْرَۃُ وَالْمَصِیْرَۃُ - پھرنا - واپس ہونا مصدر ن ک اجوف و لفیف -

و - عہدنا اسے قلنا فعل با فاعل
اِلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ، ظرف
شَیْئًا، مفعول مقدر
اَنْ، مفسرہ
طَھِّرَا، ... فعل با فاعل
بَیْتِیَ، .... مفعول
ل، جار، الطَّائِفِیْنَ
وَالْعَاکِفِیْنَ، معطوف
اسے قُلْنَا لَھُمَا شَیْئًا ھُوَ اَنْ طَھِّرَا -
و - الرُّکَّعِ ... معطوف علیہ
السُّجُوْدِ، .... معطوف
وترك العطف لانضمام الفعلين

و یا الرُّکَّعِ، ..... موصوف
السُّجُوْدِ اسے ذوی السجود - صفت
و - اِذْ قَالَ، .... فعل
اِبْرَاھِیْمُ، ... فاعل
رَبِّ، اسے یا رب منادیٰ
اجْعَلْ ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا
وَارْزُقْ الخ ... ندا
اَجْعَلْ فعل با فاعل
ھٰذَا، اسم اشارہ
اَلْبَیْتَ، مشار الیہ } مفعول اوّل
بَلَدًا، ... موصوف
اٰمِنًا، ... صفت } مفعول دوم
اسے بلداً ذا امن او بلداً فیہ امن
و - ارْزُقْ، ... فعل با فاعل
مِنَ الثَّمَرٰتِ .. ظرف لغو

۱ - ان - یہ اگر مفسرہ ہے تو عہدنا بمعنی قلنا ہونا چاہیئے کیونکہ ان مفسرہ قول یا اسکے ہم معنی فعل کے بعد واقع ہوتا ہے اور مفعول مقدر ہے کیونکہ مدخول ان مفسرہ تفسیر ہوتا ہے مفعول مقدر یا بالملفوظ کی - اسے قلنا لہما شیئاً ھو ان طھرا - اور اگر مصدریہ ہے تو موضع جر یا نصب میں ہے علی اختلاف النحاۃ -

اَھْلَہٗ ، ... مبدل منہ
مَنْ ، ... اسم موصول
اٰمَنَ مِنْھُمْ بِاللّٰہِ ، جملہ صلہ بدل
اٰمَنَ ، ... فعل مع الفاعل
مِنْھُمْ ، ... جار مجرور ظرف لغو
بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ، ظرف دوم
ویا ۔ ارزق اھلہ الخ ، ... جزا مقدم
مَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ ، الخ شرط موخر
قَالَ ، ... فعل مع الفاعل
وَمَنْ ، ... اسم موصول
کَفَرَ ، ای کفر منہم ، جملہ صلہ
ارزق ، محذوف فعل با فاعل

ف ۔ اُمَتِّعُ ، ... فعل با فاعل
ہٗ ، ضمیر ، ... مفعول
قَلِیْلًا ، ای متاعا قلیلا مفعول مطلق
ویا ظرف ای زمانا قلیلا
والمعنی وارزق من کفر و تم الکلام
لان الرزق رحمۃ دنیویۃ یعم المؤمن والکافر
ثُمَّ ۔ اَضْطَرُّ ، ... فعل با فاعل
ہٗ ۔ مفعول ۔ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ ، ظرف
بِئْسَ ، فعل المصیر ، فاعل
النار ، ... مخصوص بالذم
ویا مَنْ کَفَرَ ، ... شرط
فَاُمَتِّعُہٗ[1] قَلِیْلًا ، ... جزا

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ

وانگاہ کہ بلند میکردند ابراہیم واسمعیل بنیادہائے خانہ را

اور جب اٹھا رہے تھے ابراہیم و اسمعیل نیویں یعنی بنیاد گھر کی

[1] فامتعہ ۔ اگر من موصولہ ہے تو فامتعہ اسکی خبر نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ موصول کی خبر پر اس وقت فا داخل کرتے ہیں ۔ جبکہ خبر صلہ کی مستحق ہو جیسے اَلَّذِی یاتینی فاکرمہ ۔ اور کہا ہے کہ جب مضارع جزا واقع ہوتا ہے تو اسپر حرف فا لانا جائز ہے اور اگر وہ مبتدا کی خبر نہیں ہے تو فا داخل نہیں کرتے ۔ ۱۲

وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ

گفتند اے پروردگار ما　قبول کن از ما　ہر آئینہ　توئی شنوا

اے رب ہمارے　قبول کر ہم سے　تحقیق تو ہی ہے سننے والا

الْعَلِيْمُ (۱۲۷) رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ

دانا　اے پروردگار ما　و بکن مارا فرماں بردار خودت و

جاننے والا　اے رب ہمارے اور کر ہم دونوں کو مطیع واسطے اپنے اور

مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا

از اولاد ما بکن　گروہے　منقاد خودت　و بنما مارا طریق

اور اولاد ہماری سے　ایک جماعت فرمان بردار واسطے اپنے　اور دکھا ہمکو طرح

مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (۱۲۸)

عبادتہائے ما و　مہربانی باز آ برما　ہر آئینہ توئی باز آئندہ　مہربان

عبادت ہماری کی اور پھر آ اوپر ہمارے　تحقیق تو ہی ہے پھر آنے والا　مہربان

وَاِذْ يَرْفَعُ (وآں وقت کہ بلند میکردند - اور جس وقت کہ اٹھا رہے تھے)

يَرْفَعُ مضارع بمعنی ماضی بوجہ دخول اذ اور صیغہ مضارع باوجود قصہ ماضی ہونے کے استحضار امر قصہ کے لئے ہے۔ الرَّفْعُ اٹھانا بلند کرنا مصدر ف ف۔

رَفَعَ - يَرْفَعُ - رَافِعٌ - مَرْفُوْعٌ
اِرْفَعْ - لَا تَرْفَعْ

الْقَوَاعِدَ (ابراہیم و اسمٰعیل بنیادہا - ابراہیم و اسمٰعیل بنیادیں - نیویں)

ابراہیم حضرت ابراہیم و اسمٰعیل دونوں معمار بیت اللہ ہیں۔ لیکن چونکہ اصل بانی حضرت ابراہیم ہیں اور حضرت اسمٰعیل مددگار ہیں لہذا حضرت ابراہیم

القواعد جمع قاعدہ۔ اساس۔ و کہم دیوار۔ اصل میں صفت ہے اور حرف تا وصفیت سے اسمیت کیطرف منتقل ہونے کی علامت ہے۔ اب وہ مثل اسماے جامدہ کے مستقل ہوتا ہے اور موصوف اسکے ساتھ ذکر نہیں کیا جاتا۔ ماخذ اس کا قعود بمعنی ثبات نہیں ہے اور شاید کہ مشتق ہونے کے بعد مجازاً قیام کے مقابل معنی میں لیا جاتا ہے اسی سے ہے قعدك الله تعالیٰ فی الدعاء بمعنی ادامك وثبتك الله اس تقدیر پر رفع قواعد مجاز ہے قواعد پر بنا اٹھانے سے کیونکہ رفع شے اس وقت کہتے ہیں کہ جب اسے مرتفع اور بلند کیا جاتا ہے اور قواعد واساس مرتفع نہیں ہوتے بلکہ وہ بحالہ قائم رہتے ہیں۔ و یرفع بمعنی یبنی علیہا ہے۔ مصدر قعود۔

(از خانہ کعبہ۔ بیت اللہ کی)

من۱ بیانیہ یا بعضیہ

واسمعیل۔ اسکا عطف ابراهیم پر ہے اور مفعول سے متاخر لانے کی وجہ اس امر کا اظہار ہے۔ کہ بناے بیت میں آپکا درجہ متاخر ہے اور آپ بمنزلہ تابع ہیں۔

گفتند اے پروردگار ما قبول فرما از ما۔ اور کہتے تھے اے رب ہمارے قبول کر ہم سے)

لے یقولان ربنا تقبل او قائلین

رب۔ اے یارب مضاف بضمیر متکلم

رب، صفت مشبہ یا مصدر بمقام فاعل۔

لہ من بیانیہ یعنی تبیین بعد الابہام حاصل معنی یہ ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام دیواریں اُٹھا رہے تھے اور وہ دیواریں کعبۃ اللہ کی دیواریں تھیں۔ اور یا بعضیہ ہے یعنی وہ فقط دیواریں اُٹھا رہے تھے اور اسکی بنیاد پہلے سے موجود تھی بحسب بعض روایت۔

من البیت

تَقَبَّلْ - امر بمعنی دعا - التقبل قبول کرنا مصدر تفعل تَقَبَّلَ يَتَقَبَّلُ مُتَقَبِّلٌ، تَقَبَّلْ لَا تَتَقَبَّلْ -

مِنْ - زائد - یا ابتدائیہ

اِنَّكَ اَنْتَ (ہر آئینہ تو ہی - تحقیق تو ہی ہے -) اِنَّ حرف موکد مضمون و اَنْتَ ضمیر فصل موکد یا ضمیر مرفوع المحل -

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (شنوا دانا - سننے والا - جاننے والا) السمیع - صفت مشبہ اے السمیع لدعائنا و العلیم بنیاتنا

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا (اے پروردگار ما بگردان مارا - اے ہمارے مالک بنا ہم دونوں کو) اِجْعَلْ - امر حاضر امر بمعنی دعا -

مُسْلِمَيْنِ لَكَ (فرماں بردار خود ت - مطیع اپنے لئے) مُسْلِمَيْنِ، تثنیہ مسلم مراد مطیع و مذعن اسلام سے اگر دین اسلام اور اسکے عقائد مراد ہیں تو غرض اس سے دعائے ثبات و استقرار عقائد حقہ ہے کیونکہ عرفاً دوام شے کو لفظ شے سے طلب کرتے ہیں اور اگر اس سے انقیاد تام و اذعان کلی خضوع جوارح و قوی - رضا بقسمت و تقدیرات الٰہیہ مراد ہے تو غرض دعا اعانت و توفیق ہے ماخذ اسکا استسلم بمعنی انقاد ہے یا اسلم وجہہ اے اخلص وجہہ او قصدہ -

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا (واز اولاد ما - اور ہماری اولاد میں سے بھی)

---

۵۱ التقبل قبول کرنا - قبول اور تقبل دونوں مترادف ہیں - لیکن اکثر قبول کا اطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جو فی نفسہ قبولیت کے لائق ہے اور تقبل وہاں استعمال کیا جاتا ہے جبکہ شے میں مقبولیت کی لیاقت نہ ہو کیونکہ تفعل میں ایک خاصہ تکلف بھی ہے اور یا تقبل سے فقط رضائے مالک مقصود ہے کیونکہ مخلصین کے عمل کی یہی غایت ہوتی ہے -

ذرّیت۔ نسل۔ اولاد۔ اصل فُعْولَۃٌ یا فُعِّیلَۃٌ ہے۔

اُمَّۃ (ایکن گروہے مطیعان خود ست۔ بنا ایک جماعت فرماں بردار اپنے لئے)
اُمَّۃ شخص دیندار۔ راہ بتلانے والا شخص اور وہ جماعت جن کی طرف اسلامی تبلیغ کے لئے پیغمبر آیا ہو جمع اسکی اُمم و اُمّات ہے۔

مُسلِمۃ، مخلص و متواضع۔ ل مخصّصہ

وَاَرِنَا (و بنما مارا۔ اور دکھلایا جتا مجھکو)
اَرِ، ہے امر بمعنے دعا اصل اَرْئِنَا اَلْاِرَائَۃ۔ وَالْاِرَاءَۃ دکھانا۔ جتانا خبردار کرنا۔ مصدر افعال ناقص مہموز العین۔ اَرٰی۔ یُرِی مُرِی اَرِ۔ لَا تُرِ۔

مَنَاسِکَنَا (طریق عباد تہاے ما۔ طریقہ ہماری عبادت کا۔ یا طریقہ حج کرنے کا)
مناسک، جمع نُسک و منسَک بفتح سین و بکسر اسم ظرف جائے عبادت و مذبح اصل میں اسکے معنی دھونے اور غسل دینے کے ہیں یقال نسک ثوبہ اذا غسلہ عرف شرع میں عبادات معلومہ پر بولا جاتا ہے خصوصًا عبادات حج پر۔

وَتُبْ عَلَیْنَا (و بمہربانی باز آبر ما۔ اور متوجہ ہو ہم پر ساتھ مہربانی کے)
اے تب علیٰ عصاتنا بحذف مضاف تُبْ، توفیق توبہ عطا کر۔ ہمارے گناہوں کو معاف کر یا قبول کر اس کو ہم سے ہے دعا اَلتَّوْبُ۔ وَالتَّوْبَۃُ گناہ سے رجوع ہونا مصدر۔

اِنَّکَ اَنْتَ (ہر آئینہ توئی۔ تحقیق تو ہی ہے)
اِنَّ، موکد مضمون جملہ۔ انت ضمیر مفید حصر۔

التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (توبہ قبول کنندہ باز آیندہ مہربان۔ توبہ قبول کرنے والا۔ معاف کرنیوالا مہربان۔
التوّاب، مبالغہ باعتبار کثرت قبول توبہ

یا باعتبار کثرت تابعین ۔

الترکیب

اِذ یرفع، فعل ابراھیم فاعل

القواعد، ... ذو الحال

من البیت، ظرف مستقر حال (یا ظرف لغو)

ربنا، اے یا ربنا ۔ منادی

تقبل، فعل بافاعل

ھذہ، ... مفعول

منا، ظرف لغو

یقولا، محذوف فعل مع الفاعل

اے یرفعانہا قائلین ربنا تقبل ھذہ منا

انک، حرف مشبہ بفعل مع الاسم

انت ضمیر فصل السمیع، خبر

ربنا، ... منادیٰ

افعل ھذا، جملہ محذوف ندا — معمول

یقولان، محذوف فعل مع الفاعل

واجعل، ... فعل بافاعل

نا، ... مفعول اوّل

مسلمین، موصوف (۲)

لک، ظرف مستقر صفت — مفعول

اے مسلمین عاملین او مطیعین لک ۔

ویا لک، ظرف متعلق مسلمین و مفعول

ومن ذریتنا، مفعول دوم [۵۲]

امۃ مسلمۃ لک، مفعول اوّل

اجعل، محذوف ... فعل مع الفاعل

ویا اجعل محذوف، فعل بافاعل

امۃ، ... موصوف

من ذریتنا، ظرف مستقر — مفعول اوّل

وبوجہ تقدم حال

مسلمۃ لک، ... مفعول دوم

[۵۱] واجعلنا ۔ اس جملہ کا عطف اگر تقبل پر ہے تو جملہ انک انت السمیع العلیم اور جملہ ندائیہ ربنا ہر دو معترضہ ہیں جملہ اول تعلیل ہے اور ثانی تاکید دعا اور یا معطوف علیہ اسکا محذوف ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے ربنا افعل ھذا واجعلنا مسلمین لک وعلی ہذا ترکیب ربنا وابعث فیھم الخ۔

[۵۲] اے اجعل امۃ مسلمۃ من ذریتنا اس صورت میں من تبعیضیہ ہے یا زائدہ ورنہ بیانیہ اپنے مجرور سے متعلق ہو کر صفت یا حال ہے ۔ یا من ذریتنا مفعول اول امۃ مسلمۃ لک مفعول ثانی معطوف ہے مسلمین الخ پر ۔

اسے امۃ کائنۃ من ذریتنا-

والاصل واجعل امۃ من ذریتنا مسلمۃ لک یعنی اصل میں واو امۃ پر داخل ہے پھر وصل کیگئی ہے ان دونوں میں جار و مجرور کے ساتھ۔

واجعل ... فعل با فاعل

امۃ مسلمۃ مبدل منہ — مفعول

من، زائد- ذریتنا، بدل

اسے امۃ مسلمۃ ھی ذریتنا-

ار، ... فعل با فاعل

نا، ... مفعول اول

مناسکنا، مفعول دوم

وتب علینا- } جملہ فعلیہ معطوف علی ماقبل

انّ، ... حرف موکد مشبہ بالفعل

ک، ضمیر ... اسم

انت، ضمیر فصل مفید حصر

التواب، ... موصوف } خبر

الرحیم، ... صفت

ف- واذ یرفع الخ- بتائید مضمون سابق ارشاد ہوتا ہے کہ اسے یہود طواف کعبہ اور اس کا استقبال وغیرہ شعائر اسلام و مناسک حج کفار و مشرکین مکہ کی اختراعی رسم نہیں- بلکہ وہ ہماری منظور کی ہوئی ابراہیمی ملت کے اصول حقہ ہیں اور تمہارا انکار محض عناد سے ہے یا عدم واقفیت کے باعث لہذا تمہیں ان واقعات پر نظر کرنی چاہیئے- یاد کرو جبکہ حضرت ابراہیم اور اُن کے فرزند ارجمند حضرت اسمٰعیل ہماری اجازت سے اس ہمارے گھر کی تعمیر کر رہے تھے اور بار بار کہتے تھے- الٰہی ہماری ناچیز محنت اور اس حقیر سعی کو قبول فرما اور اس وقت خانہ بدوش وحشی قوم کے چند جھونپڑوں کے سوائے وہاں پر کچھ آبادی

ف ارنا مراد ارادۂ بصری- ہمزہ افعال کی وجہ سے دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوا ہے اور یا مراد اس سے ارادۂ قلبی ہے بمعنی عرف ۱۲

نہ تھی لہذا ظاہراً انہیں خیال ہوتا تھا کہ اس لق و دق صحرا اور ویران جنگل جسکی
پتھریلی زمین اور خشک ریگستانی میدان نہ زراعت کی پرورش کر سکتے
ہیں اور نہ گھانس پھوس اگانے کے قابل ہیں) ہیں کیونکر آبادی ہوگی
اور یہ گھر کسطرح آباد ہوگا۔ لیکن وہ فرمان بردار بندے ہمارے حکم کی تعمیل میں
دل وجان سے مصروف تھے۔ اور انہیں کامل یقین تھا کہ یہ گھر ضرور مرجع
انام بنیگا۔ لہذا تعمیر کے ساتھ ساتھ نہایت عجز اور خلوص سے یہ دعا بھی مانگا
کرتے تھے الٰہی اسے باامن بنائیو کہ اس میں رہنے والے محفوظ رہیں
اور دور سے قصد کرنے والے بے خوف اور بے ڈر ہو کر اسکی طرف
سفر کریں۔ اے مالک یہاں کے مخلص ایمانداروں کو پاکیزہ اور لطیف میووں
اور صاف وستھرے غلات سے رزق دیجو۔ کہ فراغت اور اطمینان سے
رہیں۔ اور دوسرے شہروں کی طرف انہیں ہجرت کرنے کی آرزو نہ رہے۔
اور ہم ان کی دعا سنا کرتے تھے پھر ہمنے کہا۔ اے ابراہیم میری رحمت
عام ہے میں ہر ایک مومن اور کافر و فاجر کا پروردگار ہوں۔ البتہ مومنیں
کا رزق ابدالآباد تک قائم رہے گا۔ اور منکریں و مفسدین ایک معین وقت
کے بعد جہنم میں رہنے کے لئے مجبور کئے جائینگے اور وہ بہت ہی بری
جگہ ہے اور چونکہ ہمارے مخلص بندونکو یقین ہے کہ ہمارے احکام حکمت
و مصلحت سے خالی نہیں ہوتے لہذا ان دونوں برگزیدہ خلائق کو تعمیر کعبہ
سے یقین ہوچکا تھا کہ ضرور عبادت کے لئے اب کوئی نیا طرز قائم ہونیوالا
ہے اسی سے وہ کہا کرتے تھے اے ہمارے پروردگار ہمارے سچے مالک

ہمیں اپنی اطاعت اور فرماں برداری پر ثابت قدم رکھہ قبول احکام کی توفیق اور شریعت حقہ کی پیروی نصیب کر ہم دونوں کی اولاد میں سے ایک فریق کو خلوص عبادت اور حسن عقیدت پر ہمیشہ قائم رکھہ - اے ہمارے مالک اس مبارک گھر کے آداب اور اسکی مقبول عبادت کے اصول و فروع سے ہمیں مطلع فرما تاکہ ہم سب سے پہلے اپنے شوق کا اظہار دیں - ہماری بھول - چوک تکاہل اور غفلت سے اگر عبادات میں نقص واقع ہو جائے اسکے عوض اے مالک سخت گیری نہ کر - بلکہ معاف فرما اور اسکے اتمام و درستگی کے تدابیر و حیلوں سے آگاہ کر - اور چونکہ وہ یہ بھی جان چکے تھے کہ یہ شہر مرجع انام ہوگا - مختلف طبیعتوں کے لوگ مخالف و موافق اقوام کے اشخاص دور و نزدیک کے شہروں کے باشندے یہاں جمع ہونگے - اسلئے انہوں نے انکے باہمی میل جول - اتحاد شریعت دائمی اتفاق کے لئے پھر دعا کی اور کہا اے مالک ان لوگوں کی تعلیم کے لئے جو تیرے آباد کئے ہوئے شہر میں آباد ہوں یا دور سے سفر کر کے آئیں انہیں میں سے ایک ذی قوت پیغمبر کا ہمیشہ ہوتے رہنا ضروری ہے جو تیرے سچے احکام کی تبلیغ یا توشیع کرتا رہے - تاکہ وہ لوگ جسمانی کدورتوں فطرتی ظلمتوں سے پاک صاف ہو کر تیری مہربانی اور عنایت سے تیرے تقرب اور معیت کے انوار سے مستفیض ہو سکیں - اور بیشک تو ہی مہربان بخشش اور کرم کرنیوالا ہے -

ف ۲ البیت اسکی مختصر تاریخ یہ ہے - روایات میں ہے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت شیث علیہ السلام نے اسکی تعمیر کی ہے - طوفان نوح میں اسکی عمارت منہدم ہو گئی اور بلند ٹیلے کیطرح باقی رہ گئی تھی مگر لوگ اس کی

تعظیم کرتے تھے اور دعا مانگنے کے لئے وہاں جایا کرتے تھے۔ آخر حضرت ابراھیم علیہ السلام کو اس کے بنانے کا حکم ہوا اور اُنہوں نے وحی آسمانی کے مطابق اسکی عمارت بنائی۔ یہ عمارت بلندی میں نو گز تھی اور اس کا دور حجر اسود سے رکن شامی تک تینتیس ۳۳ گز۔ رکن شامی سے رکن غربی تک بائیس گز اور رکن غربی سے رکن یمانی تک اکتیس ۳۱ گز۔ اور رکن یمانی سے حجر اسود تک بیس گز کا تھا۔ غرض اس وقت خانہ کعبہ کی شکل مستطیل تھی۔ اور اس کے دروازہ میں کواڑ بھی نہ تھے۔ تبع حمیری نے اس میں کواڑ۔ اور زنجیر اور قفل بنائے۔ یہ عمارت ایک عرصہ تک قائم رہی اور پھر منہدم ہوگئی بعد میں قوم عمالقہ نے اسکو بنایا پھر وہ بھی گرگئی ایک زمانہ کے بعد پھر اسکو بنی جرہم[۱] نے تعمیر

[۱] جرھم - مورخین لکھتے ہیں عمران بن عامر رئیس قوم سبا کسی ایک معاملہ میں اپنی قوم سے ناراض ہوکر واقعہ سیل عرم وقبل از مسیح مادب سے اپنے خاندان کو لیکر نکل آیا اور عمان میں آکر آباد ہوگیا۔ اور اس کا بھتیجا ثعلبہ العنباء بن عمرو بن عامر ماء السماء حجاز کی طرف متوجہ ہوا اور معہ اہل وعیال ثعلبیہ وذی قار کے درمیان فروکش ہوا اور تھوڑے دنوں بعد وہ مدینہ میں آپونچا جہاں یہود متفرق طور پر آباد تھے۔ ثعلبہ نے چندے قیام کے بعد یہود کو مدینہ سے نکال دیا اور خود قابض ہوگیا اور شہر کو چھوٹی چھوٹی گڑھیوں سے محفوظ کر کے اس کے اطراف وجوانب میں کھجوروں کے باغات لگاکر اسے خوب آراستہ کیا۔ ثعلبہ سے حارثہ اور حارثہ سے دو بیٹے اوس وخزرج پیدا ہوئے تمام مدینہ کے انصار انہیں دونوں بھائیوں کی اولاد ہیں۔ ایسا ہی ثعلبہ کا دوسرا بھائی حارثہ حرم کعبہ میں آپونچا جہاں قوم جرھم آباد تھی اور یہ وہی قوم ہے جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے وقت میں یہاں آکر آباد ہوئی تھی۔ انہیں میں سے ایک مرد نے جس کا نام

کیا۔ اسکے بعد قصی[1] بن کلاب نے اور اس کے بعد جب پہاڑوں کے پانی کے رو سے اسکی بنیاد کو صدمہ پہونچ گیا تو پھر قریش نے اسکی تعمیر کی اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس کی تھی آپ بذات خود بھی اس کام میں شریک رہے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہے کہ جب حجر اسود

اساف تھا۔ اور ایک عورت نے جسکا نام نائلہ تھا خاص کعبۃ اللہ کے اندر زنا کیا تھا جسکی سزا میں وہ مسخ ہو کر پتھر بن گئے تھے اور اس کے ایک زمانہ کے بعد عمرو بن لحیؔ نے انکو معبود بنا کر تمام اقوام عرب کا خدا بنا دیا تھا۔

آخر کار حارثہ کی قوم حرم کعبۃ اللہ میں خزاعہ کے نام موسوم ہوئی اور رفتہ رفتہ اس نے جرہم سے لڑ بھڑ کر حد حرم کو ان سے خالی کرالیا۔ اس اخراج کے بعد قوم جرہم تتر بتر ہو کر منقطع النسل ہوگئی اور عرب میں صرف قومی تذکروں کے سوائے انکے وجود کا نام و نشان تک نہ رہا۔ انہیں میں سے ایک شاعر کہتا ہے ؎

کان لم یکن بین الحجون الی الصفا	انیس ولم یسمر بمکۃ سامر
گویا کہ حجون اور صفا کے درمیان کوئی	آدمی نہ تھا اور مکہ میں کسی نے رات کو بیٹھکر باتیں ہی نہیں کیں
بلیٰ نحن کنا اھلھا۔ فابادنا	صرف اللیالی والحظوب الزواجر
کیوں نہیں ہیں تو وہاں کے ساکن تھے۔ ہمیں کو	گردش زمانہ اور حوادث عظیمہ نے تباہ کر دیا

قوم جرہم کے اخراج کے بعد خزاعی بیت اللہ کے متولی بن گئے اور ایک زمانے تک وہ اس خدمت کو سر انجام دیتے رہے آخر کار ایک بدقسمت خزاعی ابو غبشان نے کعبۃ اللہ کو ایک مشک شراب کے عوض بیچ ڈالا۔ جس سے اس حرم محترم کی تولیت قریش کے قبضہ میں آئی (مختصر تاریخ طبری و ابن اثیر)

[1] قصی بن کلاب قصی بصیغہ تصغیر و بضم قاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی پشت میں دادا ہیں

کے رکھنے کا وقت آیا تو قریش میں باہم جھگڑا ہوا کہ اسکو کس قبیلہ کے لوگ اپنے
ہاتھ سے اٹھا کر رکھیں۔ آخر آنجناب علیہ السلام اس معاملہ میں حاکم مقرر ہوئے اور
آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک چادر میں حجر اسود کو رکھا اور ہر قبیلہ کے لوگوں نے اس
چادر کو ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ
سے اس پتھر کو اسکے مقام پر رکھدیا۔ قریش نے اس تعمیر جدید میں کعبۃ اللہ کا
طول بجائے بیس گز کے اٹھارہ گز کر دیا اور کچھ عرض میں بھی کمی کر دی۔ مگر
دروازہ اس کا اتنا ہی اونچا رکھا۔ پھر زمانہ اسلام میں جب یزید کی فوج معرکہ کربلا
سے واپس ہو کر حضرت عبداللہ بن زبیر کے تعاقب میں کعبۃ اللہ پونچی اور
شہر کا محاصرہ کر لیا پہاڑوں پر سے بذریعہ منجنیق پتھر مارتے رہے اسوجہ سے
کعبۃ اللہ کے پردوں کو آگ بھی لگ گئی تھی اور اسکی بنیادوں میں بھی بہت کچھ
ہرج آگیا تھا۔ لیکن چونکہ اس روز یزید کے مرنے کی خبر آگئی تھی اسلئے فوج
واپس ہو گئی۔ پھر حضرت زبیر عبداللہ بن زبیر[له] نے اسکو از سر نو بنایا اور جو قریش

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۶
انکا نام مجمع اور زید بھی ہے۔ انکے زمانے سے پہلے مکہ مین کچھہ ایسے حوادث آئے تھے کہ وہ ویران
ہو گیا تھا اور وہاں کے لوگ جا بجا متفرق ہو گئے تھے پھر انہوں نے ان سب کو جمع کر کے مکہ میں آباد کر دیا تھا

له - عبداللہ بن زبیر بن العوام قریشی اسدی پانچویں پشت میں انکے دادا قصی بن کلاب ہیں۔ مدینہ میں
سب سے پہلے اولاد مہاجرین بھی پیدا ہوئے ہیں۔ جب یزید بن معاویہ کا زمانہ آیا تو آپ نے بھی
مثل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت یزید سے انکار کر دیا اور مکہ کو چلے گئے یزید کی فوج نے
اول حضرت امام کو شہید کیا اور پھر بسرداری حصین بن نمیر مدینہ منورہ پر چڑھائی کی وہاں لوٹ
مار کر کے مکہ پر چڑھائی اور شہر کو اور کعبۃ اللہ کو منجنیقوں کے ذریعہ سے پتھر مار مار کر بہت سخت صدمہ پہنچایا

نے کمی کی تھی اسکو پھر انہوں نے پورا کر دیا یعنی حضرت ابراہیم کی بنیاد پر اسکو تعمیر کیا اور اس حدیث پر عمل کیا جو حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کے لوگوں نے بہت قریب جاہلیت کا زمانہ نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبۃ اللہ کو توڑ کر پھر بناتا اور جسقدر زمین اسمیں سے نکل گئی ہے وہ پھر داخل کر لیتا اور دروازہ اس کا زمین کے برابر رکھتا اور دو دروازے بناتا ایک شرقی اور دوسرا غربی اور بنیاد ابراہیم کو پورا کر دیتا یہ روایت بخاری کی ہے اور مسلم میں بھی اسی کے قریب ہے۔ یہ تعمیر جمادی الاخریٰ سنہ چونسٹھ ہجری میں شروع ہوئی اور رجب سنہ پینسٹھ میں تمام ہوئی اس کے بعد سنہ بہتر[۲] میں عبدالملک خلیفہ مروانی کی طرف سے حجاج بن یوسف نے پھر کعبۃ اللہ پر چڑھائی کی اور سات مہینے تک لڑائی ہوتی رہی آخر ماہ جمادی الاخر سنہ تہتر[۳] ہجری میں حضرت عبداللہ شہید ہو گئے پھر حجاج نے عبداللہ کا نام مٹانے کے لئے سنہ چوہتر ہجری میں کعبۃ اللہ کو گرا کر از سر نو

انہیں دنوں میں یزید کے مرنے کی خبر پہونچی جس سے وہ فوج واپس ہو گئی پھر اہل مکہ نے حضرت عبداللہ سے بیعت کر لی اور وہ وہاں کے خلیفہ بنائے گئے نو برس آپ نے خلافت کی ہے۔ اسی زمانہ خلافت میں آپ نے از سر نو کعبۃ اللہ کی تعمیر بھی کی ہے۔

[۲] سنہ ہجری میں عبدالملک خلیفہ مروانی کی طرف سے حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ پر چڑھائی کی اور کعبۃ اللہ کا محاصرہ کر لیا سات مہینے تک لڑائی ہوتی رہی ماہ جمادی الاخر [۳] سنہ ہجری میں حضرت عبداللہ شہید ہو گئے آپ کی عمر اس وقت تہتر برس کی تھی۔ ۱۲ تاریخ مکہ

تعمیر کیا اور اسکی بنا قریش کی بنا پر قائم کی یعنی عرض میں بنیاد ابراہیم میں سے پانچ گز کم کر دیا۔ اسکے بعد ہارون رشید نے اس کی تعمیر کا قصد کیا تھا مگر امام مالک رضی اللہ عنہ نے سخت تاکید سے اسکو منع کر دیا جس سے وہ رک گئے۔ پھر سلطان مراد چہارم نے جو سنہ ایکہزار اڑتیس میں تخت نشین ہوا تھا۔ کعبۃ اللہ کی تعمیر کی ہے یہ تعمیر سنہ ایکہزار چالیس ہجری میں واقع ہوئی ہے سلطان نے گوشہ حجر اسود کے سوائے تمام مکان کو گرا کر از سر نو بنایا ہے۔ اب تک وہی عمارت باقی ہے مگر یہ عمارت حجاج کی تعمیر کے مطابق ہے۔

اس تعمیر میں چاہ زمزم پر بھی ایک عمارت بنائی گئی ہے اور اسکی دیوار پر لکھا ہی وسقاھم ربھم شرابا طھورا اس عمارت کے فوقانی درجہ میں آج کل رئیس المؤذنین رہتا ہے مطاف والی درازوں یعنی حد کے قریب ایک مدور دکہ (چبوترہ) ہے جس میں آئمہ کے مصلیجات واقع ہیں۔ سب سے بڑا مصلی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے اسکے دو طبقے ہیں۔ یہ مصلے کعبۃ اللہ کے رکن عراقی وشامی کے محاذی ہے اسکی سیدھی جانب تھوڑے فاصلے پر امام مالک رضی اللہ عنہ کا مصلی ہے اسکے سیدھی جانب تھوڑے فاصلے پر امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کا مصلی ہے اور مقام ابراہیم کے قریب امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مصلے ہے۔ اور اسی کے متصل منبر مسجد حرام ہے نماز جمعہ اسی مصلے پر ہوتی ہے۔ مسجد الحرام کے اسوقت تیئس دروازے ہیں۔ (۱) باب ابراہیم (۲) باب الوداع (۳) باب حمیدی (۴) باب التکبیہ (۵) باب الجیاد (۶) باب المجاہد (۷) باب الصفا (۸) باب البغلہ (۹) باب السنوش (۱۰) باب العلی (۱۱) باب العباس (۱۲) باب البنی

(۱۳)، باب السلام (۱۴)، باب الدریبہ (۱۵)، باب السلیمانیہ (۱۶) باب المحکمہ (۱۷)، باب الزیارہ (۱۸)، باب القطبی (۱۹)، باب البطیہ (۲۰)، باب الربالیہ (۲۱)، باب العتیق (۲۲)، باب العمرۃ (۲۳)، باب دودیہ۔ قدیم الایام میں باب ابراھیم کو باب الخیاطیں اور باب علی کو باب بنی ہاشم اور باب العمرۃ کو باب بنی سہم کہتے تھے۔ (تاریخ)

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ

اے پروردگار ما بفرست درمیان ایشاں پیغامبرے از ایشاں بخواند بر ایشاں۔

اے پروردگار ہمارے اور بھیج انکے بیچ پیغمبر انہیں میں سے پڑھے اوپر انکے

اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ

آیتہائے تو و بیاموزد ایشاں را کتاب و علم و پاک کند

آیتیں تیری اور سکھلادے انکو کتاب اور حکمت اور پاک کرے

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۱۲۹)

ایشاں را ہر آئینہ توی توانا دانا

انکو تحقیق تو ہی ہے غالب حکمت والا

(ربنا وابعث) (اے پروردگار ما بفرست۔ لے ہمارے پروردگار اور بھیج)

البعث، ابعث، البعث، مردہ زندہ کرنا۔ اٹھانا۔ بھیجنا۔ مصدر ف

بَعَثَ۔ يَبْعَثُ۔ بَاعِثٌ، مَبْعُوثٌ

اِبْعَثْ۔ لَا تَبْعَثْ۔

فِيهِمْ، اے فی ذریتنا وفی امۃ (درمیان اینہا پیغمبرے۔ ان میں رسول)

مسلمۃ۔

رسول، بمعنی مرسل۔ خدا کا بھیجا ہوا شخص خداوند تعالےٰ کے احکام کی تعلیم دینے والا جسکو خداوند اپنی طرف سے معین کرتا ہے مراد رسول صاحب کتاب و صاحب شریعت۔

(از ایشاں۔ انہیں میں سے)

من، بیانیہ۔ و مرجع ضمیر (ذریت)

(کہ بخواند بر ایشاں۔ پڑھے اُن پر۔ یا سنائے اُن کو)

یتلو، مضارع مصدر التلاوۃ۔

(نشانہائے تو۔ آیات ترا۔ تیری آیتیں)

آیات، جمع آیۃ۔ ایک جملہ کلام مراد کتاب۔

(و بیاموزد ایشاں را۔ اور سکھائے ان کو۔ سمجھائے انہیں)

یعلم، مضارع التعلیم پڑھانا۔ سکھانا۔

(کتاب اور حکمت) یعنی اسرار و حقائق و احکامات۔

الکتٰب، اسم المنزل من اللہ و شریعت حقہ۔

الحکمۃ، وہ علم جس سے ہر ایک شے کی واقعی اور سچی حالت معلوم ہوسکتی ہے اور وہ جس سے حلال و حرام معلوم ہو سکے۔ لغت میں اس کے معنی ہر ایک شے کو اس کی مناسب جگہ میں رکھنے کے ہیں۔ مراد حقائق کتاب و اسرارات خفیہ وحی۔

(و پاک کند ایشاں را۔ اور سنوارے ان کو)

یزکی، مضارع التزکیۃ التخلیۃ من ادجاس الشرك والشك۔ پاک کرنا اپنے مال سے شرعی تعلیم کے موافق ایک حصہ مال کا فقرا کو دینا۔ مصدر تفعیل ناقص۔ زکّی۔ یزکی مُزَكٍّ زَكِّ۔ لَا تُزَكِّ۔

(ہر آئینہ تو ئی۔ تحقیق تو ہی ہے)

اِنَّ، موکد مضمون جملہ انت ضمیر فصل میان صفت و خبر۔

(غالب دانا۔ زبردست حکمت والا۔)
عزیز۔ غالب و زبردست جسے کوئی
چیز عاجز نہ کرسکے۔ جو چاہے کرے
صفت مشبہ۔
الحکیم، پختہ کار جسکا کوئی فعل مصلحت
و عمدگی سے خالی نہو۔
ربنا، منادیٰ۔ ادعو فعل ھذا ندا
یقولوا، محذوف۔ فعل مع الفاعل
و۔ ابعث، ۔۔۔ فعل با فاعل
فیہم، جار مجرور ظرف لغو
رسولا، ۔۔۔ ذوالحال
منہم متعلق مرسلا حال

یتلو، ۔۔۔۔ فعل مع الفاعل
علیہم، جار مجرور ظرف لغو
اٰیاتک، ۔۔۔۔ مفعول
و۔ یعلم، ۔۔۔۔ فعل مع الفاعل
ھم، ۔۔۔۔ مفعول اول
الکتٰب والحکمۃ، ۔۔۔ مفعول دوم
و۔ یزکیھم، جملہ فعلیہ معطوف علیٰ ماقبل
ان، حرف مشبہ بالفعل۔ ک۔ اسم
انت، ۔۔۔۔ ضمیر فصل
التواب، موصوف
الرحیم، صفت
۔۔ خبر

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ

و کیست کہ رو بگرداند	از کیش	ابراہیم	مگر آنکہ	در احمقی افگند
اور کون	پھر جاتا ہے	دین	ابراہیم کے سے	مگر جس نے بیوقوف کیا

نَفْسَهٗ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ

نفس خود را	و ہر آئینہ	برگزیدیم اورا	دریں	سرا	و ہر آئینہ
جان اپنی کو	اور تحقیق	پسند کیا ہمنے اسکو	بیچ	دنیا کے یعنی ابراہیم کو	اور تحقیق

فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ اِذْ قَالَ

در سرائے دیگر از شائستگان است آنگاہ کہ گفت اورا

بیچ آخرت کے البتہ صالحوں سے ہے جب کہا اسکو

لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۶﴾

پروردگار او کہ منقاد شو گفت منقاد شدم پروردگار عالمہا را

رب اسکے نے کہ مطیع ہو کہا مطیع ہوا ہیں واسطے پروردگار عالموں کے

ومن یرغب اوکیست کہ روئے بگرداند۔ اور کون ہے جو پھر جائے۔ ترک کرے)

من مظہر استعجاب و استبعاد و انکار۔

یرغب، مضارع الرَّغْبُ۔ والرَّغْبَةُ الارادة۔ اِن عدی بالی او بفے وان عُدی بعن فالمراد به الترك چھوڑنا۔ اعراض کرنا۔ اور مائل ہونا۔ و قصد کرنا مصدر رک۔ ف

رَغِبَ یَرْغَبُ۔ رَاغِبٌ۔ مَرْغُوْبٌ

ف۱ ومن یرغب - حضرت عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے بھتیجوں سلمہ ومہاجر کو اسلام کی دعوت دی اور جتایا کہ تم دونوں خوب واقف ہو کہ توراۃ میں خداوند عالم نے خبر دی ہے کہ میں ولد اسمٰعیل سے ایک نبی امی پیدا کرونگا اس کا نام احمد ہوگا جو شخص اسپر ایمان لائے گا ہدایت ورشد پائے گا لیکن جو اس سے انکار کرے گا وہ ملعون ہوگا یہ سنکر حضرت سلمہ ایمان لے آئے اور مہاجر نے انکار کردیا۔ اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔

ف۲ مظہر استبعاد و انکار اسے قال استبعادا و انکارا لا یکون احد یرغب عن ملتہ الواضحۃ الغراء اے لا یرغب احد عن ملتہ ۱۲

عن ملّۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ

اِرْغَبُ - لَا تَرْغَبُ -
(از کیش ابراہیم - ابراہیم کے مذہب سے)
عَن، صلہ فعل - مِلّۃ - مذہب و طرز وروش -
اِبْرَاهِيم، اسم عجمی غیر منصرف
(مگر آنکہ سفیہہ کرد نفس خودرا - یاخوار گرداند نفس خودرا - مگر جسنے ذلیل کیا اپنے کو -
اِلَّا، حرف استثنائے مفرغ منصوب المحل
مَن، موصولہ - سفہ، ماضی ا - ع
السفاھۃ الخفۃ یقال لمن یتعجل فی الافعال باتباع الھوی والشھوۃ من غیرتدبر وتفکر فی منافعہ و مضارہ - غرض سفاہت اس بے تحملی ہلکے پن اور سبکی کانام ہے جو خوشی یا غصہ کے وقت انسان میں پیدا ہوکر اسے خلاف عقل وخلاف شرع امور پر برانگیختہ کرتی ہے اور اکساتی ہے
مصدر ض ض وک ف - سَفِہَ -

یَسْفَہُ - سَفِیْہٌ - سَافِہٌ - مَسْفُوْہٌ - اِسْفَہْ - لَا تَسْفَہْ

ولقد اصطفینٰہ

(وہر آئینہ برگزیدیم اورا - اور تحقیق خاص کیا ہے ہمنے اسکو - یا پسند کیا ہے)
ل، ابتدائیہ - قد، مظہر تاکید
اصطفینا، ماضی ج - م ومرجع ضمیر منصوب (ابراہیم)
الاصطفاء چھانٹنا - الگ الگ کرنا عام ملی ہوئی چیزوں میں سے عمدہ چیز چھانٹ لینا قال واصلہ اتخاذ صفوۃ الشئی اے خالصہ (روح)

فی الدنیا

(در دنیا - دنیا میں)
فی، ظرفیہ - دنیا اے دارالدنیا - عالم ممکنات - مقدمہ آخرت - محل کسب وعمل -

وانہ فی الاٰخرۃ

(وبدرستی کہ او در آخرت - اور البتہ وہ آخرت میں)
اِنَّہٗ، اسے ابراہیم - آخرۃ اسے

فی دار الآخرۃ۔

من الصّٰلحین (ہر آئینہ از شایستگان ست۔ البتہ صالحین سے ہے)

ل، مظہر تاکید۔ من، بعضیہ

الصّٰلِحِین، جمع صالح وہ شخص جس کا قول وفعل قانون فطرت کے مطابق ہو عقلاً وشرعاً تحسین کے لائق ہو۔ اور وہ شخص جو اپنے آپ کو قلبی اور قالبی قساوتوں اور کدورتوں سے پاک کرے۔

اذ قال لہ ربہ (وآں وقت کہ چوں بگفت او را پروردگار او اور جب کہا اسکو اسکے رب نے)

اذ، ظرف متعلق باصطفینا۔ یا منصوب باذکر اے اذکر ذلک الوقت لتعلم انہ المصطفے الصالح وانہ نال ما نال الا بالمبادرۃ والانقیاد الی ما امر بہ واخلاص سرہ حین دعاہ ربہ۔

قال، ماضی۔ لہ اے لابراھیم

اسلم (کہ گردن بنہ۔ قبول کن فرمان را مطیع ہو۔ کہا مان۔ عبودیت کا اظہار کر)

اسلم، امر اے خلص نفسک الی اللہ وفوض الیہ امورک وبمعنی خلص دینک وعبادتک وتوجہک او اظہر الاسلام بالعمل والخلوص۔

قال اسلمت (گفت مطیع شدم۔ باطاعت سر نہادم کہا مسلمان ہوا میں۔ مطیع وفرمانبردار ہوا میں۔

اَسْلَمْتُ، ماضی متکلم الاسلام، آمر کے امر ونہی کا بلا اعتراض مان لینا۔ اس کا مطیع ہو جانا۔ مصدر

لرب العٰلمین (مر پروردگار جہانیاں را۔ جہان کے پروردگار کے لئے۔)

العٰلمین، جمع عالم جملہ ماسوی اللہ تمام مخلوق۔ اجناس ذی اعلام۔

ومن یرغب

مَن، استفہامیہ۔۔۔ مبتدا

یَرغب، فعل مع الفاعل

عن ملۃ ابراھیم، ظرف لغو

الا - من، ... موصولہ
سفہ نفسہ، جملہ فعلیہ صلہ
ویا الا من سفہ نفسہ
بدل ضمیر یرغب
ویا سفہ نفسہ منصوب بنزع الخافض
وافضاء الفعل الیہ اے سفہ فی نفسہ
وقیل اصلہ سفہ نفسہ بالرفع فلما اسند
الفعل الی صاحبھا نصب علی التمیز کما
یقال طاب زید نفسا اے طاب نفس
زید
الا من سفہ[1] نفسہ -
سفہ، متعدی بنفسہ. فعل ضمیر فاعل
نفسہ، ..... مفعول بہ

ولقد اصطفینا، فعل با فاعل
ہ، مفعول - فی الدنیا ظرف لغو
یہ جملہ یرغب کی ضمیر مرفوع سے
حال ہے اور مقرر جہتہ انکار اے
ای یرغب عن ملتہ ومعہ ما یوجب
الترغیب اور لام ابتدائیہ ہے
اور جواب قسم محذوف - اور جملہ
معطوف ماقبل پر ہے -
و - انہ، حرف مشبہ بفعل مع الاسم
فی الاخرۃ[2]، متعلق بمحذوف خبر
اے انہ فی الاخرۃ - صالح -
وھو لمن الصلحین - وفیہ حجۃ
وبیان لما سبق فانہ من کان

[1] - اور کہا ہے کہ سفہ بالکسر مثل سفہ بالضم لازم ہے اور بوجہ تضمن معنی جہل متعدی ہوا ہے اے جہل نفسہ لخفۃ عقلہ وعدم تفکرہ اور یا نفسہ منصوب بنزع خافض ہے لے فی نفسہ یہ تقدیر بھی اسکے لزوم کے منافی ہے اور یا منصوب بنا بر تمیز ہے اور اصل میں مرفوع لیکن فعل جب اپنے فاعل کیطرف منسوب ہوا تو اسے منصوب کر دیا ہے بنا بر تمیز مثل طاب زید نفسا اے طاب نفس زید -

[2] فی الاخرۃ ظرف مستقر - کیونکہ الصالحین کا الف ولام بمعنی الذی ہے اے لمن الذین صلحوا

هذا شانه فی الدنیا والاٰخرۃ فلا یرغب عن اتباعہ الا سفیہ جاھل ضعیف العقل اور جملہ اول ماضویہ ہے اسلئے کہ وہ حکایت ماضی ہے اور دوسرا جملہ اسمیہ ہے اسلئے کہ وہ مفید بزمان نہیں کیونکہ صالحین آخرت کے زمرہ میں داخل ہونا اوران سے شمار ہونا ایک امر مستمر فی الدارین ہے یہ مطلب نہیں کہ وہ آخرت میں پیدا ہوگا۔ اور انّ ولام

تاکید کے لیئے ہیں کہ امر آخرت مخاطبین کے لحاظ سے امر خفی ہے۔

و۔اذ قال،	فعل	
رَبُّہٗ،	فاعل	
لہ،	ظرف لغو	
اسلم،	جملہ فعلیہ مفعول	
قال،	فعل مع الفاعل	
اسلمت لرب العالمین	جملہ فعلیہ مقولہ	

وَوَصّٰی بِہَآ اِبْرٰھٖمُ بَنِیْہِ وَیَعْقُوْبُ ط یٰبَنِیَّ

وو صیت کرد باین کلمہ	ابراہیم	پسران خودرا	و یعقوب نیز فرزندانش را	اے فرزندان من
اور نصیحت کی ساتھ اسکے	ابراہیم نے	بیٹوں اپنے کو	اور یعقوب نے	اے بیٹو میرے تحقیق اللہ نے

پس اس صورت میں فی الاٰخرۃ کا تعلق صالحین سے نہیں ہو سکتا کیونکہ تقدم صلہ ممنوع ہی لہٰذا اس کا تعلق ایک محذوف سے ہونا چاہیئے تقدیر عبارت یہ ہے (وانہ صالح فی الاٰخرۃ لمن الصالحین۔ اور کہا گیا ہے کہ کلام میں تقدم وتاخر ہے اصل عبارت یہ ہے (ولقد اصطفینٰہ فی الدنیا والاٰخرۃ وانہ لمن الصالحین اوریا صالحین کے ساتھ متعلق ہے اور ال اس کا تعریفی ہے نہ بمعنی الذی۔

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا

خدا برگزیدہ است برائے شما ایں دین را پس ازیں جہان نمیرید مگر

پسند کیا ہے واسطے تمہارے دین پس نہ مرو تم مگر

وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ

مسلمان شدہ آیا حاضر بودید آنگاہ کہ پیش آمد

اور تم مطیع ہو کیا تم تھے حاضر جسوقت آئی

يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ

یعقوب را مرگ آنگاہ کہ گفت فرزندان خودرا چہ چیزرا عبادت خواہید کرد

یعقوب کو موت جسوقت کہا اسنے واسطے بیٹوں اپنے کے کس چیز کو عبادت کروگے

مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ آبَائِكَ

بعد از من گفتند عبادت کنیم معبود ترا و معبود پدران ترا

تم پیچھے میرے سے کہا انہوں نے عبادت کرینگے ہم معبود تیرے کو اور معبود باپوں تیرے

إِبْرٰهِمَ وَإِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ إِلٰهًا وَّاحِدًا ج

کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحق اند عبادت کنیم آن معبود یگانہ را

ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق کے معبود ایک کو

وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٣﴾ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا

وما اورا منقادیم این گروہے است کہ درگذشت

اور ہم واسطے اسکے مطیع ہیں یہ تھی ایک امت تحقیق گزر گئی

مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُونَ

وے راست آنچہ کردند وشمار است آنچہ کردید وشما پرسیدہ

واسطے انکے تھا جو کچھ کمایا انہوں نے اور واسطے تمہارے جو کچھ کمایا تم نے اور نہ پوچھے

عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۲۹

نخواہید شد از آنچہ آں گروہ میکردند

جاؤ گے تم اس چیز سے کہ تھے وہ کرتے

(و وصیت نمود بآں - اور وصیت کی
ایکی)
وصّٰی، تاکیداً کہا اُسنے حکم کیا اُسنے
وصیت کی اُسنے - ماضی - ع
التوصیۃ التقدم الی الغیر بفعل
فیہ صلاح وقربۃ اصلہا الوصل
یقال وصّاہ اذا وصلہ وفصّاہ اذا
فصلہ کان الموصی یصل فعلہ بفعل

الموصّٰی - نیک امر کی صلاح دینا شے کا
عہد لینا - ایک شے کا حکم دینا مصدر
تفعیل معتل واوی ناقص -
وَصّٰی، یُوَصِّیْ، مُوَصٍّ، وَصِّ
لَا تُوَصِّ - یقال وَصّٰی توصیۃً
فلاناً بکذا اے عہد الیہ بہ -
بہما اے بملۃ او بقولہ اسلمت
علی تاویل الکلمۃ -

۵ التوصیۃ دوسرے کو اپنا فعل سونپنا بلحاظ صلاح وقربت آخر وقت عمر میں ہو یا اس سے پہلے وصیت بالقول ہو خواہ بالدلالۃ لیکن عرف میں مشہور ہے کہ وصیت کا اطلاق قول مخصوص پر ہوتا ہے جو حالت احتضار موت میں کہا جائے - اصل اس کا وصل ہے ذی زرع وسبزہ زار زمین کو ارض واصیۃ کہتے ہیں یعنی زمین متصلۃ النبات اور ایسی جب ایک شے کو دوسری سے ملایا جائے تو وصاہ کہتے ہیں اور جب اسکو اس سے الگ کیا جائے تو فصاہ بولتے ہیں گویا موصی اپنے فعل کو اپنے نائب کے

ابراہیم بنیہ ویعقوب (ابراہیم پسران خود را و یعقوب نیز۔
ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے)
بنیہ، اصل بنین۔ نون اضافت کی وجہ سے
ساقط ہوا ہے۔

یعقوب، نام پسر حضرت اسحاق
بن حضرت ابراہیم ملقب بہ اسرائیل علیٰ
نبینا وعلیہ السلام۔

یا بنی (اے فرزندان مرا۔ اے میرے
بیٹو)

یا، حرف ندا۔ زبان عرب میں ایسے
حروف سے مخاطب کو اپنی طرف متوجہ
کیا جاتا ہے وہ دور ہو خواہ نزدیک مرد ہو
خواہ عورت۔

بنی، (اصل بنوی۔ بنی ی ۔)

ان اللہ اصطفیٰ (ہر آئینہ خدا برگزیدہ است۔ تحقیق
اللہ نے پسند کیا ہے)

اصطفیٰ، ماضی۔ الاصطفاء
چن لینا۔ پسند کرنا۔ چھانٹنا۔ مصدر
افتعال ناقص۔ اس میں الف حرف
یا سے اور وہ واو سے منقلب ہے
اصل مادہ (الصفوۃ) اِصْطَفٰی
یَصْطَفِی۔ مُصْطَفٍ اِصْطَفِ
لَا تَصْطَفِ۔

لکم الدین (برائے شما این دین را۔ تمہارے لئے
یہ دین۔)
لام جعل لکم الدین الذی ھو صفوۃ
الادیان۔

ل، زائد۔ یا مظہر تخصیص

الدّین، ل عہد خارجی۔ اسے دین
ابراہیم و دین اسلام

فلا تموتن الا وانتم مسلمون (پس ازیں جہاں نہ میرید مگر۔ پس نہ مرو تم
مگر) ظاہراً نہی موت پر واقع ہے اور
حالانکہ یہ مقصود نہیں کیونکہ موت کسی کے
بس اور قدرت میں نہیں ہے۔ بلکہ
نہی اتصاف بخلاف حال اسلام پر
واقع وقت موت کے۔ یعنی موت کے
وقت تمہیں خلاف حالت اسلام سے
متصف نہ ہونا چاہیئے۔ اور غرض اس کے

تاکید احتیاط ہے۔

ف، تفریعیہ و تعقیبیہ۔

لاتموتن، امر ج ح نہی موکد۔ الموت والمیتۃ والممات فوت ہونا مصدر ف۔ ض۔ اجوف وادی۔ مَاتَ یَمُوْتُ۔ مَائِتٌ۔ مَمُوْتٌ۔ مُتْ لَا تَمُتْ۔

اِلَّا، حرف استثناء یہ حرف اپنے مدخول یعنی مستثنیٰ کو حکم مذکور سابق سے علیحدہ کرتا ہے۔ اور اس کی عدم شرکت کو ظاہر کرتا ہے۔

وانتم مسلمون (کہ شما مسلمان باشید۔ ایسی حالت میں کہ مسلمان ہو تم۔ یا مسلمانی پر)

و۔ حالیہ **انتم**، اصل ان ضمیر و تم بیان خطاب۔

مسلمون، جمع مسلم۔ سچا دیندار، مسلمان

ام کنتم شہداء (آیا شما حاضر بودید۔ کیا تم حاضر تھے)

ام[۱]، منقطعہ بمعنی بل اضرابیہ اے لیس الامر کذالک بل ماکنتم حاضرین۔

و یا متصلہ و ہمزہ مظہر لزوم اے اکنتم غائبین ام کنتم شہداء۔ اس تقدیر پر استفہام اپنی حقیقت پر نہیں ہے کیونکہ شق اول محقق الوقوع و معلوم ہے اور شق ثانی متحقق الانتفاء ہے لہذا یہ استفہام الزام و تبکیت کے معنی میں ہے کہ امرین میں سے جو مانا جائے تمہارا مدعا باطل ہے۔ اے ایّ الامرین

---

[۱] ام منقطعہ۔ یعنی بیان وصیت سے اعراض کر کے انکے ابطال دعویٰ یہودیت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور معنے ہمزہ مقدرہ انکار کے ہیں اے ماکنتم حاضرین یعنی تم ابراہیم اور یعقوب کے مرنیکے وقت حاضر نہ تھے پس کس طرح تم ان سے وصیت یہودیت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ روی ان قالت الیہود للنبی صلی اللہ علیہ وسلم الست تعلم ان یعقوب یوم مات اوصی بنیہ بالیہودیۃ فنزلت ام کنتم و تقدیرہ لیس الامر کذالک اے کما قلتم بل ماکنتم حاضرین فلم تدعون دعاوی باطلۃ۔ وقیل خطاب للمومنین والمعنیٰ ما شہد تم ذلک وانما علمتموہ بالوحی ۱۲

کان مد عاکم باطل - اور یا استفہام تقریری ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے - ای کانت او ائلکم حاضرین حین وصی بنیہ علیہ السلام بالاسلام والتوحید وانتم عالمون بذلک فمالکم تدعون علیہ خلاف ما تعلمون -

کُنْتُمْ، ماضی ج ح ناقص

شہداء، جمع شہید یا غیر منصرف بوجہ الف تانیث جمع شاہد بمعنی حاضر

اِذْ حَضَرَ (آنوقت کہ بیامد - جبوقت آئی -)

حضر، ماضی - اَلْحَضَرُ، وَالْحُضُوْرُ ا - ع

سامنے آنا - حاضر ہونا مصدر ف ض حَضَرَ - يَحْضُرُ - حَاضِرٌ - مَحْضُوْرٌ اُحْضُرْ - لَاتَحْضُرْ -

يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ (یعقوب را مرگ - یعقوب کو موت)

یعقوب، نام حضرت ابن اسحاق - یہ نام تعقیب سے ماخوذ ہے کیونکہ آپ حضرت عیص کے توامان بھائی ہیں اور ولادت میں ان سے معقب ہیں اور وہ ان سے سابق ہیں - اسی تعقیب ولادت کے باعث آپکو یعقوب کہتے ہیں -

الموت - اجل - جسم سے روح کی علیحدگی آخری دم حیات - حضرت عزرائیلؑ -

اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ (آنوقت کہ بگفت مر پسران خود را - جبوقت اس نے کہا اپنے بیٹوں سے)

بنی، اصل بنین جمع ابن -

مَا تَعْبُدُوْنَ (چہ چیز را عبادت خواہید کرد - کس چیز کی عبادت کروگے -)

ما، استفہامیہ بمعنی ای شئے -

تعبدون، مضارع ج ح

مِنْۢ بَعْدِيْ (از پس من - میرے مرنے کے بعد) ای ای شئ تعبدونہ من بعد موتی اراد تقریرھم علی التوحید والاسلام

قَالُوْا نَعْبُدُ (بگفتند عبادت کنیم - انہوں نے کہا ہم عبادت کرینگے)

قالوا، ماضی ج ع نعبد، مضارع ج م

اِلٰهَكَ (معبود ترا - تیرے رب یا معبود کی)

اللہ، اسم عربی جامد غیر مشتق ذات لائق

عبادت و پرستش جامعہ صفات کمالیہ حی، علیم، قدیر، مرید، کلیم، سمیع، بصیر۔ ازلی، ابدی۔

والٰہ اٰبائك (و معبود پدران ترا - اور تیرے باپ دادون کے رب کی)

اٰباء، جمع اب وما علیٰ۔ باپ اور جد وغیرہ

ابرٰھیم واسمٰعیل واسحٰق (کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق ہیں معبود یگانہ کو)

الٰھا واحدا واحد، تنہا و یگانہ بذات و صفات خود

وکان اسمٰعیل علیہ السلام عمًا لھم والعرب یسمی العم ابًا کما تسمی الخالۃ امًّا۔

ونحن لہ مسلمون ۔ امذعنون مقرون بالعبودیۃ او خاضعون منقادون مستسلمون لنبیہ وامرہ قولا وعقلا او داخلون فی الاسلام ثابتون علیہ۔

تلك امۃ قد خلت (این گروہے است کہ بہ تحقیق درگذشتند وہ ایک جماعت ہے، جو گذر چکی ہے۔)

امۃ، بمعنی جماعت ماخوذ ہے ام بمعنی قصد ہے اسکا اطلاق ایسی جماعت پر

۱ - اسمٰعیل علیہ السلام مقدم الذکر اس لئے ہین کہ آپ مسن تھے اور آپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے عم ہیں تغلیبا آپ کو آبا یعقوب سے شمار کیا ہے اور اکثر وقت عرب عم کو بجائے اب استعمال کرتے ہیں۔ واٰلہ اٰبائك متعدد کی طرف اضافت الٰہ مین یہ اشارہ ہے کہ مذکورین تمام اسی دین مصطفیٰ وملت علیہ اسلام کے پیرو تھے اور کہا ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارہ صاحبزادے تھے حضرت اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ و مدین و زمران و سرخ۔ نقش۔ نقشان۔ امیم۔ کیسان۔ سورج۔ لوطان۔ نافس ایسے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کے بھی بارہ صاحبزادے تھے۔ حضرت یوسفؑ روبیل۔ شمعون۔ لاوی۔ یہوذا۔ دانی۔ تفتانی۔ کاد۔ اسیر ایساجر۔ اریکون۔ بنیامین ۱۲ (روح)

ہوتا ہے جن کی جمعیت کا باعث امر واحد ہے۔ مثل دین واحد یا زمان واحد یا مکان واحد۔

قد خلت، ماضی ع۔

تلک، مراد ابراہیم و یعقوب وغیرہم۔

لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون

(مر ایشاں راست آنچہ کردند و شمار است آنچہ کسب کردید شما۔ وہ انکا ہے جو کمایا انہوں نے۔ اور تمہارا ہے جو تم نے کمایا ہے۔ یا کماؤ گے)

(و نہ پرسیدہ خواہید شد از آنچہ آنگروہ میکردند۔ اور تم نہ پوچھے جاؤ گے اس چیز سے کہ وہ کرتے تھے)

لا تسئلون، مضارع ج مجہول۔

التركيب

وصّی، فعل۔ بہا۔ ظرف لغو
ابراھیم ... فاعل
بنیہ ... مفعول

و۔ یعقوب ... مبتدا
کذلک ... محذوف خبر
یا ... حرف ندا

بنیّ ... منادی
إنّ، مشبہ بفعل۔ اللہ، اسم
اصطفیٰ، فعل مع الفاعل
لکم ... ظرف لغو
الدین ... مفعول

اے ہے قال او قالا۔ او قائلاً اس تقدیر پر کہ کلام محکی مشترک ہے درمیان حضرت ابراہیم و حضرت یعقوب علیہما السلام کے یہ تقدیر قول بنا بر قول بصریین ہے اور کوفی عدم اضمار قول کے قائل ہیں اسلئے کہ توصیت متضمن معنی قول ہے دونوں تقدیروں پر جملہ حیز مفعول میں ہے

فلا تموتنّ، فعل با فاعل ذو الحال
الا، حرف استثنائے
و۔ حالیہ۔ انتم ... مبتدا
مسلمون ... خبر

إلّا، حرف استثناء ...... اسکا مستثنیٰ منہ مقدر ہے (ای الاحوال) تقدیر عبارت یہ ہے لا تموتنّ کائنا علیٰ حالٍ

من الاحوال الا فی حال کونکم ثابتین علی الاسلام (شیخ)

والنہی فی الظاہر وقع علی الموت وفی الحقیقۃ ھی عن ترک الاسلام فی حین من الاحیان کیلا یقع الموت فی تلک الحین وھو موت لا خیر فیہ۔

ام، منقطعہ۔ کنتم، فعل ناقص
انتم، ضمیر اسم۔ شھداء، خبر
اذ، ظرفیہ۔ حضر، ... فعل
الموت، ... فاعل
یعقوب، ... مفعول
اذ، ظرفیہ۔ قال، ... فعل مع الفاعل
لبنیہ، جار مجرور ظرف لغو
ما، بمعنی ای شئ ... مفعول
تعبدون، فعل با فاعل
من بعدی، ... ظرف لغو
(اے من بعد موتی)

قالوا، ... ... فعل با فاعل
نعبد، فعل با فاعل ذوالحال
نحن، ... مبتدا
لہ، ... ظرف
مسلمون، خبر
الٰھک والٰہ اٰبائک، مفعول
الٰھک والٰہ اٰبائک، ذوالحال
الٰھا، محذوف موصوف
واحداً، صفت

اور نکرہ معرفہ سے بدل واقع ہوسکتا ہو مثل قولہ تعالیٰ بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ اور فائدہ ابدال ورفع توہم تعدد ہے جو پیدا ہوا ہے ذکر اللہ سے مکرر واقع ہونے ہیں اور یا منصوب بمدح ہے۔

ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق اٰبائک سے بدل ہے یا عطف بیان۔

لہ اذ قال لبنیہ الخ یہ بدل اشتمال ہے اذ حضر سے اور دونوں مقصود ہیں جیساکہ ابدال جمل کے لئے مقرر ہے مگر بدل میں بعض بیان کی زیادتی ہوتی ہے جو مبدل منہ میں نہیں پائی جاتی۔

تلک، ۔ ۔ ۔ ۔ مبتدا

امۃ، ۔ ۔ ۔ موصوف

قد خلت، فعل با فاعل ذوالحال

لہا، ظرف مستقر خبر

ما، موصولہ

کسبت، صلہ

اور یا بدل ہے قولہ تعالیٰ خلت سے

بمعنی لا تشار کو ہم وھی کغیرا لواغیہ

وھذہ واغیۃ بتمام المراد اور یا

جملہ لہا ما کسبت امت کی دوسری

صفت ہے اور جملہ لکم ما کسبتم

جملہ اسمیہ مستقلہ ہے کیونکہ ان دونوں میں

کوئی رابطہ نہیں ہے اور نہ مقارنت

زمانی ہے اور کلام میں مضاف محذوف

ہے بقرینہ مقام لئے لکل اجر عملہ۔

اور تقدیم مسند اظہار قصر مسند الیہ کے

لئے ہے مسند پر والمعنی ان انتسابکم

الیہم لا یوجب انتفاعکم باعمالہم عنہم

وانما تنتفعون لموافقتہم واتباعہم

کما قال علیہ السلام یا معشر قریش

ان اولی الناس بالنبی المتقیون

فکونوا السبیل من ذلک فانظروا ان لا یلقانی

الناس یحملون الاعمال وتلقونی بالدنیا فاصد

ولکم، ظرف مستقر، خبر مقدم

ما، ۔ ۔ ۔ ۔ موصولہ مبتدا

کسبتم، جملہ فعلیہ صلہ

اے ما کسبتموہ۔

ولا تسئلون، فعل با فاعل

عن، حرف جار۔ ما، موصولہ

کانوا یعملون، فعل مع الفاعل

ہ، ضمیر محذوف ۔ ۔ ۔ مفعول

اے لا تسئلون عن اعمالہم فلہا ما کسبت

ف ۱ ۔ ومن یرغب الخ بتائید مضمون ماقبل ۔ یہود کہا کرتے تھے بالفرض اگر مان بھی لیا جائے ۔ کہ مناسک حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عبادت اور اُنکے طرز تعبد کی یادگار ہیں تاہم عامۃ عبادت کے لئے وہ دائمی عبادت کے اصول

نہیں ٹھہر سکتے کیونکہ توریت مقدس انکی شاہد و مصدق نہیں ہوسکتی ہے کہ یہ نافلہ عبادت یا ان کی مخصوصہ عبادت ہو عوام کے لئے اسکی اتباع ضروری نہیں۔ لہذا ارشاد ہوتا ہے۔ کہ ابراہیمی ملت کے دوام اور قابل اتباع ہونے سے کوئی عاقل سمجھدار حق پسند اعراض نہیں کرسکتا۔ کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں ہمارے مقبول بندوں اور مخلص برگزیدوں کی مختار شریعت ہے تم نے نہ حضرت ابراہیم و یعقوب علیہما السلام کو دیکھا ہے اور نہ اُسوقت تم حاضر و موجود تھے جبکہ انہوں نے اپنی اولاد سے وصیت کی ہے۔ کیونکہ ان دونوں بزرگواروں نے آخری وقت میں اپنی اولاد کو بلا کر تاکید سے فہمایش کی ہے کہ اے میرے بیٹو میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ تم اسے قبول کرلیں گے۔ میرے بعد اسی ملت حقہ کے تابع رہنا۔ اور اسی سچے مذہب اور پسندیدہ طرز تعبد پر ثابت قدم رہنا میں چاہتا ہوں کہ تمہارا خاتمہ اسی طریق پر ہو۔ کیونکہ بارگاہ رب العزت میں شرف تقرب حاصل کرنے کے لئے اس ملت سے بڑھکر کوئی آسان اور بہتر ذریعہ نہیں۔ اے یہود تم جانتے ہو کہ اس وقت انکی اولاد نے انہیں کیا جواب دیا تھا؟ ان سب نے یک زبان ہوکر اقرار کرلیا تھا کہ ہم ضرور اسی طرز تعبد کو اپنا شعار بنائیں گے اور ہمیشہ کے لئے اسی ملت پر قائم رہیں گے۔

روے ان قالت الیهود للنبی صلی اللہ علیہ وسلم الست تعلم ان یعقوب یوم مات اوصی لبنیه بالیهودیة فنزلت ام کنتم شهداء اذ حضر یعقوب الموت الخ۔

ایسے ہی مشرکین مکہ سے ارشاد ہوتا ہے کہ صرف بعض مناسک حج اور طواف کی

نقل کر لینے سے ابراہیمی ملت کی پیروی کا دعویٰ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی ملت کا سب سے پہلا اصول کفر و شرک اور بت پرستی وغیرہ بدعات سے علیحدہ ہو کر خالصاً سچی عقیدت سے بارگاہ قدس کی طرف رجوع ہونا ہے۔ چنانچہ جب ہم نے کہا اے ابراہیم اپنی دلی توجہ اور طبعی رجحان کو ظاہر کر تو اس نے فوراً جمیع ماسوی اللہ سے اعراض کر کے کہا میں خالصاً اپنے پروردگار کی اطاعت و فرمانبرداری پر ہوں پس ان تمام اصولوں کی پابندی کے بغیر ہرگز کوئی شخص ابراہیمی ملت کی پیروی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

ف ۲۔ من سفہ نفسہ قیل معناہ جہل نفسہ وذلک انہ من عبد غیر اللہ فقد جہل نفسہ لانہ لم یعرفہا وان عرفہا عرف ربہ لان عرفان حقیقۃ نفسہ انہ ممکن لا یقتضی ذاتہ وجودہ ولا بقائہ ولا یتصور لہ فی نفسہ وجود ولا قیام ولا بقاء ولا یجوز حملہ علی نفسہ حملا اولیا نحو زید زید - الا بعد انتسابہ الی واجب الوجود قائم بنفسہ قیوم لغیرہ لولاہ لم یوجد غیرہ وھو اصل الاصل وھو نور السموات والارض قیم الاشیاء واقرب الی الاشیاء من انفسہا حیث لم یجز حمل انفسہا علیہا الا بعد انتسابہا الیہ فقد عرف ربا واجبا واحدا قیوما نورا مبینا قریبا فمن سفہ نفسہ ای جہلہا جہل ربہ (اوحدی)

وقال المظہری واعلم ان الجہل قد یکون ضد العلم الذی ھو الاعتقاد الجازم المطابق للواقع المتعلق بالنسبۃ الحکمیۃ التی بین القضیۃ فیقتضی المفعولین۔ والعلم الذی یحصل بالبداھۃ او بالاستدلال

اوالوحی اولالہام فضدہ الجھل وھو عدم اصلی لیستند الی عدم تلک الاشیاء
ویکون ضد المعرفۃ التی تقتضی مفعولا واحدًا وھو من باب التصورات
ویحصل المعرفہ بالبداھۃ والبصیرۃ الموھوبہ لارباب القلوب فالمراد
بالسفہ ھو الجھل بالمعنی الثانی حیث عدی الی مفعولٍ واحدٍ اے لم یعرف
نفسہ بالبصیرۃ (مظ)

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۭ قُلْ
وگفتند شوید جہود . یا ترسا تا راہ بیابید بگو
اور کہا انہوں نے ہو جاؤ موسائی یا عیسائی راہ پاؤ گے تم کہو

بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ
بلکہ پیروی میکنیم بملت ابراہیم کہ حنیف بود و نبود از اہل
بلکہ پیروی کرتے ہیں ہم دین ابراہیم کی جو ایک طرف تھا اور نہ تھا

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ
شرک بگوئید ایماں آوردیم بخدا و بآنچہ فرود آوردہ شد
مشرکوں سے کہو ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور جو کچھ اتاری گئی طرف ہمارے

اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ
بسوے ما و آنچہ فرود آوردہ شد بسوے ابراہیم و اسمعیل و اسحق
اور جو کچھ اتاری گئی طرف ابراہیم کے اور اسمعیل کے اور اسحق کے

وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى
و یعقوب و ذریت یعقوب و آنچہ دادہ شد موسیٰ و عیسیٰ
اور یعقوب کے اور اولاد اسکی کے اور جو کچھ دی گئی موسیٰ اور عیسیٰ کو

وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ

وآنچہ دادہ شدند پیغامبران از پروردگار خویش تفریق نے کنیم

اور جو کچھ دی گئی پیغمبروں کو پروردگار اپنے سے ہیں جدا ڈالتے ہم

بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○

درمیان ہیچ کس از ایشاں وما برائے حق عز وجل منقادیم

درمیان کسی کے ان میں سے اور ہم واسطے اسکے مطیع ہیں

قالوا کونوا ھودا او نصاریٰ

(بگفتند شوید یہود یا ترسا۔ اور کہا انہوں نے ہو جاؤ موسائی یا عیسائی)

قالوا، ماضی ج ع۔ کونوا، امر ج ح

ھودًا۔ اَلْھُوْدُ۔ والتَّھَوُّدُ یہودی ہونا

یقال ھَادَ۔ یَھُوْدُ۔ ھُوْدًا۔ دخل فی الیھودیۃ وَاَلْھُوْدُ۔ اَلْیھُوْدُ وقیل ھو جمع ھائد۔

او۔ مظہر تنویع گفتگو یا تفصیلیہ۔ یعنی ہر ایک گروہ نے اپنے اپنے خیال کے موافق کہا یہودیت کی ترغیب دی یہودیوں نے اور عیسائیت کی عیسائیوں نے۔

تھتدوا (کہ راہ بیابید۔ راہ پاؤ گے۔)

تھتدوا، مضارع ج ح مجزوم۔ بجواب امر۔ اصل تھتدون الاھتداء راہ راست پر آنا مصدر افتعال۔

قل بل (بگو نہ یہود شویم نہ ترسا بلکہ۔ کہہ نہ ہم یہودی بنتے ہیں نہ عیسائی بلکہ)

اے قل لھم علی سبیل الرد

قل، امر ا ح بل، اضرابیہ یہ حرف ماقبل کے حکم سے اعراض اور مابعد کی اثبات کو ظاہر کرتا ہے۔

ملۃ ابراھیم حنیفا (پیروی میکنیم۔ یا لازم بگیریم ملت ابراہیم را۔ کہ او حنیف بود یا حنیف است۔

ہم پیروی کرتے ہیں دین ابراہیم کی جو حنیف ہے)

اسے لا نکون کما تقولون بل نکون ملۃ
ابراھیم اسے اھل ملۃ برعائت لفظ
او بل نتبع ملۃ ابراھیم برعائت معنی
کیونکہ قال اول اتبعوا ملۃ الیھود
او النصاریٰ ہے یعنی اگر الفاظ مقولات
کا اعتبار کیا جائے تو یہ معنی ہونگے
کہ ہم تمہارے کہے کے موافق یہود
و نصاریٰ نہیں بن سکتے بلکہ ہم اہل ملت
ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اور باعتبار
معنی یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم تمہارے
کہنے پر یہود و نصاریٰ نہیں بن سکتے
بلکہ ہم ملت ابراہیمی کی اتباع اور اسکی
پیروی کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہہ سکتے
ہیں۔ کہ تم ہمیں یہود و نصاریٰ بنجانے
کی کیا ترغیب دیتے ہیں بلکہ تم خود
اہل ملت ابراہیم بنو یا اسکی ملت کی اتباع کرو
ملت، طرز عبادت۔ دین ومذہب
حنیفاً۔ حنیف کجی سے راستی
کی طرف مائل ہونے والی چیز۔ اور وہ
شخص جو باطل سے ہٹ کر دین حق کی
اطاعت پر قائم ہو
اسے ملۃ مائلۃ عن الباطل او
ابراھیم مائلا عن الباطل او منہ
وما کان من المشرکین
(ونہ بود او از مشرکاں۔ اور ابراہیم
نہ تھا شریک کرنے والوں سے)
غرض اس سے تعریض باہل کتاب وعرب
ہے جو اتباع ملت ابراہیمی کا دعویٰ
کرتے ہیں۔ اور ایک فرقہ العزیر ابن اللہ
اور دوسرا المسیح ابن اللہ اور تیسرا
الملائکۃ بنات اللہ کہتا ہے پس تعریضاً
ان سے کہا جاتا ہے کہ اسی کا نام اتباع
ابراہیمی نہیں بلکہ یہ خاص صریح شرک
ہے اور وہ مخلص و موحد تھا مشرک
نہیں تھا۔ نعوذ باللہ۔
ما، نافیہ **کان**، ماضی ناقص
قولوا آمنا باللہ ۞
(بگوئید ایمان آوردیم بخدا۔ کہو تم ایمان
لائے ہم اللہ پر) مخاطب مومنین ہیں
۞ قولوا بصیغہ جمع اور اس سے پہلے بصیغہ افراد

قولوا، امر ج ح، اٰمنّا، ماضی ج م

ب۔ تعدیہ۔

وما انزل الینا

(وبآنچہ فرستادہ شدہ است بسوی ما۔

اور جو بھیجا گیا ہے ہمارے طرف)

اے القراٰن قدِم لانہ سببٌ للایمان

بغیرہ لکونہ مصدقا۔

ما، موصولہ انزل، ماضی ا ع مجہول

وما انزل الی ابرٰھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط

(آنچہ کہ فرستادہ شدہ است بسوئے

ابراہیم واسمٰعیل واسحاق ویعقوب

وذریت یعقوب اور اسپر جو بھیجا گیا

ہے طرف ابراہیم اور اسمٰعیل واسحاق

ویعقوب پر اور یعقوب کی اولاد پر)

مراد وہ صحف ہیں جو حضرت ابراہیم

علیہ السلام پر نازل ہوئے ہیں اور

اسمٰعیل واسحاق وغیرہم کی طرف انکے

نزول کی نسبت مجازاً ہے بعلاقہ تعبد

واتباع جیسے ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید

ہم پر نازل ہوا ہے۔

اسباط۔ جمع سبط مثل اجمال وجمل

سبط، بفتح سین وبا وبکسر سین

وسکون با وَلدِ ولد کو کہتے ہیں۔ اور عموماً

اسکا اطلاق قبیلہ وقوم پر ہوتا ہے۔

مراد قبائل بنی اسرائیل۔ ماخذ اس کا بسط

ہے یعنی درخت پر شاخ وکثیر الوسعت

اور یا السبوطۃ یعنی استرسال سے ماخوذ ہے

اور کہا ہے کہ وہ بسط کا مقلوب ہے

حضرت حسنین کو سبطین رسول علیہ السلام

اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ سے وو

قبیلے کثیر البرکت وکثیر التعداد قائم ہیں

لیکن اب عام طور پر اولاد بنت پر سبط

کا اطلاق ہوتا ہے۔

وما اوتی موسٰی وعیسٰی

(وبآنچہ دادہ شد موسیٰ وعیسیٰ۔ اور اس پر

جو دی گئی موسیٰ وعیسیٰ کو)

ما، موصولہ، اوتی، ماضی ا ع مجہول

موسیٰ، (اصل موسایا) اسم عجمی

عبری)

وما اوتی النبیون

(وبآنچہ دادہ شدہ اند پیغمبران۔

اور اس پر جو دیگئی ہے پیغمبروں کو)

النّبیّوْن، جمع نبی مراد عام انبیاء و رسل بطریق تعمیم بعد تخصیص مراد کتب و صحف و معجزات۔

(از پروردگار ایشان اپنے رب سے

مِن، ابتدائیہ۔ رب، صفت شبہ یا مصدر۔

(تفریق نمے کنیم۔ ہم فرق نہیں کرتے

لانفرق، ہے نفی التفریق، الگ الگ کرنا۔ پراگندہ کرنا مصدر تفعیل فَرَّقَ، یُفَرِّقُ، مُفَرِّقٌ، فَرِّقْ لَا تُفَرِّقْ۔

(درمیان ہیچ کس از ایشاں۔ درمیان کسی کے ان میں سے)

بل نؤمن بھم جمیعًا۔

بین، اسم ظرف - احد، ہمزہ اسکا اصلی ہے اور اس میں واحد و مثنیٰ و مجموع مذکر و مونث یکساں ہے۔ اکثر غیر کلام موجب میں استعمال ہوتا ہے (کوئی یا کسی) اور کہا ہے کہ اصل اس کا وحد بمعنی واحد ہے سیاق نفی میں واقع ہونے کے بعد عموم کا فائدہ دیتا ہے واحد و کثیر اس میں مساوی ہیں اور یہ غیر احد عددی کے ہے جو اول عدد ہے مثل قولہ تعالیٰ قل ھو اللہ احد میں

من، بیانیہ۔ و مرجع ضمیر (نبیون)

(وما مر اورا منقادیم۔ اور ہم اسی کے مطیع ہیں۔ اسکے حکم پر ہیں۔)

فھذا ھو الاسلام الذی کان مِلّۃ ابراھیم الحنیف وَدِیْنا لکل نبی من الانبیاء و دیننا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

قالوا ... فعل مع الفاعل
کونوا، فعل ناقص مع الاسم
ھودًا اولنصاریٰ ... خبر
تھتدوا، جملہ فعلیہ جواب امر

لئے ان کنتم کذلک تھتدوا۔

اے قالت الیھود للمومنین کونوا ھودًا و قالت النصاریٰ لھم کونوا النصاریٰ۔

حاشیہ: من ربھم ۔ لانفرق ۔ بین احد منھم ۔ ونحن لہ مسلمون ۔ وقالوا ۔ جملہ فعلیہ معطوف علیہ ۔ جملہ معطوفہ ۔ جملہ اسمیہ ۔ کونوا ھودا او نصاریٰ تھتدوا

قل، . . . . فعل با فاعل
بل، اضرابیہ - ملۃ مضاف
ابراھیم، ذوالحال
حنیفاً، حال
نتبع، فعل محذوف با فاعل

اے لا نکون ھوداً ولا نصاریٰ بل
نکون ملۃ ابراھیم حنیفا اے
بل نتبع ملۃ ابراھیم مائلاً کما فی
قولہ تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورھم
من غل اخوانا - ویا ملۃ، منصوب
علیٰ حذف الجار وتقدیرہ بل نکون
علیٰ ملۃ ابراھیم اے اھل ملتہ
فحذف علیٰ فصار منصوباً۔
ویا حنیفا ملۃ بمعنی دین سے حال
ہے۔ اے ملۃ مائلۃ عن الباطل
وقیل منصوب علی القطع اراد بل ملۃ
ابراھیم الحنیف فلما اسقطت
الالف واللام لم تتبع النکرۃ المعرفۃ
فانقطع منہ فنصب

و- ماکان، فعل ناقص مع الاسم
من، زائد- المشرکین، خبر
م، ر، وفق حنفاء اللہ غیر مشرکین
بہ اور حال ہے مضاف الیہ سے
نہ مضاف سے مگر تقدیر مضاف کے
بعد اے ماکان دین المشرکین -

قولوا، ... فعل مع الفاعل
اٰمنا، ... فعل با فاعل
ب، جار- اللہ معطوف علیہ
و- ما، ... موصولہ
انزل الینا، جملہ صلہ

م بمنزلہ بدل بعض کیونکہ اتباع اعتقاد
وعمل پر مشتمل ہے اور یہ بیان اعتقاد ہے
اور یا بدل اشتمال ہے کیونکہ اس میں
تفصیل ہے جو اول میں نہیں - اور
یا جملہ استینافیہ ہے کانھم سالوا کیف
الاتباع فاجیبوا بذلک -

و- ما . . . . . موصولہ
انزل، فعل ضمیر مستتر نائب فاعل
الیٰ ابراھیم الخ الاسباط

و-ما .... موصولہ
اوتی، ...... فعل
من ربّھم، ظرف لغو
اور یا حال ہے عائد
محذوف سے۔
النبیون، نائب فاعل

لانفرق، ..... فعل با فاعل
بین احدٍ، ..... ظرف
منھم، .. جار مجرور ظرف لغو
اے أمنا غیر مفارقین بینہم۔
ونحن، .... مبتدا
لہ، ظرف لغو مسلمون، خبر

ف - قالوا کونوا ھودًا الخ - یہود کہا کرتے تھے۔ موسوی شریعت کے سوائے کوئی طریقہ قابل اتباع اور پیروی کے لائق نہیں۔ کوئی شخص اسکی پابندی بغیر خداوند عالم کی خوشنودی کے حاصل نہیں کرسکتا۔ اے مسلمانو اگر اپنی بہتری وفلاح چاہتے ہو تو اس پرانے اور صدہا برگزیدہ پیغمبروں کے مختار طریق کو اپنا رہبر بناؤ بھلائی کو پہنچو گے۔ ایسے ہی نصاریٰ اپنے مذہب کی صداقت اور غیر ادیان کی تکذیب کیا کرتے تھے اور نجات اُخروی کو عیسوی اطاعت میں محصور بتاتے تھے ارشاد ہوا اے مسلمانو ان دونوں فرقوں کے جواب میں کہہ دو کہ ہم نہ یہودی بنتے ہیں نہ عیسائی۔ بلکہ ہم برگزیدہ خدا امام الناس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مختار اور پسندیدہ طریقت کے پیرو ہیں۔ یہ وہ حق پسند موحد شخص ہے جس نے کفر وشرک اور گمراہی کے رسومات باطلہ کو مٹا کر توحید حقہ کے نورانی مشعل سے جہان کو روشن کیا۔ شرائع اسلام اور حق پرستی کی تعلیم دی توحید ذات وصفات کی راہ بتائی۔ اے یہود ونصاریٰ ہم حضرت موسیٰ وحضرت عیسےٰ علیہما السلام کی رسالت اور نبوت سے ہرگز انکار نہیں کرتے اور نہ تمہاری

طرح ان کی شریعت کو جھٹلاتے ہیں۔ بلکہ ہم ابراہیم علیہ السلام سے لیکر
عیسیٰ علیہ السلام تک جو پیغمبر ہوئے ہیں اور جو ان سے بھی پہلے ہو گزرے
ہیں ہم ان سب کی نبوت اور تمام منزلہ کتابوں اور صحیفوں پر صدق دل سے
یقین رکھتے ہیں اور ہر ایک پیغمبر کو اپنا سچا سرپرست مانتے ہیں۔ کیونکہ قرآن
شریف اُن سب کی صداقت پر گواہی دیتا ہے اور حق یہ ہے کہ ہم اُس
سچے پروردگار عالم اپنے حقیقی مالک کے دل و جان سے مطیع و فرماں بردار
بندے ہیں۔ پس مناسب یہی ہے کہ کامل مکمل مذہب اسلام کی پیروی کیجائے
جسکی تعلیم یہ ہے کہ اس تنہا بے مثل ذات کو شرکت غیر سے مبترہ و منزہ سمجھا
جائے اتخاذ ولد و بنات کے ناموزون وہموں سے اسکے دامن تقدس
کو پاک صاف رکھا جائے ۔ ہر ایک پیغمبر کو اپنا رہبر اور ہر ایک مقدس کتاب
کو اپنا ہادی بنایا جائے ۔فہذا ھُوَ الاِسْلَامُ حَقًّا وَالْمِلَّةُ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا۔

ف۲۔ والاسباط۔ جمع سبط۔ اولاد کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے چنانچہ
حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اسی لئے سبطین کہتے ہیں کہ حسنی و حسینی دو بڑے
قبیلے آپ حضرات سے قائم ہیں۔ اور یہاں اسباط سے اولاد حضرت یعقوب
علیہ السلام مراد ہے انکے بارہ بیٹے تھے۔ انہیں کی اولاد سے بنی اسرائیل
میں بارہ خانداں قائم ہوئے ہیں۔ گویا آپکا ایک ایک فرزند ایک قبیلہ دسبط
ہے اور صحیفے اگرچہ صرف حضرت ابراہیم پر نازل ہوئے ہیں۔ مگر حضرت
اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد کی طرف اسوجہ سے منسوب
کیے گئے ہیں۔ کہ وہ انہیں صحیفوں کے ماننے والے اور ان پر عمل کرنے

والے اور ان کی تعلیم دینے والے تھے۔ جیسے مسلمان کہتے ہیں کہ قرآن ہم پر نازل ہوا ہے۔

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا

پس اگر باور دارند اہل کتاب آنچہ باور داشتید شما پس راہ یافتند

پس اگر ایمان لاویں ساتھ اس چیز کے کہ ایمان لائے ہو تم ساتھ اس کے پس تحقیق راہ پائی

وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ

و اگر برگشتند پس جز این نیست کہ ایشان در مخالفت اندیں زود باشد کہ کفایت کند

اور اگر پھر جاویں پس سوائے اسکے نہیں کہ وہ بیچ خلاف کے ہیں پس شتاب کفایت کریگا تجھکو ان سے

اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۱۳۷) صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ

خدا بانتقام تو ایشا نرا و اوست شنوا دانا قبول کردیم رنگ خدا را و کیست

اللہ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے رنگ دیا ہے ہمکو اللہ نے اور کون

أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ (۱۳۸)

بہتر از خدا باعتبار رنگ و ما او را پرستندگانیم

بہتر خدا سے رنگ میں اور ہم اسی کو عبادت کرنے والے ہیں

فَإِنْ آمَنُوا (پس اگر ایمان بیارند یا بیاورند پھر اگر وہ ایمان لے آویں یا لائے)

ان اس جگہ مجرد فرض کے لئے ہے اور قبیل استدراج سے ہے۔

ف، فصیحہ۔ آمنوا، ماضی ج ۔ع بمعنی مضارع۔

بِمِثْلِ مَا (بمانند آن آنچہ کہ ایمان آوردید شما بآن۔ جسطرح کہ ایمان لائے ہو تم اس پر۔)

ب، صلۂ فعل - یا بمعنی استعانت و یا
سببیہ یعنی جن دلائل کی مدد و استعانت
یا سبب سے تم ایمان لائے ہو - اگر اہل کتاب
ان کی مثل دلائل کے سبب یا ان کی
مدد و استعانت سے ایمان لائیں تو
البتہ راہ یاب ہونگے -

مثل ایک صفت اگر چند چیزوں میں
پائی جائے تو وہ چیزیں اس وصف
مشترکہ کے باعث ایک دوسری کی
مثل اور مانند کہلاتی ہیں - یعنی ہم
نہیں کہتے کہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل
ہو لیکن یہ کہتے ہیں کہ اگر تم میں یہ بات
پیدا ہو جائے جسپر ہم ہیں جو کہ ایمان
و تدین کی اصل اصول ہے البتہ ہدایت
پاؤ گے اور یہی ہمارا مقصود ہے -
اے یہود کیا اس ایمان کے مقابلہ میں
کوئی دوسرا ایمان ہو سکتا ہے - ہرگز
نہیں - ہم ایمان لائے ہیں اس
وحدہ لاشریک لہ کی ذات یگانہ و بے مثل

پر اور اسکی تمام منزلہ کتابوں پر اور اسکے
تمام برگزیدۂ خلائق انبیا و رسل پر ہر ایک
کو ہم اپنا سر تاج سمجھتے ہیں اور ہر ایک
کے ساتھ ہماری سچی عقیدت ہے -
کسی ایک کے طرفدار بنکر دوسرے
کو برا نہیں کہتے - یہی ہمارا ایمان
جسکی ہمکو تعلیم دی گئی ہے اس تقدیر پر
مثل بمعنی ظاہر و اٰمنوا متعدی بالباء
ہے اور کہا ہے اٰمنوا جاری مجریٰ
لازم ہے اور با استعانت یا آلہ کیلئے
ہے اور معنی یہ ہے کہ اگر وہ داخل ہو
ایمان میں بواسطہ شہادت مثل شہادت
تمہاری کے قولاً و فعلاً و اعتقاداً البتہ
ہدایت پائینگے اور یا بائے زائدہ تاکید کے
لئے ہے اور **ما** مصدریہ ہے اور
ضمیر راجع ہے طرف اللہ کے یا
طرف قرآن کے یا طرف محمد رسول اللہ
علیہ السلام کے تو یہ معنی ہونگے اگر ایمان
لائیں وہ ما ذکر یہ مثل ایمان لانے

تمہارے کے۔ اور یا بمعنی ملابست ہے اے فآمنوا متلبسین بمثل ما اٰمنتم متلبسین بہ او فان اٰمنوا ایمانا متلبسا بمثل ما اٰمنتم ایمانًا متلبسًا بہ من الاذعان والاخلاص وعدم التفریق بین انبیاء اللہ تعالیٰ اور یا لفظ مثل زائد ہے۔ جیسے قولہ تعالیٰ میں ہے وشھد شاھد من بنی اسرائیل علیٰ مثلہ اے علیہ اور ہوسکتا ہے مرجع ضمیر بہ انجیل یا توراۃ ہو۔ اور معنی یہ ہیں کہ وہ یعنی یہود یا نصاریٰ توراۃ یا انجیل پر ایمان لائیں جبکہ تم ان پر ایمان لائے ہو مراد انجیل و توراۃ غیر محرف البتہ وہ ہدایت یاب ہوسکتے ہیں اور مومنین سے تمام مومنین مراد لے سکتے ہیں اور یا خاص وہ حضرات جو اہل کتاب سے مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ مثل عبداللہ بن سلام وغیرہم کے میرے خیال میں یہ توجیہ تمام تاویلوں سے مرجح ہے۔

بعضوں نے لفظ مثل[1] کو زائد کہا ہے کہ یہ صرف اظہار تعظیم و تفخیم کے لئے لایا گیا ہے۔

[1] مثل- بعضوں نے اسکو زائد کہا ہے۔ مگر شاہ عبدالعزیز صاحب اسکی یہ وجہ لکھتے ہیں۔ کہ مومن یہ عبارت ہے معنی قضیہ سے جو متعلق حکم و تصدیق ہے۔ اور معنی قضیہ کو اس اعتبار سے کہ وہ متعدد و تصدیق کنندگان کے اذہان کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔ متعدد و متغائر لکھتے ہیں۔ کیونکہ اعراض کی تشخیص انکے موضوعات کی تشخیص سے ہوا کرتی ہے۔ پس وہ معنی قضیہ جو مومنیں کے اذہان کیساتھ قائم ہیں۔ بالضرور اس معنی کے غیر ہونگے جو اہل کتاب کے اذہان کے ساتھ قائم ہونگے لیکن باعتبار اتحاد طرفین و نسبت و حکم ان دونوں معانی میں مماثلت متحقق ہے لہذا بنظر اس مغائرت کے لفظ مثل لانا مناسب محل سمجھا گیا۔ اور اگرچہ عرف میں اس قسم کی مغائرت کا اعتبار نہیں کیا جاتا لیکن حقائق

جزئیات سے منتقض نہیں ہوسکے ۱۲-

ما، مصدریہ - اٰمنتم، ماضی ج ح
ب، زائدہ یا بمعنی استعانۃ یا سببیہ مثل اول -

فقد اھتدوا (پس ہر آئینہ راہ راست یافتند پس تحقیق راہ پائی انہوں نے)
ف، جواب اِن - اھتدوا، راہ پائی انہوں نے - یا راہ پائیں گے
ماضی ج غ بمعنی مضارع بوجہ جواب شرط
الاھتداء، راہ راست پر آنا - ہدایت پانا - مصدر افتعال ناقص

وان تولوا (و اگر برگشتند - اور اگر پھر جائیں یا پھر گئے) یعنی ایمان ماموربہ سے - یا تمہاری نصیحت سے -
ان، حرف شرط - تولوا، ماضی ج غ بمعنی مضارع التولّی - پھر نا منہ موڑنا مصدر تفعّل - لفیف، مقرون -

فانما ھم (پس جز این نیست کہ ایشان - پس اسکے سوائے نہیں کہ وے سب)
ف، جزائیہ - اِنّما، مفید حصر اثبات

مطلوب کے جملہ مخالف اوہام کے ابطال کے لئے لایا جاتا ہے -
ھُم، ضمیر راجع (بیہود و نصاریٰ)

فی شقاق (در مخالفت اند - وہ خلاف میں ہیں یا وہی ضد پر ہیں)
شقاق، جانب مخالف - دوسری طرف شق بمعنی جانب سے مشتق ہے یا مشقت و صعوبت سے اور یا ماخوذ ہے مقولہ عرب شق العصار اذا اظہر العداوۃ سے اور تنوین اظہار تفخیم کے لئے ہے

فسیکفیکھم اللّٰہ (پس کفایت کند خدا با نتقام تو ایشانرا اب کافی ہے تیری طرف سے اللّٰہ انکو) اے سیکفیك کید ھم و شقاقھم - اسلئے کہ کفایت کا تعلق افعال کے ساتھ ہوتا ہے اعیان سے اس کا تعلق نہیں ہوتا - اور بفضلہ یہ وعدہ پورا ہوا فتح مکہ و قتل بنی قریظہ و اجلاء بنی نضیر اور تمام غلبۂ اسلام کے ساتھ -
ف، تعقیبیہ سیکفی، مضارع ا ع

وحرف سین مظہر قرب یا مظہر تاکید اثبات۔
الکفایۃ، کافی ہونا مصدر ف۔ک ناقص۔ کفیٰ۔ یکفی۔ کافٍ۔ مکفیٌّ اِکفِ۔ لاتکفِ۔

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
(واوست شنوا و دانا۔ اور وہی ہے سُننے والا۔ جاننے والا۔)
سمیع وعَلِیمُ۔ ہر دو صفت مُشبہ

صِبْغَةَ اللَّهِ
(قبول کردیم رنگ خدا را۔ یا صبغ داد مارا خدا و نہ صبغ کامل۔ ہمنے اللہ کا رنگ لیا ہے۔ یا رنگ دیا ہے ہم کو اللہ نے اچھا اور پورا رنگ)
اے قولوا صبغنا اللہ صبغۃً اے تطہر قلوبنا تطہیرۃ۔ یا فطرنا اللہ علٰے فطرتہ

صبغ، رنگ اور صبغہ[1] رنگ میں ڈبو دینے اور رنگنے کو کہتے ہیں) اصل میں صبغہ بالکسر فعلۃ صبغہ سے مشتق ہے مثل جلسہ جلس سے ماخوذ ہے اور یہ اس حالت کا نام ہے جسپر صبغہ واقع ہوتا ہے

وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً
(وکیست بہتر از خدا۔ اور کون بہتر ہے اللہ سے۔
مَن، استفہامیہ بمعنی انکار یعنی کوئی اس سے بہتر نہیں۔
احسن، افعل التفضیل۔
(از جہت صبغہ۔ رنگ کے لحاظ سے)
یعنی اللہ کے رنگ سے کوئی رنگ اچھا نہیں ہوسکتا اور کوئی رنگ اسپر غلبہ نہیں کرسکتا۔

[1] صبغہ نصاریٰ میں عادت تھی کہ جب اُنکے ہاں بچہ پیدا ہوتا۔ تو سات دن کے بعد زرد رنگ کے پانی میں جسکو معمودیہ کہتے ہیں اسے غوطہ دیتے اس اعتقاد سے کہ یہ غوطہ اسے غیر ادیان سے پاک کرنے والا اور اسکی نجات کا ذریعہ ہے اور اسکو ختنے کے قائمقام جانتے تھے اور بعد غوطہ دینے کے کہا کرتے۔ صبغناہ بالنصرانیۃ۔ اسی طرح جب کسی شخص کو نصاریٰ بناتے اسپر بھی وہ رنگ لگاتے تھے۔ اور اس رسم کے ادا ہونے کے بعد اسکو عیسائی سمجھتے تھے۔ لہذا الطور مشاکلت اللہ نے اللہ تعالےٰ

وَنَحْنُ لَهُ عٰبِدُوْنَ

زو ما عبادت کنندگان اوایم۔ اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں یا اسکی اطاعت اور بندگی پر ہیں۔)

نحن، ضمیر مرفوع المحل (مراد نبی علیہ السلام واصحابہ)

ل، مظہر، تخصیص وتاکید۔ ومرجع ضمیر ملت یا ابراہیمؑ۔

عابدون، جمع عابد

فَاِنْ اٰمَنُوْا

ان، شرطیہ۔ اٰمنوا، فعل مع فاعل

مثل، زائد۔ ما، موصولہ

اٰمنتم بہ، جملہ فعلیہ صلہ مفعول

اے اٰمنوا بما اٰمنتم بہ۔

ویا۔ مثل،.... مضاف

ما، مصدریہ۔ اٰمنتم بہ، جملہ فعلیہ بتاویل،.... مصدر مضاف الیہ

لے فان اٰمنوا ایماناً مثل ایمانکم۔

ف، جزائیہ۔ فقد اھتدوا، جملہ فعلیہ جزا

اِن، شرطیہ۔ تولوا، فعل مع الفاعل شرط

ف، جزائیہ۔ انما، کلمہ حصر

ھُمْ،.... مبتدا

فی شقاق،.... ظرف مستقر خبر

لے فانما ھم مقیمین فی شقاق۔

فسیکفی،.... فعل اللہ فاعل

ک، ضمیر مفعول (۱) ھم مفعول (۲)

لے فان کان حالھم ھذا فدعھم سیکفی اللہ عنک۔

ھو مبتدا۔ السمیع العلیم خبر

جملہ اسمیہ تاکید مضمون اول

نمبر حاشیہ صفحہ ۶۴۲۔ نے مسلمانوں سے کہا کہ تم کہدو کہ ہم کو اس رسم کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم تو اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اللہ کے رنگ سے بڑھکر اور کونسا رنگ ہے مطلب یہ کہ دین اللہ سے بڑھکر اور کوئی ہدایت کا طریقہ نہیں ہے اللہ کے رنگ سے مراد دین اسلام ہے اسلئے کہ دین اسلام بھی مسلمانوں کے دلوں میں اسی طرح اثر کرتا ہے جسطرح رنگ کپڑے وغیرہ میں وجسطرح صبغ مصبوغ کے لئے بمنزلہ حلیہ ہوجاتا ہے اسی طرح ایمان قلوب مومنین کے لئے حلیہ قبولیت ہے۔

صبغة الله ، مفعول } جملہ فعلیہ
اتبعوا ، محذوف فعل با فاعل

اے قولوا اتبعوا او الزموا صبغة الله

ویا مفعول مطلق اے منصوب علے المصدریة - اے صبغنا الله صبغة ویا ملت ابراہیم سے بدل محض ہے اے اتبعوا ملّة ابراھیم اے صبغة الله -

من ، استفہامیہ ، ... مبتدا
احسن ، افعل التفضیل } خبر
من الله ، ظرف لغو
صبغة[5] ، ... تمیز

جملہ اسمیہ عطف ہے صبغۃ اللہ پر

اس کا عطف اٰمنا پر ہے اس تقدیر پر صبغۃ اللہ مفعول ہے قولوا سے تا کہ معطوفین بین فصل لازم نہ آئے اور جملہ اسمیہ اظہار دوام واستمرار کے لئے ہے اور اگر صبغۃ اللہ منصوب بفعل الزموا یا اتبعوا ہی تو یہ جملہ مقولہ قول محذوف ہے اور عطف الزموا پر کیونکہ ما قبل اس کا قول مومنین ہے

نحن ، .... مبتدا } جملہ اسمیہ معطوفہ
لهٗ ، ظرف لغو - عابدون ، خبر

اے - قولوا اٰمنا وقولوا نحن له عابدون او المعنی اتبعوا ملة ابراھیم وقولوا اٰمنا -

ف - فسيكفيكهم الله - یعنی اللہ تیری حفاظت کرے گا اور مدد کرے گا مخالف تجھے کچھ ایذا نہ پہونچا سکیں گے بلکہ تیری مخالفت کی وجہ سے اللہ ان کو خوار و ذلیل کردیگا چنانچہ یہ وعدۂ الٰہی پورا ہوا - بنی قریظہ قتل ہوگئے - اور بنی نضیر

[5] صبغة تمیز الیہ منقول ہے مبتدا سے مثل زید احسن من عمرو وجھًا - اور تفضیل جاری ہے بین صبغتین نہ انکے فاعلوں میں اے لا صبغة تعالیٰ علی معنی انہ احسن من کل صبغة اور چونکہ مدور تفضیل تمیم حسن پر ہے جو شامل ہے حسن حقیقی اور فرضی پر جو انکے زعم پر مبنی ہے اسلئے یہ لازم نہیں آتا کہ غیر میں بھی کچھ حسن ہے -

جلاوطن کردئیے گئے اور انصاری پر جزیہ مقرر کیا گیا۔
قرآن شریف کی یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت[۵۱] کو یاد دلاتی ہے۔

---

۵۱ قصہ شہادت یہ ہے۔ جناب خلیفہ سوم امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کیطرف سے عبداللہ بن ابی سرح (بجائے مہلہ برادر رضاعی حضرت عثمان رضؓ جنہوں نے فتح مصر میں بڑی نام آوری حاصل کی تھی) مصر کے حاکم مقرر ہوئے تھے مگر مصر والے ان سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے انکی بہت سی شکایتیں خلیفہ زماں کی حضرت میں پہونچائیں۔ جسپر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابی سرح کو معزول کر دیا۔ اور انکی جگہ حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو معین فرمایا چنانچہ وہ لوگ جو مصر سے آئے ہوئے تھے حضرت محمد بن ابی بکر کے ساتھ روانہ مصر ہو گئے۔ اثناء راہ میں انکو ایک سانڈنی سوار پیچھے سے آتا ہوا ملا۔ بعد تفتیش معلوم ہوا کہ وہ مدینہ منورہ سے مصر کو ایک شاہی فرمان لئے ہوئے جا رہا ہے۔ فرمان میں لکھا ہوا تھا محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا جائے۔ اور دوسرے خط میں لکھا تھا ابن ابی سرح کو حکومت مصر پر بحالہ قائم رکھا جائے اور جو لوگ ان سے ناراض ہیں انکو سزا دیجائے۔ بعض کہتے ہیں۔ فرمان کے علاوہ ایک علیحدہ خط تھا جس میں محمد بن ابی بکر کے قتل کر دینے کیطرف اشارہ کیا گیا تھا۔ اس فرمان اور خط کے دیکھنے سے مصری لوگ آگ بگولہ بن گئے اور انہوں نے اس سانڈنی سوار سے اس خط کو چھین لیا اور وہیں سے مدینہ منورہ کو واپس ہو گئے اور حضرت امیر المومنین کو وہ خط لا دکھایا آپ نے قسم کھائی کہ نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے اور نہ مجھے اس قضیہ سے کچھ خبر ہے۔ تب اس جماعت نے کہا کہ آپ اپنا منشی ہمارے حوالے کر دو۔ اس وقت آپکا منشی مروان بن حکم آپ کا چچا زاد بھائی تھا۔ اور یہ اسی کی حرکت تھی۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خوف سے کہ یہ لوگ کہیں مروان کو قتل نہ کر ڈالیں اسکو انکے حوالے نہ کیا اور آہستہ

آپ بعہد خلافت جمعہ کے روز بعد نماز عصر اٹھارویں ذی الحجہ ۳۵ھ پینتیس ہجری کو اپنے مکان میں تلاوت قرآن فرما رہے تھے۔ کہ مخالفین آ پہونچے اور گھر میں

آہستہ بات بڑھ گئی۔ جب ہنگامے کا خوف ہوا تو بعض مشاورین نے مدافعت کی اجازت مانگی۔ جسپر حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر سب سے پہلا مسلمانوں اور خصوصاً صحابہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر میں تلوار اُٹھانے والا بننا نہیں چاہتا۔ پھر انہوں نے کہا مناسب ہے، کہ اسوقت آپ مکہ معظمہ کا قصد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں حرم کعبۃ اللہ میں فساد پھیلانا نہیں چاہتا پھر انھوں نے کہا مناسب ہے کہ جناب شام کا قصد فرمائیں تو آپ نے فرمایا میں عطیہ جناب حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ ہجرت کو کسی طرح چھوڑنا نہیں چاہتا۔ پھر آپ نے اپنے شمشیر بکف غلاموں سے ارشاد فرمایا جو شخص تلوار نہیں کھینچیگا وہ آزاد ہے۔ میرا قتل ہو جانا مسلمانوں میں باہم خونریزی ہونے اور ان میں فتنہ وفساد برپا ہو جانے سے بدرجہا بہتر ہے الغرض جب بلوائی بالکل آمادہ فساد ہو گئے اور اُنہوں نے مکان کو ہر طرف سے گھیر لیا تو ناچار حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو فہمایش کے لئے بھیجا اور وہ بہزار دقت دروازہ مکان تک پونہچے اور انھوں نے دروازہ بند کر لیا اور کسیکو گھسنے نہیں دیتے تھے۔ بلوائی پڑوس والے مکان کی چھت پر سے اندر گھس آئے اور اُنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کام تمام کر دیا۔ یہ واقعہ جمعہ کے دن بعد نماز عصر اٹھارویں ذیحجہ سنہ ۳۵ پینتیس ہجری میں ہوا ہے اسوقت آپکی عمر بیاسی برس کی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قاتل کی تحقیقات فرمائی مگر کوئی ثبوت نہ پہونچ سکا۔ حضرت محمد بن ابی بکر پر عام شبہ کیا گیا تھا۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حرم محترم نے ان کی برارت کر دی۔ سیرت عثمان وغیرہ بعض خصوصیات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ آپکا لقب ذی النورین ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی

گھسکر پہلے آپ کے ہاتھ پر ایک تلوار ماری جس سے خون جاری ہو گیا اور اُس
آیت پر گرا۔ آپ نے فرمایا واللہ یہ وہی ہاتھ ہے جس نے سب سے پہلے قرآنِ مجید

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۷

دو صاجزادیوں کا یکے بعد دیگرے آپ سے نکاح ہوا ہے۔ (۲) جناب سرورکائنات
جب مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو اُسوقت بئر رومہ ہی ایک کنواں تھا جسکا پانی شیریں
اور عمدہ تھا اور وہ ایسے یہودی کے تصرف میں تھا جو مسلمانوں کا جانی دشمن تھا مشکوٰۃ شریف
میں بروایت ثمامہ اسطرح لکھا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ کو بلوائیوں نے گھیر لیا اور آپکو پانی کی
تکلیف ہوئی تو آپ نے کوٹھے پر چڑھ کر لوگوں کی طرف خطاب کیا۔ کیا؟ تم لوگ نہیں جانتے
کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ مین تشریف فرما ہوئے تھے تو بئر رومہ کے
سوائے میٹھا پانی نہیں ملتا تھا۔ آپ نے شوق دلایا، کہ کون مرد خدا ہے جو اسکو خرید ے
اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ خود بھی اسکا پانی پیئے اور عوض اس احسان کے جنت کا
مالک بنے" پھر مینے اپنے خاص مال سے بئر رومہ کو خرید کیا (اور بحکم سرورکائنات صلی اللہ علیہ
وسلم مینے اس کا پانی عام مسلمانوں پر وقف کر دیا تھا) آج تم لوگ مجھکو اسکے پانی سے روکتے ہو
سب نے کہا اس مین کوئی شک نہیں (انتہی)۔
(۳) سنہ ۹ نو ہجری میں جبکہ بذات خود جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک
کی تیاری فرمائی اس وقت صحابہؓ کی حالت نہایت تنگ تھی چنانچہ ابن کثیرؒ نے قتادہؓ سے
نقل کیا ہے کہ صحابہؓ نے غزوہ تبوک کے وقت ملک شام کی طرف ایسی گرمی کی شدت میں
سفر کیا تھا کہ اللہ ہی کو معلوم ہے اور توشہ کی بھی از حد تنگی تھی ایک خرما دو شخص تقسیم کر کے
کھاتے تھے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک خرما کو اول ایک شخص نے کچھ دیر منھ میں رکھا
اور اسے چوس لیا اور اسپر پانی پی لیا۔ اور پھر اس خرما کو دوسرے شخص نے چوسا اور اوپر پانی

کو مفصل لکھا ہے اور پھر آپ شہید کر دئیے گئے اس وقت آپ کی عمر بیاسی[۸۲] برس کی تھی۔ حضرت عبد اللہ ابن امام احمد (جو فن حدیث میں نہایت معتبر ثقہ ہیں

پی لیا۔ عبد اللہ بن امام احمدؒ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مشکل سفر کے وقت جب لوگوں کو مال خرچ کرنے کی ترغیب دینے کیلئے منبر بچھایا اور فضیلت خرچ مال کو بیان فرمایا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سو اونٹ مع سامان کے دونگا۔ پھر رسول علیہ السلام نے منبر کی ایک سیڑھی اتر کر حضرت عثمانؓ کی اس بر موقع امداد کی فضیلت بیان فرمائی تو حضرت عثمانؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم سو اونٹ میرے ذمہ پر اور بھی ہیں۔ اس وقت آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک حشاس وبشاش تھا اور اپنے ہاتھ مبارک کو حرکت دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسکے بعد عثمان ابن عفان جو عمل کریگا اس کا مواخذہ اسپر نہیں دوسری روایت میں ہے "کہ غزوہ تبوک کی فراہمی سامان کے وقت حضرت عثمانؓ اپنے کپڑے میں ہزار دینار لائے۔ اور رسول علیہ السلام کے سامنے رکھ دئے۔ اور آنجناب انکو نیچے اوپر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اب ابن عفان کو اس کا کوئی عمل ضرر نہیں دیگا" تبوک سرحد شام پر ایک مقام ہے مدینہ منورہ سے چودہ منزل اور دمشق سے گیارہ منزل ہے۔ آپکی خلافت کا زمانہ گیارہ برس۔ گیارہ مہینے تیرہ دن ہے آپ ہمیشہ ازار (تہ بند) باندھا کرتے تھے شہادت سے ایک روز پہلے آپ نے پاجامہ پہن لیا تھا۔ بعد شہادت ہفتہ کی شب میں عشاء سے پہلے بقیع میں مدفون ہوئے۔

(۴) اتقان میں ہے۔ کہ جب اسلامی فتوحات دور دراز تک پہنچ گئیں۔ اور آذربائیجان آرمینیہ وغیرہ ممالک عجم میں عرب و غیر عرب کی زبان پر قرآن پڑھا جانے لگا تو وجوہ قرأت میں از حد اختلاف پیدا ہو گیا۔ بلکہ عرب ہی میں باعتبار وسعت زبان بہت کچھ اختلاف ہو گیا تھا

اور مسند امام احمد پر انہوں نے تتمہ بھی لکھا ہے) لکھتے ہیں کہ عمرہ بنت ارطاۃ عدویہ کہتی ہیں۔ کہ جس سال حضرت عثمانؓ شہید ہوئے ہیں میں حضرت عائشہؓ کے کے ساتھ حج کرنے کو گئی تھی میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ خون کے قطرے اس آیت پر پڑے ہوئے تھے۔ اسی طرح ابن ابی حاتم بھی نافع ابن نعیم سے روایت کرتے ہیں۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ج

بگو آیا مکابرہ می کنید با ما درباب خدا وادپر پروردگا ما وشما است

کہہ کیا جھگڑتے ہو تم ہم سے بیچ اللہ کے اور وہ ہے پروردگار ہمارا اور پروردگار تمہارا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۷

جس سے آئندہ بہت سخت مشکلات کے پیش آنے کا خوف پیدا ہو گیا تھا۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ مصحف مجید جو پہلے حضرت ابوبکرؓ کی پاس اور بعد ازآں حضرت عمرؓ کے پاس اور بعد ازآں حضرت بی بی حفصہؓ ام المومنین بنت عمرؓ کے پاس محفوظ تھا اپنے پاس منگوا لیا اور زید بن ثابت۔ عبداللہ بن زبیر۔ سعد بن العاص۔ عبدالرحمٰن بن الحارث بن الہشام کو اسکی نقل کرنے پر مامور فرمایا اور یہ فہمایش کی کہ جہاں کہیں۔ قرات کا اختلاف آجائے۔ وہاں تمام قبائل عرب کی زبان چھوڑ کر قریش کی زبان پر اکتفا کیا جائے۔ کیونکہ قرآن مجید قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ کل سات قرآن مجید نقل کئے گئے ایک ایک مصحف۔ مکہ معظمہ۔ شام۔ یمن۔ بحرین۔ بصرہ۔ کوفہ۔ کو ارسال کیا گیا اور ایک مصحف مدینہ منورہ میں رکھا گیا۔ ۱۲

———۱۰———

وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۱۳۹

و ما راست کردارہائے ما و شما راست کردارہائے شما و ما اورا باخلاص پرستندگانیم

اور واسطے ہمارے ہیں عمل ہمارے اور واسطے تمہارے ہیں عمل تمہارے اور ہم واسطے اسکے اخلاص کرنیوالے ہیں

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

آیا می گوئید که ہر آئینه ابراہیم و اسمعیل و اسحق

کیا کہتے ہو تم تحقیق ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق

وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى

و یعقوب و نبیرگان او یہود بودند یا ترسا بودند

اور یعقوب اور اولاد اسکی کو تھے یہودی یا نصاریٰ

قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ

بگو شما دانا ترا ید یا خدا و کیست ستمگار تر ازانکه بپوشد

کہو کیا تم بہت جاننے والے ہو یا اللہ اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ چھپاتا ہے

شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۱۳۵

آن گواہی را که نزدیک اوست از جانب خدا و نیست خدا بے خبر ازآنچه میکنید

گواہی جو پاس اسکے ہے اللہ کی طرف سے اور نہیں اللہ بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہو تم

فی (بگو آیا حجت یا مکابرہ میکنید با ما - کیا تم جھگڑتے ہو ہم سے)

اے تحاجوننا - ا - ہمزہ استفہامیہ

تحاجّون، مضارع المحاجّۃ والحجاج

باہم حجت کرنا - مکابرہ کرنا مصدر مفاعلہ

مضاعف حَاجَّ - يُحَاجُّ - مُحَاجٌّ

حَاجٌّ - لَا تُحَاجَّ

فی (درباب خدا یا در دین خدا -

وحو ربنا وربکم

خدا کے بارے میں یا اللہ کے دین میں اے فی اللہ ام فی دین اللہ۔

(حالانکہ او پروردگار ما و پروردگار شما است اور وہ ہے مالک ہمارا اور مالک تمہارا) لا اختصاص لہ بقوم دون قوم یصطفی بالنبوۃ من یشاء من عبادہ وھو یفعل ما یرید۔

ولنا اعمالنا

(و مار است جزائے کردارہائے ما۔ ہمارے لئے بدلہ ہمارے کاموں کا) ل مخففہ اے لنا نفع اعمالنا و ضرر اعمالنا اعمال جمع عمل اس کا اطلاق عاقل بالغ آزاد کے ہر اُس فعل و حرکت پر ہوتا ہے جو اسنے اپنی اختیار سے کی ہے اس کا تعلق اعضائے ظاہرہ سے ہو خواہ باطنہ سے۔

ولکم اعمالکم

(و شمار است جزائے کردارہائے شما اور تمہارے لئے ہیں اعمال تمہارے) یعنی تمہارے پر ہے اپنے عملوں کا نفع یا نقصان فلکل واحد جزاء عملہ اعمالکم اے جزاء کم

ونحن لہ مخلصون

(و ما او را مخلص پرستندگانیم۔ اور ہم اسکے لئے اخلاص کرنے والے ہیں) نحن، ضمیر منفصل۔ ل، مظہر تخصیص مخلصون، جمع خالص اسم فاعل الاخلاص و الخلوص۔ پاک صاف کرنا شئے کو آمیزش غیر اور آلائش سے اصطلاحاً اعمال کو ریا سے بچانا اور عبادت لوجہ اللہ کرنا۔ مصدر۔ پس مخلص کے یہ معنی ہوئے ذات واجب الوجود کو نقائص شرک و کدورت محدثات سے بری اور بے عیب سمجھنے والا۔ اور اسے واحد لاشریک لہ فی الذات ولا فی الصفات ماننے والا۔ یا یہ کہ ہم اپنے کو اس کی عبادت کے لئے شرک و بدعت وغیرہ کی مکروہ کدورتوں اور آمیزشوں سے

پاک اور ستھرا رکھتے ہیں۔ اور ہمارے اور اس ذات کے درمیان کسی غیر کو حلولیت کی گنجایش نہیں۔ (آیا میگوید۔ کیا تم کہتے ہو)

ام تقولون

ام[1]، منقطعہ بمعنی بل و ہمزہ مقدرہ مفید انکار اے اتقولون انّ ابراھیم الخ بل ینبغی ان لا یقع ذالك القول منکم یا متصلہ و معادلہ ہمزہ اتحاجون اے ای الامرین تاتون المحاجۃ

انی ادّعاء الیھودیۃ او النصرانیۃ علی الانبیاء۔ او فی الحکمۃ الالٰھیۃ۔ وقیل ام بمعنی الھمزہ فقط او ہو للتنویع۔ تقولون مفح ح ان ابراھیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب و الاسباط کانوا ھودًا او نصاریٰ۔

(کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب و اولاد ایشاں یہود یا ترسا بودند کہ ابراہیم اور انکے بیٹے اسمٰعیل

[1] ام دو احتمال رکھتا ہے (۱) منقطعہ بمعنی بل یعنی اے مخاطبین کیا تم حضرت ابراہیم وغیرہم انبیاء کے بارے میں یہ کہتے ہو کہ وہ یہودی یا نصاریٰ تھے ہم کہتے ہیں کہ تم اہل علم ہو ایسی بات ہرگز تم سے نہ ہونی چاہیئے۔ اور یا وہ متصلہ ہے اس وقت ہمزہ اتحاجون کا معادل ہوگا کہ تم کس امرین حجت کرنا چاہتے ہو۔ کیا اس میں کہ انبیاء یہود یا نصارے تھے۔ اور یا حکمت الٰہیہ میں مراد استفہام سے امرین کا انکار ہے ثبوت امرین پر علم ہوتے ہوئے اس طرز عبادت کو اختیار کرنے میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ان مین سے ایک امر بھی ذم کے لئے کافی ہے۔ چہ جائیکہ دونوں جمع ہوں جیسا کہ اس شخص کے بارے مین جو تدبیر اور تقریر دونوں مین خطا کرتا ہے کہتے ہین أتدبیرک ام تقریرک۔ ۱۲

واسحاق اور انکے پوتے یعقوب اور
اسباط یہودی یا نصاریٰ تھے)
ھود، مصدر بمعنی اسم - ونصاریٰ - جمع
نصرانہ، مراد متبعان حضرت مسیح علیہ
السلام -

او، حرف عطف مظہر تنویع وتفصیل

ءَاَنتُم اَعلَمُ
(بگو آیا شما دانا ترآید - کہ کیا تم بہت
جاننے والے ہو -)
ءَ، ہمزہ استفہام مظہر تقریر مخاطب
اے انکم قد اقررتم بانہ تعالیٰ اعلم
انتم، (ان ضمیر - تم، بیان خطاب)
اعلم، افعل تفضیل - دانا تر -

اَمِ اللہُ
(یا اللہ) ام حرف عطف تردید -
کے لئے ہے - لستم اعلم بحال
ابراھیم فی باب الدین بل اللہ
تعالیٰ اعلم بذلك -
یا منفصلہ اے اتکم اعلم

وَمَن اَظلَمُ
(وکیست ستمگارتر - اورکون ہی بڑا ظالم)
من، انکاری اے لایکون احد اظلم
اظلم افعل

مِمَّن كَتَمَ
(از آنکہ پوشید - اس سے جو چھپاتا ہے)
مِن، بیانیہ - مَن موصولہ
کَتَمَ، ماضی - چھپایا اس نے اَلکِتمانُ
اَلکَتم چھپانا - پوشیدہ کرنا مصدر
ف - ض - کَتَمَ، یَکتُمُ، کاتِمٌ
مَکتُومٌ، اُکتُمْ، لَا تَکتُمْ -

شَهَادَةً عِندَهُ
(گواہی راکہ نزد اوست - گواہی کو جو
اس کے پاس ہے)
شہادۃ، اظہار معلومات حقہ واقعیہ
اصل اس کے معنی روبرو اور سامنے
ہونے کے ہیں -
عندہٗ، اے ثابتۃ عندہٗ -
اسم ظرف و مرجع ضمیر (من)

مِنَ اللہِ
(از خدا - یا از جانب خدا - اللہ کی
طرف سے) لمے موصولہ من اللہ
من، ابتدائیہ یا متعلق بشہادۃ -
اے لا احدٌ اظلم ممن کتم
شہادۃ اللہ -

وما اللہ بغافل عما تعملون

(و نیست خدا بے خبر از انچہ کردشما میکنید۔ اور اللہ بے خبر نہیں ہے اس سے جو تم کرتے ہو۔ تمہارے کاموں سے)

ما، نافیہ۔ ب، زائد اکثر خبر پر داخل ہوتی ہے۔

غافل، اسم فاعل بھولنے والا شخص جسکی قوت حافظہ و ممیزہ معلومات حاصلہ میں تمیز نہ کر سکے۔ اور وہ شخص جس کا ذہن ضروریات کی طرف متوجہ نہو۔

عن۔ بمعنی من۔ ما، موصولہ

تعملون، مض ج ح مصدر العمل

قل اتحاجوننا

قل، ...... فعل بافاعل

ا، ہمزہ استفہامیہ استبعادیہ

تحاجون، فعل بافاعل

نا، ضمیر.... مفعول

فی اللہ، ظرف لغو

اے اتحاجون فی اللہ اے فی دینہ او اصطفائہ نبیاً من العرب۔ وما ینبغی لکم ھذہ لان ھو ربنا و ربکم۔

و۔ ھو، ...... مبتدا

ربنا وربکم، .... خبر } معطوف علیہ

م جملہ حال ہے اے اتجادلوننا و الحال انہ لاوجہ للمجادلۃ اصلا لانہ تعالیٰ مالك امرنا وامرکم۔

و۔ لنا، ظرف مستقر خبر مقدم

اعمالنا، اے جزاء اعمالنا۔ مبتدا مؤخر } معطوف علیہ

و۔ لکم اعمالکم جملہ اسمیہ معطوفہ حالیہ اے لکم جزاء اعمالکم

و۔ نحن، ...... مبتدا

لہ، ظرف لغو۔ مخلصون... خبر } جملہ اسمیہ حالیہ

ام، منقطعہ۔ تقولون، فعل بافاعل

ان، .... مشبہ بفعل

ابراھیم واسمٰعیل و اسحٰق ویعقوب والاسباط } اسم

کانوا، فعل مع الاسم

ھوداً اوانصاریٰ... خبر } خبر } جملہ اسمیہ } جملہ فعلیہ اے بینئی ان لا تقولوا

أ- أنتم ۔۔۔۔ مبتدا
أعلم ۔۔۔۔۔۔ خبر
قل، محذوف ۔۔۔ فعل با فاعل
ام، منقطعہ - اللہ ۔۔۔ مبتدا
اعلم، محذوف ۔۔۔۔۔ خبر
ومن، استفہامیہ ۔۔۔ مبتدا
اظلم ۔۔۔ افعل التفضیل
من، جار من موصولہ
کتم شہادۃ عندہ صلہ
یعنی لا احد اظلم من اھل الکتب حیث کتموا ھذہ الشہادۃ واثبتوا نقیضھا والجملۃ تذئیل تقررھا انکر علیھم من ادّعاء الیھودیۃ والنصرانیۃ اوریا تذئیل جملہ "أانتم اعلم ام اللہ"

والمعنی لا احد اظلم منا لو کتمنا ھذہ الشہادۃ۔
کتمتم ۔۔۔۔ فعل مع الفاعل
الناس، محذوف مفعول اوّل
شہادۃ، موصوف ۔۔۔
عندہ، ظرف مستقر صفت
من اللہ، ظرف مستقر صفت دوم
ای کتم الناس شہادۃ کائنۃ عندہ کائنہ من اللہ۔
و- ما، نافیہ، اللہ ۔۔۔ مبتدا
ب، زائدہ غافل، اسم فاعل
عن، جارہ - ما، موصولہ
تعملون، جملہ فعلیہ صلہ

ف۱- قل اتحاجون الخ مشرکین کفار اور یہود وغیرہ معاندین اسلام کے فاسد خیالات اور اُن کے ردی اعتقادات کی تردید۔ شرائع اسلام کی تائید اور اصول حقہ کی فہمائش کے بعد قطع نزاع کے لئے ارشاد ہوتا ہے۔ کہ اے مومنین تم مخالفین سے کہدو کہ اب تم اس بات پر جھگڑتے ہیں

کہ مالک الملک قادر مطلق و مختار کل نے ہمین دین اسلام سے کیون مشرف
کیا ہے۔ کتاب کس لئے دی۔ ہر ایک امر مین کیون رد کرتا ہے۔ تمہاری
خیالات کی پاسداری کیون نہین کی جاتی۔ موسوی شریعت کس لئے منسوخ
کردی گئی۔ تو اسے معاندین اسلام اس معاملہ مین نزاع اور جھگڑے کی
گنجایش نہین۔ جس پادشاہ عالم نے ایک زمانے تک تمھین عزت
دی ہے دینی اور دنیوی حکومت کی عنان تمہارے قبضہ مین دی اور
تمھین سرفراز کیا ہمارا بھی وہی مالک ہے اور ہم تم دونون اسی کی عنایت
و مہربانی کے چشمہ فیض سے ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ جب اس نے
اپنی نوازش سے آج ہمین سرفراز کیا ہے تو کچھ بیجا نہین۔ تمھین اسبات
پر حسد کرنا اور ہم سے عناد رکھنا بالکل لغو اور فضول ہے۔ کیونکہ اس کی رحمت
کے چمکتے آفتاب سے ہر ایک ذرہ مستفیض ہونے کا مستحق ہے۔ اور اگر
تمھین اس بات کا دعویٰ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل و حضرت
اسحاق و حضرت یعقوب علیہم السلام اور آپ کی سب کی سب اولاد یہود یا نصاریٰ
تھی تو اس خبر کی واقفیت میں اس عالم الغیب مخبر صادق سے تمہاری واقفیت
اور تاریخ دانی مرجح نہیں ہوسکتی کیونکہ اس کے علیم و خبیر اور صادق ہونے پر
تمہارا بھی اعتقاد ہے۔ اب رہی یہ بات کہ ہم جھوٹ کہتے ہین یا تم سچے
واقعات اور پوری کیفیت کو لوگون پر ظاہر نہین کرتے تو خوب یاد رہے
کوئی شخص کسی دوسرے کی قبر مین نہین جاسکتا۔ ہر ایک شخص اپنے نیک و بد
کردار کی جوابدہی کا ذمہ دار ہے۔ پھر اس شخص سے کونسا شخص اپنے نیک و بد

کردار کی جوابدہی کا ذمہ دار ہے۔ پھر اس شخص سے کون سا شخص زیادہ
ظالم ہو سکتا ہے۔ کہ خداوند عالم کو حاضر و ناظر اور عالم ماتخفی الصدور جانتا
اور پھر امر حق کو ظاہر نہیں کرتا۔ اور جس حکم کے اظہار کی تاکید ہے اس کے
برخلاف وہ اس کے چھپانے میں مبالغہ کرتا ہے۔ اب رہا ان بزرگوں
کے خاندان کی نسبت یا ان کی اولاد ہونیکا دعویٰ۔ پس اسے یہود وہ جو
کچھ کہتے اور جیسے تھے اپنے اپنے وقت پر آئے اور چلے گئے
جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ اپنے ساتھ لیگئے ہیں اور جو ہم کریں گے
اپنے ساتھ لیجائیں گے محض خاندانی دعویٰ بے کار اور بے سود ہے۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ

این گروہے است کہ درگذشت ویراست آنچہ کردند وشمار است

یہ ایک امت تھی کہ تحقیق گذر گئی واسطے انکے تھا جو کچھ کمایا انہوں نے اور واسطے

مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

آنچہ شما کردید و پرسیدہ نخواہید شد شما از آنچہ ایشان میکردند

جو کمایا تم نے اور نہ پوچھے جاؤ گے تم اس چیز سے کہ تھے وہ کرتے

(این قوم گروہے بودند۔ وہ ایک امت تھی۔ یا ایک جماعت تھی)
تلک، اسم اشارہ مونث۔ تانیث اس کی باعتبار تانیث خبر ہے۔

امّۃ، وہ جماعت جس کی طرف کوئی پیغمبر تبلیغ احکام کے لئے آیا ہو۔ اور اس سچے دیندار شخص کو بھی کہتے ہیں جو لوگوں کو سیدھی راہ

کی ہدایت کرتا ہے۔ راہ حق بتانے والا۔ وہادی شریعت حقہ۔
وفی الاصل الامۃ الجماعۃ فی اللفظ واحد وفی المعنی جمع اور حیوانات کی ہر ایک جنس پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے وفی الحدیث لولا الکلاب امۃ من الامم لامرت بقتلہا وبمعنی طریقہ ودین ومذہب یقال فلان لا امۃ لہ ای لا دین لہ ولا نحلۃ وبمعنی ناصح امین کما فی قولہ کنتم خیر امۃ وقال الاخفش معناہ خیر اھل دین۔

قد خلت (کہ درگذشت۔ کہ تحقیق گذر گئی ہے)
قد، یہ حرف اکثر زیر امید امر کی تکمیل کو ظاہر کرتا ہے۔
خلت، ماضی مؤنث۔ ا۔ ع۔ الخلو خالی ہونا۔ گذرنا۔ مصدر ف ص خلا۔ یخلو۔ خال، مخلو اُخْلُ۔ لا تَخْلُ۔

لہا ما کسبت (مرا ینہاراست آنچہ کسب کردند۔ وہ اُن کے لئے ہے جو کمایا اُنہوں نے)
ل، تخصیص وتملیک شعر بضرر و نفع۔
ما، موصولہ، کسبت، ماضی مؤنث ا۔ ع

۱ کسب مطلق تحصیل شئے پر بولا جاتا ہے اب معنی یہ ہونگے کہ ان کو ان کی نیکیوں کا نفع پہونچ جائے گا خواہ انہوں نے ادنیٰ سے ادنیٰ محنت سے کی ہیں، اور خواہ محنت وسعی شاقہ سے کی ہیں۔ بخلاف اس کے اکتساب کا اطلاق اس وقت کیا جاتا ہے جبکہ کسی شئے کے حاصل کرنے میں مبالغہ اور کوشش کی جائے جیسے آیت میں ہے لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت یعنی ہر ایک جی کو اس کی نیکی کا نفع پہونچ جاتا ہے جو اس نے ادنیٰ سے ادنیٰ محنت کے ساتھ کی ہو اور وبال اسی صورت میں آتا ہی جبکہ نافرمانی کے لئے کوشش کی ہو

ولکم ما کسبتم

الکسب کمانا حاصل کرنا مصدر ف ک۔

(و مر شمار است آنچہ کسب میکردید اور تمہارے لئے ہے جو تم کمائے ہو)

ل، مظہر تخصیص و تملیک۔ ما، موصولہ

کسبتم، ماضی ج ح

ولا تسئلون

(و نہ پرسیدہ خواہید شد۔ اور نہ پوچھے جاؤ گے تم)

لا تسئلون، ماضی ج ح مجہول مصدر السّوال ف ض۔

عما کانوا یعملون

(از آنچہ کہ ایشاں میکردند۔ اس چیز سے جو وہ کیا کرتے تھے)

عن، بمعنی من اے مما۔ ما موصولہ

کانوا یعملون، کرتے رہتے تھے یا کرتے رہے تھے، ماضی استمراری ح ع العمل مصدر ک۔ ف۔

الترکیب

تلك، ... اسم اشارہ مذکورین بالا ابراہیم وغیرہم مشارٌ الیہ۔ مبتدا

امّۃ، .... موصوف

قد خلت، فعل مع الفاعل ذو الحال

لہا، ظرف مستقر خبر

ما کسبت، ... مبتدا

جملہ اسمیہ حال

جملہ فعلیہ بتاویل مفرد صفت

موصوف با صفت خبر

جملہ اسمیہ خبریہ

کرر للمبالغۃ فی التحذیر والزجر عن الافتخار بالآباء والاتکال علیہم وقیل الخطاب فیما سبق لہم وفی ہذہ الآیۃ لنا تحذیر عن الاقتداء بہم۔

و۔ لکم، ظرف مستقر متعلق ثابت خبر مقدم

ما، .... موصولہ

کسبتم، جملہ فعلیہ صلہ

مبتدا مؤخر

جملہ اسمیہ

ولا تسئلون، ... فعل با نائب فاعل

عن، حرف جار۔ ما، موصولہ

کانوا، فعل ناقص مع الاسم

یعملون، فعل مع الفاعل

ہ، ضمیر محذوف مفعول

جملہ فعلیہ خبر

جملہ صلہ

مجرور با جار ظرف لغو

مفعول با ظرف لغو

جملہ فعلیہ با کل سیبیہ معطوف بر ما معطوف

اے اذا کان الامر کذلك فلا

هؤلآء عن اعمالکم	تسئلون انتم عن اعمالهم ولا یسئلون

ف۱۔ تلک امۃ الخ آیت میں مکرر اُن لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے جو خاندانی نسبت اور قومی شرافت کے گھمنڈ پر کسب فضائل سے باز رہتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہین کہ ان کے بزرگوار اجداد کے گرامی اوصاف اور نیک عمل اُن کے تمام قومی افراد کی سعادت کے لئے کافی ہیں اور وہ انہیں کی بدولت دینی و دنیاوی مدارج پر ترقی کر سکتے ہیں۔ پس انہیں جان لینا چاہیئے کہ خاندانی شرافت اور آبائی عزت فی الواقع اگر کوئی مؤثر چیز ہوتی تو بنی اسرائیل سے سلسلہ نبوت و امامت کبھی ہرگز منقطع نہ ہوتا کیونکہ ان کے خاندان سے صدہا پیغمبر اور ہزارہا انکے جائز جانشین خلیفے بڑے بڑے زاہد و متقی اور علما و فضلا، بادشاہ و وزرا، مدبران ملک ہو گزرے ہیں۔ یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے جس سے عوام دہوکہ کھا جاتے ہیں۔ اسی اغوا پر یہود نے رسالت حضرت خاتم نبوت سے انکار کر دیا تھا اور اس مبارک کتاب کی تکذیب کی جو تمام کتب منزلہ کا لب لباب اور اُن کی مصدق ہے۔ اُن کے پاس سوائے اس خبط کے اور کوئی دلیل نہ تھی کہ وہ کہا کرتے تھے کہ رسالت و نبوت کی خلعت فاخرہ صرف ہمیں ہی کو زیب دیتی ہے اور ہم ہی اس مقدس تشریف کے مستحق ہیں ہمارے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص اس رُتبہ علیا پر ترقی نہیں کر سکتا کیونکہ ہم ہی یادگار نبوّت ہیں اور علم و فضل بھی ہمارے ہی خاندان میں منحصر ہے۔ پادشاہت وزارت اور تدبیر ملک کا اعزاز بھی

ہیں حاصل ہے" اور اسی سبب سے وہ غرور کے باعث راندۂ درگاہ ہو گئے
اور خلعت نبوت و تشریف امامت کے بجائے طوق لعنت و زنجیر ذلت
دارین انکے نصیب ہوئی (فَبَاءُو بغضب علیٰ غضب) چونکہ خود اُنکے
عمل اچھے نہ تھے اس لئے آبائی شرافت انکے کچھ کام نہ آئی۔
سلف صالح اور گذشتہ بزرگوار اجداد کی نسبت پر البتہ وہ شخص فخر کر سکتا
ہے جو اُن کی پیروی اور اُن کے مختار طریق پر ثابت قدم ہے اور
بالاستقلال اوصاف حمیدہ و محاسن جمیلہ کا مظہر بن کر اپنے اسلاف
کے نام کو روشن کرتا ہے اور خود ہادی امت و پیشوائے خلق کا خطاب
پاتا ہے۔ الغرض ہر ایک شخص کو بذاتہ نیک بننے کی سعی اور کوشش
کرنی چاہیئے۔ گذشتہ بزرگوں کے تذکرے اور ان کے سوانحات اس
اس غرض سے لکھے جاتے ہیں کہ اُن کے جانشین اپنے اولوالعزم
بزرگوں کے حالات کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ وہ کون سے ذرائع ہیں
جن کی سلسلہ جنبانی سے اُن بزرگوں نے عزت قرب و شرف حضور
حاصل کیا ہے تاکہ وہ اپنے بزرگوں کی مقبول چال پسندیدہ روش کو اپنا شعار
بنائیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ محض قصہ خوانی اور اسم شماری سے تضیع اوقات کے
سوائے دنیا و آخرت میں کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس ارشاد ہوتا ہے کہ ہر
ایک شخص کے لئے اپنے کمائے ہوئے عمل ہی دنیا و آخرت میں کار آمد
ہو سکتے ہیں۔ گذشتہ بزرگوں کے کارناموں سے اگر یہ عبرت نہ حاصل
کیجائے تو ان سے کوئی معتدبہ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ وہ جو کچھ کر گئے تھے اور جیسے

کہ تھے اپنے اپنے وقت پر آئے اور چلے گئے۔ جو کچھ انھوں نے کیا تھا وہ اس کو اپنے ساتھ لیگئے ہیں۔ اگر انھون نے اچھا کیا ہے تو آج اُس کے ثمروں سے خوشوقت ہیں اور اگر بُرا کیا ہے تو یاد رہے اُن کی برائی کی بازپرس تم سے ہرگز نہ ہوگی۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ پہلی آیت میں بنی اسرائیل مخاطب تھے اور یہ دوسری آیت اہل اسلام کی تنبیہ اور تحذیر کے لئے ہے تاکہ وہ بنی اسرائیل کے حالات کا مطالعہ کریں اور محض اسلاف کی شرافت پر بھروسہ کرکے خود بیکار و معطل نہ رہجائیں بلکہ ان کو چاہیئے کہ اپنے اولوالعزم بزرگان دین کی مقبول چال کو اپنا شعار بنائیں اور ان کی پیروی اور اطاعت کو اپنی سرخروئی اور کامیابی کی دلیل سمجھیں اور اپنے آپ کو "کنتم خیر امۃ" کے مصداق بنانے کی کوشش کریں۔۱۲

ھذا قد تم الجزء الاول بفضلہ والیہ المرجع والمآب، واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

اللّٰھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی اٰلہ وصحبہ وسلم

العبد محمد فتح الدین اٰزبر خوشابی ابن حکیم غلام محمد صاحب مرحوم حنفی القادری۔

خوشاب۔ پنجاب ضلع شاہ پور

رجب المرجب سنہ ۱۳۲۲ ہجری